تمھاری تاریخ سے بڑھ کر تمھارے لیئے کوئی معلّم نہین ہو سکتا

سیرۃ الفاروق

یعنے

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ ثانی کی

سوانح عُمری وحالاتِ خلافت

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

مولفہ

خاکسار سراج الدین احمد اڈیٹر سرمُور گزٹ وغیرہ

مطبوعہ مطبع بلالی ساڈھورہ باہتمام منشی محمد بلال صاحب

سنہ ۱۸۹۲ء

یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے مولف کے بلا اجازت کوئی نہ چھاپے

Marfat.com

135045

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ و عذرِ مولف

[illegible] میرے ذمہ ہو کہ مین نے خلفاء راشدین مین سے حضرت عمرؓ کو [illegible] کیون منتخب کیا ہے سب سے اول تو اِس کا جواب وہ خاص [illegible] گے جو مجھ کو پیش آئے اور جو مجھ کو اپنی استعداد سے بڑھ کر ایک ایسے [illegible] کی ترغیب دینے کا باعث ہوئے ہین اور جن کے لحاظ سے میرے اِس [illegible] انتخاب نہ رہے گا لیکن ہمارے زمانہ کے اسلامی مورخ نے خلفاء راشدین [illegible] منتخب کیا ہے تو ہماری اون اغراض کے لحاظ سے جو اس زمانہ مین [illegible] اور اسلام کی گذشتہ ترقیون اور عروج کے حالات پیش کرنے کی ہین [illegible] احمد خان صاحب کا یہ مقولہ ہمارے اِس قول کی تشریح [illegible] اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت تو شمار کرنا نہین چاہیے کیون کہ [illegible] کا زمانہ تھا اور وہی بالکل دخیل و منتظم تھے حضرت عمرؓ

[illegible] تعالیٰ [illegible] امن [illegible]

صلاح امت و اصلاح تمدن کے [illegible] تھا حضرت [illegible]

کے زمانۂ خلافت مین جو کچھ [illegible] خلافت کا اثر [illegible]

عثمان اون کی خلافت کا اخیر زمانہ [illegible]

جمہوری جس پر اس عالیشان محل کی بنیاد قائم [illegible] کے [illegible]

اور غدر ہونا اوس کا ایک ضروری نتیجہ تھا جو ہوا [illegible] علیہ السلام [illegible]

تو ایسی ابتر اور خراب ہو گئی تھی جس کا درست ہونا اگر ناممکن نہ تھا [illegible]

کی اصلاح مین جہان تک ممکن تھا کوشش کی گئی [illegible] تسلیم کی گئین [illegible]

اصلاح نہ ہوئی اور روز بروز خرابی بڑھتی گئی[1] سرسید کے اس قول [illegible]

کے تسلیم کرنے مین کوئی صحیح تاریخی واقعات کو جاننے والا ایک [illegible]

قول نقل کر سکتے ہین کہ "پیغمبر صلعم کے بعد اسلامی [illegible]

(greatest) رکھتے ہین کیون کہ اونہین کی [illegible]

اون کی دانائی۔ استقلال اور قوت اور جوش سے شام مصر اور ایران کی سلطنتین فتح [illegible]

سے ہمیشہ مسلمانون کے تسلط مین رہی ہین[2]۔ ہمارا اپنا تو یہ مقولہ ہے کہ [illegible]

شارع اسلام علیہ التحیات والسلام کی پاک تعلیم کے نتائج کی [illegible]

جو آیندہ نسلون کے واسطے ایک نظیر ہو دنیا کو دکھا دیا جائے اور وہ [illegible]

دکھلایا گیا۔

اون کا بزرگ نام اس قابل ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنی [illegible]

فخر کرے۔ مگر افسوس ہے ہزاران ہزار افسوس ہے [illegible]

معزز لقب دیا گیا تھا۔ مگر آخر اوس نے اپنے آپ کو اس لقب کے لائق [illegible]

---

[1] تصانیف احمدیہ جلد اول حصہ اول صفحہ ۴ [2] [illegible]

Marfat.com

[illegible] اوسے بخشے تھے اپنے آپ کو محروم کر لیا۔ بزرگان دین کے
[illegible] درکنار [illegible] کے ناموں کے ساتھ ایسے الفاظ کا استعمال کرنا اور اون کو
[illegible] اور حسن اخلاق کے خلاف ہین روا رکھے گئے ہین۔ صرف روا نہین رکھے
[illegible] پہنایا گیا ہے اور خود ہمارے لیے نہایت شرم کی بات ہے کہ کلمات
[illegible] دین کے حق مین استعمال کرنے کو فرائض مذہبی کا ایک ضروری جزو اور باعث
[illegible] ہماری بدبختی اور بدقسمتی کا ہے ورنہ یہان تک نوبت پہونچنے کے
[illegible] اسباب موجود تھے۔ صحیح اور اصلی واقعات پر غلطیون اور غلط فہمیون اور جوش مذہبی
[illegible] کا ایک اتنا بڑا انبار جمع کر دیا گیا ہے کہ اوس کو اٹھانے اور صحیح اور اصلی واقعات کے
[illegible] کی کوشش جس قدر کہ ایک کٹھن کام ہے اسی قدر حیرت انگیز ہوگی۔ سادہ اور سیدھے
[illegible] واقعات کے عجیب و غریب مطالب نکالے گئے ہین اور اون سے حیرتناک استدلال کیے گئے
[illegible] اور بیہودہ کہانیان جوڑی اور وضع کی گئی ہین جن کی غلطیون کو ثابت کرنے
[illegible] ایک مرنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔

اسلام دنیا مین اس غرض سے آیا تھا کہ دنیا کے تفرقون اور تمیزون اور دشمنیون کو مٹا کر محبت اور
[illegible] کے ایک ہی رنگ مین رنگ دے کل مومن اخوۃ کی دلکش صدا اوس کی پاک تعلیم کا دیباچہ تھا
[illegible] مسلمانون نے بہت جلد اوس بزرگ تعلیم کی طرف سے اپنی آنکھین بند کر لین اور اس پاک
[illegible] نہ اوٹھایا اور اوسی راستہ مین جس کے صاف اور روشن کرنے کے واسطے وہ
[illegible] کر پن کھا کر گر پڑے ہمارے ایک بزرگ عالم اسی کیفیت پر تاسف کرتے ہوئے
[illegible] کے ہر ایک فلسفیانہ طالب علم کو اس کیفیت سے اگر رنج نہ ہوگا تو حیرانی ضرور
[illegible] اسلام کے پاک نام کا محب ہے غم اور شرمندگی ہوگی۔ افسوس کہ تمام
[illegible] کے پھیلانے والا مذہب بھی اندرونی جھگڑون اور تفرقون سے
[illegible] دنیا کو امن اور راحت بخشنے کے واسطے آیا تھا غضبناک

Marfat.com

نفسانیون اور قوت و اقتدار کی پرحرارت خواہشون سے وہ خود ہی چیر پھاڑ کر [illegible] کیا
جن برائیون کی ہم مذہب عیسوی کی نسبت شکایت کرتے ہین کہ اوس مذہب [illegible]
اور انسانی ضروریات کے واسطے ناکافی ہونے سے پیدا ہوئین وہ اسلام مین [illegible]
اقتدار کی حرص اور لوگون کی انقلاب پسند طبائع اور اخلاقی قانون اور انتظام کی عدم پیروی سے
پیدا ہوئی ہین [1]"

اگرچہ ہر ایک تفرقہ اور ہر ایک اختلاف اور مخالفت پر افسوس ہے مگر اکثر اون مین سے
فروعی مسائل مین اختلاف اعتقادات سے پیدا ہوئی ہین اور سوائے جہلا کے اون کو کوئی ضرر
دینے والا نہین بنا سکتا سنیون مین حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ اور اون کے بہت سے چھوٹے
بڑے فرقہ اور اسی طرح شیعون کے چند در چند فرقہ زیدیہ۔ اسماعیلیہ۔ اثنا عشریہ یا امامیہ قیسانیہ
غالیہ جن مین سے بعض مین مذہبی اختلافات سے بڑھ کر تفرقہ ہین اور اون کے فرقہ ایک دوسرے
کے ساتھ کم و بیش رضامند ہین اور اپنے اختلافات کو مخالفتون تک بہت کم کھینچتے ہین لیکن
سنی اور شیعہ وہ مہیب اور خوفناک فرقے ہین جن کے درمیان اختلاف نہین ہے بل کہ دشمنی
اور مخالفت ہے مگر تعجب اور افسوس ہے کہ وہ دشمنی اور مخالفت جو کہ درحقیقت امور ملکی مین
اختلاف رائے ہونے سے جن کو مذہب سے کچھ تعلق نہ تھا پیدا ہوئی تھی مذہبی جامہ پہنا دی گئی
ہے۔ اور نجات ابدی کا دارومدار اوس پر کر لیا ہے۔ اس مخالفت کو جو صدیون تک ملکی
اختلاف رائے سے بڑھ کر کسی صورت مین کم ظاہر ہوئی تھی یہ مذہبی جامہ اوس وقت پہنایا گیا
جب کہ اوس کی ضرورت اور سودمندی کا وقت گذر چکا تھا اور اوس اختلاف کے اسباب ہی اٹھ
گئے تھے۔ مگر شاید واقعات کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا۔

اس زمانہ مین ہم کو اپنی اس بدبختی پر صرف افسوس کرنے پر قانع نہین ہونا چاہیئے
بل کہ علمی روشنی اور دانشمندی کے وقتون پر بھروسہ کر کے اس اختلاف اور مخالفت کے اسباب

[1] سپرٹ اوف اسلام مولفہ مولوی سید امیر علی صاحب صفحہ ۴۲۸

[illegible] کے سامنے پیش کرنے کے واسطے ظاہر کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اوس کو اوس کی
[illegible] حالت مین دیکھکر اوس کی اصلی وقعت سے زیادہ وقعت اوس کو نہ دین اور اون تفرقون
[illegible] کو مٹا کر جن کی صرف وراثت مین پانے کے سبب سے وہ حفاظت کرتے ہین اسلام
[illegible] مین باہمی اتفاق اور محبت پیدا کرین اور اسلام کی مبارک نسلین کہلانے کے مستحق ہون۔ یہ کام
[illegible] ہمارے زمانہ کے علما اور خیر خواہان قوم کی مستقل تصانیف کا کام ہونا چاہیے۔ ہم صرف چند لفظون
[illegible] مین اوس کی طرف اشارہ کرین گے۔

سنی اور شیعہ جو آج ہم کو دو مختلف الہیئت کشتیون مین سوار دکھائی دیتے ہین اور جن کو کہ
زمانہ کی مخالف ہواؤن نے ایک دوسرے سے اس قدر دور پھینک دیا ہے اور اس دوری ہی کے
باعث ایک دوسرے کو اون کی عادت اور طبیعت بنا دیا ہے درحقیقت ایک ہی بزرگ جہاز لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
کے سوار تھے۔ اور ایک ہی ملاح اور ناخدا کے سایۂ رحمت اور حفاظت مین دنیا کے اس پر طوفان
سمندر کو عبور کر کے نجات پانے والے تھے۔ حوادث زمانہ نے اس جہاز کے درمیان ایک بال کے
برابر سوراخ کر دیا جس نے اوس کے سوارون کو اوسی قدر فاصلہ پر دو حصون مین ایک دوسرے سے
ہٹا دیا۔ دور زمانہ دراز تک تنگاف کے اندازے کے موافق ایک دوسرے سے ہٹے ہوئے مگر
اسی جہاز پر سوار رہے یہان تک کہ اوس مخالف اور مضر عنصر کے جہاز مین کثرت سے بھر جانے
سے جہاز کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اگر سچ پوچھو تو جہاز ڈوب گیا جس کے ساتھ لاکھون اور کروڑون
[illegible] رسیدہ غرق ہو گئے۔ دو ٹکڑون پر جو بچ کے رہ گئے اون کے نام سنی اور شیعہ ہوئے۔
[illegible] کی طرح وہ ایک دوسرے سے فاصلہ پر رہتے ہین۔ اگر ایک دوسرے کی طرف کبھی
[illegible] ہین تو جنگ اور لڑائی کے لیئے۔ اون کو یاد ہی نہین رہا کہ وہ تو درحقیقت ایک ہی
[illegible] کے سوار ہین جن کو زمانہ کے حوادث نے جدا کر کے دشمن بنا دکھایا ہے۔

[illegible] سنی اور شیعہ کے درمیان کوئی مذہبی اختلاف ہے؟۔ کیا ایک سے زیادہ
[illegible] مین کسی کے پاس ہین؟۔ کیا ایک کی کتاب دوسرے کی کتاب سے مختلف ہے؟

کیا ایک ہی نبی کی وہ امت نہین ہین ؟۔ کیا [illegible]
ہین ؟۔ کیا اسلام کی پاک تعلیم مین اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمد
کوئی اور شہادت بھی شارع اسلام نے تعلیم کی تھی ؟۔ کیا انہین دونون
باعث نہین سمجھے ؟۔ کیا سرور کائنات صلعم کی تعلیم سے زیادہ کوئی تعلیم دان
کیا خاتم النبیین کے بعد کسی اور کو بھی ماننا اور کسی اور تعلیم پر ایمان لانا [illegible]
اور سنی ایک ہی خدا پر ایمان رکھنے والے اور ایک ہی فخر انبیا کی امت اور [illegible]
اسلام کے نام لیوا ہین تو اون کے درمیان مذہبی اختلاف کوئی نہین ہے۔ فروعی اختلاف عقاید
ہماری نجات کا مدار نہین ۔

شیعہ اور سنی کی باہمی مخالفت اور دشمنی کی تاریخ اگرچہ بہت دور پیچھے نہین ہے مگر اون کے
اختلاف کے آغاز کو زیادہ سے زیادہ ہم کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے زمانہ خلافت تک لے جانا
چاہیئے جب کہ اسلامی خلافت کے اتفاق اور یک جہتی مین زلزل آیا اور شام مین امیر معاویہ نے
ایک جدا سلطنت قائم کرلی اور وہ آنے والے سینکڑون برسون کے جھگڑے اور فساد اور کشت وخون
جن کی اس طرح پر بنیاد پڑگئی تھی آخر کار اسلامی خلافت کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا باعث ہوئے
حضرت علیؑ کے زمانۂ خلافت کے افسوسناک واقعات زندہ نہ رہے ہوتے اور اون کی تکالیف اور مشکلات
بہت کم نوحہ خوانی ہوتی اگر بنی فاطمہ خلافت کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوگئے ہوتے اور یزید اور
اوس کے عمال کے بے رحم۔ بے ترس۔ اور ظالم ہاتھون سے حضرت امام حسینؑ کی دردناک شہادت کا
عالم آشوب واقعہ نہ ہوا ہوتا جو محبان اہل بیت اور آل رسول کو قیامت تک خون کے آنسو رلانے کے
آیندہ تمام زمانہ مین بنی فاطمہ کی مسلسل ناکامیابیون اور جدیرداریون کے [illegible]
زندہ رکھنے اور اون کے راویون کے دردناک تذکرون کو موثر اور جگر خراش بنانے
کو بڑھانے مین مدد دی اور خونی تلوار کے زخمون کا بدلا تیغ زبان سے لینا
چارہ تھا ۔

Marfat.com

[illegible] کی ہم دردی اور محبت سے لبریز ہے اس پر غور کرتا ہے
[illegible] اور ان کا الزام کس پر لگایا جائے۔ یزید اور اوس کے عاملون
[illegible] کا مجرم اور ظلم کا مرتکب ٹھیرانے مین اوس کو کچھ دقت نہین پیش آتی۔ اوس کے ظلم
[illegible] کے واسطے وہ کوئی عذر نہین پیش کرسکتا۔ امیر معاویہ
[illegible] اور خلافت سے سرکشی کے جرم کا بھی وہ بہت جلد فیصلہ کرلیتا ہے اور پھر اس بغاوت کے
[illegible] سوچتا ہے اور حضرت عثمانؓ کی خلافت پر کمزوری اور بنی امیہ کی رعایت اور امیر معاویہ کو
[illegible] اور اقتدار بڑھانے کا موقع دینے کا الزام لگاتا ہے۔ لیکن یہان پہونچ کر بھی وہ بس نہین
کرتا اور اوس کا جوش اوس کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ناجائز ٹھہرانے اور اُن پر
غصب کا الزام لگانے تک پہونچا دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر حضرت علیؓ ابتدا ہی مین خلیفہ ہوگئے ہوتے
تو واقعات کی یہ صورت جو ایسے اندوہناک نتائج پیدا کرنے والی ہوئی پلٹ گئی ہوتی۔ ہم کو بھی اوس
کے ساتھ ہم دردی ہے مگر اوس کی اس غلط منطق پر حیرت اور تعجب بھی ہے۔ کسی ایک واقعہ کے
[illegible] اپنی بلند پروازی کرنا اور اون بزرگون پر الزام لگاتے جانا جن کے وقتون مین اون واقعات
[illegible] کو خواب و خیال بھی نہ تھا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان کی
[illegible] سلطنت کی بربادی کا افسوس کرتے ہوئے ہم بابر اور تیمور پر الزام لگادین کہ جس سلطنت نے
[illegible] ہونا تھا اوس کی بنا اونھون نے کیون ڈالی۔ وہ کون سی خلافت تھی جس کا کہ حضرت
[illegible] اور حضرت ابوبکرؓ کو غاصب ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا وہ عرب اور شام اور ایران اور مصر کی
[illegible] تھا۔ تاریخی واقعات کو آنکھ کھول کر دیکھنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خوشی
[illegible] اور خواہش سے خلافت حاصل کی یا اوس نازک موقعہ پر جب کہ
[illegible] جانے کے اسباب پیدا ہوگئے تھے مجبور ہوکر طوعاً و کرہاً اوس کو منظور کیا؟ اور جو
[illegible] اسلام پر احسان کیا۔ اسلامی خلافت اوس وقت کچھ عیش و
[illegible] کی دکان کو سونپ دی یا ایک بہت بڑی ذمہ داری اور جواب دہی کا

Marfat.com

کام سمجھ کر کوئی اوس کے منظور کرنے پر راضی نہین [illegible]
اب اوس کی وسعت کو دیکھو۔ تمام عرب مین ایک [illegible] دوسرے [illegible]
پھیل گئی تھی ایک مدینہ باقی تھا جس کا باغیون نے محاصرہ کیا ہوا تھا اور [illegible]
جان کے بچانے کی پڑ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر کی خلافت کا چند روزہ زمانہ اوس [illegible]
کے فرو کرنے مین گذر گیا۔

اون کی وفات کے وقت صرف عرب مسلمانون کا تھا۔ مگر ان آتشین عنصرون سے جو ہوا کے ایک جھونکے
سے ہمیشہ بھڑک اوٹھنے کو تیار تھے خالی نہین تھا۔ اگر اچھے نتائج اچھے سبب کے ہوتے ہین تو خلافت کا
حضرت عمرؓ ہی کے ہاتھون مین پہونچنا اسلام اور مسلمانون کے واسطے بہتر ہوا۔ اون کے قوی اور زبردست
ہاتھون نے نہ صرف اعراب کی بے چین اور پر شر طبائع کو قابو مین رکھا بلکہ شام مصر اور ایران یعنی قیصر اور
کسریٰ کی سلطنتین کی سلطنتین فتح ہو گئین اور وہ عظیم الشان اسلامی خلافت بن گئی جس کے حاصل
کرنے کی خواہشون اور کوششون نے پاک اور بزرگ جانون کے ساتھ دشمنی کی۔ پس حضرت ابوبکرؓ
اور حضرت عمرؓ پر کوئی الزام لگایا جا سکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انھون نے بغاوت اور مفسدہ کو
کیون فرو کیا اور کیون وہ اسلامی خلافت اور سلطنت پیدا کر دی جس کے حاصل کرنے کی کوششون نے
ایسے بڑے انقلاب دنیا مین پیدا کیے۔ غرض اگر اسباب دنیا کے بعض نتائج کی ناراضی کے سبب سے
اون کا الزام اون کے مسبب پر لگانا (معاذ اللہ منہا) درست ہے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ پر بھی
الزام لگانا جائز ہے ورنہ نہین۔ خود شیعون کے درمیان ان امور مین باہمی اختلاف ہے اور اسی
اختلاف پر مختلف فرقون کی بنا ہے۔ مثلاً فرقہ زیدیہ اصول انتخاب کو مانتے ہین اور [illegible]
ثلاثہ کی امامت کو درست جانتے ہین اور اسی اختلاف کے سبب سے روافض کے نام سے [illegible]
بعض فرقہ مثلاً سلیمانیہ اور صالحیہ پہلے دو خلفا کی امامت کو درست جانتے ہین [illegible]
سوائے حضرت علیؓ کے کسی کی امامت کو صحیح نہین سمجھتے اور جو ان سے بھی [illegible]
پہلے خلفاء ثلاثہ کو خلافت کا حق غصب کر لینے کے الزام پر برے الفاظ [illegible]

Marfat.com

[illegible] فرقون کی بناطلی امورمین اختلاف ہونے پر ہے اور مذہب سے
[illegible] زیدیہ اس اختلاف کے سبب سے جدا فرقہ ہوا ہے کہ وہ حضرت علیؓ
[illegible] امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت زین العابدینؒ کے بعد امامت کا مستحق اون کے
[illegible] بیٹے زید کو سمجھتے ہین اور اثنا عشریہ امام محمد باقر کو مانتے ہین ۔ ان بڑے فرقون کے جو آگے چھوٹے
[illegible] نکلے ہین وہ بھی اسی قسم کے اختلافات کے سبب سے جدا ہوئے ہین مثلاً زیدیہ کے چار
[illegible] فرقے ہین جارودیہ ۔ تبریہ ۔ اور سلیمانیہ ۔ اور صالحیہ ہین جنکو محمد نفس الزکیہ اور سلیمان ابن جریر
[illegible] وغیرہ کے راؤن اور استحقاق کے معاون ہونے کے سبب سے یہ نام دیے گئے ہین اور یہ آخری دو فرقہ
[illegible] خلفا کی خلافت کو درست سمجھتے ہین ۔

اسی طرح دوسرے فرقون کے آگے چند در چند فرقہ ہین ۔ مگر بڑا دھوکا یہی ہے کہ امور ملکی مین
مختلف الرائے ہونے اور مختلف بزرگون کو مستحق امامت اور اقتدار ملکی سمجھنے سے یہ سب فرقہ پیدا ہوئے
ہین اور جدا جدا مذہبی فرقہ بن گئے یا بنا لیے گئے ہین حالان کہ مذہب کو جس کا خلاصہ اور نجات کو
جس کا وسیلہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر ایمان لانا ہے ان زائد اعتقادون سے کچھ واسطہ نہ تھا

سنیون کے فرقہ شیعون کے فرقون سے مختلف قسم کے ہین شیعہ سب سے پہلے ایک
[illegible] اختلاف کے سبب سے جدا ہوئے اور آیندہ اسی قسم کے اختلافات کے سبب سے جو مختلف
[illegible] بزرگون کے نام سے سلطنت حاصل کرنے کی ناکام یاب یا جزوی کام یاب کوششون مین مصروف
[illegible] ہونے سے ہوئے اون کے جدا جدا فرقے ہوتے گئے ۔ اگرچہ مسائل فروعی مین اختلاف اجتہاد کے
[illegible] سبب سے بھی اون مین مختلف فرقے ہین مگر زیادہ ممتاز یہی فرقے ہین جو امور ملکی مین ایک دوسرے
[illegible] مختلف الرائے ہین سنیون کے فرقون کی تفریق مسائل اجتہادی کے اختلاف پر مبنی ہے
[illegible] اون کو حاصل تھی پس مختلف علما اور امامون کے اجتہاد کا معتقد ہونے کے سبب سے
[illegible] کے متعدد فرقے ہو گئے ۔

اب ہم ابتدائی خلافت کے استحقاق وغیرہ کی نسبت چند کلمات کہین گے ہر ایک عقل مند

Marfat.com

اور دانا شخص کو سب سے پہلے سر سید احمد خان صاحب [illegible]
ہین کہ "مذہب اہل سنت وجماعت اور شیعہ [illegible]
کے ہین اور مذہب خوارج مین جو عقائد حقیقین و اہل بیت [illegible]
اور اہل بیت کی نسبت ہین اون سے زیادہ [illegible]
چاہیے کہ "استحقاق خلافت آن حضرت صلعم کا [illegible] النبوۃ کسی کو [illegible]
فی النبوۃ تو محالات سے ہے باقی رہ گئی خلافت فی ابقاء صلاح امت و اصلاح [illegible]
ہر کسی کو استحقاق تھا جس کی چل گئی وہی خلیفہ ہو گیا۔ خلافت بعد آن حضرت صلعم کوئی [illegible]
نہ تھا نہ کسی شخص خاص کی خلافت اسلام کا کوئی جزو یا کوئی حکم تھا" اس کے بعد یہ بحث کرنی چاہیے
کہ خلافت کس کا حق تھا۔ مگر جس وقت ہم یہ بحث کرنے لگین اوس وقت پہلے ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا
کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین تمدن مین جو مختلف اصول استخلاف کے
ہین اون مین سے کون سے اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہین۔ انتخاب کی بنا پر یا وراثت کے
اصول پر۔ وراثت کا اصول عموماً ہمارے دلون پر قبضہ کیے ہوئے ہے اور اوسی کو مد نظر رکھ کر
ہم فیصلہ کرنے کی طرف مائل ہوتے ہین۔ وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آن حضرت صلعم کے
بعد دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکر کو تھا نہ حضرت عمر کو نہ حضرت عثمان کو نہ حضرت علی کو [illegible]
پہلے حضرت امام حسنؑ اور اون کے بعد حضرت امام حسینؑ کا حق تھا۔ اون کے بعد اون کی اولاد کا
بلاشبہہ عرب کے واسطے یہ سب سے بہتر اصول ہوتا اگر اس کو اختیار کر لیا جاتا مگر عرب مین
اوس وقت سیاست مدن کا جو طریقہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہور [illegible]
نہ پورا انتخابی تھا نہ موروثی۔ اسلام نے تو اس کی نسبت کوئی حکم نہین دیا تھا اور کوئی [illegible]
تھا۔ قدیم عرب اور خصوصاً حجاز مین جو طریقہ اسلام سے پہلے [illegible]
مساوات نے اوس کی تائید کی اور کسی قدر تبدیل صورت کے ساتھ [illegible]
پس اب جو فیصلہ ہم کو استحقاق خلافت کا کرنا چاہیے وہ اوسی [illegible]

Marfat.com

[illegible] امور دنیا کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا۔ اون کا پاک منصب اس سے
[illegible] اور رزم و غارت کے قدیم دستور کی وجہ سے اگر وہ مسلمانون کے درمیان امور دنیا مین
[illegible] ہوتے تو ضرور نہ ہوتے اور مسلمان ایسے امور مین اون کو اپنا مرجع نہ بنا لیتے تو آن حضرت
صلعم نبوی امور کے نظام وغیرہ مین کچھ دخل نہ دیتے۔ امور دنیا سے آن حضرت نے آخر اس درجہ
بےتعلقی ظاہر فرمائی کہ امور دنیا کے انتظام کے واسطے اپنے اصحاب مین سے کسی کو اپنا خلیفہ
یا جانشین مقرر کرنے سے بھی احتراز فرمایا۔

حضرت ابوبکر کے لیے نماز مین امامت کا حکم فرمایا جو مسلمانون کے امور کا مذہبی حصہ تھا۔ اور گو
اس سے اون کے امور دنیا مین خلیفہ ہونے کا پہلو نکلتا تھا مگر آن حضرت صلعم کا کوئی صریح فیصلہ اس امر کی
نسبت نہین تھا جو درحقیقت دانستہ اونھون نے نہ فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اوس وقت کوئی خاص اصول انتخاب وغیرہ کا
مدعی نہین رکھا گیا۔ حضرت سید المرسلین صلعم کی وفات کو چند ساعتین ہی گذری تھین اور اصحاب رسول آنحضرت
ابھی حضرت سرور کائنات کی تکفین و تدفین کی فکر کر رہے تھے کہ اون کے پاس خبر آئی کہ انصار یعنی
اصحاب مدینہ سقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو امیر
اور خلیفہ منتخب کرین۔ اسلام کا اتفاق اور یک جہتی معرض خطر مین پڑ گئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت
عمرؓ دو معزز خطرہ کے سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے اور حضرت ابوعبیدہ راستہ مین اون کے ساتھ
ہو لیے۔ انصار نے سعد بن عبادہ کو موسوم کر ہی لیا تھا۔ ابھی اوس کے ہاتھ پر بیعت نہین ہوئی تھی کہ
تینون اصحاب جو انصار مین پہونچ گئے اور بیعت وقت کے بعد اون کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے مین
کامیاب ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابوعبیدہ مین سے
کسی کو خلیفہ منتخب کرین اور حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ نہین حضرت ابوبکرؓ اس کے لائق ہین اون
کی نسبت [illegible] اور حضرت عثمان وہان موجود ہوتے تو وہ بھی ایک دوسرے کی نسبت

Marfat.com

یہی کہتے اور خود اوس بوجھ کے اٹھانے پر راضی نہ ہوتے جانے کہ در خوا
اوس وقت رفع تفریق اور اختلاف کے واسطے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھون
انصار خزرج کی مثال کی پیروی کی اور آخر عام طور پر اون کے ہاتھ پر بیعت ہوگئی حضرت
زمانۂ خلافت بغاوت اور فساد کے دفع کرنے مین گذر گیا جس مین تمام اصحاب رسول اللہ دل وجان سے
شریک تھے اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت ابوبکر کو حضرت عمرؓ سے سب سے زیادہ مدد ملی اون کی رائے
اور قوت کے سب قائل تھے حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت اون کو اپنا جانشین موسوم کیا اور
مسلمانون سے بیعت کرائی حضرت ابوبکرؓ کے اِس انتخاب کی عمدگی حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت کی کامیابی
سے ظاہر ہے جس مین حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور تمام اصحاب رسول اللہ شریک اور مشیر اور صلاح
کار اور معاون اور معین تھے حضرت عمرؓ کو اپنی ناگہانی وفات کے باعث اپنی جانشینی کے متعلق کوئی
قطعی اور قابل اطمینان فیصلہ کرنے کا موقع نہین ملا۔ انھون نے اصحاب رسول اللہ مین سے چھ
شخصون حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ عبدالرحمن۔ سعد۔ زبیر۔ اور طلحہ کو ایک شخص کو خلیفہ منتخب کرنے
کے واسطے اس خیال سے مقرر کیا کہ اِن سب کے اتفاق اور تائید سے جو خلیفہ ہوگا اوس کی نسبت
پھر کوئی جھگڑا اور اختلاف نہ ہوگا حضرت علیؓ ایک گونہ شخصی خلافت کے خواہشمند تھے وہ منتخب
نہ ہوئے اور حضرت عثمان منتخب ہوئے حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین لوگون کی طبیعت کی نرمی اور انتظام
خلافت مین نرم اور کم زور ہاتھ سے کام لینے سے سیاست مدن اور انتظام سلطنت کے تمام اصول
درہم برہم ہوگئے۔ اور آخر حضرت عثمانؓ مسلمانون کے بے رحم ہاتھون سے ذبح کیے گئے اور اون
کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔ حضرت علیؑ اون کے جانشین ہوئے حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے والون
کے قاتلون سے بدلا لینے کے واسطے بغاوت ہوئی اور امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کی خلافت
تسلیم کرنے سے بہ ظاہر اسی وجہ سے انکار کیا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلون سے بدلا لیا
حضرت علیؓ اس پر قادر نہین تھے۔ اعراب کو فوج کو اپنا مخالف بنا لینا جن مین حضرت عثمانؓ کے
قاتل بھی تھے حضرت علیؑ نے اُس وقت تک جب تک کہ اون کی خلافت کو [illegible]

Marfat.com

[illegible] بدلا نہ لیا گیا امیر معاویہ کو شام مین اپنی جدا خلافت قائم کر لینے کا یہ عذر ہو گیا اور
[illegible] باہم صلح اور صفائی ہونے کی کوششین بے سود ثابت ہوئین اور ہتھیار اُٹھانے تک
نوبت پہونچی۔ اگرچہ جمل کی لڑائی مین پہلے مسلمان مسلمانون کے خلاف ہتھیار اُٹھا چکے تھے مگر اتنی
بڑی چون خوار لڑائی جس مین صفین پر چالیس ہزار مسلمان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ پہلی ہی
تھی۔ حضرت علیؑ کو فتح حاصل ہو گئی تھی اگر عمرو بن العاص کی خطرناک حکمت اپنا کام نہ کر گئی ہوتی۔ طرفین
سے ایک ایک شخص حضرت علیؑ اور امیر معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے واسطے منصف مقرر کیا گیا۔
ابو موسیٰ حضرت علیؑ کی طرف سے اور عمرو بن العاص امیر معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ
کی سادگی سے فائدہ اُٹھا کر اوس سے کہلا دیا کہ حضرت علیؑ اور امیر معاویہ دونون خلافت سے
معزول کر دیے جائین اور خود اوس نے ابو موسیٰ کی توقع کے خلاف امیر معاویہ کو خلیفہ پکار دیا۔
ایسی حکمت اور تدبیر سے حضرت علیؑ اپنے حق سے معزول نہین کیے جا سکتے تھے۔ وہ کوفہ مین جس کو
اونھون نے مدینہ کو چھوڑ کر دار الخلافت بنایا تھا خلیفہ رہے۔ شام اگرچہ ایک خود مختار اور جداگانہ صوبہ
بن گیا تھا مگر حضرت علیؑ شام کو فتح کرنے کے واسطے پھر تلوار سے کام لینا چاہتے تھے لیکن کوفہ کے اعراب نے
جن کی بے ضبط اور سرکش طبائع کو حضرت علیؑ کی ابتدائی مصلحت اور نرمی نے جو اُنھون نے حضرت عثمان کے
خون کا بدلا نہ لینے بل کہ اون کے قاتلون کے سرگروہ مالک بن اشتر کو اپنی فوج کا سردار بنا دینے سے ظاہر کی
تھی اور بھی گستاخ کر دیا تھا اور اونھون نے اون کا ساتھ دینے مین پس و پیش کی اور حضرت علیؑ اپنے اِس
[illegible] دینے پر مجبور ہوے۔ پچھلے دنون مین اون کو مصر کی اون کی خلافت سے علیحدگی کا رنج برداشت
[illegible] آخر اون کی پاک زندگی کا ایک خوارج کی زہر آلود خنجر نے خاتمہ کر دیا جس نے اپنی گہری
[illegible] امیر معاویہ اور عمرو بن العاص امیر مصر کو بھی اوسی روز دو مقرر کیے ہوے شخصون سے قتل
[illegible] مگر امیر معاویہ اپنے قاتل سے زخمی ہو کر اور عمرو بن العاص صاف بچ گئے تھے۔ حضرت
[illegible] رسول اللہ سے اس فتنہ اور فساد کے دور کر دینے کے واسطے تمام خلافت امیر معاویہ
[illegible] خود گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اور اوس کے بعد بہت مدت تک اس دار فانی مین

زندہ نہ رہے۔ امیر معاویہ نے دنیاداری اور دنیا پرستی کی بنا پر اپنے بیٹے یزید کو
اور اوس کے ہاتھون پر بیعت کرانے سے دیا جس کا نام ہے کہ تا قیامت حسین کے نانا
رسول اللہ پر ظلم ہونے کے پر درد واقعہ کا داغ قیامت تک نہ اوٹھے گا۔

یہ وہ تاریخی واقعات ہین جو چند الفاظ مین ہم نے بیان کر دیئے ہین اور جو مسلمانون مین ایسی خوفناک مخالفت اور تفریق پیدا کرنے کا باعث ہوئے ہین۔ ان کے درمیان وہ صدہا واقعات ہین جن مین بہت کچھ گفت وگو گنجائش ہے۔ مگر حاشا جو ہم اوس کی طرف متوجہ ہون۔ درحقیقت خلفاء اربعہ کی نسبت افضل اور مفضول کی بحث کرنے سے زیادہ لغو اور بیہودہ کوئی مباحثہ نہین ہے اور درحقیقت کوئی ضرورت اور کوئی فائدہ اس سے نہین ہے سرسید کے اس قول سے بہتر کچھ نہین کہا جاسکتا کہ "مقدم خلیفہ ہونے مین کوئی وجہ افضلیت تھی نہ موخر خلیفہ ہونے مین کوئی وجہ مفضلیت۔ یہ تمام واقعات اسی طرح پر واقعہ ہوئے تھے جیسے کہ ہمیشہ دنیا مین واقعہ ہوتے ہین اسلام سے ان واقعات کو کچھ تعلق نہ تھا کسی کو غاصب اور کسی کو برحق بلافصل کہنا لغو باتین ہین"۔ افضلیت کے مباحث مین جو دلائل اور وجہات استعمال کیے جاتے ہین وہ اور بھی حیرت انگیز ہین۔ تقرب الی اللہ۔ تقرب رسول اللہ اور خدمات اسلام۔ اون کو معیار افضلیت قرار دینا سب سے پہلی غلطی ہے تقرب الی اللہ اور تقرب رسول اللہ جس سے مطلب ہمارا روحانی تقرب ہے ان کے تولنے کے واسطے ہمارے پاس کوئی ترازو نہین ہے جس سے ہم ایک کے اعمال کو بھاری اور ایک کو ہلکا ٹھہرا سکین۔ خدمات اسلام مین بھی اون کے حالات اور حیثیتین مختلف ہین کسی کی قوت سے اسلام کو قوت ہوئی کسی نے مصائب مین ساتھ دیا کسی نے مال سے اور کسی نے جان سے خدمت کی درحقیقت اسلام پر اپنی جانین قربان کرنے کے لیئے یکسان تیار تھے۔ جس طرح کے امتحان مین ڈالا گیا اسی طرح اس نے اپنے آپ کو اب اس سے ایک کی ترجیح اور فضلیت کی بحث کرنا کیسا فضول کام ہے۔ اسلام لانے مین بھی کوئی وجہ فضلیت نہین تھی۔ جناب رسول اللہ نے اون کی خدمات اور قابلیت کو دیکھ دیکھ کر مختلف اوقات اور مختلف مواقع پر اون کی تعریف مین کلمات ارشاد فرمائے ہین

Marfat.com

[illegible] ہے جب ہے کہ اس زمانہ کے بزرگ علما کو بھی ہم
[illegible] سے ایک کو دوسرے سے افضل ٹھہراتے اور مستحق
[illegible] سے بڑھ کر نادانی کی بات کوئی نہین ہوسکتی بفرض محال ہم
[illegible] ایک کی دوسرے پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوسکتا
[illegible] اور خدمات اسلام مین ایک دوسرے سے افضل تھا لیکن
[illegible] ہوسکتی ہے۔ کیا وہ خدا کی عبادت اور خدا کی پرستش اور
[illegible] خدمت دنیا حاصل کرنے کی توقع سے کرتے تھے۔ کیا رسول اللہ کے
[illegible] جو اونھون نے اون کے مناقب مین فرمائے ہین دنیا کی دولت اور
[illegible] سمجھتے
[illegible] کے تقرب الی اللہ یا تقرب رسول اللہ یا خدمات اسلام مین افضل ہونے سے اون کو دنیوی
[illegible] خلافت کا مستحق ٹھہرانا گویا اون پر دین فروشی کا الزام لگانا ہے جس سے بڑھ کر کوئی نالائقی نہین ہے
[illegible] کے ساتھ جو اون کو رشتہ اور قرابتین تھین وہ بھی ایک حیثیت کی نہین تھین رشتہ مین کوئی
[illegible] داماد تھا۔ ان مختلف حیثیتون سے کسی کی افضلیت نہین ثابت کی جاسکتی۔ اس کے
[illegible] نے بعض خاص شرائط اور قواعد استحقاق خلافت کے واسطے مقرر کیے ہین۔ مگر
[illegible] اوس وقت مقرر کیے گئے ہین جب کہ اسلامی خلافت دنیا سے گذر چکی تھی اور اس کے
[illegible] بھی عجیب ہے کہ ایک شخص صدیون پہلے کے گذرے ہوئے واقعات کی اصلاح
[illegible] اور عرب کے اوس زمانہ کے سیاست مدن کی خلیطان خلفا کی
[illegible] ہم بھی مان لیتے ہین کہ بے شک استحقاق خلافت کے
[illegible] گر اس سے فائدہ۔
[illegible] حیرت انگیز امر دیکھتے ہین جو صرف حیرت انگیز اور تعجب خیز ہی
[illegible] مسلمان اون کو دیکھ کر اور سن کر روئے اور فریاد کرے اور سر پیٹے

Marfat.com

کہ دنیا کے جھگڑون نے اون پاک [illegible]
علمانے (ہم اون کو علما اون کے ادب کے [illegible]
جنھون نے مسلمانون کے درمیان تفرقہ اور فساد پیدا کرنے کے واسطے
سلسلہ احادیث اور روایات کا پیدا کیا ہے جس مین اونھون نے یہ بیان کیا ہے
رسول اللہ صلعم کے دلون مین دشمنی اور کینہ اور بغض اور عداوت اور ایک دوسرے
نفاق تھا یہان تک کہ اون کا اسلام ہی نفاق تھا۔ جناب رسول اللہ کے ساتھ بھی دو منافق رہا کرتے
تھے اور اون کے آزار کے درپے تھے اور در پردہ دشمن رہتے تھے اور اسی بنا پر اونھون نے آنحضرت کے
دین کی نسبت کافر اور مرتد اور منافق کے لفظ استعمال کرنے کی جرأت کی ہے۔ درحقیقت ایک مسلمان
کے روبرو جو ایک ذرہ کے برابر بھی عقل رکھتا ہے ایسی نالائق باتون کا جواب دینے کی کوشش کرنا
بجاے خود حماقت ہے۔ اب ایسے سادہ لوح لوگون کا زمانہ گذر گیا ہے جن پر اس قسم کی لغو اور بیہودہ
روایتون اور تدبیرون کا جادو چل جاتا تھا اور وہ اون کو سچ مان لیتے تھے یا اون سے متاثر ہوتے تھے
ایک واقعہ ہم بطور مثال کے بیان کرتے ہین۔ اصحاب کبار رسول اللہ صلعم کے درمیان جو برادری
اور محبت اور اخلاق اور اتحاد تھا اوس کے رو سے یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کہ اون کے
درمیان رشتہ اور قرابتین ہون۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین حضرت علیؓ کے بیٹے
حضرت ام کلثوم سے جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھین نکاح کیا تھا۔ جو لوگ اون بزرگان دین کے
درمیان دشمنی اور عداوت کا ہونا بیان کرتے ہین اور اصحاب کبار کو معاذ اللہ منہا کافر اور منافق اور
مرتد کہتے ہین اونھون نے اِس واقعہ سے انکار کرنے کی عجیب و غریب کوششین کی ہین۔ بعض نے اس
نکاح کے ہونے سے سرے سے انکار کیا ہے۔ کوئی ام کلثوم کے بنت مرتضوی ہونے سے
کسی نے نکاح پر غصب کا اطلاق کیا ہے۔ کوئی بعد نکاح ہونے کے عدم بستری
اور بعض یہ عجیب بات کہتے ہین کہ ایک جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم حضرت عمر
بعض اِس سے بھی زیادہ عجیب بات کہتے ہین کہ ابتدای مین جب حضرت

Marfat.com

[illegible] کی شکل بن کر آئی تھی نکاح کرا دیا بعض اس کو حضرت علی کا انتہا [illegible] ہین۔ بعض اس کو تقیہ بیان کرتے ہین۔ مگر اوس سیدھے سادے [illegible] کہانیان لغو اور بیہودہ ہین۔

اس قسم کی غلط اور جھوٹی روایتون کے پھیلانے اور ایجاد کرنے سے مطلب یہ تھا کہ اون کے [illegible] والون کو اصحاب کبار کے برا سمجھنے اور اون کے حق مین ناشایستہ الفاظ استعمال کرنے کی جرأت ہو اور ان کی اصلیت ہم ایک واقعہ سے بہ طور مثال کے سمجھ سکتے ہین سر سید احمد خان صاحب [illegible] ہین کہ "ایک میرے نہایت دوست شیعہ مذہب تھے اون کے ہان ایک چھوٹا بچہ تھا جس کو ایک بکری کا بچہ پال دیا تھا اور وہ خوب اوس سے ہل گیا تھا۔ ایک دن اوس بکری کے بچہ کو ذبح کر ڈالا۔ اور وہ چھوٹا بچہ خوب رویا اوس کے باوا نے اوس سے کہا کہ عمرؓ یہ کام کر گیا ہے وہ بچہ عمرؓ کو برا بھلا کہتا تھا۔ یہ کام صرف اس لیے کیا تھا کہ بچپن ہی سے اوس کے دل مین عمرؓ کی عداوت اور ان کے نام سے نفرت پیدا ہو" یہی اصلیت اون روایتون اور کہانیون کی ہے جن مین اصحاب کے درمیان باہمی دشمنی اور عداوت ہونا بیان کیا جاتا ہے اور جن پر مذہب کا مدار ہو گیا ہے اور جزو مذہب بنالی گئی ہین۔

جیسے کہ شیعون مین جھوٹی اور غلط روایتین اور حدیثین بنائی گئی ہین اسی طرح سنیون مین بھی جھوٹی اور وضعی حدیثین وضع کی گئی ہین جن مین اول حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے کا بیان آن حضرت صلعم سے منسوب کیا گیا ہے بلاشبہہ یہ حدیثین اس وقت وضع کی گئی ہین جب کہ اون کے موضوع اس دنیا سے رحلت فرما گئے تھے۔ مگر دونون فرقون کی وضعی حدیثون مین اتنا فرق ہے کہ شیعون کی حدیثین اور روایتین فتنہ اور فساد پیدا کرنے والی تھین [illegible] کی شر اور فساد کو مٹانے کی غرض سے دروغ مصلحت آمیز کی مانند تھین مگر اہل بصیرت کے [illegible] پہلے قسم کی روایتون کی اب کچھ وقعت ہوگی اور نہ دوسری قسم کی احادیث کی کوئی ضرورت [illegible] رسول اللہ باہم شیر و شکر کی طرح تھے اور ایک حدیث سے جو نہایت سچی ہے اوس کا اندازہ

Marfat.com

کیا جاسکتا ہے کہ اُن حضرت صلعم کی وفات کے [illegible]
متفکر بیٹھا ہوا تھا حضرت عمرؓ ہمارے پاس سے گذرے اور سلام کیا۔ مین نے [illegible]
سلام نہ سنا اور جواب نہ دیا حضرت عمرؓ نے اِس کی شکایت ابوبکر کے پاس کی وہ یہ سن کر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونون میرے پاس آئے اور سلام علیک کہکر حضرت ابوبکر نے
اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیون نہین دیا پہلے تو مین نے کہا کہ اونھون نے سلام نہین کیا تھا
فکر مین مستغرق ہونے کے عذر سے معافی چاہی۔ یہ حال تھا اون بزرگان دین کا کہ اِس قسم کی دنیاوی
بات کو گوارا نہین کرتے تھے چہ جائے کہ اون مین بغض اور عداوت ہون۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین حضرت علیؓ اون کے دست و بازو اور معین
اور مشیر اور صلاح کار تھے۔ رتبہ مین وہ ایک دوسرے کے مساوی اور مساویانہ برتاؤ کرتے تھے
حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت مین ایک دِن کسی مسئلہ مین کچھ دریافت کرنے کے لیے حضرت علیؓ کے
مکان پر گئے۔ اور آدمی بھی ساتھ تھے۔ جب وہان پہونچے تو حضرت علیؓ نے کہا یا امیر المومنین جا
اور اون کی بات سن کر فرمایا کہ آپ نے مجھے وہین کیون نہ بلا لیا حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مین خود آنے کو
اچھا سمجھتا ہون[1]۔

حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے حضرت عمرؓ کو اس درجہ محبت تھی کہ اپنی اولاد سے نہ تھی۔ کبھی
دن نہ دیکھتے تھے تو چین نہین پرتی تھی اون کے حالات سے یہ بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ اگر یہ ایک
لمحہ کے واسطے بھی سچ مان لیا جائے کہ اصحاب کبار کے درمیان باہم دشمنی اور عداوت تھی تو درحقیقت
یہ اسلام اور شارع اسلام کی تعلیم پر ایک الزام اور سخت حملہ ہے۔

اگر اسلام یہی تھا اور اوس کی تعلیم یہی تھی کہ وہ مسلمانون کے مزاج اون سب سے پہلے
مسلمانون کو جنھون نے خود حضرت سے کائنات سے تعلیم پائی تھی سوائے بداخلاقی کے [illegible]
اور اوس اخوت اور برادری کی بجائے جس کی وہ تعلیم کرتا تھا بغض اور عداوت [illegible]
مین پیدا کرتا رہا تو ایسے اسلام کو سلام ہے۔ ایسا اسلام ایک لمحہ کے واسطے [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب خصوف وسلوک۔

Marfat.com

ہے اور [illegible] کسی مرض کی دوا ہو سکتا ہے ۔ مگر خدا کی قسم ہے کہ اسلام کسی ایسے [illegible] زبان سے نکلا ہے ۔

خلافت حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے نزدیک ایسی تھی کہ خوشی سے اوس کو منظور نہین کیا اور [illegible] سے اوس کو چھوڑا نہین ۔ اوس کو اتنا بڑا ذمہ داری اور جواب دہی کا کام سمجھتے تھے کہ بسا اوقات خوف خدا سے روتے تھے ۔ خلافت سے جو اونھون نے حظ اور آرام اوٹھایا وہ اون کے حالات سے معلوم ہو جاوے گا ۔ انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ "خلافت کی ذمہ داری کا حضرت عمرؓ کی طبیعت پر اتنا بوجھ تھا کہ اون کو یہ کہتے ہوئے لوگ سنتے تھے کہ "کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی اور کاش مین ایک گھاس کا تنکا ہوتا[1]"

اب یہ بات کہ خلفا سے امور خلافت مین غلطیان ہوئی ہین یا نہین کچھ شور وغل اور بحث کرنے کے لائق بات نہین ہے ۔ انسان غلطی کرتا ہے اور اون سے بھی غلطیان سرزد ہوئی ہون گی ۔

سرسید احمد خان صاحب لکھتے ہین کہ "مطاعن صحابہ ایک ایسا لغو اور بیہودہ اور جھوٹا کام ہے جس کے برابر دنیا مین دوسرا نالائق کام نہین ہے ۔ نہ ہمارے پاس صحیح صحیح واقعات موجود ہین جو یقین کے لائق ہون اور اگر بالفرض واقعات بھی ہون تو وہ کیفیت اور حالات جن پر باہم صحابہ کے مشاجرات واقع ہوئے ہرگز ہماری آنکھ کے سامنے نہین ہین پس جو لوگ صحابہ کے مطاعن پر بحث کرتے ہین وہ بلا کافی شہادت اور بلا موجودگی روئداد کے اپنا فیصلہ قائم کرتے ہین علاوہ اس کے انسان سے غلطی اور خطا کا واقع ہونا خصوصاً ایک ایسی بڑی سلطنت کے انتظام مین جو صحابہ کے ہاتھ مین تھی ایک ایسا امر ہے جو ناگزیر ہے صحابہ معصوم نہ تھے اگر بالفرض اون سے غلطیان واقع ہوئی ہین تو کیا آفت ہوئی اور کیون بری سمجھی جائین ۔ اگر انھین روایتون پر جو موجود ہین جنکی چھان بین کا مدار ہو تو اوس نکتہ چینی سے نہ حضرت علیؓ مرتضیٰ بچتے ہین نہ خلفاء ثلاثہ ۔ اور ہم تو [illegible] تسلیم کر لینے ان نکتہ چینیون کے جو خوارج و نواصب اور شیعہ اون بزرگون کی نسبت پیش [illegible] سے کسی بزرگ کو برا اور بدخیال نہین کرتے ۔ وہ تمام واقعات ایسے ہی ہین

جو دنیا مین ہمیشہ پیش آتے ہین وہ ہوئے ہون یا نہ ہوئے ہون [illegible]
کی بزرگی مین کچھ نقصان لازم آتا ہے اور نہ مذہب اسلام کو اون سے کچھ تعلق [illegible]
علما کی رائے نہایت قابل قدر ہے جو ان مباحث کی اجازت نہین دیتے اور اون [illegible]
اختیار کرنا بہتر سمجھتے ہین۔ اگر مخالفت اور نکتہ چینی کو اصول بنا کر کسی کی طرف دیکھا جائے [illegible]
دنیا مین نہین بچ سکتا خود حضرت فخر انبیا کی ذات پاک مخالفین کی نکتہ چینی سے نہین بچی اور جس حال مین
کہ خلفا کے حالات کو مذہب اسلام سے کچھ تعلق نہین ہے۔ پس اون کے حالات سے بحث کرنا اور اسلام
مین تفرقہ ڈالنا نہایت نقصان دینے والا امر ہے۔ بقول سر سید احمد خان صاحب کے کہ جو امور مذہب
اسلام سے علاقہ رکھ سکتے تھے وہ آن حضرت صلعم کے بعد ختم ہو گئے اور جو واقعات اون کے بعد ہوئے
اون کو مذہب اسلام سے کچھ تعلق نہین ہے نہ وہ مذہب اسلام کے جزو ہین۔ نہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمد الرسول اللہ کے بعد اشہد ان ابا بکر الصدیق اول خلیفہ رسول اللہ کہنا ہمارا جزو ایمان ہے
اور نہ اشہد ان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فاصلۃ ماننا ہم کو ضرور ہے۔ بل کہ اسلام کے لیے
پہلے ہی دو تشہد کافی ہین "

سنی اور شیعہ کے اختلاف کے تاریخی حالات کو جو محض ملکی امور اور واقعات پر مبنی تھا اور رفتہ رفتہ
مخالفت اور دشمنی کی صورت پکڑ گیا اور اس بات کو کہ مسلمانون کو اس سے کس قدر نقصان پہونچا
ہم بہت اختصار کے ساتھ بیان کرین گے۔ زیادہ تفصیل سے بیان کرنے کی گنجائش نہین ہے۔

اسلام نے تو کوئی اس قسم کا اختلاف اور تفرقہ پیدا نہین کیا تھا۔ بل کہ اوس کا کام تو دنیا کے
تمام تفرقون کو مٹانا تھا اور اوس نے اپنی وسعت کے اندر مٹا دیے تھے۔ پہلے دونو خلفا کے زمانہ
خلافت مین بھی اس قسم کے کسی تفرقہ کو تعلق نہین ہے۔ حضرت عثمان رض کی خلافت مین ان
واقعات کی بنیاد رکھی گئی کہ امیر معاویہ کو اس قدر اقتدار اور قوت حاصل ہو گئی کہ حضرت [illegible]
قتل کا بدلا لینے کے عذر سے خلافت سے بغاوت کرین۔ اس مین بھی کچھ شبہ نہین [illegible]
عثمان رض کے قتل کے واقعہ اور اوس کا بدلا نہ لیے جانے نے ایسے اشتعال کے اسباب [illegible]

Marfat.com

[illegible] پورا کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ورنہ امیر معاویہ کی اہلی خوبیوں
[illegible] عمرو بن العاص کی حیلہ ساز طبیعت نے امیر معاویہ کی
[illegible] کہ کوئی بڑی سے بڑی فوج بھی نہیں کر سکتی تھی حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت کو
[illegible] کے درمیان خونریزی اور شام کی اور مصر کی خلافت سے علیحدگی کو دیکھنا
[illegible] کوفہ کو دارالخلافہ بنانے کا نتیجہ اچھا نہ پیدا ہوا کوفہ کی اقوام اعراب نے بجائے
[illegible] کہ حضرت علیؓ کی خلافت کو اپنے درمیان دیکھنے پر فخر و ناز کرتے بہت بے اعتنائی اور
[illegible] کی مخالفت ظاہر کی۔ اون کی بے اعتنائی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جب
[illegible] کے گذر جانے کے بعد حضرت علیؓ کی تعظیم اور تکریم اور امامت وغیرہ کے عجیب و غریب خیالات کا
جوش پیدا ہوا تو حضرت علیؓ کے مدفن اور مقبرہ کا بھی کوئی نشان نہ بتا سکا۔

بنی امیہ کی خلافت کے ساتھ دنیا طلبی اور قوت و اقتدار اور غلبہ کی خواہش اور ہوس کا زمانہ
شروع ہوا۔ امیر معاویہ کو حضرت امام حسنؓ کو خلافت سے محروم کر کے تمام مفتوحہ ممالک پر اپنا تسلط
جمانے کا موقعہ مل گیا اپنے بیٹے یزید کو بہ ظاہر رفع شر کے بہانہ سے صرف اپنا جانشین ہی نہ مقرر کیا
بلکہ کیا جاتا ہے کہ اوس کو وصیت کی کہ تین شخصوں کی طرف سے مدعی خلافت ہیں ہوشیار رہے
عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیر اور حضرت امام حسینؓ کی طرف اوس کا اشارہ تھا عبداللہ بن عمرؓ
کی طرف تو امیر معاویہ کا شبہہ درست نہیں تھا۔ وہ دنیا کی کوئی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ
جب بیعت چاہی تو عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباس نے فوراً بیعت کر لی عبداللہ بن زبیر
امام حسینؓ نے بیعت نہ کی اور مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ اِس کے بعد حضرت امام حسینؓ کی
[illegible] واقعہ ہوا جس نے گو بہ ظاہر ایک مستحق خلافت کو ایسے ظلم اور بیرحمی سے
[illegible] کی حکومت کو بے جڑ کر دیا مگر درحقیقت بنی امیہ کی خلافت کی بیخ کنی کے واسطے
[illegible] کر دیا۔ کوئی فوج اور کوئی تلوار بنی امیہ کی بربادی کے واسطے اتنا کام
[illegible] کربلا کے المناک واقعہ نے کیا۔ اہل بیت کے استحقاق کی طرف

Marfat.com

اس وقت تک جو ایک بے اعتنائی اور بے پروائی کا اظہار کیا بدلا لینے کے جوش سے مبدل ہوگیا۔ عبداللہ بن زبیر نے جس کی نسبت خیال دعوی خلافت کو بلا مزاحمت پیش کرنے اور حضرت امام حسینؓ کے دعووں کی واسطے دانستہ حضرت امام حسینؓ کو کوفہ جانے کی رائے دی تھی اب شہدائے کربلا کے واسطے علم اوٹھایا۔ اِس کا نتیجہ مکہ اور مدینہ مین خرابی خون ریزی۔ کعبہ کی تباہی اور انصار کی بربادی اور جور برداری کے سوا فی الحال کچھ نہ پیدا ہوا۔ ابن زبیر کی مکہ اور مدینہ مین گو خلافت تسلیم ہوگئی مگر انجام اوس کا بھی کچھ اچھا نہ ہوا۔ مختار نے عبدالملک کی خلافت مین شہدائے کربلا کا بدلا لیا۔ اور اگر آیندہ دنیا طلبی اور دنیا پرستی کی اغراض کے واسطے شہدائے کربلا کا بدلا ایک بہانہ نہ بنا لیا جاتا تو یہ بدلہ کافی سمجھ لیا جاتا۔ اَب دنیا کے واسطے تمام جھگڑے اور لڑائیان تھین دین اور دینی مسئلے اور شیعان علیؓ کا بہ نیا نام اختیار کرنا اور امامت کے نئے مسئلہ کو پیدا اور شایع کرنا یہ ایک آڑ تھی جس کے پیچھے چھپنا اور دنیوی اقتدار کے حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ اِن اندرونی جھگڑون اور لڑائیون سے اسلامی سلطنت کو یہ ایک اصلی نقصان پہونچا تھا کہ عرب کی فتوحات جو ایک بے روک سیلاب کی طرح دنیا مین پھیل رہی تھین بالکل بند ہوگئین اور مسلمانون کی قوت اپنی قوت سے ہی ٹوٹ رہی تھی لیکن ولید بن عبدالملک کی خلافت نے وہ پچھلے اچھے دن پھر یاد دلا دیئے اور ملک گیری اور فتوحات مین وہ نام پایا کہ سر ولیم میور اوس کے زمانہ کو ابتدائے خلافت سے انتہا تک عدیم النظیر کہتے ہین۔ مگر جو آگ گھر مین لگ چکی تھی اور جس کی چنگاریان دبی ہوئی تھین آیندہ خلیفون کے وقتون مین وہ نئی نئی صورتون مین بھڑکتی رہین اور آخر بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ کردیا۔

135045

بنی عباس نے گو خلافت شہدائے کربلا اور اہل بیت اور بنی فاطمہ کا بدلا لینے کے واسطے حاصل کی مگر بہت جلد انھون نے ثابت کردیا کہ یہ سب دنیا اور دنیوی اقتدار کے حاصل کرنے کے واسطے ایک آڑ تھی اور کچھ نہ تھا۔ بنی امیہ سے بدلا لیا گیا۔ اون کے گزرے ہوئے

Marfat.com

[illegible] پر فرش کرکے دسترخوان بچھایا گیا۔ تلوار بدلا لینے والون کو
[illegible] لاشون کو آگ کے سپرد کیا گیا مشرقی دنیا کی زمین کے اوپر ایک متنفس بھی اوس
[illegible] جانے کے لائق نہ چھوڑا گیا۔ مگر کیا یہ بنی فاطمہ کا بدلا لیا جا رہا تھا۔ اوس وقت
[illegible] جاتا۔ مگر بنی فاطمہ کے ساتھ جو سلوک ہوا اوس نے بہت جلد بتا دیا کہ اس سب کا
[illegible] بادشاہی کے میدان کو صاف کرنے کے واسطے روکنے والی اور بدنما جھاڑیان
[illegible] آیندہ بڑھ جانے کے خوف سے کاٹے جا رہے تھے۔ بنی فاطمہ پر بنی عباس کے ظلم اور
[illegible] کی تاریخ بنی امیہ کی تاریخ سے بہت لنبی ہے اور سُنی اور شیعہ کے درمیان دشمنی اور مخالفت
[illegible] کے بڑے واقعات اسی زمانہ مین ہین۔ اب ہم کو شہدائے کربلا کے پاک نامون اور اون کے
[illegible] کے بہانون کے ذکر کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگرچہ بنی فاطمہ کی آیندہ کوششون مین جو خلافت کے
[illegible] کی جاتی تھین اون کا بڑا معاون یہی بہانہ تھا۔ لیکن دراصل بنی عباس اور بنی فاطمہ مین خلافت
[illegible] واسطے لڑائیان اور جنگ شروع ہوئے۔ بنی عباس نے خلافت حاصل کرتے ہی بنی امیہ کی طرف سے
[illegible] کا نام و نشان دنیا کے صفحہ سے مٹا کر جب اطمینان کر لیا تو اب اون کو بنی فاطمہ کی فکر ہوئی
[illegible] کے نام کو اونھون نے اپنی کامیابی کا وسیلہ بنایا تھا۔ لیکن اب ایسی رکاوٹون کو وہ اوٹھا دینا چاہتے
[illegible] ابو مسلم اوس زمانہ کا بے نظیر سپہ سالار تھا جس نے دولت عباسیہ کی بنیاد رکھی اور عدم سے نکال کر
[illegible] الشان سلطنت کا مالک بنا دیا اور زمین سے اوٹھا کر اوس آسمان مرتبہ تخت پر بٹھا دیا اور
[illegible] کوشش مین اپنے ہاتھون کو لاکھون مسلمانون کے خون مین رنگ لینے مین تامل نہ کیا اوس کا
[illegible] قوت سب سے پہلا کانٹا تھا جو عباسیہ کے پہلے خلیفون کی آنکھون مین کھٹک رہا تھا۔ ابو جعفر
[illegible] نے آخر اوس اپنے وفادار محسن اور بے گناہ اور بے خطا نامور سپہ سالار کو ذبح کرا ہی دیا یہی
[illegible] تھے۔ عبداللہ کو معہ اون کے کنبہ کے قید مین ڈال دیا اور اس پر بھی اکتفا نہ کرکے ایک
[illegible] بہانہ سے اون کو مار ڈالا۔ محمد اور ابراہیم اگر بھاگ نہ گئے ہوتے تو وہ بھی اس قسمت مین
[illegible] ہوتے بنی فاطمہ کے خلافت کے واسطے کمزور کوششین کرنے اور بنی عباس کے اُن پر

Marfat.com

سختیان اور جور وجفا کرنے کے وا[illegible]

اور جھنڈے دونون فریقون اور فوجون کو تیز کرتے تھے بنی فاطمہ ان
تعلقات اور جھگڑون سے کنارہ کشی اختیار کرلی وہ امن مین رہے لیکن
فخرون کے عیوض مین دنیا مول لینی چاہی اور سلطنت مین خلل
قسمتون کو دوسرون کے واسطے باعث عبرت بنانے کے سوا
کے امن مین خلل ڈالنے کا جرم اون کی بغاوتون کی اون کو سزا دینے کا کافی
اقتدار اونھین کا تھا جن کے ہاتھ مین تھا خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ خلافت نے بنی فاطمہ کے
حق مین ایک مفید پلٹا کھایا۔ مگر اون کی بدقسمتی نے حضرت علی رضا کو خلافت کا وارث بننے کے
واسطے زندہ نہ رہنے دیا اور زمانہ بہت جلد اون کے خلاف پھر گیا خلیفہ متوکل باللہ نے بنی فاطمہ
کی مخالفت کو انتہا درجہ تک پہونچا دیا۔ حضرت امام حسینؑ کی قبر پر اوس نے ہل پھروا کر اوس زمین
کھیتی بوادی اور زائرین کربلا کو سخت دھمکیون سے منع کر دیا۔ ایک عالم شخص کو اس جرم مین کہ اوس نے
خلیفہ کے دونون بیٹون کو امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر ترجیح دینی پسند نہین کی تھی پاؤن مین مدقوق دیا
غرض یہی جھگڑے اور لڑائیان سنی اور شیعہ مین مخالفت اور دشمنی بڑھاتی گئین اور اُن کی
عجیب عجیب صورتین پیدا کرتی گئین۔ انھین ملکی جھگڑون سے دراصل سنی اور شیعہ کے نام سے
دو مذہبی فرقہ پیدا ہو گئے۔ معزالدولہ دیلمی نے چوتھی صدی ہجری مین خلیفہ مطیع اللہ کے زمانہ مین یوم
عاشورہ کا ماتم کرا کے ایک عمدہ کام کے ساتھ اس تفریق کے اور پختہ کرنے کا ایک سبب
پیدا کر دیا۔ گو شیعون مین نئے نئے مذہبی مسائل اور مذہبی تفرقہ عجیب وغریب قسم کے پیدا ہوئے
مگر وہ اس اصلی اختلاف سے جدا سمجھنے چاہیے۔ یہ اصلی اختلاف تو خلافت کی
جس قدر کوششین کرتے رہے سب مین ناکام یاب ہوئے اور ان ضعف
سے پورا کرنا چاہا اور شکستین اون کے جوشون کو بڑھاتی اور نئی نئی صورتون
جو مذہبی رنگ پکڑتی گئین۔ بنی فاطمہ اگر دنیوی اقتدار اور دنیا کی ہوس

Marfat.com

[illegible] سے بھی یہ نہ ہو سکا اور خلافت کو ایک دم چین سے نہ بیٹھنے
[illegible] کی خاصل ہوئی ہو مگر مصر مین اون کی ایک خلافت آخر قائم ہوہی
[illegible] تاریخ بیت المقدس کے وقت تک جس نے پھر مصر مین عباسیہ خلافت
[illegible] مصر کی یہ عباسیہ خلافت مملوکیون کے زمانہ تک برائے نام مصر مین رہی اور
[illegible] سلطان سلیم کے زمانہ مین خلافت عثمانی کی طرف منتقل ہو گئی۔

خلفاء راشدین کے سوا اول سے آخر تک جس قدر جھگڑے اور لڑائیان اور کشت وخون ہوئے
[illegible] کی تہ مین ایک ہی وجہ دنیا کی طلب اور دنیا کی ہوس تھی اور کچھ نہ تھا۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم کے
[illegible] قبل الاسلام کو بلا ضرورت زندہ کیا جاتا ہے بنی ہاشم ہی نے بنی ہاشم سے کون سا اچھا سلوک کیا جو
[illegible] کے سلوک کو اتنی دور پیچھے لے جایا جائے دنیا کے واسطے جو کچھ بنی امیہ نے کیا وہی کچھ
[illegible] عباس نے کیا اور وہی بنی فاطمہ نے کیا۔ تاریخ گواہ ہے جس سے جو ہو سکا کسی نے کمی نہین چھوڑی
مسلمانون کا خون سب کی خلافتون پر ایک ہی جیسا دعوی کر سکتا ہے۔

جس قدر کشت وخون مسلمانون کا ان جھگڑون اور لڑائیون مین جو رفتہ رفتہ مذہب بن گئی
[illegible] شمار کے حد وحساب اور اندازے سے باہر ہے۔ اور آج ایک ہونے والے کو اوس پر
[illegible] بھی مشکل ہے اگرچہ رونا اور فریاد کرنا ہی ایک چارہ ہے۔ اسی دشمنی نے اسلامی خلافت کا
[illegible] سے رخصت کر دیا عباسیہ کی وہ شان وشوکت پھر نہ آنے کے واسطے اسی مخالفت کی نذر
[illegible] اسی سنی اور شیعہ کے جھگڑے نے ہلاکو کے خون خوار اور خون ریز ہتھیارون کو مسلمانون
[illegible] بلیا اسلامی سلطنت کی شان وشوکت علم وفضل اور صدیون کی جمع کی ہوئی بزرگیون کو
[illegible] کتابون سے فنا کروا دیا اور عالمون اور فاضلون اور شاعرون اور ادیبون ہزارہا
[illegible] کو جو انتخاب روزگار اور دنیا کا فخر تھے جاہل درندون کے ہاتھون سے ذبح کروا ڈالا
[illegible] اور مدینۃ الاسلام کی ویرانی کا واقعہ تھا جس کو دیکھ کر شیراز کا علامہ
[illegible] کہنے کے لیے یہ اشعار کہنا ہوا گیا ہے۔

Marfat.com

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر زوال ملک [illegible]

اے محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک
سر برآر و این قیامت [illegible]

دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکت بیت الحرام
قیصران روم بر سر خاک و خاقان [illegible]

خون فرزندان عم مصطفیٰ شد ریختہ
ہم بر آن خاکے کہ [illegible]

نازنینان حرم را خون خلق نازنین
زاستان بگذشت و ما را خون دل از [illegible]

زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار
در خیال کس نگشتے کانچنان گردد چنین

الخ

سعدی اس ہیبتناک تباہی اور ویرانی پر جس نے صدیون کے اسلامی آثار اور بزرگیون کو ایک دم مین مٹا دیا تھا اور بغداد کی بزرگیون اور زمانہ کے فخر کے اسباب کو آگ اور تلوار کے حوالہ کر دیا تھا کیون کر صبر کر سکتا تھا اُس کا عربی مرثیہ دلون کو نہین پتھرون کو پاش پاش کر دینے والا ہے

عربی مرثیہ کے چند اشعار

نسیم صبا بغداد بعد خرابہا + تمنیت لو کانت تمر علی قبری
کاش ایسا ہوتا کہ بغداد کی تباہی کے بعد اُس کی ہوا کا جھونکا میری قبر پر گذرتا۔

زجرت طبیبا حس نبضی مداویا
مین نے طبیب کو جب کہ اوس نے علاج کے لیے میری نبض کو چھوا جھڑک دیا کہ جا اپنا کام کر مجھ کو ایسے مرض کی شکایت نہین جو اچھا ہو سکے۔

الیک فما شکوای من مرض یبری

ولا تسألن عما جری یوم حصرہم
نہ پوچھو جو حال بنی عباس کی قید کے دن گذرا [illegible] جو قید بیان مین نہین آسکتا۔

وذالک مما لیس یدخل فی الحصر
اُدیرت کؤوس الموت حتی کانہ
شراب مرگ کے جام گردش مین لائے گئے [illegible]

رؤس الاساری تحرکن من السکر
کے سر (تڑپتے ہوئے) ایسے معلوم ہوتے [illegible] رہے ہین۔

علمائے رسمین پر جو کہ اصحاب عقل و دانش تھے مدرسۂ مستنصریہ
کی دیوارین زار زار رو رہی ہین ۔
یہ زمانہ کے سخت حادثے ہین کاش مین اِن سے پہلے مرجاتا اور
جاہلون کا ظلم دانشمندون پر نہ دیکھتا ۔
مین نے شہر عبادان مین ٹھہر کر دجلہ کے پانی کو دیکھا کہ نکہترخون
کی مانند سمندر کی طرف بہتا تھا ۔
میرے آنسو جو شہر واسط کی مصیبت مین جاری ہین خلیج فارس
کے مدوجزر کو اور بڑھا دیتے ہین ۔
یہ نہ سمجھو کہ اب دارالخلافہ پھر آباد ہوگا اور علمار کے چہرے غبار کبت سے
پاک کیے جائین گے۔
کہان ہین بنی عباس جن سے عالم کو فخر تھا جن کے اخلاق برگزیدہ
اور پیشانیان نورانی تھین ۔
آن کا ذکر اب دنیا مین ایک افسانہ ہوگیا اور یہ وہ افسانہ ہے
جو کانون کو برچھیون کی نوک کی طرح خون آلودہ کرتا ہے۔
کیا منبرون پر خطبے پڑھا جائے گا اور مستعصم باللہ کا اوس مین
ذکر نہ ہوگا ۔
کیا اِس پر صبر ہو سکتا ہے کہ مینڈک پانی کے اِدھر اُدھر خوشی سے
کھیلتے پھرین اور یونس پانی کی تہ مین ہو۔
کاش ایسا ہوتا کہ قید مین محلون کے لیے پردہ ہونے کی خبر
سننے سے پہلے میرے کان بہرے ہو جاتے۔
قید کی صبح گویا قیامت کا دن تھا کہ امتین سر مین خاک ڈالے ہوئے

علی امم شعث تساق الی الحشر	میدان حشر [illegible]
ومستصرخ یا للمروۃ فانصرو +	بہت سی فریاد کرتے تھے [illegible]
ومن یصرخ العصفور بین یدی صفر	کوئی مدد کرو۔ مگر باز کے پنجے مین [illegible]
	کون پہونچتا ہے۔
یساقون سوق المعزقی کبد الفلا +	جو لوگ زجر اور دھمکی سننے کے عادی نہ تھے ان
عزائز قوم لا یعودون بالزجر	حرم محترم صحرا مین بکریون کی طرح ہکائے جاتے تھے
جلبن سبایا سافرات وجوہہا +	جو لڑکیان پردہ مین چادرون سے چہرے باہر نہ نکالتی
کواعب لا تبرزن من حلل الخدر	تھین اون کو کھلے منھ اسیر کر کے لے گئے۔
رعی اللہ انسانا تیقظ بعدہم	خدا حمایت کرے اس شخص کی جو دولت بنی عباس
لان مصاب الزید مزجرۃ العمرو	کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہو گیا کیون زید کی مصیبت
	عمرو کے لیے تازیانہ ہے۔

اس آخری بڑی تباہی اور ویرانی کا سبب صرف سنی اور شیعہ کی دشمنی اور مخالفت تھی۔ اس کی تفصیل کے معلوم کرنے کے واسطے تاریخ کو کھولنا چاہیے اگرچہ بنی عباس کی خلافت کا انجام ویسا ہی ہوا جیسا کہ پانچ صدیان پہلے اون کے ہاتھون سے بنی امیہ کا ہوا تھا مگر وہ آیندہ مسلمانون کے واسطے اوس سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے واسطے کافی سے زیادہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانون نے اوس سے عبرت نہ حاصل کی اور سلطان سلیم اور شاہ اسمعیل صفوی کے زمانہ مین وہ چنگاریان ایک دفعہ پھر بھڑکین اور مسلمانون کی ہزارہا جانین صرف اس تفرقہ اور مخالفت کی نذر ہو گئین۔ ہندوستان مین بھی یہ آگ [illegible] کے گھرون [illegible] جلائے بغیر نہ رہی۔ مگر چھوٹے بڑے تمام واقعات کا بیان کرنا کچھ ضروری [illegible] نصیحت حاصل کرنے کے واسطے یہی واقعات کافی ہین۔ سعدی اگر اپنے [illegible] ایسی [illegible] اور تباہی دیکھ کر زندگی سے بیزار تھا اور موت طلب کرتا تھا تو ہمارے زمانہ مین مسلمان

Marfat.com

رہجانے کے واسطے اوس سے بھی زیادہ حوادث موجود ہین یورپ
اور ایشیا اور ہندوستان مین اسلامی سلطنتون کی تباہی اور اپنے بُرے انجام سے بھی
عبرت نہین حاصل کر سکتے تو ہماری ان زندگیون سے درحقیقت موت ہزار درجہ بہتر ہے۔
اے اسلام کی نسلون! تمھاری تاریخ سے بڑھ کر تمھارے واسطے کوئی معلم نہین ہو سکتا۔
اپنی تاریخ اور اپنے حال سے عبرت حاصل کرو۔ دنیا کی خلافت اور سلطنت کے جھگڑون نے
جو تفرقے تمھارے درمیان پیدا کیے ہین کم سے کم اب تو اون کو درمیان سے اوٹھا دو۔ نہ وہ خلافت
رہی نہ وہ سلطنتین رہین نہ وہ دعوے اور نہ وہ دعویدار رہے مگر افسوس ہے کہ وہ تفرقے اور مخالفتین
باقی ہین۔ ذرا غور کرو کہ کوئی عقل مند ہمارے اس حال پر سوائے ہنسنے یا افسوس کرنے کے
کیا کرے گا۔ ہم اپنے ان تفرقون سے دوگونہ نقصان اوٹھا چکے ہین۔ خدا کی مرضی یہی تھی۔ اگر
یہ دشمنیان ہم کو اپنے ہی گھر مین مصروف نہ رکھتین تو یہ دنیا اسلامی سلطنت کے سوا کوئی دوسرا نام
سننے کے لائق باقی نہ رہتی۔ مگر ایسے خوابون کا وقت گذر گیا ہے۔ ہم اپنی امن بخش موجودہ سلطنت کے
تحت مین اپنی زندگی کے اعلیٰ اغراض پورے کر کے اپنے بہت سے نقصانون کی تلافی کر لینے کے
لائق ہین —

آؤ اتفاق کرین۔ محبت اور اخوت کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑ کر اپنے اسلام کا ثبوت دین۔ اور
دنیا جو کچھ ہم سے چاہتا ہے وہ کرین اور اسلام کی مبارک نسلین کہلانے کے مستحق ہون —

بزرگان دین کے حق مین بُرے اور ناشایستہ الفاظ کا استعمال کرنا اون کو کوئی نقصان نہین
پہونچاتا۔ تمام تر نقصان ہمین کو پہونچتا ہے کیون کہ انسان کے دل مین اوس سے بدی اور بدطینتی
کا بیج اخلاق پیدا ہوتی ہے جو اسلام کے مقصد اعلیٰ کے برخلاف ہے۔ اور اوس کی برائی کا بجائے خود
ایک ثبوت ہے۔ بلاشبہ آل رسول اللہ کی محبت اور ہمدردی نہایت نیکی کا کام ہے
جو دل کو پاک اور ایمان کو مضبوط کرتا ہے مگر بزرگان دین کے حق مین بُرے اور ناشایستہ
الفاظ استعمال کرنے سے وہ تمام نیکی برباد ہو جاتی ہے اور برائی حاصل ہوتی ہے آؤ نہین

Marfat.com

بزرگان دین کے اخلاق اور اطوار کو ہمین اپنا شعار بنا [illegible] دینے والے پر وہ درمیان سے اوٹھ جائین ہم اپنی غلطیون پر نادم ہون اور [illegible] جو عزت اور تعظیم و تکریم ہم کو کرنی واجب ہے وہ کرین۔

مجھ کو دیباچہ کے آخر مین اپنی استعداد اور مقدور سے بڑھ کر ایک ایسا بزرگ کا [illegible] حضرت عمرؓ کے حالات کا لکھنا ہے اختیار کرنے کی نسبت چند الفاظ کہنے ہون گے۔ اصل یہ ہے کہ مین نے کوئی خواہش اور ارادہ نہین کیا اور کسی طرح ایسا ارادہ کرنا واجب نہین تھا جب کہ ہمارے اس زمانہ کے اسلامی مورخ مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی اس کے کرنے کا وعدہ اور اعلان کر چکے تھے۔ مگر بعض واقعات نے مجھے اس کام کی طرف کھینچا۔ کئی برس سے ایک قلمی مسودہ حضرت عمرؓ کے حالات پر ترتیب دینے اور شایع کرنے کے واسطے فرمایش میرے پاس تھا اوس کی صحت کے خیال نے مجھے اس مضمون پر زیادہ حالات پڑھنے کی طرف مائل کیا اور اوس وقت وہ مسودہ مجھ کو حضرت عمرؓ کے بزرگ اور عظیم الشان حالات کے روبرو بے کار معلوم ہوا اور اون کے دلچسپ حالات اور اوس عظیم نفع کے خیال سے جو ہر ایک مسلمان ایک بادشاہ سے لے کر عامی تک حضرت عمرؓ کے حالات کے مطالعے سے حاصل کر سکتا ہے مین اپنے چند روزہ مطالعے کے نتیجہ کو جمع کرنے اور شایع کر دینے کی طرف مائل ہوا کیون کہ مین یہ یقین کرتا ہون کہ ہماری اُردو زبان مین جس کو چھ کروڑ مسلمان ہندوستان مین بولتے ہین ایک ہی مضمون پر ایک سے زیادہ کتابین موجود ہونے مین کوئی نقصان نہین ہے۔

لیکن میری کتاب سے یہ امید کرنا غلطی ہوگی کہ جناب مولوی محمد شبلی صاحب کی کتاب الفاروق کی ضرورت اِس نے رفع کر دیا ہو۔ یہ کتاب زیادہ تر سہل الحصول ماخذون سے تالیف کی گئی [illegible] تحقیقات اور تدقیقات کی صرف مولوی صاحب کے علم و فضل سے ہی توقع کی جا سکتی [illegible] مجھ کو امید ہے کہ یہ کتاب بوجہ اون اصلی امیدون کے جو مولوی صاحب کی کتاب سے ہین اون کے اشتیاق کو زیادہ کرنے کا باعث ہوگی۔

Marfat.com

میری کتاب اصل الاصول ماخذون سے تالیف کی گئی ہے لیکن
نے ضعیف روایات اور غیر معتبر تاریخون کو وہی وقعت دی ہے جس کی کہ وہ لائق تھین
رین نے اون کی طرف مطلق کچھ التفات نہین کیا۔
صب سے زیادہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کی قابل قدر اور بیش بہا کتاب ازالۃ الخفا عن
افۃ الخلفا اور سر ولیم میور کی انگریزی تاریخون کا جو اونھون نے خلافت پر لکھی ہین مشکور ہون
مولوی شبلی صاحب کی کتاب الفاروق جو اطمینان اس مضمون کی طرف سے دلا چکی ہے اور دلاتی ہے
ون نے مجھے اس سے زیادہ محنت اور تجسس اور تلاش کرنے سے جس قدر کہ مین نے اپنی استعداد
کے موافق کی ہے بے پروا کر دیا ہے ورنہ ممکن تھا کہ مین اپنی ناچیز محنت اور سعی اور اوس کے نتائج کو
بڑھاتا گو ہر ایک شخص کو جو حضرت عمرؓ کے حالات جمع کرنا اور لکھنا چاہے گا آخر کار شاہ ولی اللہ صاحب
کی طرح یہی شعر پڑھ دینا پڑے گا۔

وحلی تفنن واصفیہ بوصفہ
یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

یعنی

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر
ما ہم چنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

ایسے حالات اور مباحثون اور مذہبی مسائل اور تنازعہ اور تکرار کی باتون کو جن کا ذکر
ن اپنے سب سے بڑے مقصد کے لحاظ سے نامناسب سمجھتا تھا مین نے ترک کر دیا ہے
ن اپنے ناظرین سے یہ امید کرنے کے بعد دیباچہ کو ختم کرتا ہون کہ وہ میری استعداد کا
کر کے جو بہت تھوڑی ہے اور اس بات کو معلوم کر کے کہ ان پانچ چھ مہینون مین جس عرصہ
مین نے اس کتاب کے متعلق تمام کام کیے اور کرائے۔ مین بہت کم وقت
طمینان اور فراغت کا مجھے ملا ہے میری غلطیون کے ساتھ سختی سے سلوک

Marfat.com

نہ کرین[1] گے —

ناہن ۱۰- دسمبر ۱۸۹۲ء

خاکسار سراج الدین احمد

[1] کتاب کے شایع کرنے کی جلدی کے سبب سے مین فہرست مضامین اور نقشہ ملک عرب و فتوحات اس وقت ساتھ شایع نہین کرسکا لیکن تھوڑے زمانہ مین فہرست اور نقشہ تیار ہو جاوین گے اور کتاب کے ساتھ لگا دیے جاوین گے جو اصحاب اس سے پہلے کتاب منگوا چکے ہون وہ اوسی جگہ سے فہرست اور نقشہ طلب کرین —

Marfat.com

پہلا باب

نام و نسب ولادت بچپن سن رشد عرب جاہلیت

عمرؓ نام۔ ابو حفص کنیت۔ فاروق خطاب امیر المومنین لقب۔ القرشی العدوی نسب شجرۂ نسب کے بارے مین مورخین مین کسی قدر اختلاف ہی۔ تاریخ الخلفا سیوطی مین شجرہ نسب عمر ابن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن لعب بن لوی ہے اور طبری مین عمر ابن خطاب ابن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن عدی بن کعب بن لوی ہے بہر صورت حضرت عمر کا شجرہ نسب آٹھوین پشت مین یعنی کعب بن لوی پر آنحضرت صلعم سے مل جاتا ہے پس آپ اشراف قریش مین سے تھے۔ والد آپ کے مشہور اور عمدہ متکلم اور اپنے قوم اور قبیلہ کے امیر اور سردار تھے[1] آپ کی مان خشمہ بنت ہشام ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھی۔

حضرت عمر کے نام کے بارے مین ایک دلچسپ روایت استیعاب مین ہے کہ ایک دن آپ مسجد سے نکلے جارود آپ کا غلام ساتھ تھا۔ سامنے سے ایک عورت (خولہ بنت حکیم) آئی جس کو آپ نے سلام علیک کہا اُس نے جواب دے کر کہا کہ اے عمرؓ کچھ اور کہو مین تجھے پہچانتی ہون۔ تیرا نام عکاظ کے بازار مین عمیرہ تھا اور تھوڑے دنون بعد تجھے عمر کہنے لگے اور اب بہت عرصہ نہین ہوا کہ تو امیر المومنین کہلانے لگا[3]۔ اِس نام کی تبدیلی کی بظاہر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی

---

[1] لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور۔ [2] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی [3] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔

Marfat.com

ممکن ہے کہ بچپن مین یا ایام جاہلیت مین لوگ آپ کو عمیر کے نام سے پکارتے ہون
آپ کا عمرؓ ہی ہو۔

نووی کے قول کے مطابق حضرت عمرؓ عام فیل سے جو آنحضرت صلعم کی ولادت کا سال ہے
تیرہ برس بعد پیدا ہوئے اور ذہبی کی روایت کے حساب سے آپ عام فیل سے انیس برس بعد
پیدا ہوئے[1]۔ یہ اختلاف چھ برس کا آپ کی نسبت آخر تک پایا جاتا ہے جیسے کہ طبری لکھتا ہے
کہ بعضون نے اُن کی عمر ساٹھ سال کی اور بعضون نے تریسٹھ سال کی لکھی ہے مگر ذہبی کی روایت
زیادہ قابل اعتبار ہے۔

اگر ہر ایک شخص کو جو اسی قسم کا کام اختیار کرے جیسا کہ میرے ہاتھ مین ہے زمانۂ جاہلیت
کے حالات کے نہ ملنے کے ساتھ مجبوراً رضامند ہونا پڑتا ہے تو مجھ کو تو اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے
سب سے پہلے اپنی عاجزی کا اعتراف کرنا چاہیے۔ افسوس ہے کہ حضرت عمرؓ کے بچپن کے
زمانہ کے حالات بھی ایسی ہی تاریکی مین ہین اور مشکل سے آج کوئی وسیلہ اُن کے تلاش اور معلوم
کرنے کا دستیاب ہو سکتا ہے۔ عرب کی عجیب و غریب شاعری اگر اُن حالات کے زندہ رکھنے کا
جو آج دستیاب ہو سکتے ہین اور اُن کے تاریخی اور سوشل حالات اُس سے اخذ کیے گئے ہین
ایک ذریعہ نہ بنتی تو طریقہ تحریر کے موجود نہ ہونے اور حالات کو قلمبند نہ کرنے کی عادت نے
اُن کی قدیم تاریخ کے علم کا خاتمہ ہی کر دیا تھا۔ اگرچہ غیر اقوام کی تحریرون اور قدیم کتب مذہبی
سے بھی عرب کے پرانے حالات جمع کرنے مین مدد ملی ہے مگر سب سے بڑا منبع اُن کی وہ شاعری
ہی ہے جس کے وہ اِس قدر دلدادہ تھے۔

مگر حضرت عمرؓ کے بچپن اور عموماً زمانۂ جاہلیت کے حالات نہ لکھنے اور نہ بیان کرنے کی نسبت
تو ہم کہہ سکتے ہین کہ مسلمان مورخون اور راویون نے دانستہ چشم پوشی کی ہے۔ اُن کے زمانۂ جاہلیت
کے حالات لکھنا یعنی جب تک کہ وہ اسلام نہین لائے تھے اُن کی شان کے خلاف اور

[1] تاریخ الخلفا سیوطی [2] طبری فارسی نسخہ مطبوعہ لکھنؤ

Marfat.com

...گیا ہے۔ کیونکہ اسی بنا پر ہم دیکھتے ہین کہ بعض مسلمان مورخون نے اُن کے زمانۂ جاہلیت کے ساتھ ایک غیر ضروری رعایت کرنے کی کوشش کی ہے اس سے گمان ہوتا ہے کہ دانستہ حضرت عمرؓ کے زمانۂ کفر کے حالات نہین لکھے گئے۔ بہرحال اسی ناکامی کے ساتھ رضامند ہونا سب سے آخری چارہ ہے۔

اگر پھل سے ایک درخت کی اور پیڑ سے پودے کی حالت کا ہم کچھ اندازہ کر سکتے ہین تو ایک سادہ اور سنجیدہ مزاج شخص کے زمانۂ بچپن کے حالات سے کسی غیر معمولی دلچسپی اور تبدیلی کی توقع نہین کی جا سکتی۔ حضرت عمرؓ کے بچپن کے زمانے کا بڑا حصہ جاہلیت کے ایک سادہ زندگی بسر کرنے والے کنبہ کے اِس قسم کے کامون مین مصروف رہنے مین گذرا ہے جس کی ایک مثال وہ خود ایک دفعہ ضجنان کے جنگل مین سے گذرتے ہوئے جو مکہ کے قریب ہے بیان کرتے ہین کہ "مین اس جنگل مین خطاب (اپنے باپ) کے اونٹ چرایا کرتا تھا اُن کا مزاج بہت سخت تھا۔ اُس کی طبیعت کے خلاف اگر مین کوئی کام کرتا تھا تو میرے پیچھے پڑ جاتا تھا اور اگر مین قصور کرتا تھا تو مجھے سزا دیتا تھا۔" اس سے حضرت عمرؓ کے باپ کی طبیعت کا ایک خاصہ بھی معلوم ہوتا ہے اور حضرت عمرؓ کی طفولیت کا اس قسم کے کامون مین گذرا اُس کی بھی ایک مثال ہے۔

سن رشد بھی حضرت عمرؓ کا جہالیت کے اُنھین گم شدہ حالات مین پوشیدہ ہے مورخین کے اس تمام زمانے کے حالات کو جو اسلام لانے سے پہلے کے ہین ایک جملہ مین ختم کر دیتے ہین۔ حضرت عمرؓ قبل از اسلام قریش مین ایک بڑا رتبہ اور وجاہت رکھتے تھے۔ اشراف قریش تھے اور جاہلیت مین سفارت کا کام کرتے تھے۔ قریش مین جب کوئی باہمی لڑائی یا کسی قوم کے ساتھ جنگ ہوتا تھا تو اُن کو سفیر کر کے بھیجتے تھے۔ گاہ گاہ ثالث مقرر ہوتے تھے اور تذلیل اور توہین اور خفت کرنے اور عیوب اور برائیان بیان کرنے یا اپنے آبا و اجداد کی برائیان اور اپنے حسب و نسب کے فخریہ بڑائیان بیان کرنے کی ضرورت ہوتی تو ایسے

ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ ۱۲

موقع پر قریش کی طرف سے حضرت عمر منتخب کیے جاتے تھے[1] ان پر کچھ تشریح کرنے کی ضرورت ہو۔ یہ جاہلیت کی ایک خاص رسم کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مفاخرت یعنی دوسرے قبیلون کی بزدلی اور عیوب اور اپنی بہادری اور اوصاف اور حسب نسب کی بڑائیان بیان کرنا جاہلیت کی ایک عام رسم تھی شاعرون کو اپنی طباعی اور ذہانت اور جودت طبع ظاہر کرنے کا ایک بڑا موقع ہوتا تھا وہ برجستہ اور برمحل اشعار تصنیف کرکے پڑھتے تھے بعض اوقات وہ ان منافرت اور مفاخرت کے معرکون مین حد سے گذر جاتے تھے مثلاً بنی عبد مناف اور بنی قصی اور بنی سہم کے درمیان یہان تک نوبت پہونچی کہ اپنی فضیلت اور کثرت کے فخر کو ثابت کرنے کے واسطے قبرین کھود کر اپنے مقتولین کا شمار کیا جسپر سورۃ "الہکم التکاثر حتی زرتم المقابر" نازل ہوئی ہے زیادہ تر رواج اشعار مین منافرت اور مفاخرت کرنے کا تھا۔ مثلاً حارث بن ہمام ابن زیابہ کو کہتا ہے کہ۔

اشعار	ترجمہ
ایا ابن زیابتان تلقنی تلقنی فی النعم النعارب	اے زیابہ کے بیٹے اگر تو مجھ سے ملے۔ تو مین تجھ سے اونٹون مین جو اپنے مالکون سے دور ہون نہین ہون گا یعنی مین شتر چرانے والا نہین ہون اور گھوڑون اور سوارون مین ملون گا
و تلقنی یشتل فی اجرد مستقد ھوالبرکۃ کالراکب	اور تو مجھ کو ایسے وقت مین ملے گا۔ کہ گھوڑا مثل اپنے سوار کے بلند و فراخ سینہ مجھتے تیز لیجاتا ہو

ابن زیابہ اسکا جواب دیتا ہے

یالھف زیابۃ للحارث	مطلب شعر کا یہ ہے کہ زیابہ کو اس بات پر افسوس ہے
الصابح غانما فالایب	کہ حارث صبح کو لوٹ کر سلامت چلا گیا۔

[1] از التنا لخفا عن خلافۃ الخلفا و تاریخ الخلفا سیوطی

Marfat.com

[illegible] قتخالنا	بخدا اگر مین اُس سے تنہا ملتا
[illegible] سیفانا مع الغالب	تو بیشک ہم دونون کی تلوارین غالب کے ساتھ جاتین یعنی اُس کی تلوار چھین لیتا۔
انا بن زیابۃ ان تدعنی	مین زیابہ کا بیٹا ہون اگر تو مجھ کو (لڑائی کے واسطے)
[illegible] الظن علی الکاذب	بلاوے گا تو مین تیرے پاس آؤن گا اور تردد کا انجام جھوٹے کے حق مین بُرا ہوتا ہے۔

ایک دوسرا شاعر مفاخرت کے طور پر کہتا ہے کہ۔

رویدا بنی شیبان بعض وعیدکم	اے بنی شیبان اپنی دھمکیان کسی قدر کم کرو۔
تلاقوا غداً خیلی علی سفوان	کیون اب سفوان پر کل تم سے میرے گھوڑون کی مٹ بھیڑ ہوگی
علیہا الکماۃ الغر من آل مازن	اُن گھوڑون پر مشہور و نامی بہادر لوگ ال مازن کے
لیوث طعان عند کل طعان	سوار ہون گے جو ہر قسم کی نیزہ بازی مین مثل شیرون کے حملہ آور ہین۔
تلاقوہم فتعرفوا کیف صبرہم	اُن سے ملو گے تو جانو گے کہ یہ لوگ حوادث
علی ما جنت فیہم ید الحدثان	اور مصائب دہر پر کیسا صبر کرتے ہین۔
مقادیم وصالون فی الروع خطوہم	وہ لوگ لڑائی مین سب سے آگے رہنے والے ہین
بکل رقیق الشفرتین یمانی	اور خوف کی جگہ مین اپنے قدم ہر دو دھاری یمانی تلوار سے ملانے والے ہین۔
[illegible] استنجدوا لم یسالوا من دعاہم	جب اُن سے کوئی مدد مانگتا ہے تو مدد خواہ سے نہین
[illegible] حرب ام بای مکان	پوچھتے کہ کس لڑائی کے لیے مدد مانگتا ہے اور ہم کو کہان لے جاویگا یعنی نہایت بیدھڑک ہین۔

غرض اِس طرح کی منافرت اور مفاخرت کا عرب مین اُس وقت عام رواج تھا اور

Marfat.com

حضرت عمرؓ قریش کی طرف سے اِس کام کے واسطے منتخب کیے جاسکتے تھے لیکن ہم اس سے اور
یہ نتیجہ مشکل سے نکال سکتے ہین کہ حضرت عمرؓ شاعر تھے یا خواندہ اور تعلیم یافتہ ہوئے تھے کیونکہ مفاخرت
اور مفاخرت مقفیٰ اور مسجع اور معمولی نثر مین بھی کی جاتی تھی اور بڑے بڑے مشہور شاعر بھی ناخواندہ
اور اَن پڑھ تھے۔ مثلاً طرفہ جو جاہلیت کا ایک مشہور اور ممتاز شاعر ہے ناخواندہ تھا مگر یہ کہا جاسکتا
ہے کہ اِس کام کو انجام دینے کے واسطے حضرت عمرؓ کی لیاقت اور دلیری اور وقار کے لوگ قائل تھے
اور اسی طرح سفیر ہونے کے واسطے جو خاص اوصاف درکار ہین وہ بھی حضرت عمرؓ مین موجود تھے
حضرت عمرؓ لکھ پڑھ سکتے تھے۔ یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ اور شعر بھی کہتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے حالات جاہلیت کی نسبت اب سوائے اِس کے کچھ کہنے کو نہین رہا کہ ہم ایک نظر
اُس سادہ مزاج سادہ معاش خودپسند اور خودسر قوم پر ڈالین جس مین انھون نے ستائیس برس کی عمر تک
پرورش پائی تھی اور جن کے عادات اور خیالات کے حصہ دار ہونے مین وہ کسی سے کم نہین تھے۔
اور جو کہ عن قریب خداوند تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سے بہرہ یاب ہونے والے تھے۔

یہ وہ عجوبہ روزگار قوم تھی جو ہمیشہ آزاد اور اپنی آزادی پر فخر و ناز کرنے والی رہی کسی غیر قوم کی
اطاعت کا جوا اِس نے اپنے کندھون پر نہین اُٹھایا اور کوئی غیر قوم اُن پر فرمان روا نہین ہوئی تھی۔
کوئی خاص قوم یا خاص شہر کو کسی تاتاری ظالم (جبابرہ سدیہ) یا رومی حاکم کے سامنے چند روز کے واسطے
عارضی طور پر جھک گیا ہو ورنہ عرب کی کل قومون نے بڑے بڑے صاحب جلال اور باشان و شکوہ
بادشاہون کے غاشیۂ اطاعت کو کندھے پر نہ آنے دیا ہزارون برس آزاد رہے۔ فراعنہ مصر اور شاہان
شام کی سعی اِس کی فتح مین بے حاصل رہی۔ کیخسرو ایرانی اور اسکندر یونانی سے بچا رہا۔ روم کی سلطنت کا
علم ساری دنیا مین بلند ہوا مگر یہ سرزمین محفوظ رہی۔ ٹارمس۔ پومپی۔ ٹریجن وغیرہ کی فوجین سرحد کے قریب آکر
مگر ملک عرب کو نہ زیر کر سکین۔

بدو عرب کی معاشرت ایک چرواہے کے طریقہ معاشرت سے کچھ زیادہ نہ تھی خیمہ اور چراگاہ صرف
یہی دو چیزین اُس کو اپنے اور اپنے دینون اور بکریون کے ریوڑ کے واسطے درکار تھین۔ البتہ شہرون

[illegible] رہنے والے کسی قدر مہذب زندگانی کے فوائد سے متمتع ہوتے تھے ان کا وقت کاشتکاری
[illegible] کھجورون اور درختون کے بونے مین جنکے پھلون سے اوقات بسری ہو اور مختلف انواع کی دستکاری
اور مختلف اشیا کی تجارت اور سوداگری مین صرف ہوتا تھا۔

مہمان نوازی ہمسایہ کی خبرگیری اور پناہ گیر کی حفاظت قیدیون کو چھوڑانا۔ محتاج اور بے کس کی
مدد کرنا جس کی طرف کھڑے ہوگئے اُس کا ساتھ دینا۔ وعدون کو پورا کرنا۔ ان عادات کی بہت تعریف
کی جاتی تھی اور افضل اور قابل ستائش سمجھے جاتے تھے اور انپر فخر بھی کرتے تھے مگر خاص فخر کی چیزین
حسب نسب کی بڑائی جنگجوئی۔ بہادری اپنے قبیلہ کے مقتول کا انتقام لینا۔ گھوڑے کی سواری مین
مشاق اور ہوشیار ہونا اور اس قسم کی چیزین تھین۔ مثلاً ایک شاعر (سمول) کے فخریہ شعرون مین سے
چند یہ ہین۔

تعیرنا انا قلیل عدیدنا	وہ طعن کرتا ہے کہ ہماری تعداد تھوڑی ہے
فقلت لہا ان الکرام قلیل	مین نے اُس کو جواب دیا کہ ہان اہل کرم تھوڑے ہوتے ہین۔
وما ضرنا انا قلیل وجارنا	اور ہم کو اُس نے ضرر نہین دیا کہ ہم تھوڑے ہین جب کہ ہمارا ہمسایہ
عزیز وجار الاکثرین ذلیل	صاحب عزت ہے حالانکہ ہمسایہ اکثرون کا ذلیل ہوتا ہے۔
لنا جبل یحتلہ من نجیرہ	ہمارا ایک پہاڑ ہے اُس مین وہی داخل ہوتا ہے جس کو ہم پناہ دیتے ہین
منیف یرد الطرف وہو کلیل	بہت استوار ہے نظر کو خیرہ کرکے ہٹا دیتا ہے۔
وانا لقوم ما نری القتل سبۃً	اور ہم بیشک ایسی قوم ہین کہ ہم قتل کو گالی نہین سمجھتے۔
اذا ما راتہ عامر وسلول	جب اُسکو عامر اور سلول نے عار سمجھا۔
یقرب حب الموت اجالنا لنا	ہمارا موت کو محبوب رکھنا ہماری عمرین نزدیک کردیتا ہے اور
وتکرہہ اجالہم وتطول	اول عمرین اس موت کو مکروہ جانتی ہین اور دراز ہوتی ہین۔
وما مات منا سید حتف انفہ	اور ہم مین سے کوئی سردار یون ہی (یعنی بے قتل ہوئے) نہین مرا
ولا ظل منا حیث کان قتیل	اور نہ ہم مین سے کوئی مقتول کہین ہو باطل ہوگیا ہے (یعنی ہم

Marfat.com

	اُس کا انتقام لیتے ہین۔)
تسیل علیٰ حد انطبات نفوسنا	ہماری رگین باخون تلوار کی دھارون پر روان ہوتی ہین۔
ولیست علیٰ غیر انطبات تسیل	اور تلوارون کے سوا اور پر روان نہین ہوتین۔
صفونا فلم یکدر وخلص سرنا	ہم (نسب مین) صاف ہین پس ہم مین کوئی کدورت نہین ہے اور
اناث اطابت حملنا وفحول	ہماری پاک اصل کو اُن عورتون نے کہ اُنھون نے ہمارا حمل پاک رکھا اور
	اصیل مردون نے خالص کردیا ہے۔
علونا الی خیر الظہور وحطنا	ہم اچھی پشتون کی طرف (نطفہ ہوکر) بلند رہے۔
لوقت ای خیر البطون نزول	اور ہم کو ایک وقت معین پر نزول نے اچھے بطون کی طرف
	پہونچادیا۔
فنحن کماء المزن ما فی نصابنا	سو ہم ابر کے پانی کے مانند (پاک وصاف) ہین۔ ہمارے گروہ مین
کھاۃ ولا فینا یعد بخیل	کوئی ضعیف نہین ہے اور نہ ہم مین کوئی بخیل گنا جاتا ہے۔
ونکران تسنا علی الناس قولہم	اور اگر ہم چاہین تو لوگون کی بات پر اعتراض کرین۔
ولا ینکرون القول حین نقول	اور جب ہم گویا ہوتے ہین تو ہمارے قول پر اعتراض نہین کرسکتے
اذا سیدنا مناخ لاقا وسید	جب ہم مین سے کوئی سردار انتقال کرجاتا ہے تو ایسا سردار اُس کی
قؤول لما قال الکرام فعول	جگہ قائم ہوتا ہے۔ کہ کہتا ہے وہ جو شریفون کا قول ہے اور
	اور وہی کرتا ہے۔
وما خمدت نار لنا دون طارق	اور ہماری آگ کسی رات کے آنے والے پر کبھی بجھی نہین ہے
ولا ذمنا فی النازلین نزیل	اور نہ مہمانون مین سے کسی مہمان نے ہماری نزیل کی ہے
وایامنا مشہورۃ وفی عدونا	اور ہمارے واقعات ہمارے دشمنون مین مشہور ہین۔
لہا غرر معلومۃ وحجول	اُن واقعات کے واسطے روشنی اور بیاض معلوم ہے۔
واسیافنا فی کل غرب ومشرق	اور ہماری تلوارین تمام مغرب اور مشرق مین ہین۔

[illegible]	... زمانہ وار ہوگئی ہیں۔
[illegible]	یہ عادت کی گئی ہے کہ تلوار کھینچ کر پھر میان نہ کیجائے۔
[illegible]	جب تک کوئی جماعت قتل نہ کی جائے۔

... لڑائی اور جنگ جوئی اون کا رات دن کا مشغلہ تھا۔ جاہلیت کی لڑائیون کی شمار ... ہوتا ہے کوئی بارہ سو۔ اِن بے باک اور بے خوف عربون کی معرکہ آرائیان اور ... بڑی مشہور ہین۔ ایک ذرا سی بات اُن کے درمیان آتش جنگ مشتعل کرنے اور سالہا سال باہم ... کے واسطے کافی تھی مثلاً حرب بسوس جو بنی بکر اور بنی تغلب کے درمیان ہوئی اُس کا سبب ... تھا کلیب ایک بڑا مشہور امیر عرب تھا اُسنے حکم دے رکھا تھا کہ میری چراگاہ مین کوئی اونٹ چرنے نہ پائے ... شخص قوم جرم کا حساس کی پھوپھی بساس نامی کے پاس آترا تھا اُن کے ناقہ کا نام سراب تھا وہ چرتی ہوئی کلیب کی چراگاہ ... مین چلی گئی کلیب نے اُسپر تیر چلائے اور پھر اُسکے تھن کاٹ لیے۔ یہ اونٹنی لہولہان بڑبڑاتی ہوئی اپنے مالک کے پاس آئی۔ بسوس کو دیکھ کر بہت رنج ہوا کہ اُس کے مہمان کو تکلیف پہونچی۔ جساس نے جو اپنی پھوپھی کو غمگین ... دیکھا سنا تو تمام قوم کو جمع کر کے کلیب کو جا گھیرا اور احاطہ مین پھرتے ہوئے پاکر جساس نے اُس کو ایک ایسا ... مارا کہ وہ مرگیا۔ یہ جنگ کی آگ پچاس برس تک بھڑکی رہی جس کے شرارون مین ستر ہزار جانین ... خاکستر ہوگئین۔

اسی طرح جنگ داحس کی کیفیت یہ ہے کہ عرب کے ایک امیر قیس کے پاس دو گھوڑے داحس اور غبرا ... تھے۔ حذیفہ بن بدر کے گھوڑون کے ساتھ دوڑ ہوئی دو دو سو حجرون کی شرط بدی گئی۔ مگر دوڑ کے ... میں تکرار ہوگئی اور لڑائی چھڑ گئی چالیس برس تک خونریزی کا ہنگامہ برپا رہا۔ قبیلہ کے قبیلہ کٹ گئے ... جانیں اس ذرا سے جھگڑے کی نذر ہوگئین۔

... اونٹ اُن کے وفادار اور خدمت گزار تھے اور وہ بھی اُن کے پورے قدردان ... تھے اونٹ کا دودھ۔ دہی۔ گوشت۔ پشم۔ چمڑا۔ مینگنیان۔ پیشاب۔ ہر چیز اُن کے ... کام آتی ... ریگستانی دشوار گذار رستون ہی مین کام نہین دیتا تھا بلکہ اُن کے

Marfat.com

اسباب معیشت کا ایک بہت بڑا جزو تھا۔

گھوڑے کی نسبت علم حیوانات کے عالم یہ راے دیتے ہین کہ وہ عرب کی [illegible]
اِس شریف اور نجیب جانور کے لیے موزون کی گئی تھی گو اُس کے قد و قامت کو وہ چندان بلند نہین [illegible]
تیزی اور چستی و چالاکی اور شتاب روی وہ پیدا کرتی ہے کہ جس کا دنیا مین جواب نہین شریف و نجیب گھوڑون کی
نسل کا باقی رکھنا عرب کا ایمان تھا۔ اور جگہ انسان اپنی شرافت کو ایسا یاد نہین رکھتا جیسا کہ عرب اِن گھوڑون
کی نسل کی نجابت کو یاد رکھتا تھا۔ نر کو فروخت کر دے مگر مادہ کو جان کے برابر رکھتا اور جدا نہین کرتا تھا
جب کوئی نجیب گھوڑی بچھیرا دیتی تو اُس کی خوشی ایک بڑی شادی کی تقریب سے کم نہوتی۔ اولاد کے مانند
اُنسے محبت کرتے اور اولاد ہی کی طرح اُس کی تعلیم و تربیت کرتے تھے۔ اور اس سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ اُن کی
تیزی اور دوڑ ہزارون جانین بچا دیتی تھی۔ عرب اسی کے بھروسے پر اپنی جان کو خطرے مین ڈالدیتا تھا۔ اور
وہ اُس کے اعتبار کو دھوکا نہین دیتا تھا اور ہوا کی طرح لے کر اُڑ جاتا تھا اگر سوار پیٹھ سے گر جاتا تو وہ اُس کی
مصیبت کا دوست اُس کے سنبھل کر پھر سوار ہونے تک اُسکے پاس کھڑا رہتا۔

شعر و شاعری نے حیرت انگیز ترقی کی تھی عرب شعر اور شاعری کا دلدادہ تھا۔ کسی قوم مین اگر کوئی ہونہار
شاعر پیدا ہوتا تھا تو مرد اور عورتین سب مل کر خوشی کرتے اور شادیانے بجاتے تھے۔ اپنے لائق شاعرون پر بھی
فخر کیا جاتا تھا۔ عکاظ کے بازار کے مشاعرے اور معلقہ مشہور ہین۔ اپنے اشعار مین وہ شجاعت۔ دل کی [illegible]
خونریزی۔ شرافت نسب۔ رفاقت باوفا۔ سخاوت۔ فرحت مقام۔ دریا کی روانی۔ جنگلون کی ویرانی۔ پہاڑون
کی وحشتناکی۔ جنگلون کی سرسبزی۔ حیوانات کی خوبی۔ اونٹ گھوڑون کی تعریف۔ عشق۔ معشوق کی تعریف
ہجر کی اوداسی۔ وصل کی مسرت۔ اور اِس قسم کے مضامین ہوا کرتے تھے۔ فصاحت [illegible]
ظرافت بھی فضیلت کے دائرے کی تکمیل کے لیے ضروری تھی۔ ایک [illegible]
ملتا تھا۔

بعض خوبیون کے ساتھ ساتھ عرب جاہلیت مین نہایت بداخلاقی [illegible]
شروع مین جو تشبیب کے اشعار ہوتے تھے اُن مین دولت [illegible]

[illegible] ہر طرح کے عیبون کو علانیہ اُن کی طرف منسوب کرتے تھے اُن کا
[illegible] شاعر کے اختیار مین ایک جن رہتا ہے اور جس قدر بڑا شاعر ہوتا ہے اسی قدر زبردست
[illegible] زیر حکم ہوتا ہے۔
[illegible] کاری اور زناکاری سے نادم نہین ہوتے تھے اور ہر طرح کی غیر مہذب نظم مین ازراہ بے شرمی اُس کو
[illegible] کرتے تھے اور اُس پر فخر کرتے تھے۔
سب لوگ شراب اور نہایت قوی منشی عرقون کے پینے سے بدرجۂ غایت اُنس رکھتے تھے۔ اور
[illegible] کی حالت مین تمام لوگون سے خراب اور معیوب باتین سرزد ہوتی تھین۔
قمار بازی سب لوگون کا بلا استثنا ایک ہر دل عزیز کھیل تھا اور کوئی خاص مقام قمار بازی کا مشہور
[illegible] تھا تو لوگ دور دراز مسافت طے کرکے وہان جوا کھیلنے کو جایا کرتے تھے۔ سود خواری بھی عام طور سے
[illegible] درجہ مروج تھی۔
لونڈیون کو جو قینات کہلاتی تھین گانا بجانا اور ناچنا سکھایا جاتا تھا اور وہ حرام کاری کرنے
[illegible] مجاز تھین۔ اس حرام کاری کی آمدنی اُن کے آقا اپنے تصرف مین لاتے تھے۔
[illegible] اور غارت گری اور قتل روزمرہ کی باتین تھین۔ انسانون کا خون بلا خوف و تاسف ہر روز
[illegible] تھا۔ لڑائی مین جو عورتین قید ہوتی تھین اُن کو فی الفور لونڈیان بنا لیتے تھے۔
[illegible] گون اور شگون لینے مین اُنکا نہایت مضبوط اعتقاد تھا۔ جب کوئی مصیبت اُنپر نازل ہوتی
[illegible] کی چھوٹی ٹہنیون پر کچھ پڑھ کر پھونکتے تھے اور اُن کو دفع مصیبت کی غرض سے پھینکتے تھے
[illegible] کے اُڑنے سے نیک اور بد شگون لیا کرتے تھے۔
[illegible] لینا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ اگر کسی آدمی کے خون کا
[illegible] چھوٹا پردار کیڑا مقتول کے سر مین سے نکل کر آسمان مین چیختا پھرتا
[illegible] "صدی" کہتے تھے۔
[illegible] تھا کہ اُس کے اونٹ کو اُس کی قبر سے باندھ دیتے تھے یہان تک

Marfat.com

کہ بھوک اور پیاس کے مارے وہ مر جاتا تھا [illegible]
سوگ کرتے اور اُس کو رویا کرتے تھے۔

لڑائی مین عورتین مردون کے ہمراہ ہوتی تھین اور ہر طرح اُن کی مدد کرتی تھین [illegible]
جب لڑائی مین مصروف ہوتے تھے تو وہ پکار پکار کر کہتی تھین "آگے بڑھو آگے بڑھو اے ہمارے [illegible]
بہادر خاوندو - اگر تم کوتاہی کروگے اور ہم کو دشمن سے نہ بچاؤ گے تو ہم تمھاری بیویان نہ ہون گی"

قحط اور گرانی کے زمانہ مین اپنے اونٹون کو مجروح کر کے اُن کا خون پیا کرتے تھے خشک سالی
مین مینہ برسنے کا ٹوٹکا اِس طرح پر کرتے تھے کہ پہاڑون مین ایک گاے کو لے جاتے تھے اور اُس کی
دم مین سوکھی ہوئی گھاس اور کانٹے اور چھڑیان باندھ کر اُس مین آگ لگا دیتے تھے اور گاے کو پہاڑون
مین چھوڑ دیتے تھے۔

باوجودے کہ کوئی شخص اپنے غلامون کو آزاد کر دیتا تھا تو بھی اُس کی ملکیت کا استحقاق اُسکو باقی
رہتا تھا اور اُس استحقاق کو فروخت کر دینے کا بھی مجاز تھا اور مشتری اور غلامون پر اپنی ملکیت قائم کرتا تھا
اور اس طرح سے یہ بدبخت ہمیشہ کی آزادی سے بالکل محروم تھے۔

عورتین کسی جانور کا دودھ نہین دوہتی تھین اور اگر کسی خاندان کی عورتون کو دودھ دوہتے
دیکھ پاتے تھے تو اُس خاندان کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور وہ خاندان لوگون کی آنکھون مین
دفعتاً حقیر ہو جاتا تھا۔

مجرم کو فوجداری کی سزا مین جلتی ہوئی ریت پر بٹھا دیتے تھے مردہ جانورون کا گوشت کھاتے
تھے اور اُسکو بہت لذیذ غذا سمجھتے تھے جو اونٹنی یا بھیڑ بکری دس دفعہ بچہ جن لیتی تھی اُس کو چھوڑ دیتے
تھے اور وہ چھوٹی پھرا کرتی تھی اور جب وہ مر جاتی تھی تو اُس کا گوشت مرد کھاتے تھے [illegible] عورتون کو
اُس کا گوشت کھانے کی ممانعت تھی - اگر اونٹنی یا بھیڑ بکری پانچوین [illegible]
کے کان کاٹ کر اُس کو چھوڑ دیتے تھے اور اُس کو بحیرہ کہتے تھے اور اُس کا [illegible] اور [illegible]
پینا منع تھا کسی کام کے ہو جانے پر اونٹون کو بطور سانڈ چھوڑ دینے کی منت [illegible] تھے اور

Marfat.com

[illegible] چھوڑ دیتے تھے وہ جہان چاہتا پھرا کرتا تھا۔ اگر کوئی اونٹنی
[illegible] بکری سات بچے دے چکتی تھی تو عورتون کو اُس کا گوشت کھانے کی ممانعت تھی اور صرف
[illegible] کا گوشت کھا سکتے تھے۔ اگر کسی بکری کے مادہ بچہ ہوتا تھا تو مالک اُسکو اپنے لیے رہنے دیتا
[illegible] اگر نر پیدا ہوتا تھا تو بتون پر بطور نذر کے چڑھایا جاتا تھا۔ اور اگر دو بچے ایک نر اور ایک مادہ
[illegible] تھے تو مالک دونون کو اپنے لیے رکھتا تھا اور وہ "وصیلہ" کہلاتے تھے۔ جو اونٹ دس
[illegible] کا باپ ہو چکتا تھا وہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور جہان وہ چاہتا تھا پھرا کرتا تھا اور وہ بنام "حامی"
[illegible] تھا۔

قسم لینے کا نہایت سنجیدہ قاعدہ یہ تھا کہ آگ جلا کر اُس مین نمک اور گندھک پیس کر ڈالتے
تھے یہ آگ "ہولہ" کہلاتی تھی اور اُسکے جلانے والا "مہمول" کہلاتا۔ قسم کے مستحکم کرنے کا ایک یہ بھی
طریقہ تھا کہ میزاب خانۂ کعبہ کے نیچے چابک کمان اور جوتی رکھ دیتے تھے اور اِس طرح کرنے سے
قسم پختہ ہو جاتی تھی۔ اقرار اور وعدہ کے مستحکم کرنے کو اپنے بزرگون اور بتون کی قسم کھاتے تھے
ہر شخص گو وہ اجنبی ہو دوسرے شخص کے گھر مین بلا طلب اجازت چلے آنے کا مجاز تھا کسی رشتہ دار
کے گھر کھانا کھانا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

خانۂ کعبہ مین سات تیر رکھے ہوے تھے اور ہر تیر پر ایک علامت بنی ہوئی تھی بعضون پر
[illegible] کرنے کے حکم دینے کی اور بعضون پر اُس کام سے منع کرنے کی علامت تھی ہر شخص پیشتر اُس سے
[illegible] کام کرے اُن تیرون سے استخارہ کرتا تھا اور اُسی کے بموجب کام کرتا تھا۔ اُن تیرون کو
[illegible] کہتے تھے۔

[illegible] عرب جاہلیت کا شیوہ بت پرستی تھا مختلف قبائل کے مختلف بت تھے جن کے نام اور
[illegible] مثلاً ہبل ایک بہت بڑا بت آدمی کی شکل کا جو شام سے لایا گیا تھا اور مینہ
[illegible] خانۂ کعبہ کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ وہ قبیلۂ بنی کلب کا بت تھا۔ سواع
[illegible] بنی مذحج کا تھا۔ یغوث قبیلۂ بنی مراد کا شیر کی شکل کا بت تھا علی ہذا القیاس

Marfat.com

یعوق - لفر - عزی - لات - منات - دوار - (نوجوان [illegible] بت [illegible]
نائلہ - عبعب - مختلف بت تھے - کعبہ مین حضرت ابراہیم کی مورت بنی ہوئی تھی [illegible]
کے تیر تھے حضرت مریم کی بھی ایک مورت تھی جس کی گود مین حضرت عیسیٰ تھے [illegible]
باشندون کے درمیان ایک فرقہ "صابئی" مذہب کا تھا جو ثوابت اور سیارون کی پرستش
کرتا تھا -

عورتین نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھین - مردون کو جس قدر چاہین عورتین کرنے کا
اختیار تھا - طلاق دے کر پھر عورت کو اپنی زوجیت مین لے آنے کا اختیار تھا - سب سے خراب
رسم لڑکیون کو بے رحمی سے مار ڈالنا یا اُن کو زندہ دفن کر دینے کی تھی - لڑکے اپنی سوتیلی ماؤن کے
ساتھ ازدواج کرنے کے مجاز تھے مگر باپ اپنے بیٹے یا متبنی کی زوجہ کے ساتھ شادی کرنے کا مجاز
نہ تھا - شوہر کے مرنے کے بعد اُس کا سوتیلا بیٹا اگر وہ نہو تو کوئی قریب کا رشتہ دار بیوہ کے سر پر
ایک چادر ڈال دیا کرتا تھا اور وہ شخص جو اِس طرح چادر ڈالتا تھا اُس سے شادی کرنے پر مجبور
ہوتا تھا -

عورتین بے حجاب عام مجمعون مین آتی تھین اور اپنے جسم کے کسی حصہ کو کھلا رکھنے اور عوام الناس
کو دکھلانے مین کوئی بے حیائی اور بے شرمی کی بات خیال نہین کرتی تھین عورتین مصنوعی بال سر پر
لگایا کرتی تھین اور اپنے جسم کو نیل سے گودا کرتی تھین -

دیوون اور خبیث ارواحون - خیالی اور وہمی اور فرضی صورتون اور نیک و بد جنات کو [illegible]
تھے اور اُن کی مختلف شکلین مقرر کر رکھی تھین [1] -

غرض جاہلیت کے یہ خیالات یہ عادات اور اطوار اور عقائد اور رسوم تھے جن [illegible] حضرت
عمرؓ نے اپنی ابتدائی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ بسر کیا تھا - انھین حالات کو [illegible] زبان [illegible]
سب سے موثر الفاظ مین یون بیان کیا ہے -

[1] یہ حالات خطبات احمدیہ مصنفہ سر سید احمد خان صاحب اور بعض دوسری معتبر کتابون سے [illegible]

Marfat.com

لہین تھا کوا کب پرستی کا چرچا
بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا

خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
کہ اس گھر سے ابلیگا چشمہ ہدی کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

کسی کا اہبل تھا کسی کا صفا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بے باک جیسے

سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلہ بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر دہان شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

صدی جس مین آدھی اٹھون نے گنوائی

قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی — تھی اک آگ ہر سو لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک اُن کی جہالت کا تھا وہ

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
کہ جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا — کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یون ہی روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر — تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر

وہ گو دایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جُوا اُن کی دِن رات کی دل لگی تھی — شراب اُن کی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی — غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی

بہت اس طرح گذری تھین اُن کو صدیان
کہ چھائی ہوئی تھین بدیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت — بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

ہوے پہلوے آمنہ سے ہویدا
دعاے خلیل اور نوید مسیحا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دِل مین سب کے لگا دی — اک آواز مین سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے — کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

Marfat.com

دوسرا باب

اسلام کی ابتدائی حالت حضرت عمرؓ کا اسلام لانا۔ ہجرت۔ آنحضرت صلعم کی رفاقت

آنحضرت صلعم نے نبوت کے پہلے تین برسون مین عرب سے بت پرستی چھوڑانے کی کوشش بخیدہ طور پر کین۔ مگر آخرکار آپ نے علانیہ تلقین کرنا شروع کیا اور بت پرستی کی مذمت کرنی شروع کی۔ قریش اور قبائل عرب اس سے آگ کی طرح غصہ سے بھڑک اُٹھے اور آنحضرت کو اس سے روکنے اور باز رکھنے کی کوشش کی لیکن جب ایک نہ ماننے کے لائق بات کو آنحضرت نے نہ مانا تو قریش نے آنحضرت کو کعبہ سے جہان آپ موعظت فرمایا کرتے تھے نکال دیا[1]۔ آنحضرت جس قدر اعلاء کلمۃ الحق اور بتون کے عیوب کے اظہار مین اصرار فرماتے تھے اُسی قدر قریش آپ سے زیادہ دشمنی اور مخالفت کرنے آمادہ ہوتے جاتے تھے۔ اُن کے اِس بڑھتے ہوئے طیش اور غصہ نے آخرکار آنحضرت صلعم اور اُن مسلمان مردون اور عورتون کو جو اسلام لائے تھے ایذا پہونچانے کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔ آنحضرت کی نسبت مونہہ در مونہہ دشنام دہی کرنا اور تذلیل کرنا یہ تو ایک عام بات تھی جو روزمرہ ہوتی تھی معززین قریش کمینہ لوگون کو اور اپنے غلامون کو اشارہ کرتے تھے اور وہ اس طرح سے آنحضرت کو ایذا پہونچاتے تھے ایک دفعہ اسی طرح اُن کمینہ لوگون اور قریش کے غلامون نے آنحضرت صلعم کو گھیر لیا اور گالیان اور سخت و سست الفاظ کہکر غل مچانی شروع کی بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور ایسی دھکا پیل ہوئی کہ آنحضرت کو ایک احاطہ مین پناہ لینی پڑی[2]۔ ابولہب ہمیشہ آنحضرت صلعم کے دروازے پر نجاست اور کوڑا کرکٹ ڈلوا دیتا تھا[3]۔ ام جمیل ابولہب کی بیوی (حمالۃ الحطب) اُس راستہ پر

---

[1] تاریخ اسلام مصنفہ مولوی سید امیر علی صاحب رضوی۔ [2] از ابن ہشام۔ تفسیر القرآن جلد چہارم مصنفہ سر سید احمد خان

[3] تفسیر القرآن جلد چہارم۔

Marfat.com

جہان سے آنحضرت صلعم کی آمد و رفت ہوتی تھی اور جہان آپ عبادت اور [illegible] لے جاتے تھے کانٹے بچھا دیتی تھی[1]۔ راہ چلنے کی حالت مین آنحضرت کے سر مبارک پر گرد خاک کرکٹ ڈالدیتے تھے[2]۔ قریش نے باہم پختہ عہد کر لیا تھا کہ کوئی شخص آنحضرت کے پاس نہ جاے اُن کے پاس نہ بیٹھے اور اُن کی بات نہ سنے۔ ایک دفعہ عقبہ جاکر آنحضرت کے پاس بیٹھا اور کچھ کلام سنا اِس کی خبر اُبی کو پہونچی جو اُس کا بڑا دوست تھا وہ اُس کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تو آنحضرت کے پاس جاکر بیٹھا تھا اور اُن کی باتین سُنی تھین تیری صورت مجھ کو دکھنی اور تجھ سے بات کرنی حرام ہے اور مین اپنی قسم کو اور زیادہ سخت کرون گا اگر تو اب گیا اور اُن کے پاس بیٹھا۔ کیا تجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ اُن کے مونہہ پر تھوک دیتا چنانچہ اُس خدا کے دشمن نے ایسا ہی کیا[3]۔ آنحضرت جہان جاتے تھے وہان وہ بھی پہونچتے تھے اور جب آپ اور آپ کے اصحاب نمازین مصروف ہوتے تھے اُس وقت پتھر مارتے تھے اور جب آپ کھانا کھاتے تھے اُسوقت غلیظ پھینکتے تھے اور کعبہ کے قریب آپ کو نماز پڑھنے نہ دیتے تھے[4]۔

جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے اُن پر بھی نہایت ظلم ہوتا تھا اور سخت ایذا پہونچائی جاتی تھی جہان بیکس مسلمانون کو دیکھتے تھے پکڑ لیتے تھے قید کرتے تھے۔ مارتے تھے بھوکا پیاسا رکھتے تھے جلتی ریت مین ڈالتے تھے آگ سے جلا کر ایذا پہونچاتے تھے[5]۔ حضرت بلال کو عین دوپہر مین سورج کی تپش کے وقت امیہ بن خلف کبھی مونہہ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل جلتی ریت پر ڈال دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین تیرے ساتھ اسی طرح کیے جاؤن گا جب تک کہ تو مر جاے یا محمد صلعم کے ساتھ کفر کرے[6]۔ ایک دفعہ انھون نے عمار بن یاسر کو اور اُس کے باپ کو اور ماں کو جو مسلمان ہو گئے تھے پکڑ لیا اور دوپہر مین جلتی ریت پر ڈالدیا اتفاقاً آنحضرت صلعم اُس طرف سے گذرے اور اُن سے کہا کہ اے یاسر کے

---

[1] از ابن ہشام تنقیدا لکلام فی احوال شارع الاسلام مصنفہ مولوی سید امیر علی صاحب رضوی صفحہ ۱۱ تفسیر القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۵۔ [2] از ابن ہشام تفسیر القران جلد چہارم صفحہ ۴۵۔ [3] از ابن ہشام صفحہ ۳۰۰ و تفسیر القران جلد چہارم صفحہ ۴۹ [4] تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام صفحہ ۴۵۔ [5] تفسیر القران جلد چہارم صفحہ ۴۹۔ از تاریخ ابن اثیر [6] تفسیر القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۹۔ از تاریخ ابن اثیر۔

Marfat.com

[illegible] صبر کرو تمھاری جگہ جنت مین ہے حضرت یاسر اسی سختی مین مر گئے اور اُن کی بیوی سمیہ کو
[illegible] نے اُس مظلومہ کی شرم گاہ مین ہتھیار مار کر مار ڈالا اور اُسکے بعد حضرت عمار کو سخت ایذا پہونچائی
کبھی دھوپ مین ڈالتا تھا کبھی آگ سے گرم کیا ہوا پتھر اُن کے سینہ پر رکھواتا تھا کبھی اُن کو پانی مین
ڈال کر ڈبواتا تھا آخر کار اُن سے کہا کہ ہم تجھے کبھی نہین چھوڑین گے جب تک کہ تو محمد کو دشنام نہ دے
اور لات کی تعریف نہ کرے[1]۔ خباب ابن ارث کو کافرون نے پکڑ لیا اور نہایت سخت ایذا پہونچائی
اُس کو ننگا کر کے مونہہ کے بل گرم جلتی ریت پر لٹاتے تھے اور پھر پتھر کے کتلون کو آگ سے گرم کر کے
اُس پر لٹاتے تھے اور اُس کا سر مروڑ کے اُلٹا پھیر دیتے تھے[2]۔ فکیہ کو امیہ بن خلف نے ایذائین پہونچا
پہونچا کر آخر گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ زنیرہ مسلمان عورت کو ابوجہل نے اندھا کر دیا۔ غرض تمام مسلمانون کو
طرح طرح کے عذاب اور طرح طرح کی ایذائین پہونچائی جاتی تھین اور یہ سلسلہ ایذا رسانی کا جاری تھا پس
جو حال کہ ابتدا مین اسلام کا تھا اور جس مصیبت مین مسلمان گرفتار تھے وہ اِس قسم کے واقعات سے
ظاہر ہے۔

جیسا کہ ہمنے کہا ہے مسلمان مورخون نے حضرت عمر کے ایام جاہلیت کے حالات کو صرف چھوڑ ہی
نہین دیا بلکہ غیر ضروری رعایت اُن سے کرنا چاہی ہے۔ اس قسم کی روایتین موجود ہین کہ حضرت
عمر نے اسلام لانے سے پہلے کبھی مسلمانون کو یا آنحضرت کو کسی قسم کی تکلیف نہین پہونچائی[3] مگر ابن اثیر
کی ایک روایت سے صحیح حال معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک دن حضرت عمر نے اپنے مسلمان ہونے سے
پہلے لبینہ ایک مسلمان عورت کو پکڑ لیا اور اُس کو ایذا پہونچائی اور مارنا شروع کیا۔ جب تھک جاتے
تو چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مین نے تجھے چھوڑا نہین ہے مین تھک گیا ہون اس لیے
[illegible] گیا ہون اُس نے جواب دیا کہ اسی طرح خدا تیرے ساتھ بھی کرے گا اگر تو مسلمان نہ ہوا[4]۔ یہی مخالفت
[illegible] عمر کی اپنی بہن فاطمہ کے اسلام لانے کی خبر سن کر اور طیش کھا کر اُس کے گھر جانے اور اُن کو

[illegible] القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۶۔ از تاریخ ابن اثیر۔ [3] مدارج النبوت از مواہب لدنیہ۔ [4] تفسیر القرآن جلد
[illegible] از ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۔

Marfat.com

مارنے کے مشہور واقعہ سے ظاہر ہے۔ ہوش مند مورخین کو بھی اِس سے انکار کرنے کی کوئی
نہین تھی کہ حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے "مسلمانون کو ایذا اور عذاب پہونچانے مین [illegible]
تھے اسلام کے وہ سخت مخالف اور پیغمبرؐ کے غایت درجہ کے دشمن اور رقیب تھے[1] انگریزی مورخین
سب اِس قول پر متفق ہین کہ حضرت عمر پہلے اِس نئے دین کے نہایت مخالف اور دشمن تھے[2] اور
اسلام کی دشمنی اور مسلمانون کے ساتھ سختی اور تشدد کرنے مین بدنام تھے[3]۔

غرض جیسا کہ حضرت عمر کی سخت اور درشت طبیعت سے جب کہ وہ لوگ اپنی دلیری اور شجاعت
اور تہور اور ہٹ اور لڑاکا پن ثابت کرنے کے واسطے اسی قسم کے موقعون کے متلاشی رہتے تھے
توقع کرنی چاہیے وہ جاہلیت مین اسلام کے بے طرح مخالف تھے۔ بعض روایات مین خود حضرت عمرؓ کا
یہ قول بھی ملا ہے کہ مین رسول اللہ کے زمانہ مین اُن پر "اشد الناس" تھا[4] حضرت عمرؓ جس طرح کہ عزت
اور وجاہت اور رعب مین ابوجہل سے کم نہ تھے اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی مخالفت اور
مسلمانون سے سختی کرنے مین بھی اُس سے کم نہ تھے۔ کیون کہ جناب رسول اللہ دونون مین سے
ایک کے مسلمان ہو جانے کی دعا خدا سے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث مین ہے کہ
آنحضرت نے خدا سے دعا مانگی کہ خدایا عمر ابن ہشام (ابوجہل) یا عمرؓ ابن الخطاب سے اسلام کو
عزت (یا مدد) دے حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ کی روایت مین آنحضرت کا صرف حضرت عمرؓ کے
لیے دعا مانگنا بیان ہوا ہے جس سے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ آنحضرت کو حضرت عمرؓ کی طبیعت سے ہدایت
قبول کرنے کی زیادہ توقع تھی۔ حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور اون کے بھائی
اور ابوالبکیر کے چار بیٹے جو خطاب کے خاندان سے رشتہ مین ملتے تھے سب سے اول اسلام لانے والون
مین تھے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی نسبت جو روایتین ہین گو وہ جزیات تک صحیح نہون مگر ہر ایک سے

---

[1] سپرٹ آف اسلام مصنفہ مولوی سید امیر علی صاحب رضوی صفحہ ۱۱۲۔ [2] کتاب اسلام مصنفہ شاپرٹ صفحہ [illegible]۔ [3] [illegible]
مصنفہ سر ولیم میور صفحہ ۹۵ [4] تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۷۶۔

حضرت عمر کا [illegible] اور معاند ہونا ثابت ہے۔ اِس باب مین مختلف روایتین ہین
اگر اُن مین سے صرف وہی ایک روایت جو مشہور اور مسلم ہے قابل اعتبار ہو اور دوسری روایتون کو
حضرت عمر کے اسلام لانے کے واقعہ کی نسبت صحیح نہ سمجھا جاے لیکن اُن مین جو واقعات بیان ہوے ہین
اُن سب سے کہ وہ صحیح ہون اور حضرت عمر کی طبیعت پر اثر ڈالنے اور قبول اسلام کے واسطے تیار کرنے کا
باعث ہوئی ہین۔ خود حضرت عمر سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ مین رسول اللہ کو مسجد جانے سے روکنے
کے واسطے نکلا مگر وہ پیش دستی کر کے مجھ سے پہلے مسجد مین پہونچ گئے مین اُنکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ انھون نے
سورہ الحاقہ شروع کر دی مین تالیف قرآن سے تعجب کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کی قسم جیسا قریش کہتے
ہین یہ شاعر ہے تب اُنھون نے یہ آیت "انہ لقول رسول کریم وما ہو بقول شاعر قلیلا ما تومنون" پڑھی اِس سے
میرے دِل مین اسلام نے گھر کر لیا[1]۔ ایک دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کی ابتدا
یہ تھی کہ ایک رات وہ اپنی بہن فاطمہ کو مار کر گھر سے نکل کر کعبہ مین چلے گئے۔ وہان آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ
ایک چادر اوڑھے ہوے آے اور حجر اسود کے پاس گئے اور کچھ عرصہ تک نماز مین مشغول رہ کر وہان
سے لوٹ جانے لگے حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ جو کچھ اُسوقت مین نے اُن سے سُنا اُس سے پہلے کبھی نہین
سُنا تھا جناب رسول اللہ جب باہر نکلے تو مین اُنکے پیچھے ہو لیا۔ آنحضرت نے کہا کہ کون ہے مین نے کہا کہ عمر
تو فرمانے لگے کہ اے عمر تو مجھے نہ دِن کو چھوڑتا ہے نہ رات کو۔ مین ڈر گیا کہ مجھے بددعا نہ دین اور کلمہ
شہادت پڑھا[2]

بخاری کی ایک اور روایت سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی طبیعت پر اسلام
لانے سے پہلے کچھ نہ کچھ اثر اسلام کی طرف سے موجود تھا حضرت عمرؓ خود ایک واقعہ اپنے خواب کا بیان کرتے
ہین کہ قبل نبوت ایک دن مین حطیم (یا ہیثم) کے پاس سوتا تھا۔ دیکھتا ہون (خواب مین) کہ ایک
شخص ایک بچھڑا لایا اور اُس کو ذبح کیا اور پھر کسی نے چیخ کر ایسی سخت آواز سے کہ پہلے مین نے
ویسی کبھی نہین سُنی تھی عمرؓ کا نام لے کر کہا کہ اے جلیح یہ شخص جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے نیک مرد اور خوش کلام ہے

---

[1] کذا فی السیوطی صفحہ ۷۱ تاریخ الخلفا سیوطی —

لوگ اُدھر جھپٹے۔ مین نے کہا کہ جب تک اس کا حال معلوم نہ ہو پیچھا نہ چھوڑونگا۔ دوبارہ اُس نے اسی طرح آواز دی پھر مین بیدار ہوگیا۔ اِس کے بعد بہت مدت نہ گذری تھی کہ آنحضرت نبی مشہور ہوگئے[1] گو اِس کی کچھ اصلیت ہو کہ حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے صداقت اسلام کی نسبت کوئی خفیہ اور غیر محسوس اثر دل مین رکھتے تھے مگر ایسا اثر اسلام اور مسلمانون کی مخالفت اور توہین و تذلیل کرنے سے روک نہین سکتا تھا کیونکہ اپنے آبائی دین کی غیرت اور حمیت کی صورت مین اور قوم اور جماعت کے دباؤ اور اپنے قبیلہ کے مذہب کے ساتھ فخریہ چسپیدگی اور دلبستگی سے جو جوش پیدا ہوتے تھے اُن کا مقابلہ کوئی ایسا پوشیدہ خیال نہین کرسکتا تھا۔

قریش کا غضب اور غصہ جس قدر اپنی غایت اور انتہا کو پہونچتا جاتا تھا اسی قدر حضرت عمر کے اسلام لانے کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا۔ ابوجہل حضرت حمزہ سے زک اُٹھا کر اور بھی بھڑک گیا تھا اور اُس کی آخری تدبیر جس مین وہ رات دن غلطان و پیچان رہتا تھا سواے اِس کے کچھ نہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے خون سے اپنے غصہ کی آگ کو بجھانے کے درپے تھا۔ چنانچہ ابوجہل نے ایک دِن معززین قریش کی جماعت مین علانیہ اعلان کیا کہ جو کوئی آنحضرت صلعم کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لاے اُس کو سو اونٹ اور چالیس ہزار درم اور ایک دوسرے قول کے مطابق ہزار اونٹ اور بہت سے دینار و درم دونگا حضرت عمرؓ نے اس کام کو غیرت کھا کر اپنے ذمہ لیا اور تلوار گلے مین حمائل کیے ہوے گھر سے نکلے[2]۔ بعض روایات مین صرف اسی قدر ہے کہ حضرت عمر گھر سے نکلے اور ایک مسلمان شخص بنی زہرہ سے (نعیم بن عبداللہ) راستہ مین ملا اور اُن سے پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ محمد صلعم کو قتل کرنے۔ اُس نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے انتقام کا تمکو خوف نہین ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ معلوم

---

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا [2] اکثر مورخون نے روایت کے اس حصہ کو شاید ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے۔ مگر مولوی سید امیر علی صاحب نے سپرٹ اوف اسلام مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک انگریز مصنف (سٹابرٹ مصنف کتاب اسلام صفحہ ۸۳) حضرت عمر کا حضرت حمزہ سے ابوجہل کا بدلہ لینے کے واسطے روانہ ہونا لکھتا ہے۔ اسی طرح کا کثیر اختلاف موجود ہے۔ اور جس حالت مین ہمارے پاس تنقیح روایات کا کوئی ذریعہ نہین ہے۔ اگر کل نہین تو بعض روایات کا بیان کرنا لازم اور ضروری ہے۔ مؤلف۔

135045

Marfat.com

مسلمان ہوگیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ پہلے تم اپنی بہن اور بہنوئی کی خبر لو کہ وہ بھی صابی ہوگئے ہین اور تیرا دین چھوڑ دیا ہے[1]۔ ایک روایت حضرت عمرؓ ہی سے ہے کہ ایک دن مین گھر سے نکلا تو ایک مخبر نے مجھے راستہ مین ملا مین نے اوسے کہا کہ تو اپنے باپ دادا کے دین سے برگشتہ ہوکر دین محمد کا پیرو بنا ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا ہے تو جن پر تیرا زیادہ حق ہے اُنھون نے بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہوگئے ہین۔

اسی قسم کی ایک اور روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کو مین مکہ مین راستہ پر چلا جارہا تھا۔ تو ایک شخص نے مجھے ٹوکا اور کہا کہ اے عمر بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو فخر کرتا ہے کہ مین ایسا ہون اور ایسا ہون اور تیری بہن مسلمان ہوگئی ہے۔

بعض روایات مین صرف اس قدر ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن فاطمہ اور اُس کے خاوند سعید بن زید کے مسلمان ہوجانے کی خبر سنی[2] اور غصہ کھاکر اُس کے گھر گئے۔ اور بعض نے صرف اسی قدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ ایک دن اپنی بہن کے گھر کی طرف آئے[3]۔ دروازہ بند پایا اور قرآن مجید کے پڑھنے کی آواز سنی۔ دروازہ کھلوایا اور کہا کہ لاؤ جو کچھ تم پڑھتے تھے اُنھون نے انکار کیا۔ (بعض روایتون مین ایک صحابی حضرت خباب کا موجود ہونا اور ڈر سے چھپ جانا لکھا ہے) حضرت عمر نے اپنی بہن اور بہنوئی کو اِس قدر مارا کہ خون بہنے لگا۔ آخر اُن کی بہن نے کہا کہ جو کچھ تیرے دل مین آئے تو کر ہم تو مسلمان ہوچکے ہین اور دین محمدؐ اختیار کرچکے ہین۔ حضرت عمر کا دِل بھی اُن کو دیکھ کر پسیجا اور سورۂ طٰہٰ اُن سے لے کر پڑھی یا اُن سے سنی ایک روایت مین آیۃ سبح للہ مافی السموٰات والارض وھوالعزیز الحکیم الخ بھی لکھا ہے مگر معتبر یہی ہے کہ حضرت عمر نے سورۂ طٰہٰ کی یہ آیت اُن سے سُنی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ طٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القران لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ لہ مافی السموٰات ومافی الارض وما بینھما

---

[1] الخفا سیوطی وغیرہ[2] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت مین حضرت عمرؓ کے بہنوئی کا نام نعیم بن عبداللہ لکھا ہے اور طبری فارسی نسخہ مین حضرت عمر کی اس بہن کا نام حضصہ اور بہنوئی کا نام طلحہ لکھا ہے اور یہ بات ابن عساکر سے طبری فارسی نسخہ۔

Marfat.com

وما تحت الثریٰ وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفی اللہ لا الہ الا ہو [illegible]

آیت کا سننا تھا کہ قرآن کی فصاحت اور بلاغت [illegible] ہو کر حضرت عمر [illegible]

بیشک سچا کلام خدا کا ہے اور اس پر ایمان لے آئے اور آنحضرت صلعم کی حضور [illegible]

قصد کیا تاکہ مشرف باسلام ہون اور اس فیض رحمت الٰہی سے بہرہ یاب ہونے کا اقرار کرین [illegible]

اُسوقت ارقم کے گھر مین جو مکہ کے اسفل مین تھا تشریف رکھتے تھے اور قریش کی شر سے محفوظ [illegible]

کے واسطے چند روز سے وہین تھے حضرت عمرؓ نے وہان پہونچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اصحاب رسول اللہ

مین جو اُس وقت وہان موجود تھے اور حضرت عمرؓ کے اِس ارادے سے واقف تھے تہلکہ پڑ گیا

مگر حضرت حمزہؓ نے جو خود بھی دلیری اور شجاعت مین اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اُٹھ کر دروازہ کھولا حضرت

عمرؓ کا ارادہ معلوم ہونے پر اصحاب رسول اللہ بے انتہا مسرور ہوے اور صداے تکبیر بلند

ہوئی۔ آنحضرت نے حضرت عمرؓ کو گلے سے لگایا اور آغوش رحمت مین دبایا۔ اور حضرت عمرؓ نے اشہد ان

لا الٰہ الا اللہ واشہد انک محمد الرسول اللہ پکار کر کہا۔ آنحضرت نے حضرت عمرؓ کے سینہ پر تین دفعہ ہاتھ مارا

اور فرمایا کہ اے خدایا ان کے سینہ مین جو آلودگی ہے اُس کو اسلام سے بدل دے[1]۔ اسی اثنا

مین جب نماز کا وقت ہوا اور آنحضرت نماز کے واسطے اُٹھے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا حضرت بتون کی

عبادت تو کفار خانۂ کعبہ مین جو خانۂ خدا ہے علانیہ کرین اور آپ خدا کی عبادت چھپ کر یہ گوارا

نہین ہے۔ خانۂ کعبہ کو چلیئے اور وہان آشکارا نماز ادا کیجیئے۔ پس آنحضرت اصحاب کرام کے ساتھ

خانۂ کعبہ کی طرف عازم ہوے۔ کفار حضرت عمرؓ کو خلاف توقع اس حال مین دیکھ کر حیران [illegible]

عمرؓ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور لڑ بھڑ کر کفار کو خانۂ کعبہ کی نواحی سے دور کیا۔ آنحضرت [illegible]

اصحاب کے کعبہ کا طواف کیا اور ظاہرا خدا کی عبادت کی[2]۔ اُس وقت یہ آیۂ کریمہ [illegible]

---

[1] طبری فارسی نسخہ مین یہ لکھا ہے کہ آنحضرت اُس وقت حضرت خدیجہ کے گھر مین تھے اور حضرت عمرؓ [illegible]
روایات کے بموجب جناب صحابی کو ساتھ لے کر ارقم کے گھر گئے۔ بہرحال ارقم کے گھر مین حضرت عمرؓ کا جانا [illegible]
معتبر ہے۔ مؤلف [2] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ [3] [illegible] الاحباب [illegible]
خلافۃ الخلفا۔ تاریخ الخلفا سیوطی ——

Marfat.com

[illegible] من المومنین۔ نازل ہوئی۔

حضرت عمر چھٹے سال نبوت کے ماہ ذالحج مین جب کہ اُن کی عمر چھبیس (اور ایک روایت مین [illegible] برس کی تھی چالیس مرد اور گیارہ یا پندرہ عورتون کے بعد اور حضرت حمزہ عم رسولؐ اللہ کے [illegible] ہونے سے تین دن بعد اسلام لائے۔

ہمارے ایک مشہور اور فاضل عالم[1] حضرت عمر کے اسلام لانے کے واقعہ کو مختصر عبارت مین [illegible] بیان کرتے ہین کہ "اس وقت مین نئے دین کو ایک قیمتی معاون حضرت عمرؓ کی ذات مین حاصل [illegible] جن کی دانشمندی اور قابلیت نے اُن کو اسلام کی آیندہ جمہوری سلطنت کا ایک عضو اور جزو ضروری [illegible] دیا۔ دین محمدی کی جو خدمات وہ بجا لائے ہین اُنھون نے اُن کے نام کو تاریخ کے صفحون پر کندہ کر دیا [illegible] وہ عدی بن کعب کے خاندان کے معزز اور ممتاز ممبر اور خطاب کے بیٹے اور اس سے پہلے اسلام کے [illegible] مخالفت اور پیغمبر صلعم کی معاندت کے سبب سے مشہور تھے اُن کا اسلام لانا قرآن مجید کی ایک سورۃ کے اُن کے دل پر جادو کا سا اثر پیدا کرنے کا نتیجہ بیان ہوا ہے جو اُنھون نے اپنی بہن کے گھر مین سنا جہان وہ غضب اور طیش مین آکر قتل کرنے کے ارادے سے گئے تھے۔ اُن الفاظ سے متاثر ہو کر جو اُنھون نے سنے ہاتھ مین ننگی تلوار لئے ہوئے جس سے وہ پیغمبر کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے وہ سیدھے پیغمبر صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے جس سے اصحاب رسول اللہ کی جماعت مین ایک تہلکہ برپا ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آقا کے ہاتھ چومے اور سچے دین مین داخل ہونے کی درخواست کی مسلمانون نے حضرت عمرؓ کے رحمت الٰہی مین شریک ہونے پر دل سے خداوند کریم کا شکر کیا۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ اسلام کا ایک رکن ہو گئے۔ اب اسلام کو گلی کوچون مین اپنا سر چھپانے اور پوشیدہ رہنے [illegible] کر خدا کی عبادت کرنے کی کوئی ضرورت نہین رہی تھی اور ان نئے اسلام قبول کرنے والون نے [illegible] علانیہ طور پر عبادت کرنے کی جرأت دلائی۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی خبر سُن کر قریش پر [illegible] اور معاملہ کے نازک ہو جانے کو جان گئے"۔

[1] [illegible] امیر علی صاحب [illegible] مصنف کتاب سپرٹ آف اسلام و سیرۃ محمدی صفحہ ۱۱۲۔

Marfat.com

سر ولیم میور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ "حضرت عمرؓ نے چھ سال نبوت کے اختتام پر اسلام قبول کیا۔ اُن کی بہن فاطمہ اور اُس کا خاوند سعید بن زید پہلے اسلام لا چکے تھے مگر قریش کے خوف سے اپنے دین کو ظاہر نہین کرتے تھے۔ ایک دن جب حضرت عمرؓ بعض مسلمانون کو دھمکا رہے تھے ایک دوست نے اُن سے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو اور اُن کی بہن اور بہنوئی کے نیا دین قبول کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ اِس سے اُن کا غصہ بھڑک اُٹھا اور معًا اپنی بہن کے گھر کو روانہ ہوے۔ وہ اُس وقت جناب سے قرآن کی بیسویں سورۃ سن رہی تھی جو ایک تحریری نسخہ سے پڑھ رہا تھا۔ یہ مخالف (حضرت عمرؓ) نزدیک ہوے اور پڑھنے کی نیچی آواز کو سُنا۔ اُن کے پاؤن کی آہٹ پا کر جناب ایک کوٹھری مین چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ نے داخل ہوتے ہی غصہ سے کہا کہ یہ کیا آواز تھی جو مین نے سُنی ہے۔ اُنھون نے جواب دیا کہ کچھ نہین حضرت عمرؓ نے قسم کھا کر کہا کہ نہین مین نے سُن لیا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے دین سے برگشتہ ہو گئے ہو اس پر اُن کے بہنوئی نے کہا کہ کیا تمھارے دین کے سوا کسی دوسرے دین مین سچائی نہین ہو سکتی؟۔ اِس سوال سے حضرت عمرؓ کا شبہہ مبدل بہ یقین ہو گیا اور غصہ کھا کر سعیدؓ پر جھپٹے اور اُس کو لاتون سے مارا۔ اُن کی بہن چھوڑانے کے واسطے دوڑین۔ اسی کشاکش مین اُن کا چہرہ زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا اور جوش مین آکر اُسنے کہہ دیا کہ بے شک ہم نے دین اسلام قبول کیا ہے اور خدا واحد اور اُس کے نبی پر ایمان لاے ہین۔ جو تیرے دل مین آے تو ہمارے ساتھ کر لے۔ حضرت عمرؓ نے جب اُسکا چہرہ خون سے بھرا ہوا دیکھا اُن کا دل نرم ہو گیا اور کہا کہ جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے دکھاؤ مگر ان کی بہن نے کہا کہ "لا یمسہ الا المطہرون" جب تک تم پاک نہ ہو گے تم اُسے نہین دیکھ سکتے۔ حضرت عمرؓ اُٹھے اور غسل کیا اور کاغذ لے کر پڑھنے لگے (کیون کہ وہ پڑھ سکتے تھے) جب تھوڑا سا پڑھ لیا تو کہنے لگے کہ یہ کلام کیسا عمدہ اور بزرگ ہے۔ یہ سُن کر جناب بھی اندر سے نکل آے اور کہنے لگے کہ اے عمرؓ مجھے یقین ہے کہ خدا نے اپنے نبی کی دعا قبول فرما کر تجھے اپنے واسطے منتخب کر لیا ہے کل ہی آنحضرت نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ "خدایا اسلام

لہ لیف اوف محمد مصنفہ سر ولیم میور صفحہ ۹۵ —

[illegible] یا عمرؓ سے مضبوط کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے آنحضرت کے پاس لے چلو کہ مین اپنے قبول اسلام کا [illegible] اظہار کرون۔ اُن کو ارقم کے گھر مین لے گئے۔ حضرت عمر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت حمزہؓ اور دوسرے اصحاب نے دروازے کے شگاف سے دیکھا کہ عمرؓ ہین اور چونک کر پیچھے ہٹ گئے لیکن آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُسے اندر آنے دو اور خود آگے بڑھ کر اس سے ملے اور اُس کے دامن اور تلوار کی پیٹی کو پکڑ کر فرمانے لگے کہ تو مسلمانون کے ستانے سے کب باز آوے گا جب خدا تجھ پر غضب نازل کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے اِس کے جواب مین کلمۂ "اشہد انک رسول اللہ" کہا۔ آنحضرت نہایت خوش ہوئے اور باواز بلند "اللہ اکبر" زبان مبارک سے فرمایا"

ایک انگریز مصنف لکھتا ہے[1] کہ حضرت عمرؓ کا آنحضرت کے ہاتھ پر یک بیک اسلام لانا ایسا ہی تھا جیسا کہ پال (پولوس رسول) کا حضرت مسیح کے ہاتھ پر۔ ایک شیعہ عالم نے اپنی کتاب حملۂ حیدری[2] مین حضرت عمر کے اسلام لانے کے تمام واقعات کو عمدہ منظوم عبارت مین بیان کیا ہے۔

عمر بعد ازان از پسِ چند گاہ	در آمد بدینِ رسولِ اِلٰہ
چنان بُد کہ بوجہل ازان سرزنش	بکیفیتے شد عداوت منش
کہ جز قتل پیغمبرِ ذوالجلال	نبودش دگر ہیچ فکر و خیال
یکے روز مے گفت با اشقیا	کہ آرد کسے گر سرِ مصطفےٰ
ہزار اشتر از خود بہ بخشم بہ او	دو کوہان سیہ دیدہ و سرخ مُو
ز دیباے مصری و بردِ یمن	دگر سیم و زر بخشمش چند من
عمر چون شنید آن سخن گفتنش	بجنبید عرقِ طمع در تنش
باو گفت سوگند اگر میخوری	کہ از گفتۂ خویشتن نگذری
من امروز خدمت رسانم بجا	بیارم بہ پیشت سرِ مصطفےٰ
گرفت از ابوجہل اول قسم	پس آنگہ زدہ در رہِ کین قدم

[1] [illegible] مصنف آربٹن آتھرس صفحہ ۴۔ [2] آیات بینات مصنفہ مولوی سید مہدی علی صاحب۔

Marfat.com

بآن کار چون رفت بیرون عمر — یکے گفت با [illegible]
که همشیره ات نیز با جفت خویش — گرفت است دین محمد به پیش
برآشفت ابا حفص زین گفت و گو — بگفتا بریزم کنون خون او
سوے خانهٔ خواهر خویش رفت — چو آمد به نزدیک تر پیش رفت
بیامد به پیش در و ایستاد — صدای شنید و بآن گوش داد
شنید آن که میخواند مرد نکو — کلامے که نشنیده بد مثل او
وزو میگرفتند یاد آن کلام — همان خواهر و جفت او بالتمام
عمر زد در و خواهرش باز کرد — چون آمد درون شور آغاز کرد
در افتاده با جفت خواهر بجنگ — گرفتش ز حلق و بیفشرد تنگ
در آویخت داماد هم با عمر — گرفتند خصمانه هم را به بر
بخستند گه روے هم گاه پشت — لگد گه زدندے بهم گاه مشت
ز هم پوست کندند گه گاه مو — گهے این بزیر آمدے گاه او
از و چون عمر بود پر زورتر — فگندش بزیر و نشست از زبر
گلویش به تنگی فشرد آنچنان — که نزدیک شد تا شود قبض جان
بیامد دوان خواهرش نوحه گر — بگفتش چه خواهی ز ما اے عمر
اگر شاد گردی ز ما ور ملول — نمودیم دین محمد قبول
کنون گر کشی سر بداریم پیش — ولے بر نگردیم از دین خویش
چو بشنید از و این حکایت عمر — بدانست کو بر نگردد دگر
بگفتش چه دیدی تو از مصطفا — که گشتی بدینش چنین مبتلا
بگفتا کلام خداے جلیل — که آرد باو حضرت جبرئیل
شنیدیم و گردید بر ما یقین — که هست این کلام جهان آفرین

عمر گفت از آن قول معجز اساس — اگر یاد داری بخوان بے هراس
بزد خواهرش آیهٔ چند خواند — عمر گوش چون کرد حیران بماند
دلش زان شنیدن بسے نرم شد — بسوداے اسلام سرگرم شد
عمر گفت دیگر بخوان زین کلام — بگفتا دگر نیست زین مے بجام
ولے هست استاد ما در نهفت — که گردید پنهان چو نامت شنفت
قسم گر خوری کو نیابد زیان — بیاریم پیشت که خواند از آن
چو بگرفت سوگند از و خواهرش — بیاورد استاد خود را برش
بد از اهل اسلام نامش خباب — بیامد بنزد عمر بے حجاب
برو خواند آیات پروردگار — ابا حفص اسلام کرد اختیار
چو آیات معجز بیان را شنید — همش قول کاهن بخاطر رسید
باسلام شد رغبتش بیشتر — که آن هم شود راست چون این خبر
وزان پس بگشتند باهم روان — بنزد خداے رسول جهان
بدولت سرائے پیمبر شدند — چو در بسته بد حلقه بر در زدند
یکے آمد و دید از پشت در — که استاده با تیغ بر در عمر
بنزد نبی رفت و احوال گفت — بماندند اصحاب اندر شگفت
چنین گفت پس عم خیر البشر — که غم نیست بر وے کشائید در
گر از راه صدق آمده مرحبا — وگر باشد او را بخاطر دغا
بتیغے که دارد حمائل عمر — تنش را سبکسار سازم ز سر
چو در باز کردند بر روے او — در آمد عمر با لب عذر گو
گرفتش به بر سرور انبیا — نشاندش بجاے که بودش سزا
[illegible] هم تهنیت — وزان بیش تر یافت دین تقویت

Marfat.com

پس اصحابِ دین را شد این مدعا — که از خدمتِ سرورِ انبیا
بسوے حرم آشکارا روند — نمازِ جماعت بجا آورند
رسید این سخن چون بعرضِ رسول — زخیرِ البشر یافت عز قبول
روان شد بتائید دیان دین — چو سوے حرم سید المرسلین
بہ پہلو روان حمزۂ نامدار — پیشش علی صاحب ذوالفقار
ہمی رفت در پیش حیدرِ عمر — حمائل ہمان، تیغ کین بر کمر
بگرد آمدہ جمع یاران تمام — برفتند زنیسان بہ بیت الحرام
چو دیدند کفار زان گونہ حال — نمودند باہم بسے قیل و قال
یکے رفت زان ہا بہ نزدِ عمر — بدو گفت این چیست اے بدگہر
نہ زانسان کہ رفتی تو باز آمدی — بکین رفتی و با نیاز آمدی
عمر کرد اسلامِ خود آشکار — پس انگہ باو گفت اے نابکار
ہران کز شما جنبد از جاے خویش — بہ بیند سرِ خویش بر پاے خویش
چو کفار دریافتند از سخن — کہ در دل چہ دارند آن انجمن
نہادند پا در رہِ امتناع — نمودند با اہلِ ملت نزاع
چو دیدند آن صحبت اصحابِ دین — ہمہ دست بردند بر تیغ کین
ازان حال کفار پس پاشدند — دلیرانِ دین مسجد آراشدند
بہ پیش اندر آمد رسولِ خدا — نمودند یاران باو اقتدا
نبی گفت تکبیر چون در حرم — فتادند اصنام بر روے ہم
زتائید ایزد بمسجد نماز — ادا کردہ آمد سوے خانہ باز

حضرت عمرؓ گو قوی اور ذی رعب آدمی تھے اور ایک ایسے بے دھڑک اور بے خوف طبیعت پائی تھی کہ کسی خوف و خطرے کا خیال اُن کے پاس نہیں آسکتا تھا مگر یہ ممکن تھا کہ اسلام

Marfat.com

کے بعد کفار کی جاہلانہ اور متعصبانہ چھیڑ چھاڑ سے بچے رہتے۔ ایک عام برانگیختگی اور جوش غضب کے روبرو ایک شخص کی قوت اور رعب کہان تک ٹھہر سکتے ہین۔ ضرور ہے کہ کفار کی طرف سے مسلمانون کی قلیل جماعت کے شریک حال ہو کر خطرہ اور اندیشہ مین رہین اور اُن کے ہاتھ سے کم و بیش ایذا اُٹھائین۔ مگر صبر اور تحمل جو اس خدا کی جماعت کا شیوہ تھا اسی کو اختیار کرنے کے سواے کوئی چارہ نہین تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ جب اسلام لائے تو جمیل بن معمر الجمحی کے کان مین یہ خبر ڈالی گئی جو خبر کے مشتہر کرنے مین ایک عام اشتہار کا کام دینے مین مشہور تھا۔ حضرت عمرؓ نے خود جمیل کو اپنے اسلام لانے کے سانحہ سے مطلع کیا۔ وہ اِس خبر کو سنتے ہی اُٹھ بھاگا۔ حضرت عمرؓ اُس کے پیچھے ہو لیئے اور عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہین کہ مین بھی اپنے باپ کے پیچھے ہو لیا۔ مسجد کے دروازے پر جہان قریش کعبہ کے گرد اپنی نشست گاہون مین بیٹھے ہوئے تھے جا کھڑا ہوا اور بآواز بلند پکار پکار کر کہنے لگا کہ عمر صابی ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ جھوٹ کہتا ہے مین نے تو دین اسلام قبول کیا ہے۔ قریش جمع ہو کر آ گئے اور باہم لڑائی شروع ہو گئی۔ دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی حتیٰ کہ حضرت عمر تھک گئے اور قریش کو کہتے تھے کہ خدا کی قسم اگر ہم تین سو مسلمان ہوتے تو مکہ تمھارا ہوتا یا تم کو ہمارے لیے چھوڑ دینا پڑتا۔ اسی تکرار مین تھے کہ قریش کا ایک بوڑھا آدمی (عاص بن وایل) آیا اور قریب کھڑا ہو کر پوچھنے لگا کہ کیا ماجرا ہے۔ قریش نے کہا کہ عمر صابی ہو گیا۔ اُسنے کہا کہ ایک شخص نے اپنے پر ایک امر کو اختیار کیا ہے تم کو اس سے کیا مطلب ہے کیا تم امید رکھتے ہو کہ بنی عدی اپنا آدمی تمھارے حوالہ کر دینگے اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ قریش علیحدہ ہو گئے۔[1] ایک دوسری روایت اسی مضمون کی ابن عمرؓ سے بیان کی گئی ہے جو اِس گذشتہ واقعہ سے زیادہ قرین صحت و قیاس معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کی خبر جب مشہور ہوئی تو لوگ اُن کے گھر کے گرد آ کر جمع ہو گئے اور غل کرنے لگے کہ عمرؓ صابی ہو گیا۔ مین کوٹھے پر سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور یہ ماجرا سن کر کہنے لگا کہ اگر وہ صابی ہو گیا ہے تو کیا ہوا

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔

مین اُسکو پناہ دیتا ہون لوگ یہ سُن کر منتشر ہو گئے اور وہ مرد بزرگ [illegible]
قسم کی اور روایتین بھی موجود ہین کہ ابوجہل نے حضرت عمرؓ پر تشدد کیے اور [illegible]
لڑا کیا۔ مگر وہ اُس کے بس مین نہ آئے اور آخر زبون ہوا حضرت عمر کا قول [illegible]
لوگون سے لڑا کرتا تھا وہ مجھ کو مارتے تھے اور مین اُن کو مارتا تھا یہان تک کہ [illegible]
قوی کر دیا حضرت عمرؓ کے قریش سے لڑ جھگڑ کر بیت اللہ مین نماز پڑھنے مین کامیاب ہونے کے
واقعہ کو اکثر اہل سیر بیان کرتے ہین ۔

غرض حضرت عمر کے اسلام لانے سے آنحضرت صلعم کی ایک بڑی خواہش پوری ہوئی اور
اسلام اور مسلمانون کو نہایت قوت اور تقویت حاصل ہو گئی اور اس حسن اتفاق سے کہ حضرت
حمزہؓ اور حضرت عمرؓ قریباً ایک ہی وقت مین اسلام لائے یہ قوت اور شوکت دوبالا ہو گئی قریش
اور کفار کی کمرین ٹوٹ گئین اور دل بیٹھ گئے ۔ ابن عباسؓ کے اس قول کی صحت کی تصدیق
کی جاتی ہے کہ "جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج کے دن ہماری قوم نصفا نصف
ہو گئی"[2]۔ ابن مسعود کا قول ہے کہ "جب سے حضرت عمرؓ اسلام لائے ہم صاحب عزت ہو گئے"۔ ابن
اسحاق کا قول ہے کہ "حضرت عمرؓ جب اسلام لائے اور وہ نہایت قوی اور ایسے بے خوف اور
باسیاست اور ذی رعب شخص تھے کہ کوئی آدمی اُن کی کسی چیز کی طرف اُن کی غیبت مین بھی آنکھ اُٹھا کر
نہین دیکھ سکتا تھا اور ساتھ ہی حضرت حمزہ کے اسلام لانے سے اصحاب رسول اللہ کو بہت سہولت
اور آرام اور اطمینان نصیب ہوا۔ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ "حضرت عمر خطاب کے اسلام
لانے سے پہلے ہم کو یہ یارا نہین تھا کہ کعبہ کے پاس نماز پڑھین جب وہ اسلام لائے [illegible]
لڑے یہان تک کہ ہم اُن کے ساتھ کعبہ کے پاس نماز پڑھنے مین کامیاب ہوئے [illegible]
حضرت عمرؓ کا اسلام لانا اسلام کی فتح تھی[3]۔ اس کے بعد مسلمانی ظاہر ہوئی اور اُن [illegible]

---

[1] ازالۃ الخفا [2] مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت ۔ [3] تاریخ الخلفا سیوطی [illegible]
ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا مین بقیۃ رواۃ وغیرہ موجود ہین ۔

[illegible] کھاتے تھے۔[1] اسلام کو آپ
[illegible] واحد کی عبادت کرنے اور خوف زدہ
[illegible] کے اسلام قبول کرنے سے گویا قریش پر بجلی گر گئی اور
[illegible] ہے۔[2] ایک انگریز مورخ[3] حضرت حمزہؓ کے اسلام
[illegible] کو بیان کر کے لکھتا ہے کہ "اسی زمانہ [illegible] ء مین ایک اور شخص عمر ابن الخطاب
[illegible] عظیم قد و قامت اور ہیبت اور بے انتہا جسمانی قوت اور بہادرانہ
[illegible] نے اس کو حضرت حمزہ کا ایک موزون ساتھی اور جوڑ بنا دیا"۔ اس کے بعد حضرت
[illegible] کے واقعہ کو بیان کر کے لکھتا ہے کہ "اس قسم کے لوگون کے اسلام قبول کرنے
[illegible] کو نہایت تقویت حاصل ہوئی۔ کوئی شخص پیغمبر کے نزدیک جانے اور ان کو ایذا
[illegible] نہین کر سکتا تھا عمرؓ اور حمزہؓ ان دونون خوفناک دلیرون جنگ اور مردان میدان کی
[illegible] خوف کھاتے تھے جو اپنے دشمنون کی طرف ایسے دو شیرون کی طرح دیکھتے تھے جن سے
[illegible] لیے گئے ہون۔ نیز اب مسلمان چھپ کر اپنے گھرون مین عبادت نہین کرتے تھے
[illegible] طاقت اور مقابلہ کرنے والی صورت کے ساتھ کعبہ مین جمع ہوتے تھے اور عبادت
[illegible] بے چینی طاری ہو گئی تھی۔ سر ولیم میور حضرت عمر کے اسلام لانے کے واقعہ کا
[illegible] اسلام کے وقت اگرچہ حضرت عمر کا سن صرف چھبیس[26] برس کا تھا مگر ان کی
[illegible] اثر ہوا کہ گویا کہ مین علانیہ اور بلا خوف اسلام کے
[illegible] مسلمان علانیہ طور پر عبادت کرنے
[illegible] بے چینی طاری ہو گئی۔[4]
[illegible] اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام

[illegible] مصنف کتاب اسلام اینڈ

قبول کرنے نے اسلام اور مسلمانون کی شوکت اور ہیبت [illegible]
اِس بات سے جس کی طرف سر ولیم میور نے اشارہ کیا ہے حضرت عمر کی [illegible]
اور دبا و اور شان و شوکت معلوم ہوتی ہے کہ صرف چھبیس برس کی عمر مین [illegible]
اِس قدر وزن اور قیمت رکھتی تھی کہ قریش نے اُن کے علیحدہ ہونے کو اپنی قوم اور [illegible]
ہو جانا تسلیم کیا اور مسلمانون کو جو اُس جہالت اور کفر کے ریگستان مین چند چمکتے ہوئے [illegible]
کے مانند تھے قریش اور کفار کی ایذا دہی سے مخلصی مل گئی حضرت عمر کا یہ رعب اور ہیبت اور [illegible]
جس قدر اُن کی ذاتی شجاعت اور بے دھڑک بہادری کے سبب سے تھی اُسی قدر اُن کی [illegible]
بزرگی اور نسبی فضیلت اور قوم اور قبیلہ کی قوت اور شوکت کے سبب سے بھی تھی۔

حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا گیا اور اُس شاہنشاہ دو جہان سرور کائنات افضل الانبیا
خدا کے برگزیدہ رسول صلعم نے یہ خطاب عنایت کیا پس اُس کی بزرگی آفتاب سے بھی زیادہ ظاہر
ہے۔ اکثر مورخین کا بیان ہے کہ یہ خطاب حضرت عمر کو اُس وقت جب کہ وہ اسلام لائے اور اسلام
مکہ مین ظاہر ہوا اور علانیہ خدائے واحد کی عبادت کی گئی اور اُن کے اسلام لانے سے گویا
حق اور باطل مین تمیز اور تفریق ہو گئی آنحضرت صلعم نے عطا کیا تھا۔ ابن عباس روایت کرتے ہین کہ
اُنھون نے ایک دن حضرت عمر سے "فاروق" نام پانے کی وجہ دریافت کی تو اُنھون نے اپنے
اسلام لانے کا واقعہ بیان کر کے یہ کہا کہ "اُس وقت مین نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کیا
حق پر نہین ہین اُنھون نے فرمایا کہ ہان حق پر ہین۔ تو مین نے کہا کہ پھر حق کو چھپانا کیسا
تو ہم ارقم کے گھر سے دو صفین باندھے ہوئے نکلے ایک مین مین تھا اور ایک [illegible]
یہان تک کہ مسجد مین پہونچ گئے۔ قریش نے جب میری اور حمزہ کی طرف دیکھا [illegible]
ہوا اور آنحضرت نے اُس دن سے میرا "فاروق" نام رکھا کیونکہ اسلام ظاہر
مین تفریق ہو گئی۔ مگر بہت سے مورخون نے اِس خطاب کے حاصل کرنے [illegible]
دیے جانے کو ایک اور زمانہ اور ایک اور [illegible]

لہ تاریخ الخلفا سیوطی۔

Marfat.com

[illegible] نماز [illegible] گیا ایک نے کہا کہ کعب ابن اشرف یہودی کو
[illegible] آنحضرت صلعم کو منصف بنا۔ آخر جناب رسول اللہ سے فیصلہ
[illegible] مقدمہ انفصال کے واسطے آنحضرت کے سامنے لے گئے آنحضرت
[illegible] فیصلہ کیا۔ مگر وہ مسلمان راضی نہوا اور کہنے لگا کہ دوبارہ حضرت عمر کے پاس
[illegible] جب دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو تنازعہ کی کیفیت بیان کر کے یہودی
[illegible] عمر سے یہ بھی بیان کیا کہ آنحضرت صلعم اس مقدمہ کا فیصلہ دے چکے ہین مگر اُس کے مخالف
[illegible] نظر نہین کیا مسلمان شخص نے یہودی کے اِس بیان کی تصدیق کی جس کو سُن کر حضرت عمرؓ
[illegible] کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تھوڑی دیر ٹھہرو مین اس کا فیصلہ کئے دیتا ہون۔ وہ اگر اپنی تلوار
[illegible] گئے اور ایک ہاتھ سے مسلمان کا سر اُس کے تن سے جدا کر دیا اور باآواز بلند کہا کہ "اُس شخص کی
[illegible] ہے جو خدا اور اُس کے رسول کے فیصلہ سے انحراف کرے"۔ اِس فعل سے حضرت عمر کو "فاروق"
[illegible] دیا گیا اُس منافق مسلمان کے سر کو تن سے جدا کرنے اور حق اور باطل مین تمیز کرنے دونون
کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے[1]

اگر سچ پوچھو تو اُس نسبت کے خیال سے جو حضرت عمرؓ کے حالات حضرت رسالتمآب صلعم اور
[illegible] زمان کے زمانہ خلافت کے حاصل ہو سکنے اور بیان کیے جانے کی ہے حضرت عمر کا اسلام لانا گویا
[illegible] کا پیدا ہونا اور عدم کفر سے وجود اسلام مین آنا ہے اور آنحضرت صلعم کے ظل رحمت مین بسر
[illegible] اور تربیت پانا گویا اُن کی طفولیت کا زمانہ ہے۔ اگرچہ ہونہار اولاد کی طرح ہم اُن کو آنحضرت
[illegible] کے ساتھ ایک شریک اور مشیر کے مانند پاتے ہین۔ اِس صورت مین اُن کی خلافت کے
[illegible] اُن کے شباب اور پیری سے موسوم کرنا چاہیے۔

[illegible] حضرت حمزہ کے اسلام لانے سے جس قدر اسلام کو اور مسلمانون کو تقویت
[illegible] اور قریش زیادہ برافروختہ اور برانگیختہ ہو گئے[2]۔ ایک اور وجہ قریش کی

[1] تاریخ محمدیہ مصنفہ اوکلی و گبن انگریزی مترجمہ سل صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ از اسد الغابہ ولیم ابن اسعود

برانگیختگی اور غصہ سے بھڑک اٹھنے کی [illegible]
اولی کر کے حبشہ کو چلے گئے تھے اور نجاشی عیسائی [illegible]
نجاشی کے پاس اپنے سفیر بھیج کر اُن پناہ گیر مسلمانوں کو واپس [illegible]
انکار کیا اور سفیروں کو بے نیل مرام لوٹا دیا۔ قریش مسلمانوں کو ایذا دینے میں
سختی اور تندی سے کوشش کرنے لگے جس پر آنحضرت نے مہاجرین حبشہ کو [illegible]
پاکر دوسری دفعہ اور مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی اور بعض
عمر نے بھی اِس جماعت کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی ہے[1]۔ اگر یہ صحیح ہو تو حضرت عمر کی طبیعت کے
سے اس بات کا تسلیم کرنا مشکل ہوگا کہ انھوں نے اپنی جان کے خوف یا اپنی ذات کے آرام کے
ہجرت کی ہو۔ ممکن ہے کہ کوئی دوسرا سبب مثلاً مہاجرین کی حفاظت وغیرہ اس کی وجہ ہو جیسا کہ ان کے
مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے حبشہ سے مکہ معظمہ میں واپس آجانے کی روایت[2] سے ظاہر
کیا جاسکتا ہے بہرحال آنحضرت اور مسلمانوں پر جو کہ مکہ میں تھے کچھ زیادہ دن اطمینان اور آرام کے
نہ گذرنے پائے کیونکہ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے سے جو آسودگی مسلمانوں کے
حال میں پیدا ہوگئی تھی اور جس قدر تقویت اُن کی جماعت کو پہونچی تھی اسی قدر حضرت خدیجہ اور
ابو طالب عم رسول اللہ کے انتقال سے جن کے رعب داب سے کسی قدر آنحضرت کو امن حاصل
پہونچ گیا[3]۔ آنحضرت جب طائف میں جاکر بنی ثقیف کو خدا کے کلام کی طرف راغب کرنے میں
کامیاب نہ ہوئے اور اہل مدینہ کے حالات نے اچھی امیدیں دلائیں تو آنحضرت نے صحابہ کو
مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت اور ہدایت فرمائی۔ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف
ہوئی تھی دوسری سنہ ۱۳ نبوی میں۔ یہ تیسری ہجرت مدینہ کی طرف مستلزم ہوئی
حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان اور حضرت حمزہؓ اور اکثر اصحاب آنحضرت

---

[1] ازالۃ الخفا بروایت ابن سعد و مناقب النبوۃ وغیرہ۔ [2] تفسیر القرآن سرسید احمد خان صاحب جلد چہارم صفحہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] حضرت ابوبکر اور حضرت علی کے سوا خاص اصحاب مین سے
[illegible] مطابق ۶۲۲ء مین آن حضرت کے ساتھ ہجرت کی۔
[illegible] مورخین[۵۲] نے ایک واقعہ سے مخصوص کیا ہے کہ کسی نے سوائے
[illegible] کی جب وہ مکہ سے چلنے کے واسطے تیار اور آمادہ ہوے تو اپنی تلوار
[illegible] کر ہاتھ مین تیر لیے ہوے کعبہ مین آے جہان کہ اکابر قریش
[illegible] بیٹھے تھے اور سات دفعہ طواف کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور کہا کہ انکا برا ہو جو پتھرون کو
[illegible] اور پھر کہا کہ جو شخص چاہتا ہو کہ اُس کی جورو بیوہ اور بچے یتیم ہو جائین وہ میرے پیچھے
[illegible] اور ویرانہ مین مجھ سے ملے۔ مگر کسی کو اُن کے پیچھے جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ گو اس قسم کی روایات
[illegible] مین حجت کی جا سکتی ہے مگر ہمارے پاس جیسے کہ اُن سے انکار کرنے کے واسطے قرائن موجود
[illegible] ویسے ہی اُن کی صحت پر یقین کرنے کے واسطے قیاسات موجود ہوتے ہین۔
[illegible] ایک اور روایت جس کی صحت اور درستی مین اور اس امر مین کہ حضرت عمر ہی کی نسبت ہو گو شبہہ
[illegible] ہے مگر سر ولیم میور[۵۳] نے اُس کو حضرت عمر ہی کے نام سے نقل کیا ہے اُس کا درج کرنا بے جا نہ ہوگا
[illegible] اس امر کے بیان مین کہ بہت سے مسلمانون کو جبر اور فریب سے ہجرت کرنے سے روکا گیا تمثیلاً بیان
[illegible] مین کہ حضرت عمر نے عیاش اور ہشام کے ساتھ مکہ سے باہر ایک مقام پر مل کر اور اکٹھے
[illegible] کی طرف روانہ ہونے کی تجویز ٹھہرائی تھی۔ ہشام کو اُس کے کنبہ نے اس سے باز رکھا اور کچھ عرصہ
[illegible] پرستی کرنے پر مجبور کیا حضرت عمر کہتے ہین کہ پس مین اور عیاش تنہا چلے گئے اور قبہ تک سفر
[illegible] ہم رفاع کے مہمان نواز گھر مین جا ٹھہرے۔ لیکن ابوجہل پیچھے ہی پیچھے مدینہ پہونچا اور
[illegible] کہا کہ [illegible] نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تیرا منھ نہ دیکھے گی سایہ مین نہ بیٹھے گی اور بالون
[illegible] مین نے عیاش کو کہا کہ تجکو دین سے برگشتہ کرنے کے واسطے یہ ایک

[illegible] مناہج النبوت وغیرہ۔ [۵۲] تاریخ الخلفا سیوطی و معارج النبوت و مناہج النبوت

چال ہے تیری مان اپنی قسم کو جلد توڑ ڈالے گی [illegible]
اور کہا کہ مین دین سے نہین پھر سکتا۔ اپنی مان کی قسم توڑ دے اور اپنا [illegible]
تب مین نے اُس کو ایک تیز رفتار اونٹ دیا اور کہا کہ اگر فریب کا شبہ معلوم ہو تو [illegible]
آپ کو بچائیو۔ لیکن جب وہ راستہ مین ایک جگہ اترا تو اُس کے ہمراہیون نے [illegible]
سے جکڑ لیا اور اسی طرح مکہ لے گئے اور روک لیا۔ عیاش اُس وقت تک مکہ مین [illegible]

جب تک کہ مدینہ مین یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی۔ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔ اور حضرت عمر نے اُس کو لکھ کر عیاش کے پاس بھیجا جس سے وہ دلیری کر کے مکہ سے مدینہ کی طرف چلا آیا"۔

سب سے پہلے مدینہ مین مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم مسلمانون مین سے پہونچے ہین۔ جو لوگون کو دین سکھلاتے تھے اُن کے بعد حضرت عمر صحابہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اور ایک روایت مین بیس اصحاب کے ساتھ پہونچے۔ اُن کا جانا آن حضرت کی تشریف آوری کے واسطے گویا مقدمہ تھا۔ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ "حضرت عمرؓ کا ہجرت کرنا اسلام کے واسطے نصرت تھا"[1]

حضرت عمرؓ اور جو اصحاب آنحضرت سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ پہونچ گئے تھے اُن کے [illegible]
آنحضرت کی تشریف آوری تک سوائے اس کے اور کیا کام تھا کہ اہل مدینہ کو دین اسلام کی [illegible]
تلقین اور تعلیم کرین۔ مگر آن حضرت کی طرف سے جو مکہ مین کفار اور دشمنون کے درمیان [illegible]
ہوے تھے اُن کے اصحاب کو فکر دامن گیر رہتی تھی خصوصاً آنحضرت کے مدینہ پہونچنے سے پہلے [illegible]
چار روز جو آنحضرت نے غار مین گذارے مدینہ کے اصحاب نہایت تشویش [illegible]
کیون کہ مکہ سے آنحضرت کے چلے آنے کی خبر اُن کو پہونچ گئی تھی لیکن [illegible]
تین روز تک غار مین پنہان رہے ہین۔ ہر روز مہاجرین یعنی مسلمان اہل مکہ [illegible]

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔

Marfat.com

[illegible] کر آنحضرت کا انتظار کیا کرتے تھے مگر آپ کے نہ آنے [illegible] کے ساتھ لوٹ جاتے تھے[1]۔ آخر جمعہ کے ایک مبارک دِن کو آنحضرت قبہ [illegible] یثرب یعنی مدینۃ النبی یا مدینہ مین پہونچے وہ دِن مسلمانون کے واسطے عید کا دِن [illegible] مبارک دِن ہمیشہ کے لیے عید المسلمین کا دن قرار پایا۔

[illegible] اسلام کا جو سب سے بڑا کرشمہ ربّانی تھا اہل مدینہ اُس سے فیض یاب ہونے مین پیچھے نہین تھے [illegible] اور بنی خزرج جو مشہور قبیلہ ایک دوسرے کے رقیب اور دشمن تھے اپنی پرانی اور [illegible] لڑائیون کو اسلام کے برادرانہ لطف و محبت کے جذبہ مین بھول گئے۔ مہاجرین (اہل مکہ) [illegible] انصار (اہل مدینہ) مین جو رشتہ اخوت اسلام نے قائم کیا تھا اور قدیم تفرقہ جو عرب کے خمیر مین [illegible] اُس کو مٹا دیا تھا آنحضرت نے اِس برادری اور باہمی محبت اور الفت اور یگانگت کے [illegible] کو اُن کے درمیان زیادہ پختہ اور مضبوط کرنے کے واسطے ایک صیغۂ اخوت اُن مین قائم کیا اور دو دو آدمیون کے درمیان عقد مواخات باندھا۔ حضرت عمر کا عقد مواخات حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ باندھا گیا[2]۔

مدینہ مین آنحضرت کا پہلا کام ایک مسجد تعمیر کرنے کا تھا جو مسجد قبا کے نام سے موسوم ہوئی [illegible] نے اُس کی تعمیر مین خود دست مبارک سے کام کیا اور حضرت عمرؓ نے دوسرے خاص [illegible] سمیت پتھر اور مٹی ڈھو کر جمع کی[3] اور ایک سادہ قطع کی مسجد تیار ہو گئی جو اسلام کی تاریخ مین [illegible] سے پہلی مسجد ہونے سے ممتاز ہے۔ اور ایک دوسرے درجہ کا شرف اُس کو یہ حاصل ہے [illegible] حضرت عمر اُس مین اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے اور کوڑا کرکٹ اور تنکے اکٹھے کرتے اور مسجد کو [illegible] کرتے تھے۔

[illegible] وقت سے حضرت عمرؓ ہر دم اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے اور

[illegible] سر ولیم میور صفحہ ۱۷۷۔ [2] منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت۔ [3] منہاج النبوت

آپ کے کامون اور سرگذشتون مین ہمدرد [illegible]
کے حالات آنحضرت کے حالات سے گویا ملے ہوے ہین لیکن یہ
باعث طوالت ہوگا کہ آن حضرت کے حالات کو جن کی بابت بیشمار مسئلے
حضرت عمر کے حالات کی تکمیل کا باعث خیال کرکے زیادہ تر بیان کیا جاے پس
خاص واقعات کے جو حضرت عمر کی نسبت کسی خاص دلچسپی یا کیفیت کے [illegible]
واسطے بیان ہوے ہین بیان نہین کرینگے۔ البتہ واقعات کے قابل فہم ہوجانے کی ضرورت
جہان دوسرے تاریخی واقعات کے بیان کرنے کی ضرورت ہوگی وہ بیان کرنے پڑینگے

قریش اور کفار مکہ کے دلون مین آنحضرت صلعم کے اُن کے قاتل ہاتھون سے بچ کر سلامت
نکل جانے اور اُن کے مہلک ارادون کے پورا ہونے کی رک اٹھانے سے غصہ کی آگ بھڑک
رہی تھی اس پر مدینہ مین آنحضرت صلعم کی کامیابی اور دین اسلام کی روزافزون ترقی اور بڑی
بڑی جماعتون کے مشرف باسلام ہونے کی خبرون نے اُن کے ساتھ وہ کام کیا جو ہوا آگ
کے ساتھ کرتی ہے۔ اِس کے سوا اُن کو مسلمانون کی جماعت اور جمعیت کی ترقی سے ایک
اور خدشہ دامنگیر ہوا کہ مکہ کی جو بہت بڑی تجارت ملک شام کے ساتھ ہوتی تھی اور اُس
سفر کے راستے مدینہ کے قرب مین واقعہ تھے اگر درمیان مین مسلمانون کی جماعت زیادہ
اور قوی ہوگئی تو اُن کے تجارتی قافلون کے واسطے امن اور سلامتی مخدوش ہوجاے
اگرچہ آن حضرت کی طرف سے جن کو وہی قوم "امین" کا خطاب دے کر ابھی بھولی
قسم کا خوف و اندیشہ کرنے کی کوئی وجہ نہین تھی مگر اُن کی اپنی طبیعت اور سلوک
جو اُن کے پاس ایسے امور کی نسبت فیصلہ کرنے کے معیار تھے
مین پیدا ہونا ضروری تھا۔ پس انھون نے مدینہ مین بھی آنحضرت
اطمینان سے زیادہ دنون تک نہ بیٹھنے دیا [illegible]
پناہ دہندون کو اپنی جان اور مال کی خطرہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] صلح و صفائی پر ٹل گئے۔ آخر کار اسی
[illegible] ایک بہت بڑی فوج جمع کر کے مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے
[illegible] مدینہ مین پہونچین۔ آنحضرت اور مسلمانون کو ایک اور مشکل یہ درپیش تھی کہ مدینہ مین
[illegible] دشمنون کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے۔ انھون نے اُس شہر مین مسافرون اور مہاجرین کی طرح
[illegible] پناہ لی تھی اور گو بعض قبائل اور بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے مگر شہر کے مالک
[illegible] تھے اور اُن کو کفار مکہ اور قریش کے ساتھ ہمدردی ہونی ضروری تھی اور اگر اُن سے
ہمدردی نہ کرتے تو کم سے کم مسلمانون کو اپنے شہر مین پناہ دینے کو اپنے لیے ایک مصیبت ضرور
خیال کرتے کہ اُن کے ساتھ ہی ساتھ اُن کے دشمنون کے حملون نے اُن کے شہر کے امن و آسایش کو
برباد کر دیا۔ پس نہ تو شہر مسلمانون کا تھا کہ اُس مین محصور ہو کر دشمنون کا مقابلہ کرتے نہ تمام باشندون کو
[illegible] سے ہمدردی تھی کہ اُن کی طرف سے بے خطر اور بے اندیشہ ہو کر دشمنون سے لڑائی کرتے پس
آنحضرت نے مسلمانون کو ترغیب دی کہ قریش کے اِس حملہ کے دفعہ کرنے کے واسطے خدا پر توکل
کر کے مدینہ سے باہر جا کر دشمنون سے لڑین اور مکہ کی طرف روانہ ہونے کے واسطے آمادہ کیا۔ اِسی
اثنا مین قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے شام سے مکہ کی طرف بسرداری ابی سفیان گذرنے والا
ہونے کی خبر پہونچی۔ اور گو بعض اصحاب کو قافلے کے لوٹنے کا خیال ہو مگر یہ امر آنحضرت کے ارادہ
[illegible] کے بالکل خلاف تھا اُنھون نے مکہ کی طرف کوچ کیا جدھر سے غنیم کے لشکر کے آنے کی خبر
[illegible] کہ شام کی طرف جدھر سے قافلہ آ رہا تھا۔ جب آنحضرت مقام بدر کے قریب پہونچے جو

[illegible] مورخون نے جیسی کہ اُن کی عادت ہے آنکھین بند کر کے اس قسم کی روایتین بیان کی ہین کہ آنحضرت قافلہ کے لوٹنے کے
[illegible] تھے اور مخالفین کو بانی اسلام کے پاک ارادون پر نکتہ چینی کرنے اور حرف رکھنے کا موقعہ دیا ہے مگر قرآن مجید
[illegible] جنگ مکہ سے روانہ ہوے تھے اور نیز تاریخ سے بھی ایک منصف اور عقل مند شخص یہی امر
[illegible] لوٹنے کے واسطے نکلے تھے نہ ابوجہل اس قافلے کی حفاظت کے واسطے
[illegible] صحیح و سلامت چلا گیا تھا تو اُس کو لوٹ جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ بھی بارادۂ جنگ آ رہا تھا اور نہ لوٹا
[illegible] صاحب جلد چہارم کے شروع مین دیکھو۔ مؤلف۔

Marfat.com

مدینہ سے تین منزل پر بحر احمر کے کنارے [illegible]
سبب سے مشہور تھا تو بعض اصحاب نے یہ رائے دی کہ قریش کا مقابلہ
لڑائی کرنے کے ارادے کو ترک کر کے قافلے کو لوٹنے کے واسطے تدبیر اور تعاقب کی جائے
صلعم یہ رائے سُن کر نہایت برآشفتہ ہوئے[1] مگر حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر اس رائے کی
اور کہا کہ یہ قریش بڑے معزز اور مغرور اور غالب ہین۔ نہ انھون نے اب تک اسلام قبول کیا
نہ آیندہ اسلام قبول کرینگے اور آپ سے اور مسلمانون سے جنگ و جدل کرنے سے باز نہ آوینگے
اور ناچار اُن سے لڑائی اور مقابلہ کرنا پڑیگا۔ پس آپ بھی اُن سے جنگ کرنے کے ارادے مین
مستعد رہین۔ حضرت عمر کی اِس رائے سے آنحضرت نہایت خوش ہوئے[2] اور بڑھتے ہوئے
بدر کے مقام پر پہونچ گئے جو اسلامی تاریخ مین مسلمانون اور کفار کے درمیان حق اور باطل مین
فیصلہ کرنے اور پہلے جنگ کا مقام ہونے کے واسطے مشہور ہونے والا تھا۔ آخرکار قریش
کے حملہ آور لشکر سے سامنا ہوا اور آنحضرت نے اتمام حجت کے واسطے حضرت عمر کو قریش کے
پاس یہ پیغام پہونچانے کے واسطے بھیجا کہ مین تم سے جنگ کرنا اور لڑنا ہرگز پسند نہین کرتا
اور مناسب یہ ہے کہ تم یہین سے اپنے وطن کو پھر جاؤ۔ حضرت عمرؓ نے یہ پیغام نبی کریم کا قریش
کے پاس پہونچا دیا۔ مگر قریش کب ماننے والے تھے۔ حکیم بن حزام نے اگرچہ آنحضرت کے
اِس فرمودہ کی بہت تعریف کی مگر ابوجہل نے حقارت سے جواب دیا کہ اب تم ہمارے مقابلہ
ہم بدلہ لئے بغیر تمھین کب چھوڑتے ہین[3] غرض لڑائی اٹل تھی اور ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے فتح
فتح دی اور دشمنون کا مال اسباب اور قیدی اُن کے ہاتھ آئے۔

ایسی بڑی جنگ کی صورت مین یہ سب سے پہلا موقع مسلمانون کے [illegible] اور آ
کا تھا مسلمانون کے مقابلہ مین قریش مین اُن کے خویش و اقربا جو کفر کی حالت

---

[1] لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور و منہاج النبوت ترجمہ منہاج النبوت جلد دوم صفحہ [illegible]
لکھنؤ صفحہ ۳۲ و منہاج النبوۃ صفحہ ۱۸۹۔ [2] مغازی واقدی [illegible]

[illegible] اپنے جوش اور محبت اسلامی کا جس نے قرابت اور
[illegible] کے تمام خیالات کو اُن کے دل سے محو کر دیا تھا ایسا ثبوت دیا کہ وہ کسی دلیل کا محتاج
[illegible] انھون نے اپنے حقیقی مامون عاص بن ہشام بن مغیرہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔[1] اور
[illegible] کا رشتہ جو درحقیقت فرزندان اسلام کے نئے اخوت کے پیوندون کے سامنے کم زور ہو کر
[illegible] تھا خونخوار تلوار کے اُٹھانے سے مانع نہ ہو سکا۔

حضرت عمرؓ کے رعب کا ثبوت پیش کرنا ایک غیر ضروری کام ہے مگر تاہم واقعات کو چھوڑا
[illegible] جا سکتا۔ قریش مکہ جو مدینہ پر چڑھائی کر کے آئے تھے اُن مین بنی ہاشم کو وہ جبراً اور زبردستی
[illegible] کر ساتھ لائے تھے وہ اِس بات پر رضامند نہ تھے کہ آنحضرت صلعم کے مقابلہ مین جو گویا اپنا ہی
[illegible] تھا ہتھیار اُٹھائین مگر ابوجہل نے اُن کو سخت جوش دلا کر اور تنگ کر کے اس مہم مین شریک
[illegible] آنحضرت صلعم کو یہ حال معلوم تھا اور آنحضرت کے چچا عباسؓ بھی انھین مین تھے۔ آنحضرت
[illegible] لڑائی شروع ہونے سے پہلے حکم دیا تھا کہ جو شخص عباسؓ اور ابوالبختری بن ہشام کو ملے
[illegible] کو قتل نہ کرے کیون کہ وہ اپنی رضامندی سے لڑنے نہین آئے ہین۔ مگر ابوحذیفہؓ بن عتبہ نے
[illegible] حکم پر بگڑ کر کہا کہ کیا ہم اپنے خویش و اقربا کو قتل کرین اور عباسؓ کو چھوڑ دین؟۔ واللہ اگر مین اس
[illegible] اس کو قتل کرنے سے نہ رکون گا۔ آنحضرت صلعم نے جب یہ سنا تو حضرت عمرؓ سے کہا کہ
[illegible] ابا حفص کیا رسول اللہ کا چچا تلوار سے قتل کیا جاوے گا؟ حضرت عمرؓ نے ارادہ کر لیا تھا کہ
[illegible] اس گستاخی کی سزا اُس کی جان کا مول ہو۔ مگر وہ اپنی اس حرکت پر نادم ہوا اور اسی ندامت
[illegible] کے دن اُس کا سر شہادت کے شوق مین خوشی سے دشمن کی تلوار کے آگے رکھ دیا۔[2]
[illegible] مین آنحضرت نے حضرت عمرؓ کو ابا حفص کی کنیت سے پکارا حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ یہ سب سے
[illegible] کہ آنحضرت نے مجھے اس نام سے پکارا۔

[illegible] کی شجاعت اور قوت ہی ایسے موقعون پر ایک کارآمد چیز نہین تھی بلکہ اُن کی احتیاط

[illegible] خلافۃ الخلفا۔ مغازی واقدی وغیرہ [illegible] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا و مناہج النبوت ۔

اور دور اندیشی بہت کام آئی تھی وہ ہر طرف نگاہ رکھتے تھے اور جنگ آزما
موقع کی ضروریات مسلمانون کو سمجھا دیتے تھے۔ جنگ بدر مین عاصؓ
بڑھا آتا تھا کہ آنحضرت کو قتل کر دن گا۔ اگر وہ بچ گئے تو پھر ہم نہ بچین گے۔ ابو دجانہ
مقابلہ ہو گیا اور تلوار چلنے لگی۔ آخر ابو دجانہ نے اس کو قتل کر ڈالا اور اُس کا
مین مصروف ہو گیا حضرت عمرؓ نے دیکھ کر اُس کو منع کیا اور کہا کہ جب تک دشمن پورے طور
اِس اسباب کی فکر کو چھوڑ دے اور مین شاہد ہون کہ تو ہی اِس اسباب کا مستحق ہے[1]
بدر کی لڑائی مین قریش کے لشکر مین سے ستر آدمی بطور قیدی کے گرفتار ہو گئے تھے اُن کی نسبت
یہ بحث درپیش ہوئی کہ ان سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ تمام مورخین نے جس طرح پر کہ اس واقعہ کا بیان
کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ اِن قیدیون کی نسبت جب آنحضرتؐ نے اصحاب سے مشورہ طلب
کیا تو حضرت عمرؓ نے اُن کے قتل کرنے کی رائے دی اور حضرت ابوبکر نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی
آنحضرت نے حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور فدیہ لے کر سب کو چھوڑ دیا۔ مگر خداوند تعالیٰ نے
اِس بات کو ناپسند کیا اور یہ آیت نازل ہوئی ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون
عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم۔ لولا کتب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم
ترجمہ۔ نہین ہے نبی کے لیے کہ ہون اُس کے لیے قیدی یہان تک کہ گھمسان کرے زمین مین
ملک مین تم چاہتے ہو مال دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت کو اور اللہ غالب ہے حکمت والا۔ اگر
نہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے پہلے سے بیشک تم کو پہونچتا اُس مین جو تم نے لیا عذاب بڑا
مورخین اور مفسرین اِس کا مطلب یہ بیان کرتے ہین کہ خدا نے فدیہ لے کر نا
عمر کی رائے کو جو اُن سب کو قتل کرنے کی تھی پسند فرمایا۔ اور حضرت عمرؓ کی
موافقات مین یعنی جو رائین اُن کی مشارع اور احکام الٰہی کے موافق ہوئی
لیکن یہ ایک عام غلطی ہے جو ان آیات کی تفسیر اور اس واقعہ کی تشریح

[1] مغازی واقدی صفحہ ۶۴۔

Marfat.com

[illegible] بزرگ مفسر نے اپنی تفسیر میں بیان کی ہے حسب ذیل ہے
[illegible] کے تمام لشکر سے جو اُن کے ساتھ آیا تھا لڑائی نہیں ہوئی تھی بل کہ
[illegible] لڑائی ہوئی تھی جیسا کہ آیت "واذ یکر بکم وہم اذ التقیتم فی"
[illegible] اس گروہ کو جو مقابلہ میں آیا تھا شکست ہوئی تھی اور تمام لشکر قریش مکہ کا ایسا پریشان
[illegible] پھر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور مسلمانوں نے اُنکا تعاقب بھی نہیں کیا
[illegible] اسی صورت میں فرمایا "ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتہوا فہو خیر لکم" مگر قریش
[illegible] ستر آدمی بطور قیدی کے گرفتار ہو گئے تھے اِن قیدیوں کی نسبت آنحضرت
[illegible] صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جاوے حضرت عمرؓ اور سعد ابن معاذ نے رائے دی کہ سب کو
[illegible] کر ڈالنا چاہیئے حضرت ابوبکر نے کہا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاوے چنانچہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔
[illegible] اس پر خدا نے اپنی ناراضی ظاہر کی کیونکہ وہ لوگ بغیر لڑنے کے پکڑے گئے تھے اور اسی
[illegible] لڑائی کے قیدی جن سے فدیہ لیا جا سکتا نہیں تھے۔ اسی پر خدا کی ناراضی ہوئی اور خدا نے
[illegible] کان لنبی ان یکون لہ اسری۔ الخ "جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اُن کے قتل نہ کرنے پر
[illegible] ناراضی ہوئی تھی کسی طرح پر صحیح نہیں ہو سکتی۔ اِسلیے کہ خدا تعالیٰ نے جب اُن کا قیدی جنگ
[illegible] نہیں قرار دیا تو اُن کے قتل نہ کرنے پر کیوں کر ناراضی ہو سکتی تھی۔"

اب یہ بات کہ حضرت عمرؓ کی رائے ایسی سختی کرنے کی کیوں تھی ہم پھر بیان کرینگے حضرت
[illegible] یہی رائے اس قسم کی نہیں ہے بل کہ ایسی ہی اور بہت سی رائیں ہیں ہم سب کو بیان
[illegible] بعد کہینگے کہ اُن میں بھی ایک مخفی حکمت اور مصلحت تھی۔

[illegible] حضرت عمرؓ کی محتاط اور سخت طبیعت کی مثال ہے
[illegible] ایک جنگ جو اور دلیر شخص تھا اپنے بھائی کو جو قیدیوں میں
[illegible] آیا اس کے دروازے پر جب اُسنے اپنی اونٹنی کو بٹھایا تو حضرت

[illegible] صاحب جلد چہارم صفحہ ۱۰۰۔

Marfat.com

عمرؓ کی نظر اُس پر پڑی گلے مین تلوار لٹکائے ہوئے [illegible] کہ یہ دشمن خدا وہی ہے جو بدر کے دن قوم کو بھڑکاتا اور اکساتا تھا۔ وہ [illegible] پاس گئے اور بیان کیا کہ عمیر بن وہب اسی حال مین آیا ہے۔ آنحضرتؐ نے [illegible] حکم دیا حضرت عمرؓ نے آگر اُس کی تلوار کا تسمہ جو گلے مین پڑا ہوا تھا پکڑ لیا اور آنحضرتؐ کے پاس لے چلے اور کہا کہ اس کی شر سے آنحضرت کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ اس کا ایمان مامون نہین ہے۔ آنحضرت نے اُس کو اس طرح لاتے دیکھ کر فرمایا کہ اے عمر اسے چھوڑ دے اور عمیر کو پاس بلا لیا[1]۔ گو آنحضرت خدائے بزرگ کے قادر و یاور ہاتھون کو اپنے حفظ اور امن کا ذمہ دار سمجھ کر ایسے امور کی بہت کم پروا کرتے تھے۔ مگر حضرت عمرؓ اور اُن کے اصحاب کے واسطے آنحضرتؐ کی نسبت ایک ذرا سا خوف کا خیال بھی احتیاط ضروری کرنے کے واسطے کافی تھا۔ خدا کی جس رحمت کو اُنھون نے اپنی جان و مال اور دنیا کی عزیز سے عزیز چیزون کے بدلے خریدا تھا اُس کی حفاظت سے بڑھ کر کس چیز کا خیال ہو سکتا تھا۔ اسلام کے آسمان کے ہمارے اِس بزرگ اور روشن ستارے (حضرت عمرؓ) اور اُس آفتاب عالم تاب حضرت سرور کائنات کے درمیان جو روحانی رشتہ اور تعلق تھا وہ تیسرے سال ہجرت (اور ایک روایت مین دوسرے سال) مین ایک جسمانی پیوند سے اور زیادہ مستحکم ہو گیا حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہ سے جو خنیس بن حذافہ سہمی کی بیوی اور بیوہ ہو گئی تھین آنحضرت نے نکاح فرمایا۔

ماہ شوال سنہ ۳ ہجری مین دوسرا مشہور جنگ احد مسلمانون اور قریش کے درمیان ہوا۔ قریش نے جنگ بدر مین جو شکست پائی تھی اُس کا بدلہ لینے کی آگ اُن کے [illegible] رہی تھی پس ابوسفیان مکہ سے تین ہزار لڑنے والون کے ساتھ لڑنے اور [illegible] واسطے روانہ ہوا خلاصہ واقعات کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم بھی اِس حملہ کی خبر سن کر [illegible] ہوئے اور احد کے پاس قیام کیا۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی مسلمانون کی فتح [illegible]

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا بروایۃ عروہ بن زبیر۔ و مغازی واقدی صفحہ ۹۴۔

[illegible] کی شکست ہوگئی۔ آنحضرت صلعم کے چار دانت پتھر کے صدمہ [illegible] کہ آنحضرتؐ شہید ہوگئے۔ اس پر بہت لوگ بھاگ نکلے جب معلوم [illegible] آنحضرتؐ صحیح و سالم ہین تب سب لوگ ایک محفوظ جگہ مین اکٹھے ہوگئے۔ دوسرے دن [illegible] نے وہان سے کوچ کیا اور مکہ کو چلے گئے۔ اور آنحضرت صلعم نے شہدا کو دفن کیا [illegible] مین چلے آئے۔

اس جنگ مین بھی جو حضرت حمزہ اور بہت سے اصحاب رسول اللہ کے شہید ہونے اور مسلمانون کو شکست ہونے کے سبب سے بدنام ہے حضرت عمرؓ نے کارزار کے سخت معرکہ مین کچھ کم دلیری اور شجاعت نہین ظاہر کی۔ قریش کی ایک جماعت سے جب وہ پہاڑ پر چڑھ کر غلبہ حاصل کرنا چاہتی تھی حضرت عمرؓ نے چند مسلمانون کے ساتھ بڑھ کر نہایت سخت مقاتلہ کیا اور لڑکر پہاڑ سے گرا دیا[1]۔ اگر لوگ لوٹنے مین مصروف نہ ہو جاتے تو مسلمانون کی فتح کامل ہو چکی تھی۔ خالد بن ولید نے جب مسلمانون کو اس طرح مصروف دیکھا تو موقع پاکر اپنے سوارون کے ساتھ پچھلی طرف سے اُن پر آن پڑا اور مسلمان درمیان مین گھر گئے۔ اور لڑائی کی صورت تبدیل ہوگئی۔ آنحضرت کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت عمر سخت زخمی ہوئے[2]۔ مگر اس پر بھی وہ لڑنے اور مقابلہ کرنے مین استوار رہے۔ لیکن جب آنحضرت صلعم کے شہید ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو اُن کی کمرین ٹوٹ گئین اور حضرت عمرؓ مسلمانون کی ایک جماعت کے ساتھ دل شکستہ اور مایوس ہوکر بیٹھ گئے[3]۔ اور بہت لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے لیکن جب اس نامبارک خبر کی غلطی معلوم ہوئی تو خاص [illegible] آنحضرت کے گرد جمع ہوئے اور کفار سے بچانے مین مصروف ہوگئے۔ ابن قمیہ نے [illegible] جاکر مشہور کر دیا تھا کہ مین محمد صلعم کو قتل کر آیا ہون۔ ابوسفیان اس خبر کی تصدیق [illegible] کے واسطے بلندی پر کھڑا ہوگیا اور مسلمانون کو پکار کر کہا کہ پیغمبر تمھارے زندہ ہین

[illegible] الخلفا بروایت ابن اسحاق۔ [2] سپرٹ آف اسلام صفحہ ۱۵۶۔

[illegible] صفحہ ۲۰۱۔

یا شہید ہو گئے مسلمانون مین سے کسی نے جواب [illegible]
تم مین ہین یا نہین پھر کہا کہ ابن خطاب (حضرت عمرؓ) تم مین ہین [illegible]
تو قریش کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ یہ سب مارے گئے اگر کوئی ہوتا تو جواب [illegible]
اگر اپنے بت ہبل کی ثنا کرنے لگا اور کہا "اعل ہبل (اے ہبل بلند ہو جا) [illegible]
بدلا لیا گیا"۔ حضرت عمرؓ سے اب نہ رہا گیا اور آنحضرت کی اجازت سے جو جواب دینے سے روکے
باآواز بلند کہا۔ "اللہ اعلیٰ و اجل تم ہمارے مساوی نہین ہو سکتے کہ تمھارے قتیل دوزخ مین
اور ہمارے جنت مین[2]"۔ حضرت عمرؓ کی آواز سن کر ابوسفیان کے کان کھڑے ہو گئے اور
اُن سے کہا کہ میرے نزدیک آئیے۔ حضرت عمرؓ آنحضرتؐ سے اجازت لے کر نزدیک گئے
تو اُسنے آنحضرت کی نسبت دریافت کیا کہ ہم نے کیا اُن کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا
کہ وہ بفضل الٰہی زندہ اور تیری باتین سن رہے ہین۔ ابوسفیان نے کہا یہی درست ہے کیونکہ
ابن قمیہ سے تو میرے نزدیک سچا ہے[3]۔ مسلمانون کا اگرچہ لڑائی مین بہت نقصان ہوا مگر قریش
کی جمعیت ابتدا ہی مین ٹوٹ چکی تھی فتح کے بعد بھی وہان ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکے اور مکہ کی
طرف کوچ کر گئے۔ آنحضرت مدینہ چلے آئے۔ مسلمانون کی اس شکست کے سبب سے یہود کو
ایک موقع مسلمانون کو بہکانے کا مل گیا کہ اگر تم مسلمان نہ ہوتے تو یہ تکلیف کیون اُٹھاتے
حضرت عمرؓ اس کو سن کر بھڑکے اور آنحضرت سے اجازت چاہی کہ ان یہود و منافقین کو قتل کر ڈالین
مگر آنحضرت ایسے امر کی کب اجازت دینے لگے تھے۔

یہودیون کی ایک قوم بنی نضیر اور آنحضرت کے درمیان باہمی حسن سلوک کا معاہدہ
ہو چکا تھا لیکن عبداللہ بن ابی کی سازشون سے جو بڑا سخت منافق اور منافقین کا سر [illegible]
دل آنحضرت کی نسبت صاف نہین تھا۔ بارہا اُن کی مخالفانہ اور منافقانہ حرکات [illegible]

---

[1] مناہج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۸۴ [2] ازالۃ الخفا بروایۃ ابن اسحاق و مناہج النبوت [illegible]
[3] ازالۃ الخفا بروایت ابن اسحاق و مغازی واقدی صفحہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] آخر جب ایک دفعہ آنحضرت اُن کے پاس ایک خاص کام
[illegible] ایک دیوار کے تلے جا بیٹھے بنی نضیر نے آپس مین مشورہ کیا کہ
[illegible] آنحضرت کو ایک بڑا پتھر دیوار پر سے اُن پر ڈال کر اُن کو مار ڈالا جائے۔ مگر
[illegible] وحی سے اُس کو معلوم ہوئے اور یہ بد ارادہ یہودیون کا پورا نہ ہوا۔ لیکن جب اُن کی
[illegible] بازی تحقیق ہو گئی تو آنحضرت نے اُن کی آیندہ شرارتون سے مامون اور محفوظ رہنے اور
[illegible] خدشہ اور خطرہ سے نجات پانے کے واسطے اُن پر چڑھائی کی۔ بنی نضیر نے کچھ عرصہ
[illegible] صورت کر آخر یہ بات ٹھہرالی کہ وہ لوگ مدینہ سے چلے جاوین گے۔ چنانچہ وہ اپنا مال و متاع
[illegible] کر مدینہ سے خیبر کو چلے گئے اُن کے املاک اور زمینین جو وہ چھوڑ گئے آنحضرت نے
[illegible] مدینہ کی رضامندی سے مہاجرین اور محتاج انصار مین تقسیم کر دین[1]۔ چنانچہ حضرت عمرؓ
[illegible] کچھ حصہ اُن کی جائداد کا مل گیا[2] جس سے حضرت عمرؓ اور مہاجرین کی محتاجی جو اپنی تمام قسم کی
[illegible] کے واسطے انصار کے دست نگر تھے رفع ہو گئی۔

ماہ شعبان ۵ھ مین بنی المصطلق سے لڑائی ہوئی جو ایک قبیلہ عرب کا تھا سبب یہ تھا
[illegible] آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی کہ حارث بن ابی ضرار نے لڑائی کے ارادے پر لوگون کو جمع کیا ہے
[illegible] آنحضرت نے اُن کے مقابلہ کے واسطے کوچ کیا اور مریسیع کے مقام پر جو اس نام کے ایک چشمہ
[illegible] سبب سے مشہور تھا دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عمرؓ مقدمۃ الجیش یعنی فوج ہراول کے
[illegible] دار تھے ایک بڑی کامیابی اُن کو یہ ہوئی کہ کفار کا ایک جاسوس گرفتار کیا اور اُن کا سب
[illegible] سے دریافت کر لیا۔ اور کفار کو ہیبت زدہ کرنے کے واسطے اُسے قتل کر ڈالا۔ خاص
[illegible] حضرت عمرؓ اس امر کی منادی کرنے پر مامور ہوئے کہ جو شخص اسلام لاوے گا
[illegible] اسلام کے تعرض سے امن مین رہے گا[3]۔ آخر لڑائی ہو کر بنی مصطلق کو شکست ہوئی

[illegible] مؤلفہ میور صفحہ ۲۹۳ - [2] سپرٹ اوف اسلام صفحہ ۱۶۶ - [3] ازالۃ الخفا
[illegible]

اور مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا۔

اِس فتح کے بعد چند روز تک مسلمانون کا لشکر چشمہ مریسیع پر مقیم رہا۔ [illegible]
حضرت عمر کے خادم جہجاہ غفاری اور ایک اعرابی یا انصار کے درمیان کچھ تکرار ہوئی [illegible]
نے ایک تھپڑ اُس کو مار دیا۔ اُس نے شور و غل کر کے اہل مدینہ کو اپنی امداد کے واسطے جمع
کر لیا مہاجرین بھی اکٹھے ہو گئے اور باہم سخت کلامی بل کہ تلوارون پر ہاتھ بڑھانے تک نوبت
پہونچ گئی[1]۔ انصار درحقیقت عبداللہ بن ابی کے بھڑکائے ہوے تھے اپنی غلطی کا اقرار
کر کے طالب معافی ہوے اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی اپنے منافقانہ چلن
مین مشہور ہو چکا تھا اور کئی دفعہ مسلمانون پر سخت سے سخت چوٹین کر چکا تھا۔ احد کے دن تین سو
آدمیون کو بہکا کر آن حضرت کے لشکر سے علیحدہ کر لے گیا تھا اور لشکر کی جمعیت کو ضعیف کر دیا
تھا[2]۔ بنی نضیر کو بھڑکا کر مسلمانون سے لڑا ہی دیا تھا[3]۔ اب بھی مسلمانون کے ساتھ شریک ہونے
سے اُس کا مطلب غنیمت کے لالچ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اِس خفیف سے تکرار مین جو دو غیر معروف
آدمیون مین ہوا پڑا تھا اُس کو انصار کو برانگیختہ کرنے کا موقع مل گیا اور ذرا سی بات کا طومار
عظیم بنا دیا۔ اور انصار کو جوش دلانے کے واسطے یہان تک کہ گذرا کہ "یہ مصیبت تم نے آپ ہی
غیرون کو بلا کر اور اپنے شہر مین بسا کر ہم پر ڈالی ہے اب مدینہ مین چل کر جو زبردست ہو گا وہ اپنے
سے ضعیف اور ذلیل کو نکال دے گا[4]۔"

زید بن ارقم نے یہ الفاظ اُس کے سُن پاے تھے اور آنحضرت صلعم کے گوش گزار کر دیے
حضرت عمرؓ سُن کر جوش مین آ گئے اور اُس منافقین کے سرگروہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔
مگر عبداللہ اور دوسرے لوگون نے عذر خواہی کی اور آنحضرت نے اپنی معمولی طبع کریم اور
رحیم سے اُس کو معاف کر دیا اور حضرت عمر کو اپنے ارادے سے باز رہنے کو فرمایا۔ عبداللہ بن ابی

---

[1] لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۷ [2] سپرٹ اوف اسلام صفحہ ۱۵۴ [3] سپرٹ اوف اسلام صفحہ [illegible]
[4] لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۸ [5] ازالۃ الخفا [illegible] اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور

[illegible] اور صادق الایمان تھا اپنے باپ کو اس حرکت پر ملامت [illegible] حاضر ہو کر عرض کی کہ مین نے سنا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کی شکایت [illegible] کے قتل کا ارادہ رکھتے ہین۔ اگر یہ ارادہ پختہ ہو تو مجھے حکم ہو مین اُسکا سر کاٹ لاؤن [illegible] کہ خزرج جانتے ہین کہ اُن مین مجھ سے زیادہ اپنے باپ سے بھلائی کرنے والا کوئی نہین [illegible] مجھے خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی دوسرے نے میرے باپ کو قتل کیا تو مجھے اُس کے [illegible] کو زندہ دیکھنے کی برداشت نہو گی اور مین ایک کافر کے بدلہ کسی مومن کو قتل کرنے سے [illegible] کا مستوجب ہو جاؤن گا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین ہم اُس کے ساتھ احسان کرین گے اور جب تک ہمارے ساتھ رہے گا اُس کی صحبت کو اچھا سمجھین گے۔[1] آنحضرت کے اس احسان اور کرم نے خود عبداللہ کی قوم کو اُس سے بدظن اور بدعقیدہ کر دیا اور وہی اُس کو کافی عتاب اور سرزنش کرتے تھے اور بے عزتی اور بے حرمتی سے پیش آتے تھے۔ آنحضرت نے یہ کیفیت سُن کر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمر تیری کیا راے ہے جس روز تو نے اُس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر تو اُس کو قتل کر دیتا تو اس وقت تجھے کتنا رنج اور پریشانی ہوتی۔" (یعنی مسلمانون کے درمیان فساد ہوتا حالان کہ اسی طرح اُس کو کافی سزا مل گئی ہے) حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم مین جانتا ہون کہ میری بات سے رسول اللہ کی بات بڑی برکت والی ہے۔[2] اسی واقعہ کے بعد سورۂ منافقون مدینہ مین نازل ہوئی ہے اس قسم کے واقعات سے بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ آن حضرت کے ظل رحمت مین حضرت عمرؓ [illegible] تربیت حاصل کر رہے تھے جو آیندہ اسی ذات پاک کی برکتون کو بہت عرصہ تک دنیا مین [illegible] جاری رکھنے کا ذریعہ ہونے والی تھی۔

[illegible] مین خندق کی لڑائی ہوئی بنی نضیر کے یہودی جو جلاوطن کیے گئے تھے

---

[1] [illegible] خلافۃ الخلفا ولیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور [2] ازالۃ الخفا۔ ولیف اوف محمد مؤلفہ [illegible] ۳۰۸۔

Marfat.com

بنی وائل کے ساتھ قریش مکہ کے پاس گئے اور اُن کو مدد دینے کا وعدہ [illegible]
ابوسفیان قریش کا سردار تھا اور بنی غطفان کے لوگ بھی شریک تھے۔ [illegible]
اِس خبر کو سن کر مدینہ سے باہر جاکر لڑنا مناسب نہ سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کھود کر [illegible]
کی۔ یہود بنی قریظہ بھی معاہدہ توڑ کر حملہ آورون کے ساتھ شریک ہوگئے اور مدینہ اور مسلمانون
کی حالت نہایت خطرناک ہوگئی۔ حضرت عمرؓ کی مساعی نے بہت کچھ کام دیا۔ خندق کی ایک طرف
کی محافظت اُن کے ذمہ تھی۔ خوب جان توڑ کر لڑے اور حفاظت کے اعتبار کا حق ادا کیا۔ بعد ازان
اسی مقام پر اُن کے نام پر وہان مسجد بنا ہوئی ہے[1]۔ قریش اور کفار اور یہود ایک مہینہ تک محاصرہ
کیئے پڑے رہے اور لڑائیان ہوتی رہین۔ حضرت عمرؓ نے ایک دن زبیر کی جماعت کے ساتھ
کفار پر حملہ کیا اور جماعت کو متفرق کر دیا۔ اگرچہ اس سخت حملہ سے مسلمانون کے جان بر ہونے
اور ایک شخص کے بچنے کی بھی توقع نہ تھی۔ مگر مسلمانون کی جانبازیون نے دشمن کو محاصرہ اُٹھا کر
ناکام واپس چلے جانے پر مجبور کیا۔

چھٹے سال ہجرت کے ذیقعد مہینہ مین آنحضرتؐ نے مکہ مین جاکر حج وعمرہ ادا کرنے کا
ارادہ کیا اور بغیر کسی لڑائی کے خیال کے اسباب ضروریات حج وعمرہ ساتھ لے کر مدینہ سے روانہ
ہوئے جب آنحضرت حدیبیہ کے مقام پر پہونچے تو قریش مکہ کو اندیشہ ہوا اور مکہ مین آنے سے
روکا۔ اور دونون طرف سے پیغام جاری ہوے۔ پہلا قاصد جو مسلمانون کی طرف سے مکہ بھیجا
گیا۔ قریش نے اُس کو پکڑ کر نہایت ایذا پہونچائی۔ اور آنحضرت کی سواری کے اونٹ کو لنگڑا
کر دیا بل کہ جان کا اندیشہ ہوا[2]۔ لیکن جب اُن کا پہلا جوش رفع ہوگیا تو آنحضرت صلعم نے حضرت
عمرؓ سے کہا کہ قریش مکہ کے پاس جاکر اُن کو فہمائش کرو کہ ہم جنگ و پیکار کا ارادہ نہین رکھتے
حج وعمرہ ادا کرنے مین ہمارے مزاحم نہ ہون۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آنحضرت [illegible]
کہ قریش مجھ سے کس درجہ عداوت اور سخت دشمنی رکھتے ہین اور مکہ مین بنی عدی [illegible]

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ [2] لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۷۱۔

[illegible] حمایت کرے گا پس حضرت عثمانؓ کا بھیجنا مناسب ہوگا کیونکہ
[illegible] نہایت قوی اور عزیز و اقارب موجود ہین جو اُن کو کسی قسم کے تعرض سے
[illegible] گے۔ درحقیقت آنحضرت نے جو انتخاب حضرت عمرؓ کا فرمایا تھا وہ اغراض سفارت
[illegible] پیغام رسانی کو کما حقہ اور بوجہ احسن ادا کرنے کے واسطے غالباً سب سے افضل تھا۔ لیکن
[illegible] کی سخت عداوت جو حضرت عمرؓ کے ساتھ تھی وہ اُن کو برانگیختہ کر کے ایک دوسرا مقدمہ
[illegible] میان مین کھڑا کر دیتی اور معاملہ درہم برہم ہو کر اصلی مقصود فوت ہو جاتا۔ حضرت عمرؓ کا رعب
جو کچھ اب تھا وہ اُن کی اپنی ذات ہی تک محدود تھا کیونکہ قریش مین بنی عدی مین سے مکہ مین کوئی
ذی اثر شخص موجود نہ تھا جو اُن کی حمایت کرتا۔ وہ اپنی جان کو خطرے مین ڈالنے سے کسی طرح ڈرنے
اور ہٹنے والے نہین تھے۔ مگر کسی نئے تکرار کے کھڑے ہو جانے سے مسلمانون کے معاملے کو
نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کا قبیلہ یعنی بنی امیہ اس وقت مکہ مین سب سے قوی
اور زور آور اور ذی رعب تھا۔ پہلے بھی بنی ہاشم کے ساتھ اگر کسی کو ہمسری اور برابری کا دعویٰ تھا
تو بنی امیہ ہی کو تھا جو اپنے آپ کو بنی ہاشم کا برابر درجہ کا رقیب سمجھتے تھے[1] اور دولت اور اقتدار
کے لحاظ سے تو گویا واقعی یہی حال تھا۔ اب بنی ہاشم کی بزرگیان تو بہت کچھ آنحضرت کی ذات بابرکات
کے ساتھ منتقل ہو گئی تھین اور بنی امیہ ہی کا بول بالا ہو رہا تھا۔ خود ابوسفیان جو ہر امر مین سرگروہ
اور سردار تھا حضرت عثمانؓ کا چچیرا بھائی تھا۔ پس اس اعتبار سے انھین کا انتخاب مناسب تھا
[illegible] آنحضرت نے بھی پسند فرمایا اور حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا۔ مگر وہ اُن کی فہمائش پر
[illegible] نہ ہوئے بلکہ اُن کو بھی قید کر لیا۔ اسی اثنا مین یہ خبر مشہور ہوئی اور آنحضرت تک
[illegible] حضرت عثمان کو قریش نے قتل کر ڈالا۔ اس پر آنحضرت صلعم نے لڑنے کا ارادہ کیا
[illegible] سے لڑنے اور مرنے مارنے پر بیعت لی۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی

[illegible] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۷۱ مناہج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۲۹ مغازی واقدی صفحہ ۳۰۶ [2] دیباچہ
[illegible] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲

اور بیعت الرضوان کے نام سے مشہور ہے [illegible]
غلط تھی۔ اس کے بعد قریش مکہ نے سہیل بن عمرو کے ہاتھ کا پیغام دیا
کے بعد آنحضرت قریش کی شرائط معاہدہ سے رضامند ہوئے کہ مسلمان اس سال
اور واپس چلے جائین آیندہ سال حج وعمرہ کرنے آئین مگر تین روز سے زیادہ
برس تک آپس مین لڑائی موقوف رہے۔ اگر کوئی شخص قریش مکہ مین کا بلا اجازت اپنے ولی کے
آنحضرت پاس چلا آئے تو آپ اسکو قریش مکہ کے پاس بھیج دین گے۔ اگر آنحضرت کے اصحاب
قریشیون مین سے کوئی شخص مکہ مین چلا جائے تو اس کو قریش واپس نہین دین گے۔ جب یہ
شرائط طے ہوگئین مگر ابھی عہدنامہ تحریر نہین ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ مسلمانون کے ایسے ضعف اور عاجزی
کی شرطین منظور کر لینے پر غیرت سے طیش کھا کر درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر
کے پاس جا کر شکایت کی اور کہا کہ کیا آنحضرت رسول اللہ اور ہم مسلمان نہین ہین اور کیا یہ مشرک
اور کافر نہین ہین۔ انھون نے کہا ہان ہین۔ تو کہنے لگے کہ پھر ہم کیون اپنے اور دین کے واسطے
ایسی پستی اور ضعف گوارا کرین پھر آنحضرت کے پاس جا کر بھی یہی کہا۔ مگر آپ کے سمجھانے سے
مان گئے بل کہ آنحضرت کی منشا کے خلاف چاہنے پر اپنی غلطی کا اقرار کیا اور اس کے کفارہ مین
غلام آزاد کرنے کا عہد کیا[1]۔ جب عہدنامہ لکھا گیا تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور چند اصحاب
کے دستخط بہ طور شہادت کے اس پر ثبت ہوئے حضرت عمرؓ کو معاہدے کی جو شرط سب سے
زیادہ ناپسند تھی وہ یہی تھی کہ مسلمان قریش کے آدمی کو ان کے حوالہ کر دین مگر قریش مسلمان کے
آدمی کو واپس نہ دین۔ اس کا ایک اتفاقی نتیجہ جس کی طرف سے وہ ڈرتے تھے اسی وقت
پیدا ہوا کہ سہیل کا بیٹا ابوجندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور اس کے باپ نے [illegible]
کسی طرح بھاگ کر آنحضرت کے پاس آپہونچا اور مسلمانون سے پناہ طلب کی [illegible]
کی شرائط کی پابندی پر اصرار کیا۔ آنحضرت تو معاہدہ کی پابندی سے [illegible]

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا بروایت ابن اسحٰق۔

Marfat.com

عمرؓ کا دل بہت گرا اور وہ خوش ہوتے اگر اباجندل اُن کی
سفر کی واپسی کے اثنا مین سورہ فتح نازل ہوئی جسمین بیعت
رضوان مین شریک ہونے والون کے واسطے خوش خبری اور فتح کا
ذکر تھا مزید اور آیتہ سکینہ جو حضرت عمرؓ کے خیالات سے زیادہ متعلق ہوئی
علیہم نازل السکینتہ چاہیئے تھی نازل ہوئی اور حضرت عمرؓ ہی سب سے اول اِس
وانا بہم فتحًا قریبًا۔ خوش خبری سے مشرف ہوے۔ رات کو چلتے مین حضرت عمرؓ نے
حضرت سے کسی امر کی نسبت سوال کیا مگر آنحضرت نے کچھ جواب نہ دیا مکرر سہ کرر سوال کرنے پر
آنحضرت نے کچھ جواب نہ دیا وہ اپنے خدا کے ساتھ مشغول تھے حضرت عمرؓ ڈرے اور متاسف
کہ آنحضرت کو ناراض نہ کیا ہو۔ اور اپنے اونٹ کو ہانک کر آگے نکل گئے تھوڑی دیر مین پکارنے
والے کی آواز سنی اور آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک سورہ نازل
ہوئی ہے جو ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے اور پھر "انا فتحنا لک فتحًا مبینا"۔ پڑھا[1]۔

ماہ جمادی الاخر ۷ھ مین خیبر کا مشہور جنگ ہوا جو مدینہ سے آٹھ منزل شام کی طرف
ایک شہر اور نہایت مضبوط اور متعدد قلعون سے مستحکم شہر تھا۔ اہل خیبر جن مین وہ تمام یہودی جو مدینہ
سے جلاوطن ہوے تھے اور بنی غطفان اور بنی اسد وغیرہ مشہور قبیلہ اُن سے جاملے تھے۔ اور
مسلمانون سے لڑنے کی طیاریان کرتے تھے اپنے مظبوط قلعون پر نازان تھے۔ جب اُن کی
تیاری نے زیادہ شہرت پائی تو آنحضرت صلعم نے اِس فساد کو مٹانے کے واسطے خیبر کی طرف
کوچ کیا۔ ایک مہینہ تک لڑائی رہی حضرت عمرؓ فوج میمنہ کے سردار تھے[2]۔ کئی چھوٹے چھوٹے
قلعے اور بنی غطفان اور بنی اسد اہل خیبر سے جدا ہو گئے۔ ایک رات کو جب
آپ اور حفاظت کرنے کی حضرت عمرؓ کی باری تھی وہ ایک یہود کو پکڑ لائے اُس سے

[1] ملاحظہ ہو اصابہ وسلاح النبوت [2] ازالۃ الخفا بروایت ابن ہشام۔ [3] ازالۃ الخفا وسلاح النبوت

Marfat.com

آنحضرت نے خیبر کا بہت کچھ حال دریافت کر لیا [illegible]
سخت لڑائیان ہوئین حضرت عمرؓ سے کئی دفعہ مقابلہ ہوا مگر مسلمانون [illegible]
جب حضرت علیؑ لشکر اسلام کے سردار اور علم بردار تھے گھمسان لڑائی ہوئی [illegible]
جو نہایت مضبوط قلعہ تھے فتح ہو گئے اور یہودیون نے امن کی درخواست کر کے [illegible]
اب ایک بڑا معرکہ فتح مکہ کا پیش آنے والا تھا۔ قریش سے جو حدیبیہ [illegible]
ہو گیا تھا اُس کو قریش نے توڑ ڈالا اور آنحضرت کے پاس اُن کے خلاف عہد ظلم اور تعدی [illegible]
شکایتین پہونچین۔ تو آنحضرت نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا اور اُن کو اُن کی عہد شکنی کی سزا
دینے پر آمادہ ہوئے۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے بلا اجازت آنحضرت کے قریش کو آنحضرت کے
اِس ارادے کی خبر بھیجی حضرت عمرؓ یہ سُن کر جوش مین آ گئے اور کہا کہ اِس نے مسلمانون کے ساتھ
خیانت کی ہے اور آنحضرت سے اُس کی گردن مارنے کی اجازت چاہی۔ مگر آنحضرت نے فرمایا
کہ یہ اہل بدر سے ہے جن کے واسطے معافی ہے حضرت عمرؓ اپنے ارادے سے باز رہے ابوسفیان
نے آنحضرت کی اِس تیاری کی خبر سُن کر عہد نامہ کی تجدید کرنی چاہی حضرت عمرؓ اِس کے نہایت
مخالف تھے[1] اور آنحضرت نے بھی اِس درخواست کو منظور نہ فرمایا کیون کہ ان کے خلاف [illegible]
سے درگذر کرنا ناممکن تھا۔

آن حضرت ماہ رمضان ۸ھ مین اپنے لشکر کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے حضرت [illegible]
رسول اللہ راستہ مین آنحضرت کو آ ملے اور دین حق کا اقرار کیا اور اسلام لائے [illegible]
جب دیکھا کہ قریش پر ضرور لشکر کشی ہو گی تو خود آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے [illegible]
مسلمانون کے لشکر کثیر کو دیکھ اور بھی حواس باختہ ہوا مسلمانون مین کوئی اُس [illegible]
نہین بھرتا تھا حضرت عباسؓ نے اُس کی سفارش کرنی منظور کی اور آنحضرت [illegible]
عمرؓ کو اُسے اِس حال مین دیکھ کر اور وہ تمام ایذائین جو اُس کے ہاتھون سے [illegible]

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ [2] ازالۃ الخفا۔ [3] ازالۃ الخفا۔

...للکارا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن خدا کا شکر ہے بغیر
... کر رسول اللہ کی طرف چلے۔ حضرت عباسؓ جو اس
... کہ مین بھی رسول اللہ کی طرف بھاگا اور چون کہ مین خچر پر سوار تھا حضرت
... حضرت عمرؓ جب پہونچے تو کہا کہ یا رسول اللہ آج ابوسفیان پر بغیر کسی عہد و
... سے قابو مل گیا ہے۔ مجھے اجازت دین کہ اُس کی گردن مارون۔[1] مین نے کہا (حضرت
... کہتے ہین) یا رسول اللہ مین نے اُس کو امان دی ہے۔ غرض نتیجہ تو یہ ہوا کہ ابوسفیان
... اسلام کا اقرار کر کے اور اپنی حفاظت اور امن کا اقرار لے کر مکہ کو واپس چلا گیا۔ اور مسلمانون
... مکہ کو فتح کر کے خدا کے اُس سب سے پہلے گھر کا جس کو دنیا مین سب سے اول خدائے احد کو
پہچاننے اور پکارنے والے کے بزرگ اور مقدس اور مبارک ہاتھون نے بنایا تھا اور جس کے کہ صرف
... تھے قبضہ حاصل کر لیا۔ آنحضرت کوہ صفا پر بھی رونق افروز ہوے اور دعا کے لیے ہاتھ
اُٹھائے اور شکرانہ نعمت بجا لائے۔ اور اُسی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ آنحضرت کی خدمت مین
کھڑے تھے اور قریش مین سے جو لوگ بیعت کرنے آتے تھے اُن کو بیعت کراتے تھے۔ اِسی طرح
... اور بعد ازان عورتون نے بیعت کی۔[2]

حضرت عمرؓ اور باقی مشہور لڑائیون حنین اور طائف اور تبوک وغیرہ مین شریک تھے
... ابتری اور پریشانی کے وقت آنحضرت کے پہلو مین ثابت قدم کھڑے تھے
... اپنا نصف مال سامان لشکر کے واسطے نذر کیا۔ سریہ ذات السلاسل مین عمرو
... کر بھیجے گئے۔ غرض اپنی خدمات مین ممتاز اور جلیل تھے۔ ایک سریہ اُن کے
... آنحضرت نے بعض دفعہ دوسرے سردارون مثلاً ابوعبیدہ بن جراح
... حتی کہ اسامہ بن زید کے ساتھ بل کہ ماتحت کر کے حضرت ابوبکر اور حضرت
... بعض مورخ بعض اوقات اِس کو تعجب سے دیکھتے ہین۔ مگر اول تو اس سے

---

[1] ... الخفا [2] مناہج النبوت صفحہ ۵۸۲ [3] مناہج النبوت صفحہ ۵۲۶ -

Marfat.com

اُن کی بزرگی اور امتیاز مین کچھ فرق نہین آتا تھا بل کہ اُن کی [illegible]
اُٹھانا مقصود ہوتا تھا۔ اور عجب نہین کہ آنحضرت صلعم کا یہ بھی خیال ہو کہ [illegible]
سلام نے اِس نعمت عظمیٰ کے خوش نصیب شرکا مین قائم کی تھی وہ سب کے دل مین تازہ رہے
اور کوئی کسی قسم کا خیال اُس کو اُن کے دلون سے محو نہ کر دے آنحضرت نے حضرت عمرؓ کو مدینہ
کے صدقات پر عامل بنا دیا تھا۔ خود اُن سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھے عامل
مقرر کیا اور مواجب دینا چاہے مگر مین نے عرض کیا کہ مجھ سے جو زیادہ محتاج ہو اُس کو یہ بخشین[1]
درحقیقت حضرت عمرؓ ایک ایسے کام کے واسطے جس مین کچھ سختی اور مضبوطی درکار ہو نہایت ہی
موزون تھے۔ زکوٰۃ اور صدقات کا دینا لوگون کو گران گذرتا ہی تھا اور وصول کرنے کے واسطے
ایک ذی رعب شخص کی ضرورت تھی جو ایک ایسے ضروری کام مین مراعات اور تساہل کو عمل مین
نہ لاے حضرت عمرؓ جس مضبوطی کے ساتھ کام کرتے تھے وہ حضرت عباس اور خالد بن ولید اور
ابن جمیل کی ذکوٰۃ نہ دینے اور آن حضرت کے پاس شکایت گذرنے کے واقعہ سے بخوبی ظاہر ہے
خود آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے کہ "میری امت مین سے ابوبکر میری امت پر زیادہ مہربان ہے
اور اللہ کے کام مین عمرؓ زیادہ قوی ہے"[2]۔ درحقیقت یہ حضرت عمرؓ کا ایک مخصوص وصف تھا۔
حضرت عمرؓ کی نسبت اُس زمانہ کے مشہور واقعات جو آنحضرت صلعم کی رفاقت اور مصاحبت
مین گذرا ہے غالباً ناکافی نہین لکھے گئے ہین۔ ان تمام حالات سے صاف طور پر جو کچھ اُن کی نسبت
مستنبط ہوتا ہے وہ اُن کی عزت اور رعب اور ہیبت اور شان و شوکت اور جلال شجاعت اور
دلیری اور بہادری اور قوت اور توانائی اور مصائب اور تکالیف کے ساتھ صبر اور رضامندی اور
اپنے حال پر قناعت اور غیرت اور حمیت اور دین اسلام اور بانی اسلام کی محبت اور مودت
نہین بل کہ ایک فدائیانہ عشق اور اسلام کی نصرت اور حمایت کا اور خدا کے احکام کی اطاعت
اور رسول اللہ صلعم کے ارشاد کی تعمیل کا جوش اور اسی قسم کے اوصاف اور عادات [illegible]

---

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا۔ [2] ازالۃ الخفا باب سلوک و تصوف حضرت عمرؓ۔

Marfat.com

[illegible] ایک خاص عادت اور خاصہ طبیعت وہ سختی اور درشتی ہے جو کسی دوسری خصلت سے
[illegible] نہین ہے شاید وہ کسی کو اُن کے تمام قابل رشک اور بے نظیر اوصاف سے کچھ جداگانہ معلوم ہو
مگر یہ ایک غلطی کا نتیجہ ہوگا۔ خوب یاد رکھنا چاہیے اگر ہم اِس کو سختی اور درشتی کہین تو ساتھ ہی یہ
کہنا پڑیگا کہ وہ انصاف سے متجاوز اور انصاف کے خلاف اور اُن کے مستحکم عقیدے اور اعتقاد
اور ضروری مصلحت کے مخالف نہین تھی تمام واقعات پر غور کرنے سے یہی امر ظاہر ہوگا۔ درحقیقت ہم
اُس کو سختی اور درشتی اِس واسطے کہتے ہین کہ اُس کے ساتھ ہی ہماری آنکھون کے سامنے آنحضرت
صلعم کے رحم اور کرم اور مروت اور کریمانہ رعایت اور بخشش کو پیش کیا جاتا ہے۔ ورنہ بجاے خود
وہ رائین اور ارادے حضرت عمرؓ کے عین انصاف اور عدل ہوتے تھے۔ قیدیان بدر کے قتل کرنے
کی جو راے حضرت عمرؓ نے دی تھی اُس کی نسبت سر ولیم میور لکھتا ہے کہ "حضرت عمرؓ نے جو مجسم سخت
انصاف اور عدل تھے محمد صلعم کو اُن کے قتل کر دینے کی راے نہایت اصرار سے دی"۔[1] وہ ایسے
سخت برتاؤ اور سختی کی رائین جو مبنی بر انصاف ہوتی تھین اِس لیے دیتے تھے کہ کفار کی جمعیت
شکستہ ہو اُن کے دلون مین اسلام کا رعب اور ہیبت پیدا ہو اور اسلام کی نصرت اور غلبہ ظاہر
ہو اور ایسے بدکردار اور ظالم لوگون کو اُن کی بدی اور شرارت کی جائز سزائین ملتی دیکھ کر دوسرے
لوگون کو عبرت اور نصیحت ہو اور پھر کسی کو ایسے فعل کے کرنے کی جرأت نہو۔

مسلمانون کے ساتھ اگر اِس قسم کے سلوک کی کوئی مثال ہے تو وہ بھی اُن کے عقیدے کے
رو سے عین مصلحت اور دور اندیشی پر مبنی ہے مثلاً ابو ہریرہؓ کی حدیث کا واقعہ کہ وہ ابو بکرؓ۔ اور عمرؓ ایک
دن آنحضرت کی خدمت مین بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلعم درمیان سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ اور آپ
کے دیر کرنے سے سب متردد ہوے اور ابو ہریرہؓ حضرت کو تلاش کرنے نکلے جب آنحضرت ملے تو ابو ہریرہؓ
سے کہا جو تجھے اِس باغ کے پیچھے ملے اور لا الٰہ الا اللہ پر یقین رکھتا ہو اُس کو بشارت دے کہ وہ
[illegible] ہے حضرت عمرؓ اُن کو سب سے پہلے ملے اور اُن سے یہ امر بیان کیا۔ اِنھون نے ایک

[1] [illegible] سر ولیم میور صفحہ ۲۴۰۔

دو ہتڑ اُن کی چھاتی مین مارا اور لوٹا کر آنحضرت کے پاس لے گئے اور کہا [illegible]
کر کے عمل کرنا چھوڑ دین گے۔

اگر یہ روایت صحیح ہے تو مصلحت بینی سے خالی نہین ہے۔ درحقیقت حضرت عمرؓ کی کسی اس قسم کی راے کو غیر نظر سے دیکھنا گویا انصاف اور مصلحت بینی پر الزام لگانا ہے علاوہ اس کے ایک بڑی حکمت اور مصلحت اس قسم کی منصفانہ مگر سخت برتاؤ کرنے کی رائین دینے سے جن پر درحقیقت بہت کم عمل کیا گیا ہے آنحضرت صلعم کی طبع کریم اور رحیم کے سامنے اُس معاملہ کے دوسرے پہلو پر بھی غور کرنے کا موقع ملتا تھا اور اس سے کوئی نقصان نہین عائد ہوتا تھا۔ خود حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ مین جو اون کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ اُنھون نے زمام خلافت اپنے ہاتھ مین لینے کے دن فرمایا یہ کہا کہ "مین سنتا ہون کہ لوگ میری شدت سے ہیبت مین آگئے ہین اور میری سختی سے ڈرتے ہین اور کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کی موجودگی اور ابوبکرؓ کی حکومت مین عمرؓ ہم پر سختی کرتا تھا جس نے یہ کہا سچ کہا مین رسول اللہ کے ساتھ ایک غلام اور خدمت گار کے مانند تھا اُن کی نرمی اور مہربانی اس درجہ کی تھی کہ اس صفت مین اُن کو کوئی نہین پہونچ سکتا خدا نے اُن کے نامون مین اُن کو روف اور رحیم بھی نام دیے تھے اور مین ننگی تلوار کی طرح تھا جس کو وہ درمیان مین رکھتے تھے یا کام مین لاتے تھے۔[1] الخ۔

اگر یہ قول حضرت عمرؓ کا نہ بھی ہوتا ہم جس نے کہا ہے بڑی دانشمندی اور معاملہ فہمی اور واقفیت سے کہا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی راے سے بڑھ کر کوئی عمدہ فیصلہ اس بارے مین نہین ہو سکتا کہ جب اُنھون نے عبدالرحمٰن بن عوف سے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے امر مین مشورہ لیا تو اُنھون نے اس ارادے کو پسند کرنے کے ساتھ ہی حضرت عمرؓ کی درشتی طبیعت کی طرف اشارہ کیا جس کے جواب مین حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ "[2] اُس کی سختی اس وجہ سے تھی کہ مین زیادہ نرمی اور رحم کرتا تھا [illegible]

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا حکایات سیاست فاروقی [illegible]

[illegible] جب [illegible] کے ساتھ سختی کرتا تھا تو عمرؓ اُس کی سفارش کرتا تھا اور اگر زیادہ نرمی [illegible] سختی کی طرف مائل ہوتا تھا جب وہ خود والی امور ہوگا تو اوس کی درشتی طبیعت [illegible]

اور جب کہ ہم حضرت عمرؓ کی خود مختار خلافت کے زمانہ مین اُن کی اِس خاص طبیعت اور عادت [illegible] بہت بڑا تغیر اور انقلاب پاتے ہین تو ان اقوال کی صحت پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ [illegible] دیکھے اگر سچ پوچھو تو حضرت عمرؓ کی نسبت اُن کی اس قسم کی طبیعت اور راؤن کو ایک منصفانہ [illegible] سختی قرار دینے کے واسطے آنحضرت صلعم کے دلچسپ اور ناطق فیصلہ کے روبرو کسی [illegible] کی ضرورت نہین ہے۔ آنحضرت فرمایا کرتے تھے جیسا کہ قیدیان بدر کے فیصلہ کے موقع پر فرمایا تھا [illegible] ابوبکر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی مانند ہین جو رحم کے وکیل تھے اور عمرؓ نوحؑ اور موسیٰؑ سے [illegible] مشابہ ہین جو انصاف کے وزیر تھے۔"[1]

[illegible] ہمہ اِس مین شک نہین کہ حضرت عمرؓ کی ابتدائی طبیعت کی شہرت اور پچھلے واقعات [illegible] اور حق گوئی سے جسکی نسبت خود آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ "عمرؓ حق کہتا ہے اگرچہ کڑوا ہو [illegible] سے اُس کا کوئی دوست نہین رہا"۔[2] اُن کا رعب اور خوف اور ہیبت سب کے [illegible] بیٹھ گئی تھی آنحضرت بھی ایسے موقعون پر اُنھین کو یاد فرماتے تھے اور اس قسم کے واقعات بھی [illegible] ہین مثلاً ایک دن امہات المومنین ازواج مطہرات آن حضرت صلعم کے ساتھ کسی بات پر [illegible] اور بلند آواز سے باتین کر رہی تھین۔ اسی اثنا مین حضرت عمرؓ آنحضرت کی طرف گئے [illegible] پر جا کر اندر آنے کا اذن طلب کیا حضرت عمرؓ کی آواز سُن کر سب کی سب بھاگ کر [illegible] جب حضرت عمرؓ اندر گئے تو آنحضرت کو مسکراتے ہوے پایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا [illegible] دکھائے حضور کس بات پر ہنس رہے ہین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مین اِس [illegible] سامنے [illegible] کر رہی تھین مگر جب تمھاری آواز سُنی

[illegible] وغیرہ [2] تحفۃ المومنین۔

تو بھاگ کر پردہ مین چلی گئین حضرت عمرؓ نے اُن کو آواز دے کر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمن
ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلعم سے نہین خوف کرتی ہو۔ آنحضرت نے کہا کہ اِن تمہارے
سبب سے تم سے ڈرتی ہین۔ اور تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے کہ جس راستہ تم جاتے ہو
اُس راستہ سے نہین گذرتا[1]۔ اسی طرح ایک دِن ایک حبشی لڑکی دف لیے ہوئے آنحضرت
کے سامنے آئی اور کہا کہ مین نے منت مانی تھی کہ جب آپ سفر سے مع الخیر واپس آوین
آپ کے سامنے دف بجاؤن گی اور گاؤن گی۔ چنانچہ وہ دف بجانے اور گانے لگی اسی اثنا
مین حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عثمان آگئے اور وہ بدستور بجاتی رہی۔ بعد ازان حضرت
عمرؓ آئے تو اُن کو آتا دیکھ کر دف کو اپنے نیچے رکھ کر دڑک کے مارے خاموش آسپر بیٹھ گئی آنحضرت
نے مسکرا کر فرمایا کہ "اے عمرؓ تجھ سے شیطان بھی ڈرتا ہے[2]۔" اور بھی اس قسم کے واقعات ہین کہ
مثلاً ایک دِن آنحضرت کے مکان کے قریب کچھ شور و غل کی آواز سُنائی دی۔ آپ نے اُدھر
دیکھا تو ایک عورت اوچھل کود رہی تھی اور لوگ اُس کے گرد تماشہ دیکھنے کو جمع ہوے تھے
آنحضرت نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ یہ تماشہ دیکھو۔ اور وہ دیکھنے لگین اتنے مین کہین
حضرت عمرؓ آگئے۔ تماشہ دیکھنے والے سب لوگ اُن کو دیکھ کر بھاگ گئے اور حضرت عائشہ
بھی ہٹ گئین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ "مین دیکھتا ہون کہ حضرت عمرؓ سے جن اور انس
شیاطین سب ڈرتے اور بھاگتے ہین[3]۔" حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ "حضرت عمرؓ کا شیطان
اُن کو خطا کا حکم کرنے سے ڈرتا ہے[4]۔"

اِس قسم کے تمام واقعات جو بیان ہوے ہین جن مین حضرت عمرؓ نے ایسی رائین دی ہین
مطابق آنحضرت صلعم نے عمل نہین فرمایا بل کہ رحم اور رعایت کو عمل فرمایا ہے یہی وہ تمام
ہین جو خصوصیت سے مورخین اور راویون نے بیان کر دیے ہین۔ ورنہ اکثر

---

[1] بخاری مسلم مشکوۃ باب مناقب حضرت عمر [2] ترمذی مشکوۃ [3] ترمذی مشکوۃ [4] ازالۃ الخفا
تصوف و سلوک حضرت عمرؓ۔

[illegible] کے ساتھ ہمدم اور ہم ساز تھے اور تمام امور اصلاح امت
[illegible] مین صلاح کار اور شریک اور حصہ دار تھے حضرت عمرؓ ایک
[illegible] کے مانند تھے اُن کی راے سب سے زیادہ صائب ہوتی تھی۔
[illegible] کی حدیث مین ہے کہ "خدا نے حق کو عمرؓ کے دل اور زبان پر جاری کیا ہے" اور
[illegible] تھے کہ "عمرؓ میرا مشیر ہے"۔[1] حضرت علیؑ کا قول ہے کہ "عمرؓ اگر کوئی بات کہتے تو
[illegible] اُس کی تصدیق مین نازل ہوتا"۔[2] عبداللہ ابن عمر کا قول ہے کہ "اگر اصحاب رسول اللہ
[illegible] امر مین مختلف الراے ہوتے اور اختلاف حضرت عمرؓ کے ساتھ ہوتا تو حضرت عمرؓ کی راے کے
مطابق قرآن نازل ہوتا"۔[3] حضرت علیؑ کا ایک یہ قول بھی ہے کہ "ہماری بہتون کی یہ راے تھی
کہ سکینہ عمرؓ کی زبان پر بولتی ہے" یعنی اُن کی رائین اور قول طمانیت اور تشفی بخش ہوتے ہین
غرض حضرت عمرؓ کی اعلیٰ صوابت راے اور افضل دانشمندی اور عقل اور ذہانت اور حسن قوای
دماغی کا جو بجاے خود ملکہ نبوت کا ایک جزو ہین اِس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ
اُن کی بہت سی رائین احکام الٰہی اور منشاے ایزدی کے موافق ہوئی ہین اور وہ حضرت
عمرؓ کی "موافقات" کہلاتی ہین۔ شمار اُن کا بعضون نے بیس تک بیان کیا ہے مگر زیادہ مشہور
مقام ابراہیم کو مصلی بنانا۔ اور عورتون کے پردے کا حکم حضرت عمرؓ کی
راے کے موافق نازل ہوے ہین۔[4] قیدیان بدر کے باب مین ہم حضرت
[illegible] کی راے کو موافقات مین سے نہین سمجھتے۔

واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی
واذا سألتموہن متاعا فاسئلوہن
من وراء حجاب

عبداللہ بن ابی بن سلول جو نہایت سخت منافق تھا جب مر گیا تو اُس کے بیٹے نے
[illegible] کو نماز جنازہ پڑھنے کے واسطے کہا حضرت عمر مانع آے اور کہا کہ ایسے منافق کی
[illegible] نہین پڑھنی چاہیے۔ آنحضرت نے نہ مانا اور اُٹھ کھڑے ہوے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہین

[1] بروایت ابونعیم [2] ازالۃ الخفا باب تصوف و سلوک۔ [3] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا باب
[4] ازالۃ الخفا باب موافقات و تاریخ الخلفا سیوطی وغیرہ۔

Marfat.com

کہ مین اچھل پڑا اور اُس کے منافقانہ اقوال اور [illegible]
نے اسپر بھی مسکرا کر فرمایا کہ اے عمرؓ ہٹ جا لیکن مین باز نہ آیا۔ [illegible]
تشریف لے گئے جب واپس آے تو سورہ براۃ کی یہ آیتین نازل ہوئین [illegible]
مات ابدًا ولا تقم علیٰ قبرہ ۔ وہم فاسقون۔

حضرت عمرؓ کہتے ہین مین حیران تھا کہ اتنی جرأت اُس روز مجھ مین کیون کر پیدا ہوئی [illegible]
شراب کی حرمت کا حکم حضرت عمرؓ کی راے کے موافق نازل ہوا ہے وہ حرمت شراب کے نہایت خواہان
تھے۔ اِس کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی یسألونک عن الخمر والمیسر۔ الایۃ۔ تو اُس پر بھی اُن کی
تشفی نہ ہوئی اور خدا سے دعا مانگتے رہے کہ خدایا شراب کے بارے مین ہمارے واسطے حکم
شافی نازل کر۔ اُس کے بعد یہ آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ۔ الایۃ۔ نازل
ہوئی مگر اسپر بھی حضرت عمر کا اطمینان نہ ہوا اور آخر یہ آیت یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسرہ۔ الایۃ
نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے جب سنی تو کہا کہ خدایا اب ہم اپنے مطلب کو پہونچ گئے۔ اسی طرح اذن لے کر
کسی کے گھر مین داخل ہونے کا حکم حضرت عمرؓ کی راے کے موافق نازل ہوا ہے[1]۔

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "ولقد خلقنا الانسان من طین" اور حضرت عمر نے سُنی تو اُن کے مونھ سے
یہ نکل گیا۔ "فتبارک اللہ احسن الخالقین"۔ آنحضرت نے سُن کر یہ بھی فرمایا کہ "اے عمرؓ تو قرآن مین زیادتی
کرتا ہے"۔ مگر اِس کے بعد یہی آیت نازل ہوئی۔ اسی طرح آیت من کان عدوا لجبرئیل ومیکائیل الخ
مین حضرت عمرؓ کے الفاظ کے ساتھ تطابق واقع ہوا۔

اسی سے حضرت علیؓ کہا کرتے تھے کہ "ہم قرآن مین عمرؓ کی راے سے راے اور کلام سے کلام
پاتے تھے"[3]۔ اسی قسم کی اور روایتین بھی ہین جن سے حضرت عمرؓ کی صائب راے اور پختگی دماغ
معلوم ہوتی ہے۔ دنیوی امور مین بھی اُن کی راے اور اُن کا مشورہ ایسا ہی مفید اور مناسب

[1] ازالۃ الخفا باب موافقات [2] ازالۃ الخفا باب موافقات۔ [3] ازالۃ الخفا باب موافقات۔

Marfat.com

کی لے کے موقع پر اصحاب رسول اللہ کے پاس کھانے پینے کی
چیز سے میسر ہوئے تو آنحضرت صلعم کے پاس آکر اپنے اونٹوں کو
ذبح کرنے کا ارادہ اجازت دیدینے کا تھا کہ حضرت عمرؓ نے روکا اور کہا
کہ اگر تم سواریون کو ذبح کر لینگے تو بھوکے اور آس پیادے دشمن سے کیا لڑین گے
آنحضرت نے فرمایا کہ تمھاری کیا رائے ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ بعض لوگون کے پاس کھانے کو
کچھ نہین رہا اور بعض کے پاس تھوڑا بہت موجود ہے سب کو حکم دیا جائے کہ اپنا تھوڑا بہت
کھانا لاکر ایک جگہ اکٹھا کرکے شریک ہوکر کھالین - چنانچہ
آنحضرت نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمرؓ کی یہ تدبیر ایسی کارگر ہوئی کہ کوئی شکایت باقی نہ رہی[۱]
اور بھی چھوٹے بڑے امور مین جن مین آنحضرت وحی سے حکم اور ہدایت نہین پاتے تھے حضرت عمرؓ
سے مشورہ کرتے تھے جیسے کہ شام کی لڑائی کی نسبت آنحضرت نے حضرت عمرؓ سے ایک دن
صلاح لیا تھا کہ تمھاری کیا رائے ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اگر خدا کا حکم ہو تو ادھر بڑھنا
چاہیئے - آنحضرت نے فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہوتا تو تم سے صلاح لینے کی کیون ضرورت ہوتی[۲] لیکن
صحیح یہ ہے تو حضرت عمرؓ کی روشن خیالی اور خوبی رائے اور رنجنگی دماغ کے ثبوت مین اس قسم کی
مثالون کا پیش کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہین ہے جب کہ خود آنحضرت صلعم کا یہ مبارک قول موجود ہے
کہ "دوسری امتون مین محدث ہوتے تھے اگر میری امت مین کوئی محدث ہے تو عمرؓ ہے"[۳] - اور
اس سے بڑھکر آنحضرت کا یہ قول کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ خطاب ہوتا"[۴] یہی مطلب
کی دلیل ہے جب میرا مین آنحضرت نے اپنے ایک خواب کی تعبیر سے بیان فرمایا کہ "سوتے
ہوئے میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ بھرا ہوا لایا گیا مین نے جب سیر ہوکر پی لیا تو بچا ہوا عمرؓ خطاب کو
آنحضرت نے عنایت کیا تھا کہ اے ابوبکر اور عمر میرے وزیر ہین جس امر مین وہ دونون متفق

---

[۱] آداب مزاحمات صفحہ ۷ و سیرت النبی صفحہ ۳۵ و سراج السنبوت صفحہ ۳۵ ازالۃ الخفا صفحہ ۵ ترمذی - مشکوۃ
صفحہ ۵۶۷ باب مناقب عمرؓ

ہون گے مین مخالفت نہین کرون گا"۔

حضرت عمرؓ کو جو قرب اور یگانگت اور بے تکلفی آنحضرت صلعم سے تھی وہ تمام واقعات سے بخوبی ظاہر ہو چکی ہے اور بھی واقعات اس قسم کے ہین کہ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے کہ مین نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے فلان کام کیا اور مین نے ابوبکرؓ اور عمرؓ سے فلان اور مین ابوبکرؓ اور عمرؓ فلان راستہ گئے اور مین اور ابوبکرؓ اور عمرؓ یہ چاہتے ہین[1]۔ ایک دن حضرتؐ اور عمرؓ آنحضرت کے سامنے آئے تو دیکھ کر فرمانے لگے کہ "یہ دونون بمنزلہ میری شنوائی اور بینائی کے ہین"۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہین کہ ایک دن آنحضرت صلعم بے تکلف کچھ جسم کھولے ہوے گھر مین بیٹھے تھے اتنے مین حضرت ابوبکرؓ آگئے اور اذن حاصل کر کے اسی حال مین چلے آئے اور پھر حضرت عمرؓ آئے اور وہ بھی اسی حالت مین چلے آئے بعد ازان حضرت عثمان آئے تو آنحضرت نے اپنے کپڑے درست کر لیے[2]۔ انسؓ کا قول ہے کہ آنحضرت جب مسجد مین تشریف لاتے تھے تو صحابہ مین سے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اُن کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھین مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ دونون آنحضرت صلعم کی طرف دیکھتے تھے اور مسکراتے تھے اور آن حضرت اِن دونون کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے[3]۔ وحی کے لکھنے کی سب سے بڑی ذمہ داری کا کام صرف حضرت ابوبکر عمر عثمان اور علی کرتے تھے[4]۔ باین ہمہ آنحضرت صلعم کا ادب اور تعظیم اور اطاعت اور فرمانبرداری جو اُن کا ایمان تھا اُن کے خمیر مین داخل تھا۔ بارہا حضرت عمرؓ آنحضرت کے ساتھ کسی امر مین اختلاف کرنے پر افسوس سے گھنٹون بیٹھ کے روتے تھے[5]۔ ایک دن جب بنو تمیم نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اُن پر کوئی سردار مقرر کیا جائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مین انتخاب مین اختلاف ہو گیا اور جھگڑتے ہوے بلند آواز سے باتین کرنے لگے۔ اسی پر جب یہ آیت "یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ آن حضرت کے روبرو کبھی بلند آواز سے باتین نہ کرون گا۔

---

[1] بخاری مسلم مشکوۃ [2] ترمذی مشکوۃ۔ [3] مسلم و مشکوۃ [4] ترمذی و مشکوۃ [5] ازالۃ الخفاء و مناہج النبوت۔ [6] مناہج النبوت صفحہ ۱۴۲۔

Marfat.com

[illegible] اُن کو ہر وقت اپنے قریب رکھنے کے خیال سے اُن کو [illegible] ایک دفعہ آپ نے دور و دراز ممالک مین قاصد بغرض تبلیغ پیغام [illegible] اور بھیجے تو لوگون نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمرؓ کو کیون نہین بھیجتے تو آپ نے [illegible] دین کے کان اور آنکھ کے بمنزلہ ہین اور مین اُن کا اتنا کم محتاج نہین ہون کہ علٰحدہ [illegible] آنحضرت صلعم کی تکالیف دیکھ کر اُن کے دل کراہتے اور پیچ و تاب کھاتے تھے۔ مثلاً [illegible] دن جب آن حضرت اپنی ازواج مطہرات سے ناراض ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ نے [illegible] کہا تھا کہ اگر آن حضرت خوش ہون تو اپنی بیٹی حفصہ کی گردن ماردون۔ حضرت عمرؓ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے دیکھا کہ تہمد باندھے بوریے پر پڑے ہین اور بوریے کی تیلیان جو جو بدن مین چبھی ہین تو نشان پڑ پڑ گئے ہین پھر جو حضرت عمرؓ کی نگاہ طاقون پر پڑی تو دیکھا کہ ایک طاق مین کوئی آدھ سیر کے قریب جو ہین ذرا سا پنیر دھرا ہے اور وہین پاس پانی کا ایک مشکیزہ لٹک رہا ہے اور یہی کل سامان ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ "یہ تکلیف اور بے سامانی دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا اور مین بے اختیار رو دیا"۔[2]

حضرت عمرؓ کی اس سے بڑی خواہش کوئی نہ تھی کہ آن حضرت صلعم کے قدمون مین اُن کے سامنے شہید ہو جائین اسی وجہ سے آنحضرت صلعم نے اُن کو "شہید" سے ملقب اور ممتاز فرمایا تھا اور اکثر شہید کہہ کر پکارا کرتے تھے مثلاً جب آپ ایک دفعہ پتھر پر کھڑے ہوے حضرت ابوبکر اور عمرؓ ساتھ تھے پتھر ہلا تو آپ نے فرمایا کہ مت ہل تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید کے سواے کوئی نہین۔ اسی قسم کی اور بھی روایتین ہین۔

حضرت عمرؓ اور ایسے ہی حضرت ابوبکر کے فضائل اور مناقب مین بیشمار حدیثین کتب احادیث [illegible] منقول اور مندرج ہین۔ مگر ہم کو اکثر اُن مین سے وضعی معلوم ہوتی ہین مثلاً رویاء قلیب [illegible] وغیرہ بعض مین اُن مین سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوا ہے کہ آنحضرت کے بعد حضرت ابوبکر

[illegible] کتاب النبوت وغیرہ

اولاُن کے بعد حضرت عمرؓ کا خلافت کے واسطے [illegible]
آن حضرت کی کامل پیروی کے ساتھ عمل کرنا اور پھر حضرت عمرؓ کا اسی کا [illegible]
کرنا بیان ہوا ہے۔ مگر یقینی یہ حدیثین اُس وقت وضع کی گئی ہین جب کہ ان کے
اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ ہماری رائے مین تو جیسے کہ ہم دیباچہ مین بیان کر چکے ہین
کوششین فضول اور بیکار تھین اور ہم حیران ہین کہ کیا ضرورت تھی اُن مستعی الفضائل [illegible]
بزرگان دین کی بزرگیان ایسی صورت مین اور اس طریق سے بیان کرنے کی جو شرمانے اور
فخر تھے اُس گروہ اور اُس جماعت کے جن کی نسبت خود خدا نے فرمایا تھا۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ"

اور پھر فرمایا۔

فالذین ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا لاکفرن عنہم سیاتہم
ولادخلنہم جنات تجری من تحتہا الانہار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب۔

اور پھر فرمایا۔

والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا۔

اور پھر فرمایا۔

لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ۔

اور پھر فرمایا۔

والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ہم المومنون
حقا لہم مغفرۃ ورزق کریم۔

غرض جن کی تعریف خود باری تعالیٰ نے فرمائی ہو اور اُن کے فضائل [illegible]
کسی دوسری کی حمایت اور سفارش کے کیا محتاج [illegible]

Marfat.com

[illegible] ست — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

[illegible] زمانہ کے قریب پہونچتے جاتے ہیں جب کہ وہ آسمان رحمت الٰہی کے آفتاب اور [illegible] کا سایہ رحمت للعالمین۔ (روحی فداک یا رسول اللہ) اس ناپائدار دنیا سے جس کو [illegible] نے خداوند کریم کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتون اور بخششون سے مالا مال کر دیا تھا رخصت ہونے [illegible] تھے اور وہ بزرگ ستارے جو اُس آفتاب عالم تاب کی روشنی سے روشن ہوئے تھے اپنی مبارک روشنیون کے ساتھ اِس دنیا مین فیض ربانی کی برکتون کو جاری رکھنے کے واسطے اکیلے رہ جانے والے تھے۔

آنحضرت صلعم نے دسوین سال ہجرت مین مکہ تشریف لے جانے اور حج ادا کرنے کا ارادہ کیا جو سب سے آخری حج ہونے کے سبب سے حجتہ الوداع کہا جانے والا تھا حضرت عمرؓ حجتہ الوداع مین موجود تھے اور اُن تمام مواعظ سے فیضیاب ہوئے جو آنحضرت نے اپنی اُس بے نظیر تقریر مین جو دنیا مین یادگار ہے فرمائے حج سے واپس جا کر بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ آنحضرت صلعم بیمار پڑ گئے اور ضعف اور بیماری دن بدن بڑھتی گئی حضرت عمرؓ پاس تھے اور اس کیفیت کو دیکھ کر دیوانہ ہوئے جاتے تھے۔ آخر دنیا کے واسطے وہ ماتم کا دن آن پہونچا اور آنحضرت صلعم اس دنیا سے سدھارے۔ مدینہ مین وہ قیامت کا دن تھا۔ مگر حضرت عمرؓ کا حال سب سے [illegible] تھا۔ اُن کو آن حضرت کی نعش مبارک دیکھ کر بھی یقین نہین آتا تھا کہ آنحضرت انتقال فرما گئے [illegible] دیوانہ وار لوگون مین دوڑتے تھے اور اُن کو بھی اسی بات کا یقین دلاتے تھے کہ حضرت [illegible] مین مغیرہ جو پاس کھڑا تھا اُسنے حضرت عمرؓ کو اُن کی غلطی کا یقین دلانے کی بے فائدہ کوشش [illegible] نے اُس کو بھی جھڑک دیا اور کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور شیطان نے تجھے بہکا دیا [illegible] وفات نہین پائین گے جب تک کہ ایک منافق اور کافر بھی باقی ہوگا۔ تمام لوگ جو آنحضرت [illegible] کر صحن مسجد مین جمع ہوئے تھے حضرت عمرؓ کی مجنونانہ اور پر جوش بلند آواز اور [illegible] کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور اُن کو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔ وہ اپنی اُسی دھن مین

Marfat.com

ویسی ہی تقریر کرتے گئے اور یہی کہتے گئے کہ لوگ جھوٹ کہتے ہین
اس پر ہرگز یقین نہ کرنا حضرت موسیٰ کی طرح وہ اپنے خدا کے پاس گئے ہین اور پھر واپس آئین
کہے گا کہ وہ فوت ہو گئے ہین اُس کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے جائین گے اسی اثنا مین حضرت ابو
اس پر الم خبر کو سن کر آئے اور حضرت عمرؓ کی مجنونانہ باتین سُن کر پاس سے گذر گئے اور پھر واپس آ
مسجد مین لوگون کی طرف متوجہ ہوئے جہان حضرت عمرؓ بدستور اپنے جوش اور ساز خود فکی مین لوگون
مین کھڑے ہوئے تقریر کر رہے تھے حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اے عمر چپ ہو جاؤ اور خاموش بیٹھ جاؤ
لیکن حضرت عمرؓ نے اس ممانعت کی بھی کچھ پروانہ کی اور اپنی وہی باتین کرتے رہے حضرت ابو بکرؓ نے
مجمع کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آن حضرت وفات پا گئے ہین اور خدا نے کیا اُن کو نہین فرمایا تھا کہ
"انک میت وانہم میتون" اور فرمایا ماجعلنا لبشر من قبلک الخلد مت فہم الخالدون" اور
پھر یہ آیت پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل فاین مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الخ
تامیت وانہم میتون۔

قرآن کے الفاظ کے حضرت عمرؓ کے کانون پر پڑنے سے گویا وہ نیند اور بے ہوشی سے
بیدار ہو گئے اُن کا اپنا قول ہے کہ "جب یہ آیات مین نے حضرت ابو بکرؓ سے سنین مجھ پر ہیبت
طاری ہوئی اور اعضا پر لرزہ پڑ گیا مجھ کو آنحضرت کے وفات پانے کا یقین ہو گیا اور مین
گر گیا۔"

Marfat.com

تیسرا باب

خلافت کے واسطے حضرت ابوبکر کا انتخاب - اندرونی خطرناک بغاوتین۔ خلافت مین حضرت عمرؓ کا دخل - آغاز فتوحات

اصحاب رسول اللہ صلعم ابھی آنحضرت کی تدفین اور تکفین کی فکر مین تھے اور اُس المناک جدائی کے صدمہ کو ایک دو ہی گھنٹے گذرے تھے اور اُس ماتمی دن کی ابھی شام بھی نہ ہوئی تھی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ جو کہ بقول سر ولیم میور کے "یہی دو شخص تھے جن پر اسلام کی آیندہ قسمت کا مدار اور انحصار تھا"[1] وہین مسجد مین موجود تھے جب کہ ایک شخص بھاگا ہوا اُن کے پاس آیا اور آکر خبر دی کہ اعیان مدینہ سقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو اپنے لئے سردار منتخب کرین۔ درحقیقت مدینہ مین جو منافقانہ عنصر موجود تھا اُس نے قومی مساوات اور رقیبانہ حقوق کی آڑ مین اہل مدینہ کو اتنی جلدی اس امر پر برانگیختہ کر دیا کہ اپنے مین سے ایک سردار اپنے واسطے منتخب کرین اور قریش اور مہاجرین اہل مکہ کے بار حکومت کو اپنے کندھون سے اتار دین اور سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا اُنھون نے موسوم بھی کر دیا تھا۔ بقول سر ولیم میور کے "وقت نازک تھا۔ اور اسلام کا آیندہ اتفاق و اتحاد معرض خوف و خطر مین تھا"[2] حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اس خبر کو سُن کر ایک لمحہ بھی ضایع نہ کیا اور موقع پر پوچھنے کے واسطے چلے ہوے۔ ایک تیسرا رفیق عبیدہ بن جراح راستہ مین اُن کے ساتھ ہو لیا۔ انصار کے شخص جو اسی مجمع مین سے آرہے تھے راستہ مین ان اصحاب ثلثہ کو ملے اور دوستانہ طور پر اُن کو اُس خطرے کی طرف جس مین وہ اپنے آپ کو ڈال رہے تھے مطلع کیا مگر اُس

---

[1] [illegible] (Annals of Early Khalifa) مؤلفہ [illegible] سر ولیم میور صفحہ ۲۔

بھاری خوف کے مقابلہ مین ایسے خطرے کا خیال اُن کو روک نہین سکا
سعد کے ہاتھ پر بیعت نہین کی تھی کہ یہ تینون اصحاب سقیفہ مین پہونچ گئے جب انصار
دیکھا تو کہنے لگے کہ تم مہاجر ہو اور تمھارا فخر بڑا ہے لیکن ہم نے بھی بہت رنج اُٹھایا ہے اور جا
ہین کہ اپنے مین سے ایک امیر مقرر کرین۔ حضرت عمرؓ جن کا چند ساعت پہلے کا جوش ابھی کم نہین
ہوا تھا چاہتے تھے کہ اس کے جواب مین تقریر کرنے کو کھڑے ہون مگر حضرت ابوبکرؓ نے اون کی تند
مزاجی اور سخت گوئی سے ڈر کر اون کو روک دیا اور خود تقریر کرنی شروع کی اور نہایت متانت اور
سنجیدگی سے کہا کہ ہر ایک لفظ جو انصار نے اپنی تعریف مین کہا ہے وہ درست اور صحیح ہے
لیکن نسبی شرافت اور رعب و دبدبہ مین قریش سب سے افضل ہین اور سوائے اُن کے عرب
کسی کی اطاعت مین سر نہ جھکائے گا اس پر انصار نے کہا کہ اچھا یون ہونے دو کہ ایک امیر
تم مین سے ہو اور ایک ہم مین سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ دور ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ دو امیر ایک جگہ
نہین رہ سکتے۔ انصار اور سعد کی طرف سے جواب مباحثہ کرنے کھڑا ہو گیا اور رنج اور غصہ کے
الفاظ زبان پر آنے لگے۔ حضرت عمرؓ اُس سے خفا ہوئے اور کہا کہ خدا تجھے غارت کرے۔ اُس نے
بھی ایسے ہی الفاظ کہے۔ حضرت ابوبکرؓ گھبرائے کہ اس غصہ اور غضب سے معاملہ دگرگون نہ ہو جائے
اور آگے بڑھ کر انصار کو خطاب کر کے کہنے لگے کہ یہ دو آدمی تمھارے سامنے کھڑے ہین (حضرت
عمرؓ اور ابوعبیدہ کی طرف اشارہ کیا) اِن دونون مین سے جس کو تم چاہتے ہو منتخب کر لو اور
اُس کے ہاتھ پر بیعت کرو حضرت عمرؓ نے نہایت بلند آواز سے جس سے تمام مجلس گونج اُٹھی کہا کہ
نہین۔ رسول اللہ تمھارے لیے پہلے ہی سے امامت کا حکم دے چکے ہین تو ہی ہمارا امیر ہے
مجھ سے افضل ہے حضرت ابوبکرؓ نے اس کے جواب مین کہا کہ "تو مجھ سے زیادہ قوی ہے"
ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ "تو رسول اللہ کے بعد خیر الناس ہے اے ابوبکر"

لہ انلس اوف ارلی خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۔ و کتاب الخلافت ۔ و کتاب الخلافت اردو خلافت راشدہ مؤلفہ سر ولیم صفحہ ۲ ۲ تاریخ طبری فارسی نسخہ صفحہ ۱۲۳۵ ۔

Marfat.com

حضرت ابوبکرؓ نے اُن کے جواب مین کہا کہ مین نے رسول اللہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ عمر سے
[illegible] آفتاب نہین طلوع ہوا[1] مگر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ لے کر اُس پر بیعت کی
[illegible] بلند آواز نے مسلمانون کے دلون کو گویا ہلا دیا تھا[2] اور حضرت ابوبکرؓ کے فضائل یاد دلا دیے
[illegible] ان مین بھی ایک جنبش پیدا ہوئی اور بیعت کرنے کے واسطے بڑھنے لگے[3]۔ حباب نے
[illegible] خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر کوشش کی مگر بنی اوس کے بیعت کر لینے سے بنی خزرج بھی اون کی
[illegible] کرنے پر مجبور ہوے اور وہ پرخطر ہنگامہ فرو ہو گیا۔

اسی اثنا مین آنحضرتؐ کے غسل اور تکفین سے فراغت ہو چکی تھی اور رات نے دن کے
[illegible] پر پردہ ڈال دیا۔ اگلے دن صبح کو جب لوگ مسجد مین جمع ہوے تو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ
[illegible] کی ملاقات کے واسطے نکلے حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر اُس عظیم مجمع کو خطاب کیا اور کہا کہ
[illegible] لوگون کل جو کچھ مین نے تم سے کہا وہ صحیح نہین تھا۔ اور وہ خدا کی کتاب اور اُس کے وعدہ کے
[illegible] تھا۔ مین تو اپنی اس خواہش کے خیال سے کہتا تھا کہ پیغمبرؐ خدا ابھی اور زیادہ دنون تک
[illegible] مین رہتے اور اپنی زبان مبارک سے ہم کو نصیحت اور ہدایت کرتے۔ لیکن خدا نے اُن کو ہمارے
[illegible] سے اپنے پاس بلا لینا پسند کیا ہے۔ مگر خدا کا کلام جو خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے
[illegible] کو بخشا ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اُس پر عمل کرو اُس کو اپنا ہادی بناؤ اور تم گمراہی
[illegible] پڑو اور اب خدا نے تمھارے امور کے انتظام کو اُس شخص کے ہاتھون مین سپرد کیا ہے
[illegible] سے افضل اور بہتر ہے۔ جو خدا کے رسول کا رفیق اور اُس وقت کا جب کہ وہ غار مین تھے
[illegible] ساتھی ہے اُٹھو اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کرو[4]۔ پس لوگ سب طرف سے آنے لگے اور حضرت
[illegible] عوام الناس نے بروز سہ شنبہ چودھوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق ۹ جون سنہ ۶۳۲ء کو

[illegible] اولی خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۴ و ازالۃ الخفا عن خلافت الخلفا باب ماثر حضرت صدیق۔
[illegible] مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴۔ [3] لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴۔
[illegible] مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۵۔

Marfat.com

بیعت کی بنی خزرج مین سے سعد نے بیعت نہین کی تھی اور قریش سے
سے بیعت کی بعض کہتے ہین چالیس روز بعد اور بقول بعض چھ ماہ بعد اور یہی عام روایت ہے
حضرت فاطمہؑ کی وفات پر جو آنحضرت سے چھ ماہ بعد واقع ہوئی حضرت علیؑ نے دل سے بیعت
کیا۔ سر ولیم میور اس روایت کو محض بے بنیاد خیال کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے
نہ کرنے پر اُن کے مکان کو آگ لگا دینے کی دھمکی دی ہو اور اسی طرح طلحہ اور زبیر کے بیعت نہ کرنے
روایت کو نہین مانتے ہین[1]۔

آنحضرت کی تدفین سے فارغ ہو کر جس موقع پر کہ حضرت ابوبکر اور عمرؓ نے نہایت پر درد جوش
کے ساتھ دعائیہ کلمات کہے[2] سب سے پہلے جس کام کا حضرت ابوبکر کو خیال آیا وہ اسامہ بن زید کو
سرحد شام پر اُس غزوہ کے واسطے بھیجنے کا تھا جو آنحضرت صلعم کے آخر وقت مین تجویز ہوا تھا اور
جملہ اصحاب کو یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بھی اُس کے ساتھ جانے کا حکم ہوا تھا حضرت ابوبکر نے
خلافت کے دوسرے روز علم اُٹھایا اور اسامہ کے ہاتھ مین دیا اور لوگون کو اُسی طرح اُس کے ساتھ
جانے کا حکم دیا۔ مدینہ کو چارون طرف سے خطرات دھمکیان دے رہے تھے اور ایسے وقت مین اپنی
تمام قوت کو شہر سے جدا کر دینا اور دور بھیج دینا اور شہر کو بے پناہ چھوڑ دینا نہایت پر خطر تھا۔ اور
اسامہ کے زیر حکم جنگ کرنا بھی لوگون کو ناگوار تھا۔ لشکر جمع ہو کر تیار ہو گیا۔ مگر حضرت عمر کو انھون نے
کہا کہ ایسے نازک وقت کے اندیشہ اور ہمارے عذرات کو حضرت ابوبکر کے سامنے پیش کر کے
اس ارادہ سے باز رہنے کی اُن کو ترغیب دین۔ حضرت عمرؓ نے بہت اصرار سے کہا مگر حضرت ابوبکر
نے نہ مانا خطرے کے خیال اور اسامہ کی سرداری کے عذرات کا ایک ہی جواب تھا کہ آنحضرت
صلعم کی تجویز کے سامنے وہ کچھ نہ سنین۔ لشکر نے کوچ کیا حضرت عمرؓ بھی اُس مین شریک تھے
ابوبکرؓ کو کم سے کم اُن کا اپنے سے علیحدہ کرنا گران گذرا۔ وہ بھی لشکر کو وداع کرنے ساتھ
جا رہے تھے اسامہ سے کہا کہ "اگر تمھاری رضا ہو تو عمر میرے ساتھ شہر کو لوٹ جائین تاکہ وہ

[1] انلس اوف ارلی خلافت حاشیہ صفحہ ۹ [2] لیف اوف محمد سر ولیم میور صفحہ ۵۱۸۔

[illegible] حاصل کرون۔ اسامہ نے اجازت دیدی۔

[illegible] کے لیے جو ایک بڑا خطرہ باقی تھا اُس کا وقت آن پہونچا۔ خود آنحضرت صلعم کی حیات [illegible] نے پیغمبری کا دعویٰ کرنے کا ایک نیا شوشہ نکال لیا تھا۔ اسود بن عیسیٰ کی اِس بدکاری [illegible] نے ابھی یمن کے ہنگامہ کو فرو نہین کیا تھا کہ آن حضرت صلعم کی وفات کی خبر نے ایسے مفسدون [illegible] اور زیادہ گرم کر دیا۔ مسیلمہ کذاب اور طلیحہ دو قوی غنیم اور کھلم کھلے مخالف تھے۔ باقی عرب بگڑ بیٹھنے [illegible] واسطے زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے کا بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا۔

عمال صدقات و زکوٰۃ خوف کے مارے بھاگے آتے تھے اور غدر اور بغاوت کی متوحش خبرین [illegible] رہے تھے۔

عمر بن العاص نے جس کو آن حضرت صلعم نے حجۃ الوداع سے جہان سے مختلف اطراف کی طرف [illegible] قاصد بھیجے تھے عمان کی طرف بھیجا تھا واپس آکر تمام وسط عرب کے بغاوت اور زکوٰۃ دینے سے [illegible] انکار کرنے پر آمادہ ہونے کی خبرین سنا کر اور بھی متردد اور پریشان کر دیا۔ عمرو بن العاص مدینہ [illegible] پہونچ کر اپنے دوستون کی ایک جماعت مین یہ دل شکن اور ہوش ربا حالات بیان کر رہے تھے [illegible] کہ حضرت عمرؓ آن پہنچے۔ اُن کے آنے پر سب خاموش ہو گئے۔ مگر حضرت عمر تاڑ گئے اور کہنے لگے [illegible] مین خیال کرتا ہون کہ تم اعراب کی طرف سے جو خطرہ ہو گیا ہے اُس کا ذکر کر رہے تھے"۔ جب اُنھون [illegible] نے اقرار کیا کہ ہان یہی ذکر کر رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے اُن کو قسم دی کہ اِن خبرون کو مشہور کر کے [illegible] ون کو مدد نہ کرین اُن کے بھی دل بڑھاے اور کہا کہ "تم اس کا کچھ خوف مت کرو۔ واللہ مین [illegible] سے نہین ڈرتا ہون جو تم عربون کے ہاتھ سے اُٹھاؤ گے بل کہ اُس سے ڈرتا ہون جو اعراب [illegible] کے ہاتھ سے اُٹھائین گے۔ اگر قریش کی جماعت تنہا ایک غار مین بھی گھسے گی تو اعرابی [illegible] ان کی پیروی کرین گے اور پیچھے چلین گے۔ وہ ایک کم حیثیت بھیڑ ہے پس تم خدا سے [illegible] ان کے خوف کو دل مین جگہ نہ دو۔[2]

[illegible] ارنی خلافت صفحہ ۹ [2] اٹلس اوف ارنی خلافت حاشیہ صفحہ ۱۲۔

Marfat.com

اَب اِن شورشون اور ہنگامون کی خبرین پاکے [illegible]
گو اسامہ کو تمام لشکر کے ساتھ باہر بھیج دینے کا افسوس ہوتا ہو مگر اس کو انھون نے کل
ہونے دیا۔ اور بڑی ثابت قدمی سے شہر کی حفاظت مین مصروف رہے باغی قومین مدینے
جمع ہوگئین طلیحہ کا بھائی فوج لے کر اُن کی مدد کو آن پہونچا۔ باغیون نے حضرت ابوبکر سے
معاف کردینے کی درخواست مان لینے پر صلح کرنی چاہی مگر حضرت ابوبکر نے نہایت درشتی سے
جواب دیا۔ اعراب اس موقع پر شہر کی کمزوری کو تاڑ گئے تھے اور اُن کا حوصلہ اور بھی بڑھ گیا تھا لیکن
حضرت ابوبکر نے بھی خاص اصحاب کی مدد سے کوئی دقیقہ احتیاط اور حفاظت کا باقی نہ چھوڑا۔ شہر کے
لوگون کو ہر وقت مسلح رہنے اور پھرنے کا حکم دیا۔ پہلے دن کی لڑائی مین کچھ فیصلہ نہ ہوا بل کہ مسلمانون
کو کامیاب ہوکر پھر ہٹ جانا پڑا۔ دوسرے روز حضرت ابوبکر خود مقابلہ کو نکلے اور اس خطرے سے
کامل نجات پاکر شہر کو لوٹے۔ اقوام عرب پر اس فتح کا عمدہ اثر ہوا اور اسامہ بھی لشکر کے ساتھ مدینہ
مین واپس پہونچ گئے۔ اسامہ کو شہر کی حفاظت پر چھوڑ کر حضرت ابوبکر دوبارہ فوج لے کر ان باغی
اقوام کو جو کچھ دور جا پڑی تھین بھگانے اور منتشر کرنے کے واسطے خود نکل کھڑے ہوئے۔ اور
اُن کو اور اُن کی جمعیت کو شکستہ کرکے واپس آئے۔ باغی اقوام طلیحہ کے ساتھ جا کر مل گئین طلیحہ اور
مسیلمہ کی قسمت مین اسلامی دنیا کے اُس بے نظیر سپہ سالار خالد "سیف اللہ" کے قوی اور زبردست
اور ہیبت ناک ہاتھون سے سزا پانا لکھا تھا۔ وہ اپنے کردار کی سزا کو پہونچے اور باقی بغاوتین بھی
دلیر اور بہادر سرداران اسلام کے ہاتھون فرو ہوگئین اور ملک مین امن قائم ہوگیا۔ اِن واقعات
مین سے مالک بن نویرہ کا واقعہ بیان کرنے کے لائق ہے مالک قبیلہ بنی تمیم کا رئیس تھا۔
دینے سے انکار کرکے ارادۂ پیکار ہوگیا تھا۔ خالد بنی اسد اور دوسرے قبائل کو مغلوب کرکے بنی
کی طرف بڑھا۔ اکثر قبائل نے آکر اطاعت قبول کرلی۔ مالک نے اپنی کم زوری معلوم کرلی تھی
سجاحہ کے علیحدہ ہوجانے سے جو ایک مشہور عورت پیغمبری کی مدعیہ اور لشکر کثیر کے
مالک کے ساتھ شریک تھی اور اب مسیلمہ کذاب سے شادی کرکے اُس کے ساتھ جا ملی تھی

[illegible] سوا کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اس کے اطوار مخالفانہ نہ رہے تھے مگر [illegible] بڑھا جا رہا تھا گو حضرت ابوبکر کا کوئی حکم صریح اس بارے مین نہ تھا اور اسی سبب سے [illegible] حملہ سے متفق نہ تھے۔ غرض خالد کے پہونچتے ہی مالک کی جمعیت شکستہ ہوگئی اور مالک [illegible] اور چند آدمیون کے ساتھ آسانی سے گرفتار کر کے مسلمانون کے لشکر مین لایا گیا۔ اس نے [illegible] کیا کہ مین مسلمان ہون مگر اثناء گفتگو مین خالد کے سلوک کی نسبت اس کے مونہہ سے نکل گیا کہ [illegible] صاحب (آنحضرت سے مراد ہے) نے کبھی ایسا حکم نہین دیا تھا"۔

خالد نے بھڑک کر جواب دیا کہ "وہ ہمارے صاحب تھے اور تیرے صاحب نہ تھے"۔ بعض مورخین کے مطابق یہ ہے کہ اسی وقت خالد کے اشارے سے ضرار نے مالک کی گردن اڑا دی[1] اور بعض کا [illegible] ہے کہ صبح تک ان کو مہلت دی گئی اور حفاظت مین رکھے گئے۔ سردی کی رات تھی خالد نے [illegible] دیا کہ ان کو "کپڑے اڑھا دو"۔ مگر یہ ایک ذومعنی لفظ تھا۔ کنعانی زبان مین اس کے معنی یہ تھے کہ [illegible] ڈالو"۔ ضرار نے جس کی محافظت مین یہ لوگ تھے سب کو معہ مالک کے تہ تیغ کر دیا۔ خالد شور و غل سن کر وہان پہونچا مگر ان کا کام تمام ہو چکا تھا اس نے سواے اسکے کچھ نہ کہا کہ خدا کی مرضی کو کون روک سکتا ہے[2]۔ مالک کی بیوی لیلی نہایت حسین اور جمیلہ عورت تھی خالد نے وہین اس سے نکاح کر لیا۔ یہ واقعہ ایسا نہ تھا کہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش نہ ہوتا۔ ابو قتادہ انصاری جس نے [illegible] کے روبرو بھی نہایت سختی سے مزاحمت اور شکایت کی تھی مالک کے بھائی متمم کو لے کر مدینہ پہونچا [illegible] حضرت عمرؓ کے روبرو قسم کھائی کہ مالک مسلمان تھا اور اس کے لشکر مین سے اذان کی آواز سنی [illegible] اور زکوۃ دینے کو آمادہ تھا (حضرت ابوبکر نے یہی نشان مسلمان کا مقرر کیا تھا) حضرت عمرؓ نے [illegible] ابوبکرؓ کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا اور ان کی قطعی راے یہی تھی کہ خالد نے ایک مسلمان کا [illegible] کیا ہے اور اس سے اس خون کا بدلہ لیا جانا چاہیے مگر حضرت ابوبکر "سیف اللہ" کو نیام مین

[illegible] فارسی نسخہ صفحہ ۴۴۴۔ ہسٹری اوف سرسیس مؤلفہ اوکلی۔ [2] انلس اوف ارلی خلافت مؤلفہ [illegible]

کرنے کی جرأت نہین کر سکتے تھے۔ تاہم خالد طلب ہوا۔ اور مدینہ مین [illegible]
حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلا حضرت عمرؓ اُس کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اُس کا گریبان [illegible]
کہ اے دشمن خدا تو نے کیون ایک مسلمان کو قتل کیا اور اُس کی عورت سے نکاح کر لیا۔ [illegible]
جواب خاموشی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہونچ کر اُس نے تمام واقعہ بیان کیا حضرت ابوبکرؓ کا
اطمینان ہو گیا اور سوائے اِسکے کہ مالک کی عورت کو میدان جنگ ہی مین نکاح کر لینے پر ملامت کی
اور کچھ کہنا پسند نہ کیا۔ خالد کے لوٹتے ہوئے اُس کے متکبرانہ کردار سے حضرت عمرؓ نے معلوم کر لیا
کہ حضرت ابوبکرؓ نے اُس کا عذر تسلیم کر لیا ہے متمم اپنے دعویٰ پر اڑا رہا اور اپنے بھائی کے واقعہ کو
نہایت دردناک اشعار مین نظم کر کے سناتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کبھی خالد کی بے گناہی کو نہ مانا اور اس
بات پر اصرار کرتے رہے کہ لشکر کی سرداری سے اُس کو معزول کر دیا جاے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ ہمیشہ
یہی جواب دیتے تھے کہ خالد کے حکم کے سمجھنے مین غلطی ہوئی ہے سیف اللہ بے گناہ ہے۔

مالک کا واقعہ نہ شاعرون کی قلم نے چھوڑا ہے نہ مورخون کی نگاہ نے بعض نے تو یہان تک
بیان کیا ہے کہ مالک نے اپنے قتل کا حکم پاکر خالدؓ کی نگاہون اور اپنی عورت کے حسن و جمال کی طرف
دیکھا تو کہا کہ میری موت کا بھید اِس مین ہے۔ اس کا حسن میری جان لے رہا ہے۔ خالد نے کہا کہ
نہین تیرا کفر تیری جان کا دشمن ہے۔ گو اِس قسم کی روایتین صحیح نہ ہون مگر خالد کے مالک کی عورت
سے اُسی وقت نکاح کر لینے سے اُس کے قتل بے گناہ پر ایک ایسا قوی شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ مٹائے
سے نہین مٹ سکتا۔ کم سے کم ایسی بے دردی سے اِس قسم کے آشوبناک واقعات کے درمیان مین
نکاح کا خیال کرنا ایک مسلمان سپہ سالار کے وقار اور روش کے خلاف تھا۔ یہی وجہ ہے
کہ حضرت عمرؓ کی راے جو ابتدا مین خالد کو معزول کرنے کی نسبت قائم ہو چکی تھی آخر تک
ویسی ہی رہی —

یمامہ کی لڑائی مین جو اس واقعہ کے بعد خالد اور مسیلمہ کذاب کے درمیان ہوئی تھی مسلمان
اگرچہ مسیلمہ کی چالیس ہزار مظبوط فوج پر فتح حاصل ہوئی اور اس فتنہ عظیم کے فرو کرنے مین کام

[illegible] کی تاریخ مین یہ سب سے پہلا اتنا بڑا خونخوار حادثہ تھا۔ بارہ سو
[illegible] کا نقصان ہوا۔ جن مین تین سو ساٹھ مہاجرین اور تین سو انصار تھے۔ خاص اصحاب
رسول اللہ مین سے جنھون نے شربت اجل پیا اُن کی تعداد چالیس سے کم نہ تھی۔ زید بن خطاب حضرت
عمر کے بھائی اور ابو حذیفہ انھین اصحاب مین تھے۔ زید نے اگرچہ بہت بہادری دکھا کر جان دی
اور مسلمانون کی فتح مین اُن کا کچھ کم حصہ نہ تھا مگر حضرت عمر کو نہایت رنج ہوا۔ مدینہ مین کوئی گھر نہ تھا
جس سے رونے کی آواز نہ آتی ہو۔ مگر خالد نے اِس میدان جنگ کو بھی اپنی عروسی اور نکاح کی یادگار
بنانے مین تامل نہ کیا۔ فجاعہ ایک سردار بنی حنیف کا جو خالد نے پکڑ رکھا تھا اُس کو کہا کہ اپنی
بیٹی مجھے نکاح مین دیدے۔ اُس نے کہا صبر کر ایسی جلدی کرنے سے میری اور خلیفۂ وقت کی نظرون
مین حقیر ہو جاؤ گے۔ مگر خالد نے اُس کو مجبور کیا اور اُس نے ناچار نکاح کر دیا[1]۔ ایک روایت مین ہے
کہ خالد نے ہزار درہم کا بین دیا۔ اور اُس وقت تک غنیمت تقسیم نہین ہوئی تھی۔ خالد کی عروسی کی رات تھی
مگر لشکر مین بہت آدمی بھوکے سوے ہوے تھے زیاد بن عمرو نے تین شعر لکھ کر اسی شکایت مین حضرت
عمر کے پاس بھیجے جو حضرت ابوبکر کے سامنے پڑھے گئے[2]۔ گو یہ روایت اس درجہ تک صحیح نہ ہو
مگر اس مین شک نہین کہ حضرت ابوبکر نے بھی خالد کی اِس بے اعتدالی کو تسلیم کیا اور نہایت رنج
اور غصہ سے خالد کو نامہ لکھا جس کے حرفون سے خون ٹپکتا تھا۔ اُس مین لکھا کہ تجھے اتنی فراغت ہے
کہ اس طرح عروسی کرے اور بیت المال مین فساد کرے۔ بارہ سو مسلمانون کا خون تیرے سامنے گرا ہے
[illegible] تک خشک نہین ہوا ہے۔ خالد پر جو اس نامہ کا اثر ہوا وہ اسی قدر تھا کہ اُس نے کہا کہ "یہ عمر کا کام ہے"[3]
حضرت ابوبکر آمادہ ہو گئے تھے کہ خالد کو معزول کر کے واپس بلا لین مگر کسی مصلحت سے وہ اپنے ارادہ کو
[illegible] کر سکے۔

حضرت ابوبکر کے زمانۂ خلافت مین حضرت عمرؓ صرف اُن کے مشیر اور صلاح کار ہی نہین تھے
[illegible] کے ساتھ امور خلافت کے انجام دینے مین شریک مساوی تھے۔ اور اگر یہ کہا جاے

[1] [illegible] خلافت صفحہ [illegible] [2] طبری فارسی نسخہ۔ [3] طبری فارسی نسخہ۔

کہ حضرت ابوبکر یہ اے نام خلافت کرتے تھے اور درحقیقت تمام کام حضرت
تھے تاہم غلط نہ ہوگا سرسید احمد خان صاحب کا قول ہے کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
کا زمانہ خلافت تو شمار نہین کرنا چاہیے کیونکہ درحقیقت وہ زمانہ بھی حضرت عمرؓ ہی کی خلافت کا
وہی بالکل دخیل اور منتظم تھے[1]"۔

سر ولیم میور کا قول ہے کہ "حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کے مشورہ اور صلاح پر اس قدر
بھروسہ اور اعتماد تھا اور اُن کا فیصلہ (سوائے چند خاص مثالون کے) اُن کے نزدیک اتنا وزن
رکھتا تھا کہ اُن کو خلافت اور حکومت مین شریک کہا جا سکتا ہے[2]"۔

اِن اقوال کی تشریح ایک واقعہ سے بخوبی ہو سکتی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر اصحاب کی ایک
جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوے تھے۔ مگر حضرت عمرؓ اُن مین موجود نہ تھے عتبہ بن حصین اور اقرع بن
حابس دو شخص حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہمارے مسکن کے قریب کچھ بنجر اور
ناقابل زراعت زمین پڑی ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ اُس مین تردد کر کے زراعت کرین حضرت ابوبکرؓ
نے اپنے ہم نشین اصحاب سے مشورہ کیا انھون نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین پس اُن کو ایک سند
اِس مضمون کی دیدی گئی جس پر اصحاب موجودہ مین سے کئی آدمیون کی تصدیق اور دستخط
ثبت ہوے حضرت عمرؓ چون کہ وہان موجود نہ تھے اور اُن کے دستخط کرانا ضروری تھے
وہ اُس کاغذ کو لے کر حضرت عمرؓ کی طرف گئے حضرت عمر اُس وقت اونٹون کو تیل مل رہے تھے
اُنھون نے جب جا کر کیفیت بیان کی تو کہا ذرا صبر کرو مین فارغ ہو کر پڑھون گا اور اگر
جلدی ہے تو تم پڑھ کر سنا دو۔ اُنھون نے پڑھا حضرت عمرؓ نے سُن کر کاغذ ہاتھ مین لے لیا
اور لکھے ہوے کو تھوک سے مٹا دیا۔ وہ دونون نہایت برآشفتہ ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے
پاس پہونچے کہنے لگے کہ "تو امیر ہے یا عمرؓ"۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ "نہین وہ
اسی اثنا مین حضرت عمرؓ بھی پہونچ گئے اور حضرت ابوبکرؓ سے اِس معاملہ مین بحث کرنے

[1] تصانیف احمدیہ جلد اول صفحہ ۴، [2] انلس اوف اسلی خلافت صفحہ ۱۲۳۔

Marfat.com

ابوبکر نے آخر یہ کہا کہ مین پہلے ہی سے کہتا تھا کہ خلافت کے کام کے واسطے تو مجھ سے قوی ہے مگر تو نے مجھے مجبور کیا تھا[۱]" حضرت عمرؓ کا یہ اختلاف ایک بہت بڑی مصلحت پر مبنی تھا آیندہ بیان ہوگی۔

سر ولیم میور اِس واقعہ کو دوسری طرح بیان کرتا ہے کہ زبرقان اور اقرع دو سردارون نے حضرت ابوبکرؓ سے بحرین کا عشر جمع کرنے کی عمالی کی سند اِس شرط پر حاصل کرلی کہ اس کام کے دیانت داری سے انجام پانے کے وہ خود مہ دار ہون گے۔ یہ سند حضرت عمرؓ کو دکھلائی گئی انھون نے غصہ ہوکر جس کا سبب ظاہرا یہ تھا کہ اقرع منافق رہ چکا تھا اُس کو پھاڑ ڈالا۔ طلحہ جس کی وساطت سے یہ معاملہ ہوا تھا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہونچا اور جاکر سوال کیا کہ "تو امیر ہے یا عمر"۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ "عمر۔ مگر میری اطاعت لازم ہے"۔ سر ولیم میور لکھتے ہین کہ اس واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا خلافت مین کس درجہ تک دخل اور اثر تھا[۲]۔ حضرت ابوبکرؓ خود کہا کرتے تھے کہ خاص اصحاب اور حضرت عمرؓ کو نہ صرف اُن کے پاس ادب کے لحاظ سے کسی کام اور حکومت پر باہر نہین بھیجتے بل کہ خلافت کے کام مین وہ اُن کے دست و بازو ہین[۳]۔ اسامہ کے ساتھ تمام اصحاب کو بھیج دیا تھا مگر حضرت عمرؓ کے مدینہ مین رہنے کی اسامہ سے اجازت لے لی تھی۔ غرض حضرت ابوبکرؓ کی دو سالہ خلافت کی کامیابی مین حضرت عمرؓ کا کچھ کم استحقاق نہین ہے۔ وہ حضرت ابوبکر کی خلافت مین اُن کے مقرر کرنے سے مدینہ کے قاضی بھی تھے گو کام کچھ نہ تھا مگر اسلام مین وُہ سب سے پہلے قاضی تھے اور اِس عہدے کو اُن کے سبب سے یہ عزت اور فخر حاصل ہے۔

حضرت ابوبکر کی خلافت کا پہلا سال تو اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے اور فتنہ و فساد کے رفع اور نفاق و کفر کی آگ بجھانے مین گذر گیا۔ جب اِن کی طرف سے اطمینان حاصل ہوا تو سب سے پہلے اُن دلون مین جو نور اسلام سے منور اور روشن ہوئے تھے سواے اِس کے کیا پیدا

---

[۱] الخفا عن خلافۃ الخلفا حصہ دوم صفحہ ۱۹۵ - [۲] انلس اوف ارلی خلافت حاشیہ صفحہ ۵۰ -

[۳] ۱۹۰ -

ہوسکتا تھا کہ اُن کے ملک کے اطراف وجوانب مین جو تو مین اور جو ملک کفر وضلالت مین
وخراب پڑے ہوے تھے اُن کو بھی اُس مبارک روشنی کی چمک دکھائین اور اُن تمام مذموم
اور برائیون سے جن مین وہ پھنس گئے تھے نکال کر خدا کی اس سب سے بڑی رحمت اور نعمت
کی طرف راہ نمائی کرین - اسلام کے دائرے کو جیسا کہ مشیت ایزدی کا ارادہ ہوچکا تھا وسیع کرین
اور اس عالمگیر دین کو دنیا کے اطراف مین مشتہر اور شایع کرکے منشاء ایزدی کو پورا کرین - شمال
ومغرب مین اگرچہ سرحد شام کی اقوام کی بدعہدی اسلامی ہتھیارون کی دعوت کررہی تھی اور شمال
ومشرق مین بہ ظاہر عیسائی عرب اقوام سے نظر آگے نہین پڑتی تھی مگر درحقیقت ایران اور شام
کے کسرائے ایران اور قیصران روم کی سلطنتین جو مشرق اور مغرب مین دو بڑی اور دو ہی بڑی سلطنتین
تھین علم اسلام کے واسطے مقسوم ہوچکی تھین وہ اپنے وقت مین اپنی بزرگی اور شان وشوکت مین
آسمان کے ستارے ہوکر چمکی تھین مگر اب ظلم اور تاریکی اور دنیا کی منتخب برائیون کا مسکن اور مقام
تھین اور قانون الٰہی کے رو سے ہی اُن کا استحقاق اُس نبی کریم کی امت مرحوم اور مغفور کو پہونچتا
تھا جن کے انعامون مین اُس سب سے بڑی نعمت الٰہی کے ساتھ لازم وملزوم ہونے کے سبب سے
وعدہ کی گئی تھین - تھوڑا ہی عرصہ پہلے کسریٰ ایران اور قیصر روم ایک دوسرے کے مقابلہ مین
اپنی قوتون اور زورون کو جنگ کی ترازو مین تول چکے تھے اور قیصر روم نینوا کے میدان مین ایران
سے بازی جیت چکا تھا اور اپنے پلہ کو بھاری کرلینے کا فخر حاصل کرچکا تھا - اِس کے بعد ایران مین
جو بدعملی پھیل گئی تھی اُس کے دورے سے نجات حاصل کرنے کے لیے اور قیصر جس خواب غفلت مین
سوگیا تھا اُس سے بیدار ہونے کے واسطے اُن ہاتھون کا انتظار کررہے تھے جو اُن سے بہت دور
نہین تھے - حضرت ابوبکر کے زمانہ کی جزری فتوحات کو حضرت عمرؓ کے زمانہ کی فتوحات کو مکمل کرنے
اور سلسلۂ فتوحات کے قابل فہم بنانے کے واسطے بیان کرنا ضرور ہے اور ویسے بھی حضرت عمرؓ
حق ہے کہ اس زمانہ کی فتوحات اُن کے تذکرے مین اُس اختصار کے ساتھ جو ہم نے بالمقابل
کیا ہے بیان کی جاوین -

Marfat.com

ن خارث سواد مین مسلمانون کی طرف سے کام شروع کر چکا تھا مگر اُس کے مقابلہ مین
ن جمع ہو رہی تھین اُن کے واسطے وہ اپنی اکیلی جمعیت کے ساتھ کافی نہ تھا۔ پس سنہ ۱۲ھ کے
شروع مین خالد اور عیاض بن غنم اپنی جزوی فوجون کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہوے خالد کا
م سواد مین مثنیٰ کے ساتھ ابلہ سے گذر کر حیرہ مین پہونچنے کا تھا اور عیاض دومتہ الجندل سے
ہوتا ہوا حیرہ مین پہونچنے والا تھا۔ خالد کے قوی اور ناقابل مزاحمت بازوؤن کے ساتھ اُس
ی کام یابی ایسی دم ساز تھی کہ اُس سے مقابلہ کرنا بجاے خود بدبختی اور شامت کی دلیل تھی
خالد نے ایک کے سردار ہرمز کو جو کسریٰ ایران (شاہ ایران) کا نام نہاد نائب تھا اسلام خراج یا
جنگ کا پیغام بھیجا۔ ہرمز ایسے عجیب پیام سے اگرچہ چونکا اور کسریٰ کے پاس اس کی خبر بھیجی مگر عربون
کی ایسی خفیف فوج کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا جنگ کے واسطے نکل کھڑا ہوا اور آراستہ
فوجون کے درمیان مین خالد کو اپنے مقابلہ مین مبارزہ کے واسطے طلب کیا۔ خالد اُس پلیتن قوی
جوان سے اکیلے دست بدست لڑنے کے واسطے نکلا۔ ہرمز نے اگرچہ فریب سے کمین مین آدمی
بٹھا رکھے تھے[1] مگر خالد نے پچھاڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اور اُس کا سر کاٹ کر لشکر عجم مین پھینک دیا
دونون لشکرون مین بڑے خروش کی لڑائی ہوئی مگر عجمی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ اور اپنا مال
اسباب جس مین ہرمز کا ایک مرصع تاج بھی تھا۔ اور ایک ہاتھی مسلمانون کے واسطے چھوڑ گئے جس کا
معہ تاج اور ہاتھی کے مدینہ بھیجا گیا۔

شاہ ایران نے ہرمز کی عرضی پہونچنے پر ایک بڑی فوج ایک شاہزادہ کے ماتحت اُس کی
مدد کو بھیجی۔ مگر وہ بھی شکست کھا کر پسپا ہو گئی۔ اب شاہ ایران کے کان کھڑے ہوے اور
خالد کے مقابلہ کے واسطے اپنی سلطنت سے عربون بنی بکر وغیرہ کی ایک فوج بھرتی کر کے
جرنیل بہمن کے زیر حکم مسلمانون کے مقابلہ مین بھیجی۔ مگر اُس کی قسمت بھی پہلی فوجون
کی طرح خالد کو پے در پے فتوحات حاصل ہو رہی تھین۔ لیس کی لڑائی مین اُس نے

[1] لیس رائیز ڈیکلائن اینڈ فال (عروج و زوال خلافت) مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۲ ۔

ایک زیادتی بھی کی کہ قسم کھالی تھی کہ فتح حاصل کرکے دشمن کے خون سے دریا بہاؤن گا۔ اور قسم کو پورا کرنے کے واسطے لڑائی کے قیدی بہت سے قتل کرڈالے مگر ان روایتون مین جس مبالغہ ہے اُس کو سر ولیم میور بھی نہین مانتے[1]۔ اب حیرہ کا رستہ صاف ہو گیا تھا۔ خالد نے محاصرہ کرلیا حیرہ بابل کے مغرب کی جانب دشت شام کے کنارے پر ایک عربون کی جداگانہ بستی تھی اور برائے نام اُس کو فارس کے ساتھ تعلق تھا۔ وہان کا بادشاہ کسریٰ ایران کا نائب کہلاکر عراق عرب پر حکومت کرتا تھا۔ تیسری صدی عیسوی کے شروع مین عیسائی اپنے مذہبی عمال کے مظالم سے تنگ آکر حیرہ کے عربون کے پاس پناہ گزین ہو گئے تھے اور آنحضرت صلعم کی ولادت کے کچھ عرصہ بعد حیرہ کا بادشاہ عیسائی ہو گیا تھا۔ شہر نہایت مضبوط اور بڑا عالیشان تھا اور اسی کا خالد نے محاصرہ کیا تھا۔

اہل حیرہ بے بادشاہ عرصہ تک محصور رہے مگر آخر جزیہ دینا منظور کرکے صلح کرلی مسلمان حسب دستور اُن کی اور اُن کے شہر کی حفاظت کے ذمہ دار ہوئے۔ اُن کے مذہب سے کوئی تعرض نہین کیا گیا۔ وہ اپنے آبائی دین پر عیسائی رہے[2]۔ حیرہ کو خالد نے اپنا صدر مقام قرار دیا اور کئی سال تک رہا۔

حیرہ سے فارغ ہو کر خالد نے انبار اور عین التمر کو فتح کیا اور عجم کی فوج اور عرب کی بنی بکر اور بنی عجل اور بنی تغلب کے ملے ہوئے لشکرون کو بڑی بہادری سے مغلوب کیا انبار کو صلح پر چھوڑ دیا اور عین التمر کی لڑائی مین عقبہ ایک عرب سردار کے سر کو خالد نے بڑھ کے اپنی بغل مین دبا لیا اور کھینچ کر گھوڑے پر سے اُٹھا کے اپنے لشکر مین لے آیا۔ جو دشمن کی شکست کا دیباچہ تھا۔

خالد اور عیاض ایک ہی وقت مین حیرہ پہونچنے کے واسطے چلے تھے خالد تو توقع سے زیادہ کام کر چکا تھا مگر عیاض دومۃ الجندل مین دشمن کا محاصرہ کیے ہوئے نہایت ناکام پڑا ہوا تھا جب اُس کی طرف سے ناامیدی ہوئی تو خالد کا مونہہ تکنا پڑا۔ خالد نے اپنے ایک بہادر

---

[1] دی خلافت العرب وزوال خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۵ [2] دی خلافت صفحہ ۵۵۔

Marfat.com

لشکر کو حیرہ پر مقرر کیا اور دوسرے مقامات مفتوحہ کی سپردگی کرکے ریگستان مین سے گذر کر دومتہ الجندل
کو چلا اکیدر اور جودی دومتہ الجندل کے سردار تھے۔ بنی کلب اور بنی غسان جن کا سردار جبلا عیسائی
بادشاہ والی بصریٰ تھا اور اور عرب کے قبائل اُن کی امداد کو جمع تھے۔ خالد کی آمد سن کر سب کے
چھکے چھوٹ گئے بقول سر ولیم میور کے "خالد کی آمد نے صورت حال کو تبدیل کر دیا۔ اُس کا نام ہی
قوت کا برج تھا"[1]

اکیدر نے جو پہلے سے خالد کے قوت بازو دیکھ چکا تھا اور اُس کے ہاتھون قید ہو کر مدینہ گیا تھا بہت
خوف زدہ ہو کر ہتھیار چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ مگر راستہ ہی مین پکڑا گیا جودی اور اُس کے مددگارون
کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی شکست کھا کر سب بھاگ گئے جبلا البصریٰ کو فرار ہو گیا۔ خالد نے
تیسری دفعہ میدان جنگ پر جودی کی بیٹی سے شادی کی۔ مگر حیرہ کی جنرون نے اُسے اطمینان سے
نہ بیٹھنے دیا۔ قبائل حرب اور بنی تغلب خالد کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھ کر چھیڑ چھاڑ کرنے لگ گئے
تھے۔ خالد طوفان کی طرح واپس پہونچا اور اُس کا آنا ہی اُن کی شکست کی دلیل تھی۔ یہ شکستہ فوجین
جمع ہو ہو کر مقابلہ کے واسطے قلعون مین اڑ اڑ بیٹھتی تھین۔ مگر خالد قضا کی طرح اُن کے پیچھے تھا
بہت سی لڑائیان اُن سے لڑا اور اُن کو شکستین دین جن مین سے حافر اور خصوصاً فراض کی
لڑائی مشہور ہے۔

اب کوئی دشمن ظاہر امیدان مین نہ رہا۔ خالد کو ایک اور بے احتیاطی کی سوجھی ذالحج کا
مہینہ تھا خالد کو حج کرنے کا خیال آیا۔ فوج کو چھوڑ کر بغیر راہ نما اور بدرقہ کے ریگستان سے گذرتا
ہوا بلا اطلاع مکہ پہونچا اور ویسی ہی بلا شناخت حج کر کے لوٹ گیا حضرت عمرؓ نے آخر اس امر کو معلوم
کر لیا اور خالد کی بے احتیاطی پر ملامت کی۔

شام

حدود عراق اور سواد کو چھوڑ کر ہم شام کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ سب سے پہلی فوج خالد بن سعید

[1] دی خلافت الجزو ثانی ۱۱۔

کے ماتحت شام کو بھیجی گئی تھی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ خالد بن سعید کو سردار بنا کر بھیجنے کے مخالف تھے مگر حضرت ابوبکر نے نہ مانا اور اُسی کو بھیجا۔ ابتدا مین تو اُس کو کسی قدر کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر دور نکل جانے سے گھبرایا اور مدد مانگی۔ اوسی زمانہ مین جنوبی عرب کی بغاوتین فرو کرکے مسلمانون کے لشکر مدینہ کو واپس پہونچ رہے تھے اُن کو عکرمہ اور ذوالکلاع حمیری کے ماتحت خالد بن سعید کی مدد کو بھیجا گیا۔ اِس کے بعد ولید اور عمرو بن العاص کو بھی سرحد شام کی طرف روانہ کیا گیا۔ ولید خالد کے ساتھ شریک ہونے اور عمرو بن العاص فلسطین کے جنوب مین کام کرنے کے واسطے۔

خالد بن سعید کمک کے پہونچ جانے پر اُس احتیاط کو جس کی اُس کو ہدایت کی گئی تھی بھول گیا اور بڑھتے ہوے مرج پر شکست کھاکر بھاگ نکلا۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر کی راے کے خلاف اپنے اِس انتخاب پر اب افسوس ہوا اور نئی فوج چار نئے سردارون کے ماتحت شام کو روانہ کی۔ شرحبیل بن حسنہ کو ولید کی جگہ جو خالد بن سعید کے ساتھ شکست کھانے مین شریک تھا بھیجا۔ وہ شکستہ اور پراگندہ فوج کو جمع کرکے اور ساتھ لے کر سب سے آگے بڑھا۔ یزید بن سفیان اور ابوعبیدہ بن جراح اور عمرو بن العاص باقی تین مستقل افسر تھے اور سرحد شام پر مختلف اطراف و امصار یعنی اردن۔ دمشق اور فلسطین پر بڑھے۔

شام کی اِس فوج مین ایک خصوصیت یہ تھی کہ اُس مین کم سے کم ایک ہزار اصحاب رسول اللہ شریک تھے۔ خاص اصحاب مین سے سو سے کم نہ ہونگے اور تین سو اہل بدر مین تھے۔ اُن کی خاص عزت اور توقیر یہ تھی کہ جس کے ماتحت وہ چاہین کام کرین اور اُنکا وصف یہ تھا کہ بلا خیال رتبہ کے جس کے ماتحت کام کرتے تھے نہایت تابعداری اور جانفشانی سے کرتے تھے۔ عکرمہ پہلے سے شام مین تھا۔ یہ پانچون افسر جا بجا اپنا کام بہت استقلال سے کر رہے تھے۔

ان کی کامیابیون کو اور افواج شام کی شکستون کی یکدرپے خبرون نے آخرکار ہرقل کو ڈرا دیا۔ اور اُس خواب غفلت سے جس مین وہ ایران کو جیت کر پڑا ہوا تھا بیدار کر دیا۔ محض تن

[illegible] بڑی فوج چار حصون مین اس تند حملہ کے روکنے کے واسطے روانہ کی۔ سب سے بڑا
[illegible] تعداد مین نوے ہزار تھا اپنے بھائی تھیوڈرک کے ماتحت روانہ کیا۔ مسلمان بھی ایسی کثیر فوج
کی خبرون سے چونکے اور اپنی منقسم طاقتون کو یک جا کرنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی آخر
اسی امر کو پسند کیا اور ہدایت کی کہ سب اکٹھے ہوکر دریاے یرموک کے کنارون پر جو بحر گلیلی
کے مشرق مین دمشق اور بصریٰ کے درمیان واقع ہے اور جو قدرت نے سب سے بڑا میدان
کارزار اور شام کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا مقام مقرر کیا تھا آٹھرین یونانیون یعنی اہل شام نے بھی
اپنی مصلحت کے خیال سے اپنی افواج کو یک جا اکٹھا کر لیا۔ اور مل کر مسلمانون کے مقابلے مین
دامن کوہ مین جا پڑے۔ باہم لڑائی شروع ہو گئی مگر بلا نتیجہ۔ اسی طرح دو ماہ گذر گئے اور فوجین ایک
دوسرے کے مقابلہ مین پڑی رہین حضرت ابوبکر نہایت متردد تھے اور آخر کار حضرت عمرؓ کے
مشورے سے یہ قرار پایا کہ خالد بن ولید کے فتح مند بازوؤن سے کام لیا جاے اور اُس کی خدمات
فی الحال عراق سے شام کو تبدیل کر دی جائین۔ پس خالد کے نام حکم لکھا گیا کہ شام کے مسلمانون کی
فوج بے دل ہے خالد اون کی امداد کے واسطے جاے نصف فوج مثنیٰ کے زیر حکم عراق مین چھوڑ
جاے اور نصف اپنے ساتھ لے جاے۔ احتیاط کے واسطے بہت تاکید کی گئی۔ خالد کو جو اپنی نسبت
حضرت عمرؓ کی طرف سے بدظنی کا خیال تھا اِس حکم کو اُس پر محمول کیا اور کہا کہ عمرؓ میرے ہاتھون سے
عجم کی فتح نہین چاہتا۔ مگر یہ غلط خیال تھا۔ درحقیقت مسلمانون کی ضرورت خالد کو شام مین پکار رہی
تھی۔ حیرہ سے یرموک کو سفر کرنا بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ بڑا کٹھن راستہ اور بیابان ریگستان
جاے شام سامنے پڑا تھا۔ ایک اور مشکل یہ تھی کہ اگر سیدھا شمالی راستہ سے جاتا تو راستہ مین
شام کے ساتھ لڑائی مین رک جانے اور یرموک جلدی پہونچنے سے پچھڑ جانے کا خوف تھا۔ لہذا
ساتھ تھی اور سب کو لے کر پہونچنا تھا منتخب فوج کو ساتھ لے کر اور باقی کو پیچھے آنے کے واسطے
اور دوبارہ اُس ریگستان بیابان کو طے کر کے نقد کے راستہ دومتہ الجندل مین پہونچا۔
بصریٰ قریب تھا مگر مزاحمت کے خوف سے ندور کے راستہ کے خشک اور بے آب

Marfat.com

ریگستان کا سفر اختیار کیا۔ درحقیقت اس ریت کے بے پایان سمندر کو طے کر کے نکلنا اسی خیر
شجاعت اور ہزبر بیشۂ جلادت و تہور کا کام تھا اور جس حکمت سے یہ منزلین طے کین ایک حیرت انگیز
افسانہ کا مضمون ہین کہ اونٹون کو پانی پلا کر اُن کے مونہہ باندھ دیئے اور راستہ مین اُن کے
پیٹ چاک کر کے اُس پانی سے گھوڑون اور اونٹون کو زندہ نکال کر لے گئے۔ چند ہی ہفتون مین
اِس مہینون کے راستہ کو طے کر کے سنہ ۱۳ھ ماہ جمادی الاول کے شروع مین تمدور مین دمشق سے
سو میل مشرق کی طرف جا نکلا اور یکبارگی حملہ کر کے شہر کے حواس باختہ لشکر کو فتح کر لیا اور حوران سے
ہوتا ہوا مسلمانون کے لشکر سے جا ملا[1]۔ اور حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ بھی اس اثنا مین
نئی فوجین بھرتی کر کے بھیجتے رہے تھے۔ اب مجموعی تعداد مسلمانون کے لشکر کی چھتیس ہزار تک
پہونچ گئی تھی۔ مگر یونانیون کی فوج بڑھتے بڑھتے اڑھائی لاکھ تک شمار مین خیال کی جاتی تھی۔
جزوی اور بے نتیجہ لڑائیون مین جو ایک مہینے تک ہوتی رہین خالد نے ایک بڑا سقم معلوم کیا کہ
مسلمانون کی فوج کا ایک سپہ سالار نہ تھا۔ جدا جدا افسرون کے ماتحت اور اپنی اپنی مصلحت سے
کسی فیصلہ تک نہین پہونچنے دیتا تھا۔ خالد نے یہ سقم سب افسرون کے سامنے بیان کیا اور کہا کہ
ہر ایک شخص گو باری باری سے فوج کی اعلیٰ حکومت پر ایک ایک دن کے لیئے مقرر ہو مگر ایک

---

[1] شام کے آغاز فتوحات سے لے کر جنگ اجنادین تک روایات اور تاریخ مین نہایت اختلاف ہے۔ اوکلے
اور ارونگ وغیرہ انگریزی مورخ جن مین کاسن ڈی پرسی دل اور گبن مورخ اعظم بھی شامل ہین جو فتوح شام واقدی کے
مترجم اور پیرو ہین خالد کا اوسی زمانہ مین جب کہ مسلمانون کی فوج نے شام مین کام شروع کیا تھا آنا اور بصریٰ کی فتح مین
شرحبیل کو مدد دینا اور بصریٰ کا فتح کرنا اور اس کے بعد دمشق اور اجنادین اور کئی اور لڑائیون کے بعد جنگ یرموک
حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین واقعہ ہونا اور حضرت ابوبکرؓ کی وفات کو اس سے پہلے فتح دمشق کے زمانے مین
بیان کیا ہے۔ مگر دوسرے معتبر مورخ مثلاً سر ولیم میور اور گلمین وغیرہ جو طبری اور ابن اثیر اور ابن خلدون وغیرہ کے
معتقد اور خوشہ چین ہین وہ بصریٰ کا کے واقعہ کا کہین ذکر نہین کرتے اور واقعات کو اسی ترتیب سے بیان کرتے ہین
جو کہ ہم بوجہ اُن کے معتبر ہونے کے بیان کر رہے ہین بعض مولفون مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب نے اس [illegible] واقعات سے
یرموک کی لڑائی کا دو دفعہ ہونا خیال کیا ہے مگر یہ غلط ہے۔ بہرحال یہ واقعات کی تقدیم تاخیر ہے اور [illegible]
جس کے واقعات گو جیسا کہ واشنگٹن ارونگ کی رائے ہے صحیح ہون افسانون مین بیان کرنے کے واسطے [illegible]
یہی ترتیب معتبر ہے۔ مؤلف —

Marfat.com

[illegible] لڑانا چاہیے۔

[illegible] اور خالد نے پہلے دن اعلیٰ افسری اپنے ہاتھ مین لے کر نہایت [illegible] انتظام کیا۔ فوج کو چالیس دستون مین تقسیم کر کے دلیر افسرون کے ماتحت منقسم کیا اور اُن پر [illegible] کیے۔ یہ انتظام نہایت وقت پر ہوا کیون کہ یونانی بھی ایک آخری فیصلہ کے خیال [illegible] سخت سے سخت حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے اور ایک ایسے جم غفیر اور عدد کثیر کے ساتھ [illegible] میدان کے اطراف مین اندھیرا چھا گیا۔ اسی اثنا مین خالد کے پاس مدینہ سے ایک قاصد نامہ [illegible] پہنچا جس کو خالد نے سرسری نظر سے پڑھ کے ترکش مین ڈال دیا اور قاصد کو [illegible] رہنے کے لیے ہدایت کر کے فوج کا مدینہ کی خیر و عافیت اور کمک کے پیچھے آنے کی [illegible] اطمینان کر دیا۔

[illegible] لڑائی [illegible] سختی اور خون ریزی کے ساتھ ہوئی اوس کو تفصیلاً بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ [illegible] نے اور خصوصاً عکرمہ اور قعقاع اور خالد کے بہادر عزیز اور ہم مزاج ساتھی بیدھڑک [illegible] بہادریان اور جان بازیان دکھلائین کہ چشم فلک نے بھی بہت کم دیکھی تھین [illegible] قدمی اور آزمودہ کاری نے آخر میدان جیت لیا۔ لڑائی کی سختی کا اندازہ [illegible] ہے کہ یونانیون کے ایک لاکھ کشتون سے میدان اور خندق بھری پڑی تھی۔ [illegible] گران نصیب ہوئی۔ تین ہزار آدمیون نے شربت مرگ چکھا اور [illegible] ہوئے۔ ابوسفیان کی آنکھ مین تیر لگا اور ضرار سخت زخمی ہوا۔ عکرمہ اور [illegible] جان بر نہ ہوئے۔ اہل شام بے حساب غنیمت مسلمانون کے واسطے [illegible] ہزار ریشمی سراپردہ تھے۔ ہر ایک سپاہی کا حصہ پندرہ سو دینار [illegible] ہوا بقول سر ولیم میور کے "یونانیون کی فوج کی ہیبت ناک [illegible] شام کو خوف سے متوحش اور بے کل کر دیا۔ شام کی قسمت کے [illegible] ایک کمزور اور ضعیف مخالفت کے بغیر مقابلے کو

Marfat.com

کچھ نہ رہا تھا[1]۔

فتح کی تاریخ ۱۳ھ میں ماہ رجب کا شنبہ کا روز مطابق شروع ۶۳۴ء تھی۔

---

[1] دی خلافت۔ الخ صفحہ ۴۷۔

Marfat.com

چوتھا باب

حضرت عمرؓ کی خلافت

حضرت ابوبکر کی وفات۔ حضرت عمر کا استخلاف اور انتخاب۔ فتوحات ایران۔ شام۔ مصر

خالد کو جو نامہ میدان جنگ مین مدینہ کے قاصد نے دیا تھا اور اوس نے پڑھکر اپنی ترکش مین ڈال دیا تھا اُس پر حضرت عمرؓ کی مہر تھی کیون کہ حضرت ابوبکر کی وفات کی اوس مین خبر تھی۔ مگر [illegible] ایسے نازک وقت مین بڑی دوراندیشی سے کام لیا اور اس وحشتناک خبر کو لشکر [illegible] مشتہر نہ کیا۔

حضرت ابوبکر جب بستر علالت پر ناتوان ہوگئے تو حضرت عمر کو اونھون نے نماز مین امامت کے واسطے کہا جو حضرت عمر کی آیندہ خلافت کی نسبت حضرت ابوبکر کے خیال کا صاف اشارہ [illegible] حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کرنے کا خیال حضرت ابوبکر کا کوئی نیا خیال نہین تھا وہ تو [illegible] ہی مین اِس کا فیصلہ کر چکے تھے۔ البتہ باقاعدہ طور پر اس کو مشتہر کرنے کا خیال حضرت [illegible] ہونا چاہیے تھا جب وہ زندگی سے مایوس ہوے۔ انھون نے اپنی رائے کو [illegible] اللہ کی تائید سے مستحکم کرنے کے واسطے عبدالرحمن بن عوف سے مشورہ پوچھا [illegible] بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا ہون تیری کیا رائے ہے۔ اُس نے اِس ارادے اور [illegible] تعریف کی۔ مگر اُن کی درشتی طبیعت کی طرف اشارہ کیا جس کے جواب مین حضرت [illegible] کی سختی اور درشتی اِس سبب سے ہے کہ میری طبیعت مین نرمی اور رحم زیادہ ہے [illegible] کی بدل جائے گی۔ مین نے بہت غور سے دیکھا ہے کہ اگر مین [illegible] کی طرف سے سفارش کرتا تھا اور اگر مین کسی کے ساتھ زیادہ

نرمی کرتا تھا تو وہ سختی کی طرف مائل ہوتا تھا۔[1] حضرت عثمانؓ نے جب رائے [illegible]
اِس رائے کی تائید کی اور کہا کہ "جو کچھ عمر مین مخفی اور پوشیدہ ہے وہ اُس سے جو ظاہر [illegible]
اُس کا نظیر اور مساوی ہم مین موجود نہین ہے[2]"۔

حضرت عثمانؓ سے اسی مضمون کی وصیت لکھوائی اور انصار و مہاجرین کو بلا کر اُس کا [illegible]
اُن مین مشتہر کیا اور سب کی عام رضامندی اور خوشنودی کے ساتھ اِس مبارک تقریب کو ختم [illegible]
صرف طلحہ بن عبداللہ نے اُس جماعت مین سے اِس رائے کی مخالفت کی اور کہا۔ "کہ عمرؓ کے ہاتھ [illegible]
لوگ جس سختی مین تھے اُس کو جانتے ہو اور آج اُس کو خلیفہ مقرر کرتے ہو۔ خدا کے سامنے اِس کا کیا
جواب دو گے"۔ حضرت ابوبکر یہ سن کر جوش غضب سے بھڑک اُٹھے اور کہا کہ مجھے اُٹھاؤ اور نہایت
غصہ سے طلحہ کو جواب دیا کہ "تو مجھے خدا کا نام لے کر ڈراتا ہے خدا کی قسم جب مین خدا کے سامنے
جاؤن گا تو کہون گا کہ مین نے بہترین خلق کو تیری خلق پر خلیفہ کیا ہے[3]"۔ طلحہ کی اِس مخالفت کی وجہ
درحقیقت یہ نہ تھی کہ وہ سب سے الگ حضرت عمرؓ کے استخلاف مین کوئی نقص دیکھتا تھا بل کہ نفسانیت
اور دعوی خلافت کے ذاتی حوصلہ یہ بات کہلا رہے تھے۔ خود حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ سے جو اُنھون نے
حضرت عمرؓ کو اِس کے بعد وصیت کرتے ہوئے فرمائے ظاہر ہے کہ "اُن لوگون کو مین تیرے خلاف
پاتا ہون جن کے اپنے پیٹ پھولے ہوئے ہین اور آنکھین لگ رہی ہین"۔ حضرت ابوبکرؓ کا آخری
کام حضرت عمرؓ کو بلا کر وصیت کرنے اور نرمی اور حلم کی طرف مائل ہونے کی تاکید کرنے کا تھا۔ اُن کے
رحلت فرمانے کی تاریخ اکیس جمادی الثانی ۱۳ھ بروز دوشنبہ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء تھی
باوجود اِس صریح اور قطعی استخلاف کے لوگون سے حضرت عمر کے ہاتھ پر بیعت کرانے کی ضرورت بھی
اور تین دن تک تمام شہر اور گرد نواح نے بیعت کی[4]۔

فتوحات

[1] انلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۱۱۷۔ وطبری [2] انلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۱۱۷ [illegible]
وطبری صفحہ ۶۸ ۴ [4] انلس۔ الخ صفحہ ۱۲۵۔

Marfat.com

[illegible] لوگون کو اپنی آیندہ خلافت کی طرف سے اطمینان دلانے
[illegible] کے واسطے نئی فوج تیار کرنے کا تھا۔ مثنیٰ خالد کے عراق سے رخصت ہونے اور
[illegible] سپہ سالاری اختیار کرنے کے بعد دس ہزار لشکر عجم کو جو ہرمز کے ماتحت میدان کو خالد سے
خالی پانے کے حوصلہ پر ایران کے نئے پادشاہ شہریار کے حکم سے بڑھا تھا بابل کے میدان مین
شکست فاش دے چکا تھا۔ اور ایرانیون کی اِس نئی فوج کی ہاتھیون کی صف کو شکستہ کرنے کی
بہادری اور حکمت مین نام پا چکا تھا۔ مگر مثنیٰ نے اپنی قلیل فوج اور جمعیت کو ایران کے آیندہ حملون کا
مقابلہ کرنے اور فتوحات پر قدم جماے رہنے کے واسطے کافی نہ سمجھ کر مدینہ سے بڑی تاکید سے
کمک مانگی تھی۔ جب جواب مین دیر ہوئی تو اُس نے رفع تردد کے واسطے خود مدینہ پہونچنے کا ارادہ
کیا اور پہونچ کر حضرت ابوبکرؓ کو بستر علالت پر پایا تھا۔ گو اُن کی بیماری کے سبب سے دیر ہو گئی تھی
مگر حضرت ابوبکرؓ اس ضرورت کی طرف سے بے فکر نہین تھے اُنھون نے حضرت عمرؓ کو بلا کر سخت تاکید
کی کہ میرے بعد تمھاری خلافت کا سب سے پہلی ساعت کا پہلا کام عراق کے واسطے فوج
تیار کرنا اور بھیجنا ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ نے اُن کے ارشاد کو پورا کرنے کے وعدے سے اطمینان
دلا دیا تھا۔

پس حضرت عمرؓ کا سب سے پہلا کام ایک نئی فوج تیار کرنے کا تھا لیکن بقول سر ولیم میور کے
ایرانیون کی قوت کا کچھ ایسا رعب لوگون پر چھا گیا تھا کہ کوئی امادہ نہین ہوتا تھا[1]۔ مگر ممکن ہے اور
اصلیت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ خالد کے اقبال مند اور فتح مند سایہ کے لشکر عراق سے اُٹھ جانے
سے لوگون کے دل نہین جمتے تھے۔ وہ ایک شخص ہزاران ہزار فوج کے برابر تھا اور اُس کا وجود ہی
کامیابی کی ضمانت تھی۔ غالباً اسی بے دلی کے سبب لوگ منظور نہین کرتے تھے جس کی غلطی سے
[illegible] کی جاتی ہے کہ خالد کے عہدہ سپہ سالاری سے معزول کر دینے کی وجہ سے لوگ دل شکستہ
[illegible] تھے[2]۔ لیکن یہ ایک بے اصل خیال معلوم ہوتا ہے کیون کہ جب بعد مین

[illegible] ۸۰ [2] طبری صفحہ ۴۶۹ -

Marfat.com

لوگ تیار بھی ہوے تو شام کی فوج مین بھیجے جانے [illegible]
جانا قبول نہین کرتے تھے اِس سے ظاہر ہے کہ خالد کے ساتھ شام مین کام کرنے [illegible]
اُس کے بغیر عراق کو مثنیٰ کے ماتحت کام کرنے کے واسطے جو اگرچہ دلیری اور بہادری مین [illegible]
اور بقول سر ولیم میور کے دنیا کے سب سے بڑے جنگ آور اور نامور سپہ سالارون مین [illegible]
پانے کا مستحق ہے[1] مگر ایک قبیلہ اعراب مین سے تھا اور قریش کی شرافت اُس کے جوہر ذاتی کے
ساتھ شریک نہ تھی نہین جانا چاہتے تھے۔ بہرحال خود مثنیٰ نے بھی لوگون کو تحریک کی اور آخر کار
ابو عبید بن مسعود طائف کا ایک دلیر شخص آٹھ کھڑا ہوا اور لوگ بھی جوق جوق آنے لگے جب ہزار
آدمی کا ایک دستہ تیار ہو گیا تو ابو عبید کو اس سبب سے کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے آمادگی ظاہر
کی تھی قریش اور انصار پر ترجیح دی اور اُسی کو افسر مقرر کر کے مثنیٰ کے پیچھے جو جلدی پہونچنے کے
واسطے واپس چلا گیا تھا روانہ کیا۔ ابو عبید کو اجازت دی گئی کہ اقوام اعراب مین سے جو لوگ بوجہ
برگشتگی اور نفاق اختیار کر لینے کے گو وہ بعد مین تائب ہو چکے تھے اب تک فوج مین نہین بھرتی کیے
جاتے تھے اب لشکر مین شریک کر لیے۔

اسی اثنا مین ایران مین کئی انقلاب ہو چکے تھے۔ شہریار کے مرنے پر کشت خون کے بعد
بوران یا توران دخت بنت کسریٰ (پرویز) رستم بن فرخ زاد ایک نامی بہادر شخص کی حمایت سے
جس کو اُسنے خراسان سے طلب کیا تھا تخت حاصل کرنے مین کامیاب ہوئی اور رستم کو سپہ سالار
اور مختار مقرر کیا جس کا سب سے پہلا کام مسلمانون کو حدود ایران سے باہر کرنے کی کوشش کرنا
تھا۔ اُس کی دلیری اور سرگرمی اور حوصلہ افزائی فی الواقع بہت کام کر گئی۔ لڑائی کے لیے
بڑے دہقان اُٹھ کھڑے ہوے اور عرب کی حکومت کو تمام ملک نے اپنے کندھے سے
اُتار دیا اور مثنیٰ کو حیرہ چھوڑ کر مدینہ کے راستہ پر خفان مین ابو عبید کے [illegible]
رستم نے جابان اور نرسی نامی دو شخصون کو فوجی لشکرون کے سلار [illegible]

[1] دی خلافت الخ۔ صفحہ ۹۶۔

Marfat.com

[illegible] ابوعبیدہ کے ساتھ [illegible] عرب میں سے بہت سے
[illegible] کے [illegible] بار کو ساتھ لانے میں دیر ہو گئی جب خفان میں پہونچا تو دوا-
[illegible] کر ایرانی فوج کو جالینوس کے مقابلہ کے واسطے میدان میں لایا اور اُس کو شکست دے کر
[illegible] اور پھر کسکر کی طرف بڑھ کر نرسی کو جس کے ساتھ جالینوس ایک دوسرا افسر آٹھ ہزار فوج سے شریک
[illegible] شکست دی اور ایک عارضی اطمینان کا موقعہ دیکھا۔

ان شکستوں سے بھڑک کر رستم نے ایک مشہور اور جنگ جو افسر بہمن کے ماتحت ایک کثیر
لشکر جو تیس ہزار سے کم نہ تھا مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا۔ اور درفش کاویانی کو کھول کر
اُس کے سپرد کیا۔ دریائے فرات کے کنارے پر لشکر آن پڑا اور مسلمانوں کی فوج دریا سے عبور کر کے
دوسری جانب پڑی ہوئی تھی۔ ابوعبیدہ نے ایک پرخطا دلیری کی کہ باوجود لشکر کی مخالفت اور ممانعت
کے دریا کے اُس پار جا کر لڑنا قبول کیا جہاں زور آزمائی اور پیچھے ہٹنے کے لیے کافی جگہ ہی نہ تھی
مسلمانوں کی فوج دس ہزار سے کم تھی۔ اور ایرانی فوج کو ہاتھیوں سے بہت تقویت تھی جن میں
ایک بہت بڑا سفید ہاتھی بھی تھا۔ مسلمانوں نے ہاتھیوں کی صف کا مقابلہ کر کے قریباً بھگا دیا تھا کہ
ابوعبیدہ نے اکیلے تلوار لیے ہوئے سفید ہاتھی پر حملہ کیا۔ کوئی ضرب کاری نہ لگی اور ہاتھی نے
سونڈ سے پکڑ کر پاؤں تلے کچل ڈالا۔ پے در پے افسر مارے گئے اور مسلمانوں کو بھاگنے سے روکنے
کے واسطے دریا کا پل کاٹ دینے سے مسلمانوں کو بھاگنے کا راستہ نہ رہا اور دریا میں کود کود کر بہ گئے
[illegible] جو اس وقت بطور ایک ماتحت افسر کے کام کر رہا تھا اس حال کو معلوم کر کے برآشفتہ ہوا مگر غلطی
[illegible] شیر دل مثنیٰ نے اس وقت بڑی جان بازی کا کام کیا۔ جھنڈا پکڑ کر ایرانیوں اور مسلمانوں
[illegible] کے درمیان چند لمحوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ جب تک مسلمانوں کی فوج سلامت
[illegible] پل کی حفاظت کروں گا۔" پل کی مرمت کا حکم دیا اور سپاہ کو کہا کہ "اطمینان سے
[illegible] میں تمہاری حفاظت کروں گا۔" اسی حال میں مثنیٰ کو ایک ایرانی

[illegible] ۱۲ ہجری۔ [illegible] صفحہ ۹۰۔

Marfat.com

سپاہی کے نیزے نے بے طرح زخمی کر دیا۔ مگر وہ [illegible]
پار اُتار دینے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر پل کے درست ہونے سے پہلے بہت سے [illegible]
جانین کھو چکے تھے۔ آخر جب بقیہ فوج گذر گئی تو مثنیٰ خود اس پار آیا اور پل کو کاٹ کر بہمن کا راستہ
بند کر دیا دریا مین کود کر چار ہزار سے کم جانین ضایع نہ ہوئی تھین۔ نئی فوج مین سے دو ہزار آدمی
بھاگ گئے اور مثنیٰ صرف تین ہزار فوج کے ساتھ رہ گیا۔ بہمن کو دربار ایران کے نئے فساد کے سبب سے
لوٹ جانا پڑا اور مسلمانون کو اپنی جمعیت فراہم کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اِس شکست کا نام واقعہ جبرئیل
ہے جو ماہ شعبان ۱۳ھ مین واقع ہوا۔

حضرت عمرؓ نے اِن ناشاد خبرون کو بڑے تحمل اور سنجیدگی کے ساتھ سنا[1] بھاگی ہوئی فوج کو جو
مدینہ پہونچی بہت تسلی دی۔ اس شکست نے سوائے اِس کے کہ اُن کو اپنی مساعی کے دوچند کرنے کے
واسطے برانگیختہ کرے اور کچھ نہ کیا[2]۔ بڑی سرگرمی سے نئی فوج تیار کرنے مین مصروف ہوئے
جوق جوق فوج اکٹھی ہونے لگی بھاگے ہوئے سپاہی بھی واپس جانے کو تیار ہو گئے تھوڑے ہی
عرصے مین ایک بڑی فوج جریر بن عبداللہ کے ماتحت روانہ کر کے مثنیٰ کو اطلاع دی گئی مثنیٰ ایک آدھ
لڑائی لڑ چکا تھا اور کامیابی اُس کی طرف مائل معلوم ہوتی تھی۔ جریر کے نزدیک پہونچنے کی خبر سن کر
مثنیٰ ایرانیون کی ایک بہت بڑی فوج سے مقابلہ کرنے کے واسطے جو ایک لاکھ تعداد مین زیر حکم
مہران بن بازان[3] بڑھی آ رہی تھی ایک منزل آگے بڑھا حضرت عمرؓ نے بہت کچھ احتیاط سے لڑنے
کی تاکید کی تھی۔ بویب پر عجم کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ مثنیٰ نے اپنے سپاہیون کے خوب خوب دل
بڑھائے اور فوج کو بڑی لیاقت سے آراستہ کیا۔ شروع لڑائی مین تو مسلمانون کی فوج کے ایک
بازو کے پاؤن اوکھڑتے معلوم ہوتے تھے مگر مثنیٰ کی متحملانہ دانشمندی نے اُن کے دل بڑھا کر
پھر جما دیا۔ سخت حملہ سے آخر ایرانیون کے منھ پھر گئے اور بھاگنے لگے۔ مہران مارا گیا مسلمانون نے
پل کاٹ دی تھی اور ایرانی بھاگنے کی راہ نہ دیکھ کر پھر مسلمانون سے دوچار ہو گئے۔ مثنیٰ کو

---

[1] دی خلافت صفحہ ۹۱ [2] دی خلافت صفحہ ۹۱ [3] طبری [illegible]

Marfat.com

افسوس بھی ہوا کہ اپنے ہاتھون پھر لڑائی مول لی جس مین ایرانی زندگی سے مایوس ہو کر
جان سے ہاتھ دھو کر ٹوٹ پڑے کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ ایرانیون کے کشتون کے
پشتے لگ گئے بقول سر ولیم میور کے "مسلمانون کی ایک مٹھی بھر فوج نے اُس عظیم لشکر کو تباہ کر دیا
شاید اس قدر خون ریزی اسلامی تاریخ مین کسی اور جنگ مین نہین ہوئی۔ زمانۂ دراز تک مقتولون
کی ہڈیان اُس میدان کی مٹی مین ملا کین" مسلمانون کا بھی کچھ کم نقصان نہین ہوا دو ہزار آدمی
مارے گئے مثنیٰ کو اپنے دلیر اور بہادر بھائی مسعود کا ماتم کرنا پڑا۔ ایک بڑی غنیمت مسلمانون کے
ہاتھ آئی جسمین غلہ کے انبار اور مویشی تھے۔ اِس جنگ مین ایک خصوصیت یہ ہے کہ مسلمانون کی
طرفداری مین عیسائی قبائل بھی ایرانیون کے ساتھ لڑ رہے تھے اور اُن کی بہادری نے بھی
بہت کام کیا تھا۔ یہ سب سے آخری بڑی فتح تھی جو مثنیٰ کو حاصل ہوئی کیون کہ اس لڑائی کے بعد
وہ صرف چند ماہ تک زندہ رہا۔ جنگ جبیر مین جو کاری زخم اُس کو لگا تھا اُس نے بہت دنون تک
جینے نہ دیا۔ اور چون کہ قریش اُس کے ماتحت کام کرنا اپنی شرافت کے فخر سے منظور نہین کرتے
تھے جریر کی شکایت پر عراق مین ایک نیا سپہ لار مقرر ہوا۔

سر ولیم میور اس امر کا افسوس کرتا ہے کہ مسلمان مورخون نے مثنیٰ کی بہادری اور سپاہ گری
کی بہت کم قدر کی ہے۔ حالان کہ "اُس زمانہ کے اسلامی سپہ سالارون مین سے صرف ایک سپہ
سالار سے وہ دوسرے درجہ پر ہے۔ خالد کی حیرت افزا چستی اور تیزی اور تعجب انگیز عزم بالجزم
اُس مین نہ تھا مگر زور اور سرگرمی اور فنون جنگ مین اُس سے کم نہ تھا بلا امتیاز اور غیر ضروری سختی
جبر اُس سپہ سالار اعظم کے مانند وہ نہین کرتا تھا۔ اور کسی فتح کو اپنی کسی ذاتی خواہش کے پورا
کرنے مین استعمال نہین کرتا تھا اُسی کے تہور اور متحملانہ شجاعت سے جنگ جبیر سے مسلمانون کا
حصہ بچ کر نکل آیا۔ عیسائی قبائل سے امداد لینا اور اپنے معاملہ مین شریک کرنا اُسی کا
اُس کے کئی دفعہ کے تنزل کو خلافت نے مہنگا خریدا کیون کہ ایک دفعہ اسی سے
اسلام کے پاؤن اُکھڑ گئے تھے لیکن حضرت عمرؓ کی نسبت اُس کی وفاداری اور

Marfat.com

جان نثاری مین کچھ فرق نہین آیا۔ اُس زمانہ کے اس خیال نے کہ ایک کم نام قوم کا اعرابی اور اصحاب رسول اللہ پر حکومت کرے حضرت عمرؓ کے واسطے مشکل کر دیا کہ اُس عہدے پر اُس کو برقرار رکھین۔ لیکن تعجب ہے کہ اسلامی مورخون مین سے جو نامور بہادران اسلام کی عزت کے خواہان ہین کسی نے اُس اپنے زمانہ کے ممتاز اور نامور شخص کے تنزل پر افسوس نہین کیا اور نہ اوس کو وہ رتبہ دیا ہے جس کا وہ مستحق تھا حالان کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے سپہ سالارون مین جگہ پانے کا مستحق ہے[1]"۔

شام

شام مین ہم مسلمانون کے فتح مند لشکر کو یرموک کے کنارون پر اُس خون خوار جنگ کے بعد اپنے مقتولون کو دفن کرنے اور مجروحون کا علاج کرنے اور بے شمار غنیمت کے تقسیم کرنے مین مصروف چھوڑ آئے ہین۔

حضرت عمرؓ کا پہلا کام افواج شام کی نسبت اُن کا ایک مستقل سپہ سالار مقرر کرنا تھا چنانچہ اُنھون نے ابو عبیدہ بن جراح "امین الامت" کو سپہ سالار اعظم مقرر کیا اور خالد اور دوسرے عہدہ دارون کو اون کے ماتحت کام کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم اُس پہلے نامہ کا مضمون ہو جو خالد کو میدان جنگ مین ملا تھا یا دوسرے کا۔ اور نامہ ابو عبیدہ کے نام ہو یا خالد کے مگر مورخین نے اس واقعہ کو ایک قابل بحث امر بنا دیا ہے۔ عام مقولہ یہ ہے کہ خالد کو شام کی سپہ سالاری اور امارت سے معزول کر کے ابو عبیدہ کو اُس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ مگر اس کو کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ خالد اس سے پہلے سپہ سالار اعظم یا امیر شام مقرر ہو چکا تھا۔ حضرت ابو بکر کے حکم کا مضمون شام مین مسلمانون کی فوج کی مدد کرنا اور فارغ ہو جانے پر عراق کو واپس بھیج دینے کا وعدہ تھا۔ ابن خلدون کی راے مین خالد سپہ سالار اعظم مقرر ہو چکا تھا۔ مگر یہ راے خلاف واقعہ ہے کیونکہ تمام مورخ اس امر پر متفق ہین کہ یرموک کی لڑائی مین خالد کی موجودگی کے زمانہ مین بھی ایک ماہ تک

[1] انلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۱۴۰ و دی خلافت الخ صفحہ ۹۵ و ۹۶۔

Marfat.com

سپہ سالاران فوج اپنے اپنے لشکر کے ساتھ جدا جدا کام کر رہے تھے اور آخر یہی ایک سبب
عزل و ناکامی کا خیال کیا گیا تھا اور باری باری سے اعلیٰ حاکم اختیار کرنے کے انتظام پر حالد پہلے
ان سپہ سالار ہوا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کو حکم کے لکھنے کے وقت یہ امر بھی معلوم نہین تھا۔ کیون کہ
اس انتظام سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کا انتقال اور قاصد مدینہ سے نامہ لے کر روانہ ہو چکا تھا۔
حضرت عمرؓ کے نامہ کے الفاظ سے جو معزولی کا مضمون پیدا ہوتا ہے وہ غالبًا عراق کی سپہ سالاری
سے معزولی تھی۔ کیون کہ خالد عراق مین سپہ سالار اعظم تھا اور اب اس کی نسبت شام مین ابوعبیدہ
کے ماتحت کام کرنے اور شام ہی مین رہنے کا فیصلہ کر دیا گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر جو اختلاف
روایات اور تاریخون مین ہے مثلاً یہ کہ تغیر اور انتظام فتح دمشق کے بعد ہوا یا یہ کہ ابوعبیدہ کو اس
مضمون کا نامہ یرموک ہی مین مل گیا تھا لیکن خالد کی دل شکنی کے خیال سے اس نے فتح دمشق تک
اس کو ظاہر نہین کیا کسی طرح صحیح نہین معلوم ہوتا۔ اب یہ بات کہ حضرت عمرؓ کے اس حکم سے خالد کی
حق تلفی ہوئی ہو اس سے بڑھ کر غلط رائے کوئی نہین ہو سکتی حضرت عمرؓ کے اس انتظام سے ان
کی انتہا درجہ کی دور اندیشی حسن تدبیر۔ ملک داری کی قابلیت۔ انصاف پسندی اور مصلحت بینی
خدا ترسی اور خلق اللہ کی ہمدردی کا مادہ جو خدا نے ان کو عطا کیا تھا ظاہر ہوتا ہے۔ خالد
دلیر اور بہادر اور جنگ جو تھا ایسا کہ اپنا نظیر نہین رکھتا تھا۔ مگر بے احتیاط اور بے خوف بھی
نہایت درجہ کا تھا اس کے ہاتھ جبر اور انصاف مین کوئی تمیز نہین کرتے تھے اس کی
زود دنیان اور بے اعتدالیان بارہا ثابت ہو چکی تھین۔ حضرت عمرؓ کی عدل اور انصاف سے
بھری ہوئی تیز نگاہون نے اس کی حرکات اور برتاؤ کو بہت غور سے دیکھا تھا اس کو
مطلق العنان اور آزاد چھوڑ دینا دانستہ انصاف سے چشم پوشی کرنا تھا پس نہایت تدبیر سے
کیا گیا کہ اس کو ابوعبیدہ کے ماتحت مقرر کیا گیا۔ خالد کی بہادری اور قوت بازو اور شجاعت بھی
اس بے اعتدالی کا اس کی طرف سے اندیشہ تھا وہ بھی رفع ہو گیا۔ ابوعبیدہ گو
اچھے دلیر اور معرکہ میدان تھے مگر سن اور نہایت تجربہ کار اور حلیم انصاف پسند

Marfat.com

اور بامروت طبیعت کے بزرگ تھے اور اُن کے با اعتدال برتاؤ کی [illegible]
تھا۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ ابوعبیدہ کے ماتحت کام کرنا خالد کے واسطے کسی دل شکنی یا ننگ
باعث ہوسکتا تھا۔ ابوعبیدہ شرفاء قریش اور اصحاب کبار رسول اللہ صلعم مین سے آنحضرت صلعم
کے وقت مین بہت سے خاص فضائل سے ممتاز ہوچکے تھے اور "امین الامت" کے معزز لقب
سے ملقب ہوچکے تھے۔ اور اُن کا رتبہ اصحاب خاص کی نگاہون مین اس درجہ کا تھا کہ حضرت ابوبکر
نے سقیفہ بنی ساعدہ مین حضرت عمرؓ اور ابوعبیدہ کی نسبت کہا تھا کہ اِن دونون مین سے ایک کو
خلیفہ منتخب کرلو۔ اور حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے جب اپنا جانشین مقرر کرنے کا مشورہ
کیا تو فرمایا تھا کہ اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو اُن کے سوا کسی کو مقرر نہ کرتا[1]۔ پس ایسے بزرگ رتبہ کے
اُن کے ماتحت کام کرنا خالد کو کسی طرح ناگوار نہین ہوسکتا تھا اور نہ ہوا اور درحقیقت یہی وجہ
خالد کو عراق مین واپس نہ بھیجنے کی تھی کیون کہ جس حال مین اُوس کو خود مختار اور مطلق العنان سپہ سالار
اور امیر مقرر کرنا منظور نہ تھا تو سرداران فوج مین سے عراق اور شام مین صرف ابوعبیدہ ہی اس رتبہ
اور پایہ کے شخص تھے کہ خالد اُن کے ماتحت خوشی سے کام کرتا۔ خالد کی اِس اطاعت اور تابعداری
اور اِس تنزل سے کسی قسم کا دل پر ملال نہ لانے اور اُسی جوش اور سرگرمی سے کام کرنے کی
تعریف کیجاتی ہے۔ ہم بھی اِس کو تسلیم کرتے ہین مگر کہتے ہین کہ یہ اسلام کا ایک کرشمہ ربانی تھا۔ اگر سچ
پوچھو تو خالد کے اس تنزل سے اُس کے سپہ سالاری کے عہدے مین ابوعبیدہ کے ماتحت
ہونے سے کوئی فرق سوائے اس کے نہین آیا کہ اُس کی بداحتیاطی کے راستہ مین ایک روک
کھڑی کردی گئی ورنہ فوجی اختیارات مین تو گویا وہی سپہ سالار رہا۔ سر ولیم میور کا قول ہے کہ ابوبکر
نے جو خالد کی بے نظیر اور عدیم المثال جنگی قابلیت اور ہنرمندی کو جانتا تھا اور خود ایک حلیم اور
نرم طبیعت رکھتا تھا اور جنگ جو نہ تھا بڑی دانائی اور فیاضی سے خالد سے کہا کہ اُس کی ہدایات
کے مطابق عمل کرے گا اور پوری فرمان برداری کرے گا۔ خالد نے اپنی شکایات سے قطع

---

[1] طبری صفحہ ۵۱۵۔

Marfat.com

[illegible] کی خدمت مین صرف کیا اور باوجودیکہ اُس کا تنزل عمل مین آیا مگر درحقیقت
[illegible] کا بڑا سپہ سالار شام مین وہی تھا"۔

مسلمانون نے یرموک کے میدان سے فارغ ہوکر اور ایک دستہ فوج یرموک مین عرب کے ساتھ
خط و کتابت کے سلسلہ کو محفوظ اور جاری رکھنے کی غرض سے چھوڑ کر شمالی ممالک کی جانب رخ کیا
راستہ مین معلوم ہوا کہ یونانیون کی شکستہ اور پراگندہ فوج کے سپاہی فلسطین مین جمع ہوکر ایک
مضبوط لشکر بن گیا ہے۔ حضرت عمرؓ سے اِس کی کیفیت عرض کرکے اُن کے حکم کے مطابق لشکر
دمشق کو بڑھا اور اِس جمع شدہ فوج کے روکے رکھنے کے واسطے ایک مضبوط دستہ فوج
روانہ کردیا گیا۔ دمشق شام مین ایک نہایت مضبوط اور عالیشان شہر ہی نہین تھا بلکہ اُس کو دنیا
مین سب سے پرانا شہر ہونے پر جو زمانے کے انقلابون سے بچ رہا تھا فخر تھا۔ قیصر نے مسلمانون کے
پہونچنے سے پہلے ایک بڑی فوج سے شہر کو اور مضبوط کردیا اور خود حمص مین اور فوجین تیار کرنے
اور جابجا بھیج کر مسلمانون کی قوت کو اُن سے لڑنے مین مصروف اور منقسم کردینے کی غرض سے
بیٹھ رہا مگر مسلمانون نے اِن تمام فوجون کی نسبت سوائے اس کے کہ جہان کہین وہ تھین اُن کو
وہین روک دینے کی کوشش کی اور کچھ نہین کیا اور اپنی اصلی قوت محاصرۂ دمشق مین مصروف
کردی۔ دمشق پہونچ کر یونانیون کی کثیر فوج کو شکست دی جو مجبور ہوکر قلعہ بند ہوگئی۔ اور
مسلمان محاصرہ کرکے پڑ رہے۔ شہر ایسا مضبوط تھا کہ مسلمانون کی کوئی کوشش شہر پناہ
کے توڑنے مین کامیاب نہ ہوئی۔ مگر مسلمانون کا لشکر بڑی ثابت قدمی سے شہر کو گھیرے ہوئے
مغربی جانب ابوعبیدہ تھے اور مشرقی طرف خالد۔ گاہ بہ گاہ صبح شام لڑائیان اور معرکہ
[illegible] ہوتی تھین جن کی کیفیتین ہومر کے رزمیہ افسانون سے کچھ کم نہین ہین۔ مگر ہم اُن کے بیان
کے واسطے نہین ٹھہر سکتے۔

دمشق قلعہ شہر مین اِس خیال سے بڑے اطمینان کے ساتھ محصور تھے کہ موسم سرما کی
[illegible] اِس آوارہ لشکر کو شہر کے دروازون سے بھگا دے گی مگر مسلمانون نے اِس

Marfat.com

قدرتی دشمن کا بھی بڑے استقلال سے مقابلہ کیا اور ایک قدم پیچھے نہ ہٹے نئے موسم نے اُن کی رگون مین تازہ جوش خون پیدا کیا اور بڑی سرگرمی اور شدت سے محاصرے کام مین مشغول ہوے۔ اَب دمشق کی امیدین مایوسی کی ہوا مین اُڑنے لگین۔ خالد بڑی تیزا بے صبر نگاہون سے موقعہ کو تاک رہا تھا۔ ایک رات لشکر شہر کو کسی تقریب کی خوشی مین مصرو اور غافل دیکھ کر ابو عبیدہ کو اطلاع کر کے اور یکبارگی ہلہ کی تجویز کر کے خندق کو تیر کر اور کمندین ڈال کر مسلمانون کو شہر مین پہونچا دیا دروازون کے کھلنے اور اللہ اکبر کے نعرہ بلند ہونے کی دیر تھی تمام لشکر مسلمانون کا جا پڑا۔ خالد کی خون خوار تلوار نہ رکتی اگر یونانی اِس اثنا مین ابو عبیدہ سے صلح اور معاہدہ کر کے امان نہ پا چکے ہوتے۔ شہر موسم گرما ۱۳ھ مین فتح ہو گیا اور معاہدہ مین نصف مال و اسباب مسلمانون کو دینا ٹھہرایا اور ہر ایک گھر سے ایک دینار اور زراعتی زمین سے ایک مقدار غلہ کی مقرر ہوئی[1]

اِس عرصہ مین شرجیل بن حسنہ اور ابو الاعور نے بڑی بہادری سے اپنی دس ہزار فوج کے ساتھ یونانیون کی کثیر فوج کو روکے رکھا۔ ابو عبیدہ کا اَب ارادہ تھا کہ دمشق سے سیدھا حمص کو بڑھ کر خود ہرقل پر حملہ کرے مگر حضرت عمر نے منع کیا کہ جب تک یونانیون کی فوج عقب مین ہے آگے نہین بڑھنا چاہیے۔ پس یزید بن ابی سفیان کو دمشق کی حکومت پر چھوڑ کر مسلمانون کا لشکر فلسطین کی طرف ہٹا اور یرموک کو دوبارہ عبور کر کے فحل مین جا ٹھہرا۔ جہان یونانیون کی اسّی ہزار فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ یونانیون نے کھلے مقابلے سے ہراسان ہو کر چاہا کہ دھوکا دے کر غفلت مین مسلمانون کو دبا لین مگر شرجیل کو اُنھون نے اپنے سے زیادہ ہوشیار پایا۔ جو رات کو بھی آمادہ پیکار اور فوج کے ساتھ تیار رہتا تھا۔ آخر یونانیون کو شکست ہوئی اور ستر ہزار فوج مارا گیا۔ خالد اور آتش مزاج ضرار کی بہادریون اور جان بازیون نے کچھ کم کام نہ کیا ہو گا۔ مسلمانون کا لشکر اِس فتح اور غنیمت کے حاصل کرنے کے بعد حمص کی طرف بڑھنے کے ارادہ سے

---

[1] طبری صفحہ ۲۶۰۔

Marfat.com

[illegible] اور [illegible] کی بڑا خطرہ سامنے نہ تھا خالد کے دستہ فوج کو جو عراق سے ساتھ لایا تھا
[illegible] ابوبکرؓ کی خواہش کے مطابق عراق کو واپس کر دیا گیا۔ اور یزید اور معاویہ اور شرجیل اور عمرو
[illegible] العاص اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ بڑی کامیابی سے مسلمانوں کے فتوحات کو وسیع کر رہے تھے۔
[illegible] والکلاع حمیری اپنے حمیر کے مظبوط دستہ فوج کے ساتھ دمشق کو شمال کی طرف سے کسی حملہ سے
[illegible] بچانے کے واسطے پڑا ہوا تھا۔ اب چون کہ کسی حملہ کا اندیشہ نہ رہا تھا حمص کو جاتے ہوئے لشکر کے ساتھ
شریک ہو گیا یونانیوں کے لشکر نے دمشق پر ایک آخری حملہ کرنے کا موقع پا کر دو فوجیں جن میں سے
ایک کا سردار تھیوڈور ہرقل کا بھائی تھا بڑھیں۔ مگر یزید اور خالد کے تیز طوفان کی طرح پہونچنے والے
لشکر نے گھیر کر یونانیوں کی فوج کو پاش پاش کر دیا اور دوسری فوج کو ابوعبیدہ نے بھگا دیا اور اس
حصہ میں پھر جمع ہونے کے لائق نہ چھوڑا۔ حمص کے راستہ میں بعلبک کو فتح کرتا ہوا مسلمانوں کا لشکر
بغیر کسی اور مزاحمت کے حمص میں پہونچ گیا جہاں سے ہرقل انطاکیہ کو چلا گیا تھا۔ حمص کے محاصرہ
میں بھی مسلمانوں کو ایک عرصہ دراز تک مصروف رہنا پڑا۔ حمص نے بھی دمشق کی طرح بڑی مظبوطی سے
مقابلہ کیا اور عرصہ تک مسلمانوں کو محاصرہ میں تھکایا۔ مسلمانوں سے لڑنے میں وہ بھی سردی کے
موسم سے مدد لیتے تھے۔ تمام موسم مسلمان محاصرہ کیے رہے اور لڑتے رہے مگر رومیوں کے
افسردہ دل موسم گرما آنے پر بھی ٹھنڈے ہی رہے اور آخر ہار کر صلح کی درخواست کی۔ خالد اگرچہ صلح
کے پرراضی نہ تھا مگر ابوعبیدہ نے معمولی شرائط پر صلح کر لی۔

عبادہ کو حمص میں متعین کر کے مسلمانوں کا لشکر شمال کو بڑھا اور متعدد چھوٹے بڑے شہر فتح کرتا گیا
فحل پر بڑھ کر قنسرین پر یونانیوں کی فوج کو ایک شکست فاش دی حلب اور قیساریہ بھی فتح ہو گئے
ابوعبیدہ نے انطاکیہ کی طرف رخ کیا جو شمالی شام میں ایک عالیشان شہر اور دنیا کے بڑی
[illegible] میں کچھ کم مشہور نہ تھا۔ یونان کی شکستہ فوجیں وہاں جمع ہو گئی تھیں اور جیسا کہ ضروری
[illegible] سخت لڑائی ہوئی یونانیوں کا آخری چارہ صلح کر لینے اور مسلمانوں کی قوت کے سایہ میں
[illegible] ہرقل انطاکیہ چھوڑ کر یکے بعد دیگرے وہ جس شہر میں گیا آخر اس کو وہ بھی چھوڑ دینا پڑا

Marfat.com

کیون کہ خالد اٹل قضا کی طرح اُس کے پیچھے تھا [illegible]
مایوس ہوگیا اور حسرت کی نگاہون سے دیکھتا ہوا [illegible]
قسطنطنیہ مین جا مقیم ہوا۔ شام کا ملک دریائے فرات سے ساحل مدیترانہ تک فتح ہوگیا اور
تمام رعایا مسلمانون کی باج گذار اور پناہ خواہ ہوگئی تھی۔

اسی اثنا مین عمرو بن العاص اور شرجیل نے فلسطین کے بہت سے شہر فتح کر لیے تھے اور
ویسی ہی کامیابی سے اس مغربی صوبہ کو زیر کرتے جا رہے تھے۔ بطریق ارطفون نے جو فلسطین کا حاکم
تھا اپنی مضبوط فوج کے دو حصہ کیے ایک یوروشلیم کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور دوسرا حصہ جو
پچاس ہزار سے کم نہ تھا ساتھ لے کر مسلمانون سے زور آزمائی کرنے کے واسطے اجنادین پر آپڑا۔
اجنادین کی لڑائی جو جنگ یرموک کی طرح نہایت سخت لڑائی تھی ویسے ہی فلسطین کی قسمت کا فیصلہ
کرنے والی تھی۔ ارطفون شکست کھا کر اور اپنی قسمت کا فیصلہ کر کے یوروشلیم کو بھاگ گیا اور عمرو بن العاص
ایلیا کے تمام شہر فتح کرتا ہوا یوروشلیم تک پہونچ گیا۔ ارطفون اجنادین پر شکست کھا کر ہمت ہار چکا تھا
اور خوف زدہ ہو کر مصر کو بھاگ گیا۔ یوروشلیم کے مقدس بطریق نے لڑائی کی تاب نہ لا کر صلح کر لینے اور
شہر کو مسلمانون کو حوالہ کر دینے کی خواہش کی۔ مگر اس شرط پر کہ خود حضرت عمرؓ شرائط صلح مقرر کرنے کے
واسطے وہان آوین[1] حضرت عمرؓ اس کی اطلاع پاکر تیار ہو گئے۔ اگرچہ اصحاب نے اس ارادے کی
مخالفت کی مگر انھون نے نہ مانا اور یوروشلیم کو روانہ ہوئے اور سیدھے جابیا مین پہونچے۔ یہ سب سے
پہلا موقع تھا کہ خلیفہ عرب نے حدود عرب سے باہر قدم رکھا ہو۔ ابوعبیدہ یزید اور خالد اون کو
ملنے کے واسطے آئے اور بعد ازان بطریق یوروشلیم کی طرف سے ایک سفارت شرائط صلح مقرر کرنے
کے واسطے آئی۔ صلحنامہ مرتب کر کے اور دست خط کرا کے بطریق کے پاس لے گئے۔ اس نے بھی

[1] ایک روایت اس قسم کی ہے کہ بطریق بیت المقدس نے کہا کہ یوروشلیم اُس شخص کے ہاتھون فتح ہوگا جس کے نام مین
تین حرف ہون گے۔ اُن کی کتب قدیم سے یہ امر معلوم ہوا تھا۔ سر ولیم میور کہتے ہین کہ گو یہ ایک عجیب روایت
مگر ممکن ہے کہ اسکی کچھ اصلیت ہو مگر ہماری راے مین اتنا بھی نہین ہے۔ کسی ضرورت سے یہ روایت وضع کی گئی
جس کی نسبت کئی قیاس کیے جا سکتے ہین۔ مؤلف۔

Marfat.com

[illegible] عمرو بن العاص اور شرحبیل بھی اب
[illegible] کے پاس آئے جن کو ساتھ لے کر حضرت عمرؓ یروشلیم
[illegible] مقام کو دیکھ کر ۱۵ سنہ ھ مین ہی مدینہ واپس آگئے اور اصحاب
[illegible] اس مشہور سفر کے اور واقعات اور جو پر مروت برتاؤ اور
[illegible] کے ساتھ کیا اور جس کے بیان کرنے مین عجیب و غریب
[illegible] اپنے موقع پر بیان ہون گے۔

عراق و عجم

ایشیائی روم کی فتح کو مکمل دیکھ کر اب ہم کو عراق و عجم کے سب سے بڑے جنگ و جدل
کے حالات مین سے گذرنے کے واسطے پیچھے جانا پڑتا ہے۔ ہم ماہ رمضان ۱۳ سنہ ہجری مین مثنیٰ کو
[illegible] کی فتح کے نتائج اکٹھا کرنے مین مصروف چھوڑ آئے ہین۔ مداین دارالخلافت ایران
مین انقلابات کا ابھی خاتمہ نہین ہوا تھا۔ ایرانیون نے اپنی نئی شکستون کو رستم اور اپنی نئی
[illegible] کی کمزوری سے منسوب کیا اور ورثاے ذکور مین سے کسی شاہزادے کو تخت ایران پر بٹھانے
کی فکر مین ہوئے اور آخر یزدجرد نامی ایک شاہزادہ مل گیا اور تخت نشین کیا گیا۔ اکیس برس
کے نوجوان شاہزادے کے گرد اوس کے امرا اور اعیان و اراکین سلطنت بڑی وفاداری اور سرگرمی
سے جمع ہوے اور بقول سر ولیم میور کے اُن کی پُرانی سلطنت کی آگ کسی قدر اُن مین مشتعل ہوگئی
[illegible] جمع کی گئین اور سواد کے شہرون پر پھر قبضہ کر کے شہرون کو مضبوط کر دیا گیا۔ رعایا بھی
[illegible] سلطنت کی طرف راغب ہوگئی اور جہان تہان مسلمان تھے اون کو قتل کرنا شروع
[illegible] سے مسلمان مار ڈالے۔ مثنیٰ کو ماہ ذی قعد ۱۳ سنہ ھ مین ایک دفعہ پھر حسب
[illegible] کے اُس پار جا ٹھہرنا پڑا حضرت عمرؓ کے پاس اُسنے امداد اور
[illegible] عرضی بھیجی اور اپنی پرخطر حالت بیان کی۔ حضرت عمرؓ نے نہایت
[illegible] کے فوج ایران کا سپہ سالار ہونے اور

Marfat.com

اور تمام جنگ آزما مشہور سرداروں کے ساتھ ایک عظیم لشکر کے ساتھ
بڑھنے کی خبرین پہونچ چکی تھین عراق مین مسلمانون کے پاؤن جمنے اس سبب سے مشکل
دار الخلافت مدائن جو تمام قوت کا مرکز تھا اس طرف بہت قریب تھا حضرت عمر چاہتے
ایک بڑے معرکہ مین اُن کی قوت شکستہ کردین اور جانتے تھے کہ مدائن کے فتح ہونے تک
کوششون اور فتحون کا نتیجہ نقصان دہ ہوگا پس اُنھون نے ارادہ کیا کہ بذات خود میدان جنگ
جائین اور لشکر کی سپہ سالاری کرین ۔ اپنے خاص اصحاب سے اپنے اس ارادے کا ذکر کیا اور
مشورہ لیا سب نے اس ارادے کی مخالفت کی اور نہایت اصرار سے منع کیا۔ آخر یہ قرار پایا کہ نئی
فوجین ایک نئے سپہ سالار کے ماتحت بھیجی جائین چنانچہ سپہ اکٹھا ہونے لگی اور پہلا دستہ چار ہزار
فوج کا سعد بن ابی وقاص کے ماتحت جو تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا گیا تھا بھیجا گیا
اور مثنیٰ اور جریر کو اُس کے ماتحت کام کرنے اور اوس کی اطاعت کرنے کی ہدایت کی گئی۔

سعد مکہ مین بچپن ہی مین مسلمان ہوا تھا اور اب اُس کی عمر چالیس برس کی تھی سیاہ فام
پست قد مگر دلیر اور بہادر آن حضرت صلعم کے وقت مین تمام عرب مین یگانہ تیر انداز تھا۔ حضرت عمر
نے اُس کو ضروری ہدایات اور رحم اور تلطف کرنے کی نصیحت کرکے روانہ کیا اور متعاقب بہ بزو جین
بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اور برابر فوجین بھیجتے رہے طلیحہ اور عمرو بن معدی کرب بنی اسد اور زبید کے
لشکرون کے سردار ہوگئے جن کی نسبت حضرت عمر نے لکھا تھا کہ "اُن مین سے ہر ایک ہزار آدمیون
کے برابر ہے۔ اشعث الکندی اپنے قبیلہ کی فوج کے ساتھ اسی طرح اور فوجین اور قبائل عرب بھیجے
گئے مشہور یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرب مین کوئی جنگ آور شاعر اور مقرر اور سردار نہ چھوڑا
اس فوج کی امداد کے واسطے نہ بھیج دیا ہو۔ اس طرح پر سعد کے پاس بیس ہزار فوج جمع ہوگئی
بعد مین جب شام کی فوج اُس سے آملی تھی تو کل تعداد تیس ہزار تھی۔ غرض اپنی فوج کو ساتھ
ہوئے حیرا سے پندرہ میل جنوب کی طرف مثنیٰ کی فوج سے جا ملا۔ مگر فیصلہ کن لڑائی
مین انتقال ہو چکا تھا اور اسلامی لشکر کے نئے سپہ سالار کے واسطے یہ قول دیا گیا

Marfat.com

[illegible] کی وفات کی خبر سن کر نہایت رنج اور افسوس ہوا اُس کے
[illegible] کی اور مثنیٰ کی وصیت کے موافق تھوڑا آگے بڑھ کر قادسیہ کے میدان مین خیمہ زن
[illegible] کہ دنیا کی تاریخ مین ایک سلطنت کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے جنگ کا مقام ہونے کے
[illegible] شہرت پانے والا تھا۔ سعد ایک عمدہ موقع پر لشکر کو ٹھہرا کر اور ایک نئی ترتیب سے آراستہ
[illegible] دشمن کے انتظار مین بیٹھ رہا۔ فوج ایران کا سپہ سالار رستم بھی یہی انتظار کی چال چلنا چاہتا تھا مگر
[illegible] جرد بے صبر ہو رہا تھا اور رستم کو آگے بڑھنے کے واسطے تاکیدی حکم دیا۔

سعد اور حضرت عمرؓ کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت عمرؓ نے سعد سے
[illegible] علاقہ اور مقام کی کیفیت دریافت کی۔ سعد نے اپنے لشکر اور قادسیہ کے محل کی تفصیلاً کیفیت
[illegible] کی حضرت عمرؓ کا اس کیفیت سے اطمینان ہو گیا اور اُس کو خبرداری اور اُسی جگہ انتظار
[illegible] کو لکھا اور لکھا کہ سب سے پہلے یزدجرد (یا یزدگرد) کو دعوت اسلام کرنی چاہیئے۔ درحقیقت
[illegible] کلیہ دستور اور قاعدہ تھا اور شام اور عراق وغیرہ مین مسلمان سردار اس کی برابر پابندی کرتے رہے
[illegible] کہ سب سے پہلے دعوت اسلام کرتے تھے اور دوسرا موقعہ جزیہ قبول کرنے کا دیتے تھے
[illegible] کے منظور نہ کرنے کی حالت مین ہتھیا اُٹھانے تک نوبت پہونچتی تھی۔ مگر یہ سلوک ہر ایک شہر سے
[illegible] جاتا تھا۔ یہ ایک نئی بات تھی کہ اس زمانہ مین ایک شاہنشاہ کو دعوت اسلام کی گئی مسلمانون کے
[illegible] سے چودہ مشہور آدمی جن مین نعمان بن مقرن المزنی۔ اور بشیر بن ابی حازم اور عدی بن سہل
[illegible] بن شعبہ اور اشعث الکندی وغیرہ تھے منتخب کر کے یزدجرد کے پاس بھیجے گئے۔ مداین
[illegible] پادشاہ کے سامنے پیش ہوئے اور قبول اسلام۔ جزیہ یا جنگ کا پیغام پہونچایا۔ یزدجرد
[illegible] حقارت سے عربون کو ایک ناچیز قوم اور موش و مار کھانے والی اور پشم شتر پہننے والی
[illegible] بیابان ملک کے بھوکے آوارہ لوٹیرے کہا اور کہا کہ مین تم کو ایک لقمہ دون گا اور
[illegible] مسلمان سفیرون نے بڑی متانت سے اس کا جواب دیا کہ "آپ سچ
[illegible] ہم کو دولت اور طمانیت بخشے گا۔ آپ نے اب تلوار کو

Marfat.com

پسند کیا ہے اور وہی ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ بادشاہ ان الفاظ [illegible]
کہ اگر تم قاصد نہ ہوتے تو مین سب کو قتل کروا دیتا۔ اور ایک مٹی کا ڈھیلا منگوا کر اُن کے [illegible]
رکھ دیا کہ اُس کو اُٹھائے ہوئے شہر کے دروازے سے نکل جاؤ۔ عاصم اُسے اُٹھا کر اُسی [illegible]
لیے ہوے قادسیہ پہونچا اور سعد کے سامنے رکھ کر کہا کہ لے خدا نے تجکو ایران کی زمین دی [illegible]
رستم اب زیادہ انتظار نہین کر سکتا تھا۔ ہاتھی اور سوار اور پیادہ فوج حشرات الارض سے
بھی زیادہ اُس کے پاس جمع ہو چکی تھی بعضے اُس کی تعداد دو لاکھ اندازاً بتاتے ہین اور بعض ایک لاکھ
بیس ہزار بیان کرتے ہین جس کے سردار رستم کے ماتحت جالینوس۔ ہرمز اور مہران۔ لور فیروزان
وغیرہ ایران کے منتخب سپہ سالار تھے۔ باوجود اِس قوت اور قوی فوج کے رستم کے دل پر
مسلمانون کا خوف اور ہیبت طاری تھی اور آہستہ آہستہ اِس خیال سے بڑھتا تھا کہ مسلمان سامان
رسد سے تنگ ہو کر منتشر ہو جاوین گے غرض اسی طرح تین چار مہینے گذار کر نجف سے گذر کر
مسلمانون کی فوج کے قریب پہونچا اور دریاے کے مقابل طرف مقیم ہوا۔ مسلمانون کی فوج
اس انتظار اور بے کاری سے تنگ آگئی تھی اور بڑی مشکل سے سعد اُن کو روکے ہوئے تھا۔
غنیم کی فوج کے قریب پہونچنے سے بقول سر ولیم میور کے اس طرح مضطرب ہوئے جس طرح کہ
"ایک شیر اپنی کمین مین خونخوار جست سے حملہ کرنے کے وقت ہوتا ہے رستم کی رضامندی سے
مسلمانون کے تین قاصد۔ ربیعہ۔ حذیفہ اور مغیرہ اُس کے پاس گئے اور قبول اسلام [illegible]
جزیہ۔ یا جنگ کا پیام اُس کو پہونچایا مگر تلوار ہی کو قبولیت کی عزت حاصل ہوئی۔ سعد تو اپنی [illegible]
سے جہان پہلے روز خیمہ زن ہوا تھا حرکت نہین کرتا تھا۔ رستم کو دریا عبور کرنا پڑا اور تیس ہاتھی
اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ گذر آیا۔ دریاے کے کنارے پر ایک سنہری تخت بچھا کر جہان
جنگ کے میدان کو دیکھ سکے اُس پر جلوہ افروز ہوا۔
مسلمانون کی فوج اپنے سپہ سالار کو نہ دیکھ کر حیران اور شاکی ہوئی [illegible]
گھوڑے پر نہین بیٹھ سکتا تھا۔ آخر فوج کے [illegible] اُس کو [illegible]

[illegible] لایا۔ دوپہر کے بعد لڑائی شروع ہوئی اور مبارزہ اور دست
[illegible] سے آغاز ہوا۔ ضرار اور ہاشم اور عمرو بن معدی کرب نے بڑی بہادری سے اپنے رقیبون کو
[illegible] اپنے اپنے رقیب ہرمز کو جو شاہزادون مین سے تھا زندہ پکڑ لایا اور معہ اس کے تاج کے
[illegible] کے پیش کر دیا۔ رستم نے اس پہلی بدشگونی سے بے لطف ہو کر ہاتھیون کے بڑھانے کا حکم دیا۔
[illegible] ہاتھیون کا بڑا بھروسہ انھین مہیب حیوانون پر تھا جن پر جھنڈون اور ہودون سے بلندی پر لمبدی
[illegible] ہوئی تھی۔ ان روان قلعون کو دیکھ کر عرب کے گھوڑے ڈرنے اور بدکنے اور بھاگنے لگے
[illegible] لشکر مین ہل چل اور پریشانی پیدا ہوئی۔ بنی اسد نے بڑھ کر حملہ کو اپنے پر لیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا
[illegible] سعد نے عاصم کو کہا کہ جس طرح بن پڑے اس خطرے سے نجات پانی چاہیئے۔ بہادر عاصم فوراً
[illegible] تیم کے ہوشیار تیر اندازون کی ایک جماعت کے ساتھ بڑھا۔ مہاوتون اور سوارون کو چن چن کر
[illegible] گرا دیا اور بڑی بہادری سے زیر بند کاٹ کر ہودون کو گرا دیا۔ ہاتھی بے مہاوتون کے بھاگے اور اس
[illegible] سے نجات ہوئی۔ رات کی تاریکی نے میدان کارزار پر پردہ ڈال دیا اور فوجین ہٹ کر اپنے اپنے
خیمون مین آن پڑین۔

دوسرے دن صبح مقتولون اور مجروحون کی تدفین اور خبر گیری مین گذری لڑائی شروع
[illegible] تک دن کے کئی گھنٹے گذر چکے تھے۔ پہلے دن کی لڑائی نے مسلمانون کے دلون کو کچھ تقویت
[illegible] مگر اس وقت ایک امداد غیبی نے ان کے دل بڑھا دیئے۔
[illegible] سے جنگ قادسیہ کے بعد جو خالد کی عراق کی فوج قعقاع کے ماتحت عراق کو واپس بھیجی گئی
[illegible] کے لشکر سے نظر آنے لگی۔ فوج کا بڑا حصہ تو قعقاع ہاشم کے ماتحت پیچھے چھوڑ آیا تھا
[illegible] سے بچ صرف ایک ہزار فوج اس کے ساتھ تھی جس کو اس نے سو سو کے دستون مین
[illegible] مین پہونچ کر کہا۔ ان دستون کے یکے بعد دیگرے اللہ اکبر کے نعرے بلند
[illegible] کیا۔ دس ہزار فوج کی آمد کی سکتی تھی مسلمانون کے دل جس قدر
[illegible] ڈوبے جاتے تھے۔ قعقاع نے سیدھا میدان جنگ کی طرف

Marfat.com

رخ کیا سعد اور اسپنے دوستون سے ملتا ہوا دونون لشکرون کے بیچ جا کر اہوا
جس نے واقعہ جسیر (پل) مین مسلمانون کو شکست دی تھی اور ابو عبید کو قتل کیا تھا قعقاع
مبارزہ کے واسطے نکلا قعقاع نے اپنے دشمن کو پہچان لیا اور کہا کہ آج ابو عبید اور اسپنے مقتولون
بدلہ لون گا۔ اور پہلے ہی وار مین اُس کا کام تمام کر دیا۔ ایرانی فوج کے دلیرے پر بڑے
اور قعقاع اور اُس کے ساتھیون کے ہاتھ سے مارے جانے لگے۔ ہاتھیون کے سازکی مرمت
نہین ہوئی تھی اور وہ اُس روز میدان مین نہین لائے گئے تھے۔ ایرانیون کے سوارون کی فوج
کے پاؤن اکھڑ گئے اور رستم بڑی مشکل سے بچا تاہم پیادہ فوج استوار رہی اور نہایت سخت لڑائی
ہوئی دس ہزار ایرانیون اور دو ہزار مسلمانون کی لاشین میدان مین تھین۔ رات نے اس خونریزی
کے کھیل کو بند کر دیا

تیسری دن کی صبح کا پہلا اندوہناک کام مجروحون کو عورتون کی خبرگیری مین سپرد کرنا
اور مقتولون کو میدان سے اُٹھانا تھا۔ ایرانیون کی فوج کے دل اپنے اُن مردون سے جو میدان
جنگ مین پڑے ہوے تھے اور اُن کے اُٹھانے اور دفن کرنے کی کسی کو فکر نہ تھی کچھ اچھے نہ تھے
لڑائی شروع ہونے کو تھی کہ شام کی بقیہ فوج ہاشم کے ماتحت آن پہونچی۔ اور میدان سے گذرتی ہوئی
سیدھی دشمن کی صفون کو چیر کر دریا کے کنارے تک پہونچ گئی اور مسلمانون کے خوشی کے نعرون
کے ساتھ واپس آئی۔ یزدجرد نے جس کے پاس ہر ساعت کی خبرین پہونچ رہی تھین اپنی محافظ
فوج بھی فوج ایران کی مدد کے واسطے بھیج دی۔ ہاشمی مسلمانون کو اپنی کوششون کی طرف سے
پھر مایوس کرنے لگے تھے۔ سعد نے قعقاع کی طرف اشارہ کیا جو اپنی شجاعت اور دلیری مین اپنا
نام پا چکا تھا کہ گویا فتح اُسی کے نام ہونے والی تھی۔ صرف مبارزے مین تیس ہاشمی ایرانیون کو قتل
کر چکا تھا پس قعقاع اور عاصم اور ایک جماعت دلیر مسلمانون کی اِن خطرناک
قعقاع نے بڑے سفید ہاتھی کو ایک آنکھ مین مجروح کر دیا اور بیتاب کر دیا قعقاع
سونڈ سے اُٹھا کر پرے پھینک دیا ایک دوسرا ہاتھی

Marfat.com

[illegible] مین مار کر دوڑنے لگے آخر ایرانیون کی فوج کی صفین چیرتے ہوے نکل گئے اور [illegible] تمام ہاتھی بھی اُن کے پیچھے بھاگ گئے۔ تھوڑی دیر تک تو فوجین اِس تماشہ کو دیکھتی رہین مگر پھر لڑائی شروع ہو گئی اور تاریکی ہو جانے تک رہی۔

اندھیرا ہو جانے پر لڑائی بند ہو گئی۔ سعد نے عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ کو اپنی فوج کی پشت کی حفاظت کرنے کے واسطے بھیج دیا۔ ایک ساعت کی ساعت لشکرون نے آرام لیا تھا کہ بعض عرب سردار اپنے قبائل کے نام و نسب کو ایرانیون کو ڈرانے کے واسطے پکارنے لگ گئے۔ اِس حرکت نے جس کی پہلے سعد کو خبر نہ تھی دونون فوجون مین لڑائی شروع کرا دی۔ سعد کو تمام رات سوا ے شور و غل کی آواز کے اور کچھ سنائی نہ دیا اور رات بھر دعا مانگنے مین مصروف رہا۔ صبح کے آفتاب نے بھی دونون فوجون کو برابر کی لڑائی مین مصروف دیکھا قعقاع پھر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ایک سخت حملہ دشمن کا کام تمام کر دے گا جیت اُن کی ہوتی ہے جو آخر تک ثابت قدم رہین۔ چوبیس گھنٹون مین سپاہیون نے آنکھ نہین جھپکی تھی اور اب مسلمان گویا تازہ دم حملہ کرنے کے واسطے اُٹھے۔ اِس حملہ نے ایرانیون مین مقابلہ کے تاب نہ چھوڑی فوج کے دونون بازوون کے پانؤن اُکھڑنے لگے۔ ایک سخت حملہ نے اُن کے مرکز کو بھی ہلا دیا اور سپاہی بھی بھاگے۔

رستم کے تخت کا سامنا کھل گیا اور بے پناہ ہو گیا۔ ایک تند گرم ہوا نے اُس کے چھتر کو اُڑا کر دریا مین پھینک دیا۔ رستم بھاگا اور ایک لدے ہوئے اونٹ یا خچر کے نیچے پناہ لی۔ ہلال بن علقمہ ایک مسلمان نے اُس کا تنگ کاٹ دیا اور اُس کا بوجھ اُس کی کمر پر گر گیا۔ نیچے سے کھسک کر [illegible] اور دریا مین غرق ہونے کے ارادے سے کود پڑا۔ مگر ہلال نے دیکھ لیا اور پیچھے کود کر اُس کو [illegible] نکال لایا اور اُس کا سر کاٹ کر اُس کے تخت پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔ فوج کی رہی سہی [illegible] بھی ٹوٹ گئی اور دیوانہ وار بھاگنے لگے ہرمزان اور فیروزان اپنی اپنی فوج کے دستون کو [illegible] کے پہونچنے سے پہلے دریا سے عبور کرا دیا۔ جالینوس کی فوج کا تھوڑا حصہ گذرنے [illegible] کی اُس پار کی فوج نے شاید تعاقب سے بچنے کے واسطے کاٹ دیا۔

جالینوس نے فوج کو اکٹھا کر کے مقابلہ کرنے کی بیفائدہ کوشش کی اور خود بھی مارا گیا۔ تمام
مقتولون کی لاشون سے بھر گیا لاکھ سے کم آدمی قتل نہین ہوے تھے پہلے دونون مین اڑھائی
مسلمان قتل ہوئے تھے اور تیسرے دن اور رات مین چھ ہزار مقتول شمار مین آئے ایرانیون کی
نقصان جان اور مال کا حساب کرنا بے فائدہ ہے۔ قادسیہ کی شکست نے اُن کی تمام سلطنت
قسمت کا فیصلہ کر دیا تھا اور وہ مسلمانون کی تھی۔ اس عظیم جنگ کے پہلے تین دن ارماث
اور غماس کے نام سے اور آخری رات حریر کے نام سے بعض خاص مناسبتون کے لحاظ سے
موسوم کیئے گئے ہین۔

سنہ ۱۴ ہجری کے رمضان مہینہ مین جنگ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے جس طرح پر اس عظیم اور
بے نظیر فتح کی خبر کو سنا وہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے جس قدر زمانہ اس لڑائی کی تیاری اور
جنگ مین صرف ہوا وہ اپنی نظیر آپ ہی تھا تمام ملک بڑی تشویش اور شوق سے اُس کا نتیجہ
معلوم کرنے کا منتظر تھا حضرت عمرؓ ہر صبح مدینہ سے باہر آکر اس خیال سے کہ کوئی قاصد خبر لے کر
آجاے بیٹھ رہا کرتے تھے۔ آخرکار ایک صبح کو ایک قاصد آتا ہوا نظر آیا اور حضرت عمرؓ کے سوال پر
اُس نے جواب دیا کہ "خدا نے مسلمانون کو فتح اور ایرانیون کو شکست نصیب کی ہے"۔ حضرت عمرؓ
بلا شناخت اُس کے ساتھ ساتھ شہر کو چلتے گئے اور تمام کیفیت لڑائی کی پوچھ لی مدینہ مین جب
داخل ہوے تو لوگ حضرت عمرؓ کے گرد جن کے ساتھ قاصد سوار چلا آرہا تھا مبارکباد دینے کے واسطے
جمع ہو گئے۔ تب قاصد نے پہچانا اور نادم ہو کر کہنے لگا کہ "یا امیر المومنین آپ نے پہلے مجھے کیون
نہ معلوم ہونے دیا"۔ حضرت عمرؓ کا مختصر اور سادہ جواب یہ تھا کہ "بھائی یہی بہتر ہے"۔ یہ متانت اور
سنجیدگی اور وقار اور تحمل اور فراخ حوصلگی اور دنیا سے استغنا اور بے پروائی تھی اُس شخص
کی جس کے سامنے بقول سر ولیم میور کے "اُس وقت قیصر اور کسریٰ کی بھی کوئی حقیقت
نہین تھی"۔

سعد کچھ زمانہ تک حضرت عمرؓ کے حکم کے موافق [illegible]

Marfat.com

[illegible] دفعہ حیرا پر قبضہ کرنے کے واسطے بڑھا۔ ایران کی فوج مقابلہ
[illegible] شکستین کھاتی ہوئی پیچھے ہٹتی جاتی تھی ہاشم نے اُن کو پے در پے شکستین دے کر فرات
[illegible] کا میدان صاف کر دیا۔ دراصل قادسیہ کی فتح نے مداین کا راستہ صاف کر دیا تھا
[illegible] شہر جو صدیون سے ایران کا دارالسلطنت تھا دریاے دجلہ کے دونون کنارون پر
[illegible] کی آبادی سے پندرہ میل نیچے پر واقعہ تھا۔ دائین جانب کا شہر سکندر اعظم اور اُس کے
جانشینون کا پایہ تخت رہ چکا تھا اور مقابل کا شہر کسراے ایران کا موسم سرما بسر کرنے کا مقام تھا
کیان ایران کی یادگارون کا مدفن شان اور شوکت مین بابل سے بھی بڑھا ہوا تھا مسلمان مدائن کی طرف
بڑھے مگر ملکہ بوران کی رگون مین ایک دفعہ پھر خون نے جوش مارا اور اپنی تمام قوت کو جمع کر کے
مسلمانون کے مقابلہ مین لے آئی مگر ہاشم نے ایسی فاش شکست دی کہ نقصان اُٹھا کر بھاگنے کے
سوا کچھ چارہ نہ دیکھا۔ اور مسلمانون کا لشکر مغربی مدائن کی دیوارون تک پہونچ گیا۔ کئی مہینون تک
محاصرہ رہا اور ایرانی آخری دفعہ مبارزہ کے واسطے اور مقابلہ کرنے کو نکلا کیے۔ مگر محاصرہ ایسی سختی
سے کیا گیا کہ آخر یزدجرد نے مسلمانون کے پاس ایک قاصد بھیجا اور کہا کہ دجلہ کے مشرق کے
ملک کو اگر نہ چھیڑا نہ جائے تو تمام مغربی جانب کا ملک رضامندی سے دیدیتا ہون مگر یہ منظور
[illegible] گیا۔ ایرانی اس عرصہ مین مغربی شہر کو خالی کر کے مشرقی حصہ مین چلے گئے اور مسلمان بلا مزاحمت
[illegible] حصہ مین داخل ہو گئے۔ مغربی اور مشرقی حصہ کے درمیان مین دریا واقعہ تھا اور کشتیان
[illegible] ایرانیون کے قبضہ مین دریا کے اُس طرف تھین کچھ عرصہ انتظار کر کے اور دریا کا ایک
[illegible] معلوم کر کے اگرچہ دریا طغیانی پر تھا سعد نے پار اُترنے کا خطرناک ارادہ کیا۔ ایک
[illegible] کے پہلے حصہ کو عاصم کے ماتحت دریا مین گھوڑ ڈالدینے کو کہا۔ ایرانی سامنے سے
[illegible] عاصم کی بہادری نے ایسی نازک حالت مین بھی اُن کے مونہہ پھیر دیے
[illegible] پہونچنا تھا کہ سعد باقی لشکر کے ساتھ دریا مین کود پڑا اور اُس
[illegible] یزدجرد پہلے ہی سے حلوان کی طرف خزاین

اور اسباب جو لے جا سکا لے کر بھاگ گیا تھا۔ اب مدائن کے مالک مسلمان تھے [illegible]
عفر مہینہ تھا وہ ایوان اور وہ محل وہ عالیشان مکانات وہ کوشکین اور باغات وہ خزان [illegible]
عشرت کے بے حد و پایان اسباب نیرین اور چشمہ دیکھ کر سعد کو خداوند تعالیٰ کا فرمان یاد آیا
کم ترکو من جنت وعیون۔ وزروع ومقام کریم۔ ونعمت کانو فیہا فکہین۔ کذلک۔ واورثنا
قوم آخرین۔ فما بکت علیہم السماء والارض وما کانو منظرین۔

ترجمہ۔ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمہ اور کھیتیان اور گھر خاصے اور آرام جس مین تھے
باتین بناتے اسی طرح اور وہ سب ہاتھ مین ڈالا ہم نے ایک اور قوم کے اور پھر نہ رویا ان پر
آسمان اور زمین اور نہ ملی ڈھیل ان کو۔

غنیمت جو مدائن مین جمع کی گئی وہ حد اور اندازے سے باہر تھی اور عدد و شمار مین
نہین آسکتی تھی۔ خزانے زر و جواہرات۔ سونے اور چاندی کے ذخیرہ۔ جامہ اور سلاح اور فرش۔
قعقاع نے ایک اونٹ یا خچر پکڑی تھی جس پر کسریٰ کا تاج اور زرہ اور جوشن اور خود اور ساعدین
اور ساقین زرین جواہر نگار اور پیراہن مروارید سے بنا ہوا جن مین دو مروارید کے بعد ایک
پارہ یاقوت سرخ کا تھا اور جامہ ہاے زربفت حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کی تلوارین اور
نو اور مرصع تلوارین دنیا کے مشہور شاہنشاہون کی تھین۔ غرض اس بیشمار خزانہ کا شمار اس طرح
بھی پورا نہ ہو سکا کہ ایک سونے کا پورے قد کا گھوڑا جس کی آنکھون اور دانتون کی جگہ جواہرات
لگے تھے اور چاندی کا اونٹ ملا عطر۔ صندل۔ عنبر۔ مشک۔ اور کافور کے خم اور انبار ملے
ایک فرش سربسر مرصع تین سو گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا جس کو دستانی کہتے تھے ملا جس
زمرد اور یاقوت اور جواہرات سے باغ اور روشین بنی ہوئی تھین۔ یہ فرش اور تمام [illegible]
اور خمس غنیمت کا حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا گیا اور باقی لشکر مین تقسیم کیا گیا جو ایک [illegible]
ساٹھ ہزار سوارون مین سے ہر ایک کو بارہ ہزار درہم حصہ مین آئے حضرت [illegible]
کرنے کے بعد فرش شاہی کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے [illegible] حضرت [illegible]

Marfat.com

لیکن اختصار کے لحاظ سے ہم یہ حالات لکھتے ہین۔
نے وہان کو اپنا دارالحکومت مقام بنایا۔ محلات اور مکانات مسلمانون مین تقسیم کر دیئے شاہی محل
کو مسجد قرار دیا جس عالیشان مکان مین کہ عراق مین سب سے پہلی
مسلمانون کی فوج نے بہت عرصہ آرام نہ کیا تھا کہ ایرانیون نے ایک نئی کوشش
کرنے کی کی اور حلوان کے قلعہ مین اکٹھے ہوئے۔ سعد نے یہ سن کر حضرت عمرؓ سے
اجازت لے کر ہاشم اور قعقاع کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا عرصہ تک قلعہ کا محاصرہ رہا
کیونکہ حلوان سے تازہ کمکون سے قلعہ مظبوط ہوتا جاتا تھا۔ آخر ایک طوفانی دن کو قعقاع نے
خطرناک دلیری کر کے لوٹتی ہوئی فوج کے ساتھ بڑھ کر ایک دروازہ پر قبضہ کر لیا لڑائی سخت ہوئی
چنانچہ روایت کرتے ہین کہ ایرانی ایک لاکھ لاشین چھوڑ گئے۔ یزدجرد کو اب حلوان مین ٹھہرنے کی
تاب نہ تھی شکستہ فوج کے بقیہ کے ساتھ اپنے شمالی دارالخلافہ رے کو بھاگا اور قعقاع نے حلوان کی
فوج کو شکست دے کر اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ سعد کا ارادہ رے کی طرف بڑھنے کا تھا مگر حضرت عمر نے
احتیاطاً اسی وقت بڑھنے سے منع کیا مشرقی ایران اور عراق کے درمیان جو پہاڑ تھا اس کو فی الحال
اپنی فتوحات کی حد قرار دینے اور اسی طرف رہنے کی ہدایت کی۔
اب مسلمانون کا کام عراق عرب پر کماحقہ اپنا تسلط بٹھانے اور مفتوحہ حدود کے اندر رعایا کو مطیع
بنانے کا تھا اور اسی قسم کا تھا مگر ان حدود مین جو خلل انداز ہو اس سے جنگ کرنا لازمی تھا۔ ہرمزان کا
بیٹا فرند نے کر حلوان کے جنوب کی طرف ماسبذان تک بڑھ آیا۔ مگر شکست کھا کر مارا گیا اور
ماسبذان اور شہرزور فتح ہو گیا جزیرہ عراق اور شام کا درمیانی صوبہ اہل شام اور عیسائی عربون
کی بغاوت کے واسطے جمع ہونے کو جگہ دے رہا تھا۔ اور انطاق حاکم صوبہ اپنی قوت بڑھا
کر خلیفہ کے پاس کیفیت عرض کی۔ انھون نے عبداللہ بن المعتم کے ماتحت فوج بھیج
کر قنسرین اور حلب کے درمیان سے سو میل اوپر دریا کے کنارے پر ایک شہر تھا انطاق
کو فتح کیا اور رومیون کی فوج بھی بھگا دی مسلمانون نے چالیس ہزار تک

Marfat.com

محاصرہ رکھا عرب اقوام نے مسلمانون سے صلح کرلی اور باقی فوج نے لڑائی مین شکست کھا کر
کے مارے جانے سے موصل بھی فتح ہو گیا۔ اور سعد نے حضرت عمرؓ کے حکم سے ہت اور کرکیسیا
فتح کرلیا تھا۔ گویا جزیرہ کے دونون دریاؤن کے بیچ کے جنوبی حصہ پر قبضہ ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کو اِس وقت غور کرنے سے معلوم ہوا کہ عراق پر مسلمانون کا تسلط محفوظ اور مضبوط
نہین ہو سکتا جب تک کہ خلیج فارس کے سرے سے اُس کے مشرقی کوہستانی علاقہ تک ملک فتح
نہ ہو جائے۔ پس سعد کی رائے سے عتبہ بحرین کی فوج کے ساتھ معہ عرفجہ کے اُبلہ کی طرف بڑھنے
کے واسطے بھیجا گیا۔ یہ تجارتی شہر شکست کھا کر مفتوح ہو گیا۔ تب ایرانیون نے دریا کے مشرقی
کنارے پر لشکر جمع کیا اور متعدد لڑائیون کے بعد اُس کے منتشر کرنے مین کامیابی ہوئی جن مین
سے ایک لڑائی مین مسلمان عورتون کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھون نے
ایک نازک وقت مین عجیب طرح سے اپنی فوج کی مدد کی کہ اپنے دوپٹون کے جھنڈے بنا کر
میدان جنگ مین جا پہونچین جس کو دشمن نے مسلمانون کی ایک تازہ فوج کی آمد سمجھا اور دل چھوڑ کر
بھاگ نکلے۔ آخر ایک سخت لڑائی مین مسلمانون کو قطعی فتح حاصل ہوئی تھی اور عراق پر مسلمانون کا
تسلط ہو گیا تھا۔ تاریخون کے اعتبار سے یہ واقعات آگے پیچھے لکھے گئے ہین مثلاً جلولہ کی فتح ماہ
ذی قعد سنہ ۱۶ ہجری مین ہوئی۔ مسندان موسم گرما سنہ ۱۶ ہجری مین فتح ہوا۔ ہت اور کرکیسیا
سنہ ۱۵ھ مین اور یہ شاتہ العرب کا صوبہ سنہ ۱۴ ہجری مین فتح ہوا۔

درحقیقت فتح مدائن کے بعد فوج کشی کو حضرت عمرؓ نے روک دیا تھا اور عرصہ تک اپنی حدود
سے باہر مسلمانون کے ہتھیار نہین گئے تھے جنوبی عراق کے مشرق مین ایران کا جنوبی مغربی صوبہ
اہواز واقعہ تھا۔ علاء بن الحضرمی جو آنحضرت صلعم کے زمانہ سے بحرین کا خود مختار حاکم تھا اُس نے
سعد کی نام دری کے رشک سے حضرت عمرؓ کی بلا اجازت مشرق کی طرف چھیڑ چھاڑ شروع کر دی
اور اصطخر پر بڑھا اور نادانی سے شکست کھا کر دشمن کے درمیان مین گھر گیا حضرت عمرؓ اس حال کو
معلوم کر کے علاء سے ناراض ہوئے مگر اُس کی مدد کرنی ضروری تھی [illegible]

[illegible] بصرہ (بصرہ اور کوفہ اس وقت آباد ہو چکے تھے) سے روانہ ہوا اور بڑی مشکل سے
[illegible] کی فوج کے ساتھ مل کر دشمن کو شکست دے کر ہٹا دیا اور بصرے کو لوٹ آیا۔ عتبہ کی فوج نے
اگرچہ بہت شہرت حاصل کر لی تھی اور حضرت عمرؓ نے اُس کو تحسین اور آفرین کی تھی مگر علاء کی شکست نے
ایرانیون کو پھر حوصلہ دلایا اور ہرمزان جو اہواز کا حاکم ایران کے شاہی خاندان مین سے ایک
مشہور بہادر شخص تھا اور جنگ قادسیہ وغیرہ مین فوج ایران کا افسر تھا مسلمانون کی حدود مین بڑھ کر
مقامات پر حملہ کرنے لگ گیا۔ اِن حملون کے روکنے کے واسطے مسلمانون کو فوج کشی کرنی پڑی۔
ہرمزان نے پہلی شکست کھا کر ۱۸ھ مین اہواز مسلمانون کے حوالہ کر دیا۔ دوسری شکست ہرمز
کھائی اور اُس پر بھی ۱۹ھ مین مسلمانون کا قبضہ ہو گیا اور ہرمزان نے تنگ ہو کر اپنے آپ کو
مسلمانون کے حوالہ کر دیا کہ اُس کو حضرت عمرؓ کے پاس اُس کی نسبت فیصلہ کرنے کے واسطے
بھیج دیا جائے پس اُس کو بند مین اپنے مفسدون کا جواب دینے کے واسطے حضرت عمرؓ کے پاس
مدینہ بھیج دیا گیا۔ مسلمانون کی فوج نے اِس کے بعد سوس کو جو ایک نہایت قدیم اور مضبوط
شاہی شہر تھا اور جس مین حضرت دانیال کی قبر تھی ایک عرصہ کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا
اور اُس کے قرب و جوار کا علاقہ بھی فتح ہو گیا۔ اِن فتوحات کی تاریخون مین اختلاف ہے روایتین
[illegible] ۱۹ھ بل کہ ۲۰ھ بھی بیان کرتی ہین۔

شام مین بغاوت

حضرت عمرؓ کے چھٹے سال خلافت ۱۷ھ مین شمالی شام مین جزیرے کے عیسائیون کی
ترغیبون سے ایک آخری اور نہایت سخت کوشش مسلمانون کے غاشیہ اطاعت کو اپنے
سے پھینک دینے کی کی گئی۔ مسلمانون کا اگرچہ بلاد مفتوحہ کی حدود کے اندر مضبوطی سے
[illegible] تھا۔ مگر سمندر کی طرف مغربی بندرگاہ اور صحرائے شام کے مشرقی کنارے کی قومین
[illegible] ہوئی تھین جزیرے کے بھی گو بہت سے قلعۂ سعد کے آگے سر جھکا چکے تھے
[illegible] اور آوارہ گرد قومین اپنے آپ کو کسی کا مطیع نہ سمجھتی تھین۔ اور اکثر

عیسائی اقوام درمیان مین ایسی پڑی تھین جو مدت کے واسطے ایران اور [illegible]
رہی تھین یونانیون کی بحری قوت بھی اس وقت تک محفوظ تھی قیساریہ کا بندرگاہ [illegible]
واسطے آمادہ تھا۔ غرض اہل جزیرہ اور دوسرے عناصر بغاوت نے قیصر سے مدد چاہی
اور سنے سمندر کے راستہ سے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا پس باغی اقوام نے بے شمار تعداد مین جمع
حمص کو گھیر لیا جس سبب سے اس واقعہ کو واقعہ حمص الاخری کہتے ہین۔ اور قیصر نے بندرگاہ
سے انطاکیہ پر فوج بھیجی ابوعبیدہ حمص مین حاکم تھے حضرت عمر کو اس مفسدہ کی جو درحقیقت مسلمانون
کی حکومت کو ایک اندیشہ ناک دھمکی دے رہا تھا اطلاع دی۔ خالد کو قنسرین سے بلا لیا یزید
بن ابی سفیان کو دمشق سے اور معاویہ کو قیساریہ سے طلب کیا۔ مگر دشمن کی جمعیت اتنی زیادہ اور
مضبوط تھی کہ اس قلیل فوج پر اعتماد نہین ہوسکتا تھا اور مدینہ سے مدد آنے کا انتظار کرنا پڑا حضرت
عمرؓ نے سعد کو حکم دیا کہ قعقاع کو ایک مضبوط اور بڑی فوج کے ساتھ فوراً حمص کی مدد کے واسطے بھیج دے
اور رقہ اور رہا اور نصیبین پر بھی فوجین بھیج کر مفسدون کی طاقت کو تقسیم کرنے کی کوشش کرے
اسی اثنا مین یونانیون کی فوج انطاکیہ مین پہونچ گئی تھی۔ انطاکیہ نے اس فوج پر اپنے دروازے
کھول دئے اور مسلمانون سے باغی ہوگیا۔ قنسرین اور حلب بھی بغاوت پر پورے آمادہ ہوگئے
غرض بغاوت اور مخالفت کا ابر گہرا ہوکر چھا گیا اور تردد اور اندیشہ بڑھ گیا ابوعبیدہ نے اپنے
اصحاب سے مشورہ لیا۔ بیدھڑک اور نڈر خالد کی اکیلی رائے جنگ کرنے کی تھی مگر باقی سب
مدد آنے تک حمص مین انتظار کرنے کی صلاح دیتے تھے۔ ابوعبیدہ کی محتاط طبیعت نے اسی کو
ترجیح دی اور حمص مین محصور رہنا پسند کیا حضرت عمرؓ نے بھی یہی حکم دیا مگر اون کو اس بغاوت سے
اس قدر اندیشہ ہوا کہ خود مدینہ چھوڑ کر فوج کے ساتھ شام کو روانہ ہوئے جہان وہ خود میدان مین
پہونچنا چاہتے تھے اور جابیہ تک پہونچ ہی گئے اسی اثنا مین سعد نے جو حضرت عمرؓ کے حکم سے
بلاد موصل کے شہرون پر چڑھائی کردی تھی اس سے اعراب اور عیسائیون کو اپنے گھر
نہایت خطرہ ہوا اور شام مین یونانیون کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے لگے ابوعبیدہ نے

Marfat.com

[illegible] ہوئے اور قعقاع کے پہونچنے سے پہلے ہی دشمن کو [illegible] دے کر منتشر کر دیا حضرت عمرؓ یہ خبرین سن کر خوش ہوئے اور جابیہ سے مدینہ کو پھر [illegible] کی ہمت اور تیز دستی پر بھی آفرین کی۔

[illegible] کی یہ سب سے آخری کوشش تھی کہ مسلمانون کو شام سے نکال دے مگر مستحقین سے اُن کا [illegible] کون چھین سکتا ہے۔ نتیجہ اِس بغاوت کا یہ ہوا کہ مسلمان چوکنے ہو گئے اور جزیرہ تمام تر [illegible] کی انتہائی حدود تک فتح ہو گیا۔ ایشیائی کوچک مین بھی عیادہ کے سپہ سالارانہ ہاتھون نے [illegible] کو مکمل کر دیا تمام چھوٹے بڑے شہر فتح ہو گئے اور آرمینیا تک مسلمانون کا تسلط ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کی مدد سے آخر کئی سال کے محاصرہ کے بعد قیساریہ کی فتح کو مکمل کر کے شام کو مسلمانون کے قبضہ مین ایسا محفوظ کر دیا کہ اب کوئی اندیشہ کسی قسم کا نہ رہا۔

فتح مصر

وبا اور قحط کے سال نے تو گویا مسلمانون کے ہتھیار کُند کر دیے تھے۔ جب اس بلا سے نجات ملی تو مشرق کی طرف ایران مین اور مغرب مین مصر کی جانب مسلمانون کے قدم بڑھنے لگے۔ عمرو بن العاص قیساریہ کی فتح کے بعد فلسطین مین جس مین وہ پورا تسلط بٹھا چکا تھا بیکاری کے سبب سے شیر کی طرح [illegible] مین بے قرار تھا اور اپنے چارون طرف فتوحات کے نئے میدان کے واسطے دیکھ رہا تھا حضرت عمرؓ سے پچھلے سفر شام مین (جس کا ذکر آئندہ ہوگا) مفرور بطریق فلسطین ارطفون کا تعاقب [illegible] کے بہانہ سے مصر کی طرف قدم بڑھانے کی اجازت چاہی تھی جس کو حضرت عمر نے اُس وقت [illegible] سے نہین مگر منظور کر لیا تھا۔

[illegible] اہل روما کے زیر حکومت سب سے بڑا سرسبز اور زرخیز ملک تھا اور قسطنطنیہ کی گویا [illegible] دار الخلافہ اہل روما کی سلطنت مین دوسرے درجہ کا شہر تھا [illegible] اہل روما اور یونانیون اور اہل عرب اور قبطیون اور عیسائیون [illegible] شہر کی شان و شوکت جب سے وہ آباد ہوا ہے

Marfat.com

کبھی کم نہین ہوئی۔ جہازون کا گویا ایک جنگل اُس کے بندرگاہ پر موجود [illegible]
افزون تجارت کا ثبوت تھا اور گو اہل روما کی سلطنت کا ایک حصہ تھا مگر اُن کی حکومت کو
سمجھنے لگا تھا۔

عمرو بن العاص سنہ ۱۹ یا سنہ ۲۰ ہجری مین[1] (جس کی ٹھیک تاریخ معین نہین کی جا سکتی)
حضرت عمرؓ کی متردد اجازت لے کر فلسطین سے مصر کو روانہ ہوا اُس کی ساری فوج اُس وقت
چار ہزار سے زیادہ نہ تھی حضرت عمرؓ کا ارادہ اس وقت تسخیر مصر کا پہلے بھی مستحکم نہ تھا اور اس قلت
فوج سے زیادہ متردد ہو کر عمرو بن العاص کو واپس آجانے کا حکم بھیجا مگر اُس نے زیادہ بڑھ جانے کا
بہانہ پا کر اپنے اِس دل خواہ ارادہ سے باز آنا پسند نہ کیا حضرت عمرؓ نے اس صورت مین قلت فوج
کے اندیشہ کی طرف سے مطمئن ہونے کے واسطے زبیر بن العوام کو اور فوج دے کر پیچھے سے بھیج دیا
جس سے عمرو بن العاص کی فوج مضبوط ہو گئی اور بعض نامور اور جنگ آور بہادر بھی فوج مین
شامل ہو گئے۔

عمر بن العاص مصر مین اریش سے داخل ہوا اور قروما کے قلعہ کو فتح کر کے بائین طرف
رُخ کیا اور صحرا کو گذر کر دریاے نیل کی سب سے مشرقی شاخ پر پہونچ گیا اور اوسی کے ساتھ ساتھ
شمالی مصر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ مین اُس نے کئی لشکرون کو جو اُس کو روکنے کے واسطے
بڑھے تھے شکست دی جن مین سے ایک لشکر کا سردار ارطفول مقرور بطریق فلسطین تھا جو
شکست کھا کر مارا گیا مصر کے اِس بالائی حصہ کا حاکم تھوقس قبطی تھا۔ عمر بن العاص زبیر کی فوج کے ساتھ
جو اَب اُس کے پاس پہونچ گئی تھی شہر مصر (ممفس قاہرہ کے قریب ایک بڑا شہر تھا) کے نزدیک
پہونچ گیا۔ جابلیق جو وہان کا حاکم تھا اُس نے اِسلامی پیغام کا جواب دینے کے واسطے تین

---

[1] تاریخون مین اتنا اختلاف ہے کہ سنہ ۱۶ ہجری سے لے کر سنہ ۲۵ ہجری تک کے مختلف سال بیان کیے
ہین قریب تاریخ رکھنے کا خیال قحط کے سال مین عمرو بن العاص کا مصر سے غلہ [illegible]
یونانیون کے سکندریہ کو چھڑانے کی کوشش کا ہے مگر ہم سنہ ۱۹ یا سنہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] لڑائی ہوئی قبطیون کی فوج نے مسلمانون [illegible] کر حصار شہر مین محصور ہو گئے۔ اور خوب جان گئے کہ [illegible] اور سلطنتون سے بے دخل کر دیا ہے اُن کا مقابلہ کرنا [illegible] ایک سخت حملہ کیا گیا جسمین زبیر نے حیرت انگیز شجاعت سے دیوار پر [illegible] مگر اسی اثنا مین مقوقس کے قاصد صلح کی درخواست لے کر [illegible] شرائط صلح طے ہو جانے پر شہر چھوڑ دیا گیا۔ یونانیون اور اہل نیوبیا نے بھی ایسی ہی شرائط [illegible] یونانی اپنی مفتوحہ اقوام کے ساتھ ہم رتبہ ہو کر رہنے کو ناپسند کر کے ساحل سمندر [illegible] گئے۔

عمرو بن العاص نے اب سکندریہ کی طرف بڑھنے کی جلدی کی تاکہ سکندریہ کو کمک پہونچنے سے [illegible] پہونچ جائے۔ اور راستہ مین کئی لشکرون کو جو اُس کا راستہ روکنے کے واسطے بڑھے تھے [illegible] کر بھگا دیا اور شہر کی دیوارون کے نیچے جا کھڑا ہوا۔

شہر بہت مضبوط تھا اور سمندر کی طرف سے کمک حاصل کر سکتا تھا مگر محاصرہ نے بہت طول کھینچا [illegible] ہرقل قیصر روم سنہ ۲۰ھ (فروری سنہ ۶۴۱ء) مین مر گیا۔ اور شہر کا ایک حصہ ہلہ کر کے فتح ہو چکا تھا [illegible] نے کمک سے ناامید ہو کر اور مقابلہ کی تاب نہ دیکھ کر پہلی قسم کی جزیہ دینے کی شرائط پر حضرت عمرؓ کی [illegible] سے صلح کر لی اور امن و امان قائم ہو گیا۔

[illegible] عمرو بن العاص کی بے چین اور جنگ جو طبیعت نے اُسے آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور [illegible] اپنی فتوحات کو بڑھاتا ہوا چلا گیا۔ یہان تک کہ بارقا کو فتح کر کے طرابلس تک [illegible]

تسخیر ایران

[illegible] اور مسلمان ہو کر مسلمانون کا وظیفہ خوار بن کر مدینہ مین [illegible] ایران کی بغاوتون اور چھیڑ چھاڑ کا سبب حضرت عمرؓ کے ذہن مین

Marfat.com

یہ امر سمجھا دیا کہ جب تک شاہ ایران اور اس کی قوت [illegible] باقی ہے [illegible]
سے نہ بیٹھنے دیگا۔ اور اسی زمانہ مین ایرانیون کی نئی مخالفت اور مسلمانون پر حملہ کرنے کی تیاری
اِس رائے کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا حضرت عمرؓ اب مجبور ہوگئے کہ صرف ایرانیون کی بیخ
کفایت نہ کرین بل کہ اپنے پہلے خیال کے خلاف فتوحات کو بڑھا کر ایران کو مسخر کرنے کے آغاز
کے لائق نہ چھوڑا جاے۔

یزدجرد نے اس وقت کسی معمولی حملہ کی تیاری نہین کی تھی اُس کو مسلمانون کے ایک تمام
جنبش اور آگے بڑھنے کے ارادے سے کوئی حرکت نہ کرنے سے خیال ہوگیا تھا کہ قادسیہ
اور مداین کی فتح کو غنیمت سمجھ کر اُس پر کفایت کر بیٹھے ہین اور بڑے اطمینان کے ساتھ ایک
بڑے خیال کے پورا کرنے مین مصروف تھا۔ درحقیقت اُس کو ایک عمدہ موقع اور اپنی حالت
درست کر لینے کے واسطے فراغت مل گئی تھی۔ لیکن صہلخر وغیرہ کے مغلوب ہو جانے سے پھر گیا
اور اوس کو اپنے ارادے مین جلدی کرنی پڑی۔ اُس نے ایک بڑی سے بڑی کوشش
حملہ آورون کو ملک بدر کرنے کے واسطے شروع کی تھی۔ اور صوبہ دارون اور سردارون سے
ہر ایک جگہ سے فوج جمع کر رہا تھا اور اپنی سلطنت کی انتہائی حدود تک ہر ایک شہر اور
قریہ سے فوج اکٹھی کر لی جو بے شمار تعداد مین کوہ دماوند کے نیچے میدان مین جمع ہوئی۔ اور
ایک لاکھ پچاس ہزار تعداد مین فیروزان کے زیر حکم مسلمانون کے مفتوحہ حدود کی طرف بڑھی
اِس فوج کشی کی خبرین بجلی کی طرح کوفہ مین پہونچین اور سعد نے اِس اُٹھتے ہوے طوفان کے
سوانح حضرت عمرؓ کے گوش گذار کیے۔ خبرین ایسی دہشتناک بن بن کر پہونچ رہی تھین کہ معاملے
نازک ہو جانے مین کوئی شبہہ نہ رہا مسلمانون کے پاؤن اکھڑ جانے سے اُن کے کس قدر زمانہ
محنتین اور جان بازی کی کوششین برباد ہو جاتین۔ تمام فتوحات ہی ہاتھ سے نکل جاتین بلکہ
کوفہ اور بصرہ بھی جو اسلامی نوآبادیان تھین کھو بیٹھتے۔

حضرت عمرؓ جیسے کہ پہلے بڑے خطرناک موقعون پر آپ نے ارادہ کیا تھا اب بھی [illegible]

Marfat.com

[illegible] کی دلائل نے اُن کو ایسے ارادے کے ترک کرنے پر
[illegible] بن لقمان کو اہواز سے بلا کر کوفہ اور بصرہ کی حفاظت کے واسطے کچھ فوج چھوڑ کر
[illegible] اُس کے ماتحت روانہ کر دی گئین سوس کی فوج کو اصطخر کی ایرانی فوج کو اپنے ساتھ
[illegible] روک رکھنے اور شاہی فوج سے جا ملنے سے روکنے کا کام سپرد کیا گیا۔ نعمان نے حلوان مین
[illegible] کر جاسوسون سے خبر منگوائی اور معلوم ہوا کہ دشمن نہاوند کے میدان مین مقیم ہے اور وہان تک
[illegible] صاف ہے۔ پس کوچ کر کے اُس مشہور میدان جنگ مین دشمن سے دو بدو جا کر ٹھہر گئے۔ مسلمانون
کی فوج دشمن کی فوج کے پانچوین حصہ کے برابر یعنی تیس ہزار تھی۔ مگر اکثر جنگ آزمودہ بہادر اُس
مین شامل تھے دو روز تک کم و بیش لڑائی ہوئی۔ ایرانیون کو ایک بڑی رعایت یہ تھی کہ اپنی
پناہون سے جب چاہتے نکل کر جنگ کرتے اور پھر لوٹ جاتے کچھ دنون تک اسی طرح لڑائی
جاری رہی اور مسلمان تنگ آ گئے۔ طلیحہ کی رائے سے مسلمانون نے پیچھے ہٹ کر دشمن کو
پناہ گاہ سے نکال لینے کی تدبیر کی مسلمانون کے پیچھے ہٹتے ہی ایرانی ہلہ کر کے اُن پر آن پڑے
مسلمان تو یہی چاہتے تھے لوٹ کر سامنے ہو گئے اور ایک سخت لڑائی شروع ہوئی جس مین نعمان
مارا گیا۔ مگر آخر فتح مسلمانون کو نصیب ہوئی۔ ایرانی تیس ہزار لاشین میدان جنگ مین چھوڑ کر
بھاگے۔ مگر مسلمانون نے تعاقب کر کے اسی ہزار اور قتل کر ڈالے۔ فیروزان سپہ سالار ایران بھاگتا
ہوا راستہ بھول گیا اور پکڑ کر مار ڈالا گیا۔ اِس فتح سے ہمدان پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا اور خزانہ اور قیمتی
جواہرات جو محافظت کے واسطے دفن کیے ہوئے تھے مسلمانون کے ہاتھ آ گئے۔ دو ڈبیون مین ایسے
بیش بہا جواہرات تھے جن کی قیمت کا اندازہ نہین ہو سکتا تھا۔ خدیفہ نے غنیمت تقسیم کر کے خمس اور
حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے اُن جواہرات کو لشکر مین تقسیم کرنے کے واسطے
[illegible] درہم جو اس وقت کے حساب سے بیس لاکھ روپیہ کے برابر ہین یا یہ کہ اُن کی قیمت سے ہر ایک سوار کو چار ہزار درہم
[illegible] جواہرات کے سرداروں اور دہقانون نے جزیہ دینا منظور کر کے مسلمانون کی
[illegible] ۲۱ھ کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

ہمدان جس نے فسخ عہد صلح کیا تھا مکرر فتح ہو گیا مسلمانون کی فوج [illegible]
کے واسطے اطراف وجوانب مین بھیج دی گئی۔ شہر کے بعد شہر اور صوبے کے بعد صوبہ [illegible]
نعمان کی وفات کا حضرت عمرؓ کو نہایت رنج ہوا اور اُس کے بھائی نعیم بن المقرن کو سپہ [illegible]
مقرر کر کے بھیجا۔ یزدجرد کا غرور اُوس کو خلافت کے سامنے سر جھکانے سے روکتا تھا اور
حضرت عمرؓ نے ملک کی تسخیر کا ارادہ کر لیا تھا۔ بحیرۂ کاسپین کی جنگ جو قومین رستم کی بھائی اسفندیار
کے ماتحت رَے کی محافظت کے واسطے جمع ہوئین جو ایران کا ایک شاہی شہر تھا اور بادشاہ
وہان مقیم تھا نعیم ان کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور ایک دوسرے عظیم جنگ مین (سنہ ۲۲ ہجری)
فاش شکست دے کر رَے پر قبضہ کر لیا۔ اسفندیار آذربیجان کو بھاگ گیا جہان وہ پھر شکست کھا کر قید
ہو گیا۔ یزدجرد رَے سے اصفہان کو بھاگا لیکن جب مسلمانون نے بڑھ کر اصفہان کو فتح کر لیا تو کرمان کو
جا پہونچا جب وہان بھی نہ ٹھیر سکا تو مرو مین پناہ لی اور وہان سے خاقان چین اور ترکون کی مدد کا
طالب ہوا لیکن آخر کار ترکون کو بھی یزدجرد کو ساتھ لیے ہوئے پیٹھ دکھانی پڑی مسلمانون نے تمام
سلطنت کے حصون کو یکے بعد دیگرے فتح اور مطیع کر لیا۔ قومس۔ جرجان۔ طبرستان۔ فارس۔ کرمان
مکران۔ سجستان۔ خراسان۔ آذربیجان۔ ابواب وغیرہ۔ یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے اور ایران کی
انتہائی حدون تک جن کے مشرق مین ہندوستان اور شمال مین ترکون اور زمانۂ حال کے روسیون
کی اقوام تھین اور جن کی اجنبیت کے سبب سے اُن کو یاجوج ماجوج کہا گیا ہے تمام ملک مسخر و مطیع
فرمان ہو گیا۔

یہ فتوحات جن کے متعلق روایتین اور واقعات مبسوط اور مستقل کتابون کا مضمون ہین ہم نے چند صفحون
مین بیان کر دی ہین۔ دنیا کی تین عظیم الشان سلطنتون کے فتح ہونے کے حالات کو اگرچہ اپنے اختصار سے
بیان کرنا تاریخ کا گناہ ہو مگر ہم اپنے مقصد کے لحاظ سے اس سے زیادہ مفصل نہین لکھ سکتے۔ ہمارا
مطلب نہایت اختصار کے ساتھ مسلمانون کی سلطنت کی وسعت کو جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین حاصل ہوئی
دکھانا تھا۔ تمام دنیا اس روشنی کے زمانہ کی نہایت حیرت اور تعجب سے اُن فتوحات کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] حاصل ہوئین دیکھتی ہے۔ یورپ کے تمام بڑے مورخ مقر
[illegible] اس سریع رفتار کا قیاس کرنا بھی مشکل ہے۔ اہل روما نے جس سلطنت کو صدیون
[illegible] کیا اور بنایا تھا مسلمانون نے اُس کو مہینون اور برسون مین فتح کر لیا اور دنیا کے ایک
[illegible] بزرگ کی بے نظیر تدبیر اور ملک گیری اور ملک داری کا اِس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے
[illegible] دلیل درکار ہو سکتی ہے کہ اُس کی کامیابیون کے حالات پر آج کی دنیا بھی حیران اور متعجب ہے۔
[illegible] کی آیندہ بڑی سی بڑی ترقیون اور عروج کی یہ بنیاد تھی جو ایسے مضبوط ہاتھون سے اور
[illegible] شایستگی سے رکھی گئی تھی کہ وہ بالائی عمارت گو گر گئی ہے مگر اُس بنیاد کو زمانہ کے سخت سے سخت
حوادث بھی نہین ہلا سکے۔ اُس کی تعمیر مین وہ اسلامی برکتین اور صداقتین بھری ہوئی ہین کہ یقین ہے
سوائے اہل حق کے کوئی ہاتھ اُن کو نہ پہونچ سکے گا۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو آمین۔

Marfat.com

پانچوان باب

سیاست و انتظامِ سلطنت

زمانۂ جاہلیت مین اگرچہ عرب کے شمالی اور مشرقی اور جنوبی اطراف وضلاع مین صدیون سے ایک باقاعدہ سلطنت کی صورت تھی۔ مگر عرب الحجر اور عرب الوادی یعنی مغربی صوبہ حجاز۔ اور ریگستانی عرب مین کوئی خاص سلطنت مسلم نہین تھی۔ اور مسٹر پالمر کا یہ قول اُنھین پر صادق آتا تھا کہ "اگر اُن کی گورنمنٹ کی نسبت پوچھا جاے تو درحقیقت وہ کوئی گورنمنٹ نہین رکھتے تھے سب سے اچھی نسل کا اور سب سے بہادر شخص قبیلہ کا سردار تسلیم کر لیا جاتا تھا اور وہ اُن کو میدان جنگ مین لے جاتا تھا۔ مگر وہ اُن پر کوئی ذاتی اختیار اور تفوق سواے شجاعت اور فیاضی کی تعریف کے جو وہ حاصل کرتا تھا نہین رکھتا تھا"[1] نواجرحم کی بادشاہی کے دور گذرے ہوئے وقتون مین گو حجاز بھی بادشاہی سلسلہ کا مطیع فرمان رہا ہو مگر جیسا کہ مسٹر سیل کا قول ہے "نواجرحم کے بے دخل کردینے کے بعد زیادہ صدیون تک سلطنت ایک بادشاہ کے ہاتھ مین نہین رہی بل کہ قبائل کے سردارون مین تقسیم ہوگئی قریبًا اسی طریقہ سے جیسے کہ آج ریگستانی عرب حکومت کیے جاتے ہین"۔ مکہ مین گو قریش کی شرافت کا رعب اور اثر تھا اور ایک قسم کی حکومت اُن کو حاصل تھی مگر اُس کا تعلق امور سے بڑھ کر بہت کم تھا۔ اور اہل مکہ کی حالت گو مستقل یک جا رہایش اور کعبہ کی پیشوائی کے میلون اور مجمعون کے سبب سے کسی قدر اصلاح یافتہ تھی مگر عام طور پر اصول تمدن اور معاشرت مین خانہ بدوش بدوون سے کچھ ممیز نہ تھی[2]۔ مثلاً گورنمنٹ کی نسبت

---

[1] مسٹر پالمر کا انگریزی ترجمہ قرآن دیباچہ جلد اول صفحہ ۱۱ [2] دیباچہ ترجمہ قرآن از مسٹر مارگولیتھ مؤلفہ سر ولیم میور دیباچہ صفحہ ۱۹۔

Marfat.com

[illegible] چاہیے کہ اسلام سے پہلے مکہ مین کوئی گورنمنٹ اِس لفظ کے عام مفہوم کے مطابق نہ تھی
[illegible] ایسے اعلیٰ اختیارات موجود نہین تھے جن کا کہ حکم قانون سمجھا جاتا۔ ہر ایک جداگانہ قبیلہ ایک
[illegible] حکومت تھا اور مجموع قبائل کی راے اگر وہ کسی امر مین متفق ہوتے بمنزلہ شاہی قانون کی ہوتی تھی
[illegible] راے کا کوئی خاص مظہر نہین تسلیم کیا جاتا تھا اور ہر ایک قبیلہ کسی ایسے امر سے جدا رہنے اور انکار
[illegible] کی آزادی رکھتا تھا جس پر کہ دوسرے قبائل نے اتفاق کیا ہو اور کوئی شخص اپنے ہموطنون کی
[illegible] راے سے اتفاق کرنے کے واسطے اپنے قبیلہ سے بڑھ کر اتفاق کرنے کا پابند نہ تھا"[1]

غرض زمانۂ جاہلیت مین کوئی خاص سلطنت وہان موجود نہین تھی تمام چھوٹے بڑے امور مین
ہر ایک قبیلہ کا سردار قبیلہ کی راے سے فیصلہ کرتا تھا اور وہی قانون ہوتا تھا۔ جنگ وجدل کے
امور مین جو اکثر درپیش رہتے تھے تلوار اُن کی منصف ہوتی تھی اور اُس سادہ زندگی کے سیدھے اور
سادہ امور کسی قانون اور آئین کی ضرورت نہین ظاہر کرتے تھے پس اس طوائف الملوکی کے زمانہ مین
اگر اس کو طوائف الملوکی کا زمانہ کہا جاسکے کوئی خاص سلطنت نہ تھی اور اسی سبب سے کوئی آئین
یا ضابطہ یا قانون یا حکومت اور ملک کا انتظام کرنے کے واسطے کسی قسم کے اصول
معین اور مشخص نہ تھے۔

جناب رسالت مآب صلعم کا کام امور دنیوی مین انتظام کرنا نہ تھا۔ اُن کا پاک منصب (روحی فداک
یا رسول اللہ) اِس سے بہت بلند اور اعلیٰ تر تھا۔ اور دنیا کی حکومت اور سلطنت سے اُن کو کچھ
[illegible] نہ تھا صرف ایسے دنیوی امور کی طرف وہ توجہ فرمانے والے تھے جن کا تعلق دین کی اشاعت
[illegible] اور استحکام اور فرض رسالت کے انجام دینے سے تھا۔ مگر عرب کے قدیم دستور کے
[illegible] اُن کی بزرگی اور روحانی پادشاہت اور علو خاندانی نے مسلمانون کے دنیوی امور کا بھی
[illegible] حضرت موسیٰ کی طرح وقتاً فوقتاً مسلمانون کے اِس قسم کے
[illegible] اور اِس سے امور مین فیصلہ کرنے اور معاملات مین برتاؤ کی

[illegible] صفحہ ۹ -

نظیرین پیدا ہوگئین مگر جناب سرور کائنات [illegible]
ثابت فرمائی کہ انتظام امور دنیا کے واسطے کسی شخص کو اپنا جانشین [illegible]
گو اخلاق کی عام تعلیم ہر ایک قسم کے انتظام کا اصول تھی مگر براہ راست کوئی ضابطہ یا آئین [illegible]
امور ملک داری کا مرتب نہین کیا گیا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قلیل زمانہ اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے اور کسی قدر سرحدون پر قدم بڑھانے مین گذر گیا۔ نہ اس قدر فرصت ہوئی اور نہ اس کی ضرورت ہی معلوم ہوئی کہ کسی قسم کے خاص ضوابط و قانون کے تیار کرنے کی طرف توجہ کی جاتی۔ مثلاً اون کے زمانۂ خلافت مین حضرت عمرؓ قاضی مدینہ مقرر ہوے تھے مگر سال بھر مین دو سے زیادہ مقدمات فیصلہ کرنے کے واسطے اُن کے سامنے پیش نہ ہوے۔ لشکر اکٹھا کرنے کے واسطے اسلامی فرائض یاد دلائے جاتے تھے غنیمت کے چار حصہ لشکر مین تقسیم ہوکر پانچوان حصہ یا خمس جس قدر آتا تھا ضروری اخراجات پورے کرکے مسلمانون مین مساوی طور پر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اندازاً دو لاکھ درہم حضرت ابوبکر کے زمانہ مین آئے اور خرچ اور تقسیم کر دئیے گئے۔ پہلے سال مین قریب دس دس اور دوسرے سال مین بیس درہم حصہ مین آئے۔ اون کی وفات پر بیت المال مین ایک دینار جو لپٹا ہوا رہ گیا تھا ملا۔ غرض حضرت ابوبکر کا زمانۂ خلافت بھی نہایت سادہ دستورات سے گذر گیا۔

حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے پہلے سالون مین تو لشکر کشی کے کام مین زیادہ تر مصروف رہے مگر جب فتوحات کو دن بدن وسعت ہوئی اور عرب کی خلافت مین سلطنتون کی سلطنتین شامل ہونے لگین اور غنیمت کے سوا جزیہ اور مال گذاری وغیرہ کی آمدنیون سے بیت المال بھرنے لگا تو حکمرانی اور ملک داری کے وہ سادہ قواعد کافی نہین ہو سکتے تھے پس حضرت عمر کو ایک مقنن اور آئین نگار اور مدبر منتظم اور ایک بڑی وسیع سلطنت کی تمام قسم کی ذمہ واریون کا کام کرنا پڑا۔ یا یون کہ اُن بے نظیر قابلیتون کو جو خدا نے اُن کو بخشی تھین کام مین لانے کا [illegible] سب سے پہلا نیا کام اُن کے دیوان اور دفتر کو بیان کرنا چاہیے [illegible]

Marfat.com

[illegible] کا ایک باقاعدہ انتظام اور اہتمام تھا۔ بیت المال کی آمدنی کو جب [illegible] حضرت عمرؓ مال کے تقسیم کرنے مین ایک امین اور مستقل دستور کے ایجاد اور داخل [illegible] خیال پیدا ہوا۔ انھون نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور کہا کہ مال کے تقسیم کرنے کے [illegible] میری رائے حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے مختلف ہے مین بیت المال مین خزانہ کو جمع [illegible] ہر ایک شخص کا سالانہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کرنا چاہتا ہون اور جن اصول پر تقسیم کے [illegible] دستور کو مبنی کرنا چاہتے تھے وہ بیان کیے۔ وہ خیال درحقیقت ایک ایسا عظیم الشان [illegible] مشکلات تھا کہ صرف وہی شخص جس کی وسعت دماغ نے اُس کو پیدا کیا تھا اُسے پورا کر سکتا [illegible] مسلمانون کے مراتب حقوق کے موافق اُن مین مال تقسیم کرنے اور اُن کی تنخواہین مقرر کرنے کے تین اصول قرار دیے گئے۔

اول۔ اسلام لانے مین سبقت۔

دوم۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ قرب اور تعلق۔

سوم۔ فوجی خدمات۔

تمام قبائل عرب اور ہر ایک قبیلہ کے ہر ایک فرد اور ملک عرب کے ہر ایک مسلمان متنفس [illegible] نشین بوڑھے شخص سے لے کر نوزائیدہ بچہ تک ہر ایک کی تنخواہ مقرر کرنا اور اُس کا باقاعدہ [illegible] حساب رکھنا بقول سر ولیم میور کے ایک ایسا کام تھا جو انسان کے کرنے کے کاموں سے [illegible] اور پھر ان مقررہ اصولون کے موافق اُن کے مراتب حقوق کا فیصلہ کرنا ایک ایسی [illegible] مین نظر کا کام تھا جو ہر ایک کو نہین نصیب ہو سکتی۔ اور اِس بات کا ثبوت کہ یہ تقسیم [illegible] مراتب حقوق کے موافق کی گئی اِس سے بڑھ کر اور کچھ نہین ہو سکتا کہ عرب کی وہ [illegible] ان [illegible] اور قبائل اور افراد اوس سے رضامند ہو گئے۔ اور کسی کو کوئی [illegible] اُن کا منصفانہ برتاؤ اور دستور ہی اس قسم کا تھا۔ وہ صرف

Marfat.com

اور دن کے ساتھ ہی انصاف نہین کرتے تھے جب کہ اپنی ذات کے [illegible]
بل کہ یون کہنا چاہیے کہ اپنی حق تلفی روا رکھتے تھے جب تقسیم مال اور تعین وظیفہ کے [illegible]
اور حقوق کا فیصلہ کرنے لگے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے جو بزرگ اور اہل الرائے قریش مین
تھے یہ رائے دی کہ اپنی ذات کو سب پر مقدم قرار دین یا یہ کہ اپنے سے شروع کرین - [illegible]
رائے کچھ نامناسب اور انصاف کے خلاف نہین تھی کیونکہ حضرت عمرؓ نہ تو سبقت اسلام مین
سے زیادہ پیچھے تھے اور نہ فوجی خدمات مین جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین کی گئین کسی سے کم تھے
آن حضرت صلعم کے ساتھ قرب اور تعلق مین سب معاصرین سے بڑھ کر ہونے کی تو یہی دلیل کافی
کہ وہ اُن کے خلیفہ اور امت کا انتخاب تھے - مگر انھون نے اس رائے کو ناپسند کیا اور کہا کہ
اپنے نفس کو اُس کی مناسب جگہ پر رکھون گا اور اپنی ذات اور اپنے قبیلہ کو قریش مین بہت
آخر کی طرف رکھا اور کسی کی شکایت اور نارضامندی پر اس کو بھی چھوڑنے پر تیار رہے - مثلاً
ابوعبیدہ بن جراح نے جب شکایت کی تو اُسے کہا کہ تم کو بھی میری طرح قانع ہونا چاہیے لیکن اگر
قوم سے تجھ کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار ہے اگر وہ تجھ کو مقدم بنانا چاہین گے تو مجھے کچھ عذر نہ ہو
لیکن اگر تم قبول کرو تو مین اپنے اور اپنی قوم بنی عدی سے تم کو مقدم کر سکتا ہون - اپنے بیٹے عبداللہ
اسامہ بن زید کو ترجیح دی اپنے بیٹے کے تین ہزار درہم سالانہ مقرر کیے اور اسامہ بن زید کے چار
عبداللہ نے شکایت کی کہ اسامہ کا باپ میرے باپ سے افضل نہین تھا اور نہ اسامہ مجھ سے - پھر اُس کو
ایک ہزار زیادہ کیون دیا گیا - حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اسامہ کا باپ تیرے باپ سے سو
صلعم کو بہت پیارا تھا -

غرض مراتب اور حقوق مین بنی ہاشم سب سے افضل اور مقدم قرار دیے گئے [illegible]
حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ تھے - اور پھر بنی مطلب اور عبدالشمس اور [illegible]
اور عبدالدار اور بنو زہرہ اور بنی تیم اور مخزوم اور سہم اور جمح اور عدی [illegible]
وغیرہ کو اُن کے مناسب مدارج اور مراتب کے لحاظ سے قرار دیا - [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور اون کے دوسرے اقربا کو مقدم قرار دیا حضرت عائشہ
[illegible] درہم یا دوسری امہات المومنین کے مانند ہر ایک کے دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ
[illegible] گیا۔ امام حسنؑ اور حسینؑ کا اہل بدر کے برابر پانچ پانچ ہزار سالانہ حضرت عباسؑ کے
[illegible] کی نسبت مختلف روایتین ہین پانچ ہزار سے لے کر چوبیس ہزار تک بیان کیا گیا ہے مگر
[illegible] ہزار صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اہل بدر کے واسطے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے اور اہل بدر کے بیٹون کے دو دو ہزار۔ اور حدیبیہ
اور بیعت رضوان مین جو شریک تھے اُن مین سے ہر ایک کے واسطے چار چار ہزار۔ انصار
مین سے ہر ایک کے چار چار ہزار مقرر کیے۔ بغاوت اور مفسدہ کے فرو کرنے مین جو شریک ہوے
تھے اُن کے تین تین ہزار شام اور عراق مین جنھون نے جنگ کیے تھے اُن کے دو دو ہزار۔ قادسیہ
اور یرموک کی لڑائی مین جو موجود تھے اُن کا ایک ایک ہزار۔ نامور بہادرون کو اُن کی دیرینہ اور
موجودہ خدمات کا لحاظ کر کے پانچ پانچ سو سے دو دو سو تک زائد دئے گئے۔ اسی طرح
مراتب کے لحاظ سے بعض مہاجرین اور انصار کے دو دو ہزار مقرر کیے۔ اہل مکہ اور بعض لوگون کے
آٹھ آٹھ سو مقرر ہوئے۔ اور مہاجرین اور انصار کے مراتب کے لحاظ سے اُن کی عورتون کے
چھ سو سے لے کر دو سو تک مقرر کیے۔ قبائل اعراب کے وظائف بھی اسی طرح مختلف تھے اور
علیحدہ علیحدہ ہر ایک قبیلہ کا دفتر اور دیوان تھا۔ مثلاً حمیر کے فوجی اور دیہاتی امیرون کے واسطے
سات۔ آٹھ۔ نو ہزار کے درمیان وظائف مقرر تھے وظائف کے تقرر مین اُن بڑے تین
اصولون کے سواے اُن کی ضروریات اور کنبون اور اسی قسم کے اور امور کا بھی لحاظ کیا جاتا
تھا۔ یہ وظائف اور تنخواہین سلسلہ وراثت مین موروثی تھے اور اسی طرح جو انعام میدان جنگ
[illegible] خاص شجاعت اور بہادری کے کام کے واسطے دیا جاتا تھا وہ بھی موروثی ہوتا تھا۔[1]
[illegible] کے واسطے عام طور پر مردون کے حصہ کا ایک دسوان مقرر کیا گیا۔ بیویون

[illegible] بسند بلاذری۔

بیواؤن اور بچون کے جداگانہ وظائف تھے [illegible] جس [illegible]
اور سو درہم (بعض روایتون مین دس درہم) سے لے کر ترقی عمر کے [illegible]
اول اول مین تو یہ دستور تھا کہ بچہ کا وظیفہ اُس وقت سے مقرر ہوتا تھا جب اُس کا [illegible]
جاتا تھا یعنی جب بچہ کے کسی خفیف عارضہ سے ضایع ہو جانے کا خوف کم ہو جاتا تھا۔ مگر [illegible]
دستور کو تبدیل کر کے نوزائیدہ بچہ کا وظیفہ مقرر کرنے کا قاعدہ مقرر کیا۔ اس تبدیلی کی وجہ ایک [illegible]
واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات حضرت عمرؓ ایک قافلہ کی حفاظت کے واسطے عبدالرحمن کو [illegible]
لے کر خود گئے اور رات بھر جاگتے اور عبادت کرتے رہے۔ اسی اثنا مین حضرت عمرؓ نے ایک بچہ
کے رونے کی آواز سنی اور دریافت حال کے واسطے اُس طرف گئے۔ بچہ کو اُس کی مان کے
پاس روتے ہوئے دیکھ کر اور یہ کہہ کر چلے آئے کہ اسے چپ کرا۔ تھوڑی دیر مین پھر وہی رونے کی
آواز آئی اور پھر جا کر چپ کرانے کو کہہ آئے۔ تیسری دفعہ جب گئے تو اُس عورت کو کہا کہ مین تجھے
اچھی مان نہین دیکھتا۔ اُس نے جواب دیا اے بندۂ خدا تو نے مجھے کیون تنگ کیا ہے۔ مین تو
اُس سے دودھ چھڑانا چاہتی ہون اور اِس کا عادی بناتی ہون۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایسا کیون
کرتی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ جب تک بچہ کا دودھ نہ چھڑایا جائے عمرؓ وظیفہ نہین مقرر کرتا۔ اُس
کی عمر پوچھی تو معلوم ہوا کہ چند مہینہ کی ہے یہ سن کر اُس کو صرف اتنا کہا کہ جلدی نہ کر اور چلے آئے
صبح کو نماز پڑھ کر جب فارغ ہوئے تو اُس بچہ کے رونے کی آواز اُسی طرح آ رہی تھی۔ کہنے لگے کہ
"عمرؓ بہت بُرا ہے جس نے مسلمانون کی اولاد کتنی ہی مار ڈالی ہوگی"۔ اور منادی کرنے کے واسطے
حکم دیا اور مفصلات مین لکھ بھیجا کہ کسی بچہ کا دودھ نہ چھڑایا جائے۔ ہم اول ہی سے اُس کا وظیفہ مقرر
کر دین گے[1]۔

عرب کے خون کو غلامی سے آزاد کر دیا کوئی عرب غلام نہین بنایا جا سکتا [illegible]
تھے اُن کے بھی وظائف مقرر تھے۔ اور اس سلسلہ کو عرب سے باہر غیر [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت۔ [2] ابلیس اوف خلافت [illegible]

[illegible] میں شرکت اختیار کی تھی بڑی فیاضی کے ساتھ وسیع کیا گیا۔ مثلاً ایرانی امیرون اور دہقانون [illegible] کا جو خزستان مین مسلمانون کی فوج کے ساتھ شریک ہو گئے ہزار درہم سے دو ہزار [illegible] تک وظیفہ مقرر کیا گیا[1] اسی طرح جو اسلام اختیار کر کے اُسی پر منحصر ہو گئے اُن کو بھی عطیہ سے محروم نہین رکھا گیا مثلاً ہرمزان کو دو ہزار درہم سالانہ[2] وظیفہ دیا گیا۔ اگر سچ پوچھو تو اسلام نے جو برادری اور اخوت کی تعلیم خیالات کو کی تھی حضرت عمرؓ نے اوس مبارک تعلیم کی عملاً تعمیل کر کے دکھا دی سر ولیم میور نے غیر اقوام کو کم وظائف دینے اور برادری اور اخوت کے خیال کو غیر اقوام تک وسیع کرنے سے دریغ کرنے پر اعتراض کیا ہے مگر افسوس ہے کہ مورخ مذکور نے یہ اعتراض کرتے وقت اُن اصولون کو جن پر وظائف کی بنا رکھی گئی تھی نظر انداز کر دیا ہے سبقت اسلام لانے مین تقرب رسول اللہ صلعم کے ساتھ اور فوجی خدمات۔ یہ استحقاق کس قدر لوگون کو حاصل تھے جن کو حق سے محروم رکھا گیا۔ یہ معترض نے نہ بتایا۔ یہ بھی نہ بتایا کہ عام طور پر کس قدر مسلمان غیر اقوام کے محروم رکھے گئے۔ تعجب ہے کہ معترض اپنی کتاب انلس اوف دی ارلی خلافت کے صفحہ ۲۵۴ کے نوٹ کو لکھ کر بھی جس مین اُسنے خود لکھا ہے کہ جس قدر ایرانی مسلمان خزستان کی فوج مین شامل ہو گئے اُن کے ویسے ہی وظائف مقرر کیے گئے۔ اِس اعتراض کو قلم زن کرنا بھول گیا۔ اصلیت یہ ہے کہ غیر ممالک مین اول تو اسلام اِس قدر شائع نہین ہوا اور جس قدر مسلمان ہوئے وہ غیر مسلمان اقوام

---

[1] انلس اوف ارلی خلافت نوٹ صفحہ ۲۵۴ و ۲۲۶۔ [2] درہم چاندی کا اور دینار سونے کا سکہ تھا۔ درہم کو اکثر لوگون نے ۳½ ماشہ کا بیان کیا ہے جس کے حساب سے درہم کی قیمت ہمارے سکہ رائج الوقت مین ۴ر سے کچھ زیادہ ہوتی ہے سپرنگر نے جو حساب کیا ہے اُس کی رو سے درہم کی قیمت انگریزی سکہ مین چھ پنس سے آٹھ پنس تک بیان کی ہے اگر پونڈ دس روپیہ کا شمار کیا جائے تو درہم کی قیمت وہی ۵ر کے قریب ہوگی۔ دینار کی قیمت پندرہ فرینک یا گیارہ شلنگ سے کچھ زیادہ [illegible] نے لکھی ہے پونڈ دس روپیہ کا شمار کر کے ہمارے سکہ مین دینار کی قیمت پانچ روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتی ہے علامہ [illegible] پانچ روپیہ کا اور درہم ۴ر کا بیان کیا ہے المامون جلد دوم صفحہ ۱۹۔ اہل شام کے حساب مین سونے کو چاندی سے [illegible] مین ۸ یا ۹ بل کہ ۷ کو ایک کی جو بعد مین ۱۰ یا ۱۲ کو ایک کی نسبت تک بڑھ گئی صوبجات شام اور [illegible] اور ایران اور بابل کا چاندی کا۔ (دیکھو لیف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۲۱۲ حاشیہ) مؤلف۔

Marfat.com

کی طرح اپنے پیشون اور اپنے کامون مین رضامند اور قانع رہے۔ خطرناک ذمہ
پسند کیا اور نہ وہ مجبور کیے گئے لیکن بعض نے جو فوجی خدمت کو پسند کیا اور سپاہیون کے
شریک ہوئے اُن کے علیٰ قدر مراتب وظائف مقرر کیے گئے۔ معترض کی آنکھون کے سامنے
تعصب کا اندھیرا معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ایسی صاف بات تھی کہ اعتراض کو گنجائش ہی نہ تھی۔

اس عظیم الشان تجویز کو مستقل طور پر رائج کر دینے کے واسطے دفتر مرتب کرنا پڑا جس کا نام دیوان
رکھا گیا اور وظائف کے حساب اور فہرستین تیار کی گئین اعلیٰ مراتب کے قبائل اور لوگون کا حساب رکھنا
تو کچھ مشکل نہ تھا مگر لکھوکھا عام اقوام اعراب اور اُن کے قبائل اور کنبون کی فہرستین اور حساب رکھنا
جو فوجی کام اختیار کرنے کے واسطے ہر روز سیل دریا کی طرح امڈے ہوئے چلے آتے تھے بقول
سر ولیم میور کے ایک ایسا کام تھا جو انسان کے کر لینے کا نہ تھا مگر قبائل کی ترتیب اور افواج کی
باقاعدہ تقسیم اور بندش سے اس کام مین کسی قدر سہولیت پیدا کی گئی۔ ہر ایک قبیلہ یا شاخ قبیلہ کے
لوگ اپنے اپنے جدا جدا ستون اور حصون مین تقسیم ہو کر لڑتے تھے۔ فہرستون کی ترتیب بھی اسی کے
موافق ہو گئی اور ہر ایک متنفس اپنے اپنے قبیلہ مین درج فہرست ہو کر شمار مین آگیا۔ اس بات کا بتانا
مشکل ہے کہ دیوان کی فہرستون کے شمار اعداد مین کہان تک پہونچین ہون گے۔ مگر صرف کوفہ اور
بصرہ نو آباد شہرون کی آبادیون سے جو بقول سر ولیم میور کے ڈیڑھ لاکھ اور دو لاکھ تک پہونچ گئی
تھین[1] اس کے شمار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سر ولیم میور نے ایک سرسری اندازہ کیا ہے کہ حضرت
عمرؓ کی وفات سے پہلے تقریباً پانچ لاکھ عرب حدود عرب سے باہر ایران مصر شام وغیرہ مین کام کر رہے
تھے[2]۔ ملک کی اندرونی وظیفہ خوار آبادی کو ملا کر اس کام کی عظمت اور مشکلات اور اُس کے کرنے
والے کی ہمت پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ عقیل ابن ابی طالب اور مخرفہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو
اِن فہرستون کے لکھنے کے واسطے منشی مقرر کیا گیا تھا اور عبداللہ بن ارقم تحویلدار بیت المال خزانہ
تھا جس کو حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر دوسرون کی مانند تجھ کو کچھ سبقت حاصل ہوتی تو مین کسی

[1] انلس اوف دی ارلی خلافت صفحہ ۱۹۶۔ [2] انلس اوف دی ارلی خلافت صفحہ ۲۳۰

[illegible] دیوان کی کیفیت لکھنے کے بعد اس پر کئی ریمارک کیے ہین جن مین سے
[illegible] خیال جو اس عنوان سے کہ حضرت عمرؓ کے ان اصولون نے قبائل عرب کے باہمی مخالفت کے
[illegible] لکھا ہے اس مقام پر درج کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ وہ لکھتا ہے کہ "ایک بڑی قوم کو
[illegible] فتوحات اور اون کی آمدنیون۔ خراج اور غنیمت کو پہلے اخوت کے اصولون پر مساوی طور پر
[illegible] کے بعد جنگی قابلیتون اور روحانی امتیازات کے موافق اپنے درمیان تقسیم کرتے دیکھنا ایک
ایسا نظارہ ہے جس کا نظیر دنیا مین موجود نہین ہے۔ اس تدبیر کا خیال بجائے خود نہایت عمدہ
تھا۔ اس کے سوا کسی اور طریقے سے قبائل عرب کے باہمی رقیبانہ حسد کے خیالات کو دور کردینا
ممکن ہی نہین تھا صفوان اور سہیل اور دوسرے شرفاے قریش نے جو فتح مکہ تک آنحضرت صلعم
کے ساتھ شریک نہوئے تھے کسی سے کم وظیفہ لینے سے اول انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنے سے
زیادہ شریف کسی کو نہین دیکھتے اور کسی سے کم نہین لین گے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ نہین
مین شرافت نسبی کے لحاظ سے نہین دیتا ہون بلکہ اسلام لانے مین سبقت کے لحاظ سے مقرر
کرتا ہون انھون نے جواب دیا کہ "یہ ٹھیک ہے"۔ اور اس لاجواب دلیل کے سوا کسی دلیل سے
اون کا اطمینان نہین ہوسکتا تھا۔ قبائل کے باہمی حسد کے سوا اور بہت سے خطرناک اسباب تھے
مثلاً اقوام اعراب اور اصحاب یعنی اہل مکہ و مدینہ کے درمیان جو رقابت تھی اور دوسرے
بنی ہاشم اور بنی امیہ اور دوسرے قبائل قریش مین جو رقیبانہ خیالات تھے اور جس حسد نے
[illegible] پختہ ہوکر خلافت کے وجود ہی کو خطرے مین ڈال دیا تھا لیکن جس کو کہ عمرؓ کے مضبوط
[illegible] روک دیا اور دبا دیا تھا اس وقت روحانی امتیازات کو معیار حقوق قرار دینے سے
[illegible]

[illegible] عمرؓ نے اس درجہ کے باریک بین اور حق شناس انصاف اور واقفیت سے
[illegible] اس پر کوئی حرف نہین رکھ سکتا تھا اور اگر کوئی ناواقفیت سے اعتراض کرتا تھا تو

اُن کے جواب سے اُس کا [illegible]

محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا کہ کیا ہمارے [illegible]

دیا کہ یہ ایک ہزار اُس کی مان ام سلمہ کے لحاظ سے [illegible]

جیسی ہو تو تجھے بھی ایک ہزار زیادہ دیدون [illegible]

اہل مکہ کے ساتھ آٹھ سو مقرر کئے اور نضر بن انس کے دو ہزار مقرر کئے [illegible]

عمر نے اُسے بتایا کہ اِس کا باپ احد کے دن مجھے میدان جنگ مین ملا تھا [illegible]

شہید ہو گئے ہین تو خدا تو زندہ ہے جو نہین مرے گا اور بڑھ کر مقابلہ کیا [illegible]

جواب کو سُن کر خاموش ہو گیا۔

آیندہ نئے وظائف ہمیشہ مقرر ہوتے رہتے تھے اور اُن مین اضافہ ہوتا تھا [illegible]

روایتین کتابون مین مندرج ہین مثلاً ایک دن حضرت عمر نے لبید بن ربیعہ کو کہا کہ مجھے [illegible]

سنا اُس نے کہا کہ جب سے مجھے خدا نے [illegible] اور سورہ آل عمران سکھلا دی [illegible]

پڑھنا چھوڑ دیا ہے حضرت عمر [illegible] شاعری کے نہایت [illegible]

خوش ہوئے اور اُس کا وظیفہ [illegible] ہزار کر دیا [illegible]

بخشتے تھے مگر اُن کو جو دین [illegible] کوئی قابل [illegible]

سے گویا دوسرے لوگون مین [illegible] تقلید کرنے [illegible]

بیت المال مین خمس غنیمت [illegible] اور عشر اور [illegible]

اور علاوہ اس کے ممالک مفتوحہ [illegible] خالصہ کی آمدنی [illegible]

مین فوج اور دیوانی اور [illegible]

کے کامون کا خرچ بیت المال سے [illegible] لیا جاتا تھا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] سب سے کم وظیفہ والے شخص کو اول درجہ کی تنخواہ والے سے ملا دون گا۔ تمام آمدنی [illegible] ہوتی تھی اُسی وقت خرچ ہو جاتی تھی۔ اور حضرت عمرؓ کو اِس امر کے دیکھنے سے خوشی [illegible] ہوتا تھا۔

کل خراج اور آمدنی کا تخمینہ بتانا ہمارے لئے مشکل ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ کے مفتوحہ [illegible] مین سے چند مشہور اضلاع۔ حلوان۔ اہواز۔ فارس۔ کرمان۔ مکران۔ خراسان۔ جرجان [illegible] رے۔ طبرستان و رویان و نہاوند۔ ہمدان بصرہ و کوفہ کے درمیانی اضلاع۔ ماسبدان [illegible] ور۔ موصل۔ آذربیجان۔ جزیرہ مع اضلاع فرات۔ قنسرین۔ دمشق۔ اردن۔ فلسطین کا خراج [illegible] ہارون الرشید کے وقت مین دو ارب اور ساٹھ کرور درہم کے قریب تھا۔[۵۲] اور متاع [illegible] تھا۔ اور مصر یمن اور حجاز سے قریب چھبیس ہزار دینار خراج آتا تھا۔[۵۳] اِس پچھلے تین صوبون [illegible] خراج مین سے تو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بہت کم آتا ہوگا اور مذکورۂ بالا اضلاع اور دوسرے [illegible] مفتوحہ امصار و دیار سے بھی ایسا باقاعدہ خراج نہین آتا تھا۔ اگرچہ خلفاء عباسیہ کے [illegible] مین بھی آمدنی کی شقین یہی خراج اور عشر اور جزیہ اور زکوٰۃ ہی تھین جو حضرت عمرؓ کے [illegible] مین معین ہو چکی تھین۔ مگر تمام ممالک مفتوحہ مین اُس کا رواج نہین ہوا تھا اور عاملون کو [illegible] بہت ضروری مصارف نکال کر بچت کو بیت المال مین بھیجنے کا اختیار تھا۔

[illegible] فوج کا انتظام درحقیقت سب سے مقدم اور اس عظیم الشان تدبیر دیوان کا اصول تھا [illegible] اصلی جنس اور متاع مسلمانون کے یہی بے روک دست و بازو تھے جن کے معاوضہ مین [illegible] حاصل کیا تھا اور آیندہ حاصل کرنے اور حاصل کیے ہوے کو اپنے قبضہ اور حفاظت [illegible] جن پر بھروسہ تھا پس سب سے زیادہ اہم اور ضروری انتظام فوج کا انتظام تھا اور [illegible] حضرت عمرؓ کی خلافت کا وہ بے نظیر کارنامہ ہے جس کو دنیا ہمیشہ تعجب اور حیرت

[illegible] صفحہ ۲۲۹ [۵۲] المامون۔ حصہ دوم صفحہ ۱۳۔ و ۱۴۔ [۵۳] المامون حصہ

کی نگاہ سے دیکھا کرے گا۔

تمام عرب کے وظائف اور تنخواہین اور روزینہ مقرر کرکے [illegible] طرف سے بالکل فارغ البال اور بے فکر کر دیا گیا تھا زراعت اور تجارت کی [illegible] تھی اور نہ اجازت تھی۔ اُن کا کام اور پیشہ ہتھیار اُٹھانا اور میدان جنگ مین [illegible] خدمت کرنے کے واسطے وہ مجبور تھے۔ کوئی عذر اور حیلہ قابل سماعت نہ تھا۔ دیوان خوار در اصل خلافت کی فوج کا سپاہی تھا۔ وظیفہ خوار عورت سپاہی کی بیوی اور [illegible] مان تھی۔ نوزائیدہ بچہ جس روز سے وہ درج فہرست ہوتا تھا وہ عرب کی فوج کا سپاہی ہوتا تھا اِس انتظام سے عرب کی فوج کا ایک مستقل اور استمراری انتظام کر دیا گیا۔ صرف اُسی زمانہ مین نہین بل کہ اگر وہ انتظام جیسا جاری رہنے کے واسطے بنایا گیا تھا اور عرب کی اقبال مندی کے زمانہ تک جاری رہا اگر اور ہزارون برس بھی جاری رہتا تو نئی فوجون کے بھرتی کرنے اور نئے لشکرون کے برپا کرنے کی کبھی فکر اور ضرورت نہ پیش آتی۔ سر ولیم میور اِس پر لکھتے ہین کہ "اسلام کی آمدنی خراج کو اِس طرح پر اُس جنگی قوم کا ورثہ بنا دینے سے اُن کی جنگی طبیعت اور جوش قائم کر دیا گیا اور خلافت کی فوج کی صورت مین اُن کی خدمت اور ملازمت مستقل اور مستمر ہوگئی۔ اگرچہ اون کی بیکاری اور آرام کے زمانہ مین سازشون اور فتنہ کا باعث ہوتے تھے باین ہمہ وہ اسلام کی پشت و پناہ اور اُس کی فتوحات اور خلافت کے قیام کا ذریعہ تھے۔ اِن وہ جنگی قوم قومون کے فتح کرنے اور اسلام کو شایع کرنے کے مقدس کام کے واسطے [illegible] اور اُس وقت بھی جب کہ مذہبی ولولے کسی قدر کم ہوگئے حضرت عمر کی اِن [illegible] کی وجہ سے عربون کے جنگی جوش ایک مستحد اور متفق قوم کی صورت مین [illegible] تک پورے طور پر قائم رہے۔ قوم کی قوم گویا ایک فوج تھی [illegible] چھاؤنیان اُن کے گھر تھے نہ کہ شہر۔ اُن کا کام جنگ [illegible] متحد قوم ہوگئے تھے جو پشتہا پشت تک ملک گیری [illegible]

"[illegible]"

حضرت عمرؓ کا یہی مستحسن اصول تھا جس کی بنا پر وہ اہل عرب کو زراعت کرنے اور
[illegible] مین آباد ہونے اور گھر بنانے کی اجازت نہین دیتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال اُنکا
[illegible] مین تھا کہ بہت پُرانا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین عتبہ اور اقرع سے جو سند زمین داری
[illegible] لے کر پھاڑ ڈالی تھی اُس کی وجہ کی تہ مین یہی خیال تھا گو اُس وقت اُس کا ظاہر کرنا قبل از
[illegible] تھا۔ اپنے زمانۂ خلافت مین تو وہ علانیہ طور پر اِس خیال کے پابند رہے اور کسی کو زراعت
[illegible] آبادی کے کام مین مصروف نہ ہونے دیا۔ شام اور عراق مین لوگون نے نہایت خواہش سے
[illegible] اور اصرار بھی کیا مگر حضرت عمرؓ نے نہ مانا مصر مین اور اسی طرح دوسرے ممالک مین تاکیدی حکم
[illegible] بھیجے تھے کہ اہل فوج قطعاً زمینداری اور کاشت نہ کرنے پائین۔ اس حکم کے خلاف ایک شخص نے
[illegible] کاشت کی تو آپ نے اوس کو پکڑ بلایا اور نہایت سخت سزا دینی چاہی لیکن اوس نے قطعی توبہ
[illegible] اپنا قصور معاف کرالیا۔ جہان کہین فوجی چھاؤنیان قائم ہوئی تھین اسی خیال کے بنا پر وہان
[illegible] کو پکے گھر بنانے کی اجازت نہین دیتے تھے۔ گھاس پھوس کے کچے گھر بنا کر رہنے کا
[illegible] تھا۔ اگر کوئی پکا گھر بنا بھی لیتا تھا تو اُس کو گرا دیتے تھے۔ غرض کوئی قول اور فعل حضرت
[illegible] اس کے متعلق ایسا نہ تھا جو اسی اصول اور خیال پر مبنی نہ ہو اور اسی سے یہ اصول ایسے
[illegible] اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا کہ صدیون تک جب تک عربون کو اُس کے چھوڑنے پر مجبور
[illegible] اُن سے نہ چھوٹ سکا۔

[illegible] اصول کے اختیار کرنے سے جس قدر کہ اسلامی اغراض کی کامیابی مقصود تھی اسی قدر
[illegible] کے زمینداروں اور کاشتکارون اور رعایا کے ساتھ اون کے حقوق کی حفاظت سے
[illegible] مقصود تھا کسی ملک کی رعایا کو برباد کرنے کی تدبیر اس سے بڑھ کر کوئی نہین ہو سکتی
[illegible] ملک کو زمینداری اور حقوق کاشت کاری سے محروم اور بے دخل کر دیا جائے

Marfat.com

حضرت عمرؓ کی خلافت مین جو اسلام نے بے شمار اضافات ممالک مفتوحہ کی رعایا پر کیے ان
بڑا احسان یہی تھا غرض اس ایک اصول مین ایسی دوبڑی عظیم الشان مصلحتین مخفی تھین جن کا
آیندہ بیان کرنے کا موقع ملے گا ۔

فوج کے انتظام کے متعلق ایک بڑی دانشمندی کا کام جا بجا چھاؤنیان مقرر کرنے کا
اور یہ چھاؤنیان ایسی ضروری اور موقع کی جگہ پر بنائی گئین کہ اُن کے مقرر کرنے کا مقصد بخوبی حاصل ہو سکتا تھا مصر عراق - ایران وغیرہ صوبون مین آٹھ مرکز اس قسم کے قائم کیے گئے
اور ہر ایک مین بچت کی فوج ضرورت کے وقت کام کرنے کے واسطے رکھی گئی - چار ہزار سوار
بچت مین رہتے تھے[1] اسی طرح پر چارہ اور غلہ اور سامان کا انتظام کیا گیا اور اس انتظام کا خرچ
صوبہ کے خراج پر پہلا خرچ ہوتا تھا[2]

گھوڑون اور اونٹون کا ایک بڑا ذخیرہ نہایت کوشش سے جمع رکھتے تھے جو شخص خود اپنے
واسطے انتظام نہ کر سکتا اُس کو گھوڑا دیتے اور عہد لیتے کہ دانستہ گم نہ کرے گا اور کمی خوراک سے
ضایع نہ کر دے گا لیکن اگر لڑائی مین مارا جائے تو وہ ذمہ دار نہین ہوتا اور سال بھر مین چالیس
اونٹ سواری کے لیئے دے دیتے تھے[3]

کوفہ اور بصرہ اور قاہرہ بھی درحقیقت چھاؤنیان تھین اور اسی غرض سے مقرر ہوئی تھین
کی آب و ہوا کے خراب ہونے کے سبب سے سپاہیون کی صحت مین فرق آنے لگا تھا - ایک
جب ایک جماعت اہل لشکر کی حضرت عمرؓ کے سامنے گئی تو اُنھون نے اُن کے چہرون پر زردی
اور کمزوری دیکھ کر حیران ہو کر اس کا سبب پوچھا - اونھون نے جواب دیا کہ زمین شر
اُس کی آب و ہوا عرب کی طبائع کے موافق نہین ہے حضرت عمرؓ نے یہ سن کر
اور موافق آب و ہوا والے مقام کے تلاش کرنے کا حکم دیا کہ ریگستان کی

---

[1] اٹلس اوف خلافت صفحہ ۲۳۱ - [2] اٹلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۲۳۱ - [3] ایالت
دوم باب سیاست فاروق اعظم -

قریب ہو اور عمدہ اور صاف پانی کے نزدیک ہو اور مدینہ اور اُس مقام کے درمیان کوئی دریا یا
ایسی چیز حائل ہو جو مدد کے فوراً وہان پہونچنے کو روکتی ہو۔ سعد بن ابی وقاص نے کنار ریگستان
ہر ایک طرف تلاش و تجسس کی اور کوفہ کے میدان سے بڑھکر بہتر کوئی مقام اون اوصاف سے
متصف نہ پایا۔ جو حیرا کے قریب اور دریا فرات کی مغربی شاخ پر واقعہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی
اس انتخاب کو پسند کیا اور لوگون کو وہان چلے جانے یا مدائن مین رہنے کا اختیار اور اجازت
دی۔ لوگ گروہ کے گروہ وہان جانے لگے۔ اور گھاس پھوس اور نرسل اور مٹی گارے سے مکان
بنا لینے کی اجازت دی۔ ۱۷ھ سنہ ہجری کا سال تھا وہ اِس بات کے نہایت مخالف تھے کہ مستقل
رہائش کے واسطے وہان پختہ اور دیرپا مکان بنائے جائین لیکن جب کئی دفعہ آتش زدگی کی وارداتین
ہوئین اور مکان جل اُٹھے تو آخر حضرت عمرؓ نے اینٹ سے پختہ مکانات بنانے کی اجازت دیدی۔
اور لکھا کہ "یہ عارضی لشکر گاہ صرف مجاہدین کی رہائش گاہ ہے لیکن اگر تم وہان زیادہ مستقل رہائش
اختیار کرنا چاہتے ہو تو خیر اجازت ہے۔ مگر کوئی شخص تین سے زیادہ مکان نہ بنائے اور نہ رسول اللہ
صلعم کے گھر سے زیادہ شان اور آراستگی رکھے"۔ اِس حکم پر شہر از سر نو بنایا گیا اور بازارون کو
سیدھا کر کے باقاعدہ بنایا گیا۔ مرکز مین ایک بڑا چوک جامع مسجد کے واسطے رکھا گیا جہان آخر ایک
نہایت عظیم الشان مسجد بنائی گئی۔ تجارت کی منڈی کے واسطے ایک اور چوک صاف رکھا گیا اور ہر ایک
شخص کو اوس کی ضرورت کے موافق زمین دی گئی۔

منڈی کے قریب سعد نے ایک عالی شان مکان اپنے رہنے کے واسطے بنوایا۔ حضرت عمرؓ
نے سنا کہ سعد نے ایک قلعہ نما مکان بڑے دروازہ والا بنوایا ہے تو ناراض ہوئے
اور مسلمہ کو اوس دروازے کے توڑ دینے کا حکم دے کر بھیجا۔ اور سعد کو لکھا کہ "مجھے معلوم
ہوا کہ تو نے اپنے لیے ایک محل بنوایا ہے جو تیرا قلعہ کہلاتا ہے اور اپنے اور لوگون کے
بیچ بڑا دروازہ بنایا ہے۔ یہ تیرا قلعہ نہین ہے بلکہ دوزخ کا قلعہ ہے تجھے خزانہ
حفاظت کے واسطے ایک محفوظ مکان درکار ہے مگر اپنے رہنے کے واسطے ایسا مکان

Marfat.com

ضروری نہین ہے جو تیرے [illegible]
گرا دینا چاہیئے"۔

بصرہ خلیج فارس سے اوپر دریا کے کنارے پر واقع ہے [illegible]
علاقہ کے فتح ہونے کے بعد فتوحات کی حفاظت اور انتظام اور کسی [illegible]
واسطے ایک فوجی مقام قائم کرنا چاہتے تھے پہلے تو ابلہ کے کھنڈرون پر [illegible]
بن گئے اور وہین رہنے لگے مگر سمندر کے قرب کے سبب سے آب و ہوا [illegible]
رد و بدل ہو کر آخر بصرہ کا پر فضا مقام پسند کیا گیا اور عتبہ بن غزوان نے [illegible]
جب کوفہ بنا ہوا تھا اجازت لے کر اسی وضع پر کچے سے پکے گھر بنائے [illegible]
معافیات اور اراضیات وقف دی گئین مگر چون کہ کوفہ کی آمدنی زیادہ تھی وہ رونق اور آبادی مین
بصرے سے بڑھا رہا[1]

ایک دوسرے مورخ کوفہ اور بصرہ کی آبادی اور رونق کی کیفیت کو اس طرح لکھتے ہین
کہ "کوفہ اسلام کی وسعت اور تمدن کا گویا دیباچہ تھا اہل عرب کی روز افزون [illegible]
عرب کی مختصر آبادی کافی نہ تھی اس ضرورت سے حضرت عمرؓ نے [illegible]
حکومت کسریٰ کا خاتمہ کر کے مداین مین اقامت گزین تھے خط لکھا کہ [illegible]
بساؤ جو ان کا دار الہجرت اور قرار گاہ ہو" سعد نے کوفہ کی زمین [illegible]
پتھر رکھا گیا اور معمولی سادہ وضع کی عمارتین تیار ہوئین اسی وقت عرب [illegible]
آباد ہونے شروع ہوئے یہان تک کہ تھوڑے دنون مین [illegible]
عمرؓ نے یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمیون کے [illegible]
مقرر کر دیئے چند روز مین جمعیت کے اعتبار سے کوفہ نے [illegible]
"مع اللہ" "کنز الایمان" "جمعیۃ العرب" [illegible]

[1] علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۳۳

[illegible] اسلام نے [illegible] حضرت علیؓ نے اس شہر کو دار الخلافت قرار دیا
[illegible] ایک ہزار پچاس شخص جن مین چوبیس وہ بزرگ تھے جو غزوۂ بدر مین رسول اللہ کے
[illegible] رہتے تھے وہان گئے اور بہتون نے سکونت اختیار کرلی۔ ان بزرگون کی بدولت ہر جگہ
[illegible] روایت کے چرچے پھیل گئے تھے اور کوفہ کا ایک ایک گھر حدیث و روایت کا درس گاہ
[illegible] تھا۔

بصرہ بھی اسی مقدس خلیفہ کے حکم سے آباد ہوا تھا اور وسعت علم اور اشاعت حدیث کے
اعتبار سے کوفہ کا ہم سر تھا۔ یہ دونون شہر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرح علوم اسلامی کے دار العلم
خیال کیے جاتے تھے سفیان بن عیینہ جو ایمہ حدیث مین شمار کیے جاتے ہین اکثر فرماتے تھے
[illegible] مناسک کے لیئے مکہ۔ قرأت کے لیئے مدینہ۔ اور حلال و حرام یعنی فقہ کے واسطے کوفہ ہے۔
کوفہ اور بصرہ کی رونق اور آبادی کی ترقی درحقیقت تعجب انگیز تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین آبادی
کی نوبت لاکھون تک پہونچ گئی۔ اور ان نوآباد شہرون مین سلطنت کے دعویدارون کی قسمتون کے
[illegible] ہونے لگے۔

سر ولیم میور نے جو ریماک کوفہ اور بصرہ پر کیا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہوگا کہ "کوفہ اور بصرہ کو
اپنی بنا مین ایسے عدیم المثال تھے خلافت اور خود اسلام کی قسمتون پر حیرت انگیز اثر حاصل
[illegible] آبادی کا بڑا حصہ جزیرہ نما سے آیا اور خالص عرب کی نسلون سے۔ جو قبائل معہ اپنے کنبون
[illegible] کے شکار کے واسطے عراق عرب کی طرف سیلان دریا کی طرح امڈے چلے آتے
[illegible] خصوصاً ان دونون شہرون مین آباد ہوتے تھے۔ کوفہ مین یمن اور جنوب کے قبائل
[illegible] تھے اور بصرہ مین شمال کے بہت جلد وہ دو بہت بڑے اور پر رونق شہر
[illegible] سے ہر ایک مین دو لاکھ اور ڈیڑھ لاکھ متنفس سے کم نہ ہون لگے۔ اسلام کے
[illegible] مورخ مکر نے فوجی کے قول سے اخذ کیا ہے جو اس نے سنہ ۱۵ھ مین زیاد کے وقت مین
[illegible] ان دونون لشکر مین ہزار کنبون اور بصرہ مین ساٹھ ہزار سپاہی اور اسی ہزار کنبون کے موجود

Marfat.com

ادب۔ مذہب اور ملکی معاملات پر باقی تمام اسلامی دنیا کا اثر نہ تھا جتنا کہ اِن دو شہرون کا
جنگی خدمت گاہ بہ گاہ کرنی پڑتی تھی اور باقی وقت بے کاری مین گذرتا تھا جس کو وہ امور
تمدن کے جوڑ توڑ کے مشورون مین گذارتے تھے اور وقت کے معاملات پر بحث کرتے وقت وہ
گذشتہ ایام کی طرف جا نکلنا بہت پسند کرتے تھے اور لڑی ہوئی لڑائیون کو پھر پھر لڑتے تھے جس سے
روایت کا سلسلہ اور اختلاف پیدا ہوا ہے لیکن یہ مباحثے بعض اوقات قبائل کی باہمی رقابت اور
خانگی بدنامیون تک پہونچ جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ لوگ فتنہ انگیز اور فسادی ہو گئے اور یہ دونو شہر
مفسدہ اور ہنگامہ کی جگہ ہو گئے۔

یہ فتنہ جو حضرت عمرؓ کے دانشمند اور مضبوط ہاتھون نے روکے اور دبائے ہوئے تھے
کم زور خلفا کے وقت مین برانگیختہ ہو گئے اور اسلام کے اتفاق اور یک جہتی کو چیر ڈالا اور تکلیف
اور مصیبت کے وقت لے آئے"۔

قاہرہ بھی اسی طرح بنا پاکر آباد ہوا ہے مصر کو فتح کر کے عمرو بن العاص سکندریہ کو اپنا صدر
مقام قرار دینا چاہتا تھا مگر حضرت عمرؓ نے لشکر سے اتنی دور اور ایسے مقام پر رہنا جس کے راستہ
مین دریا کی کئی شاخین حائل ہون ناپسند کیا۔ اِس لیئے وہ شمالی مصر کو واپس آگیا۔ عربون کی ایک
جماعت دریا نیل عبور کر کے مغربی جانب مقام غزیہ پر جا رہی حضرت عمرؓ نے اِس شرط پر وہان رہنے
کی اجازت دی کہ ایک مضبوط قلعہ فوج کی حفاظت کے واسطے بنا لیا جائے۔ فوج کا صدر مقام
ممفس کے قریب مقرر کیا گیا جہان فسطاط (فستات) کے نام سے جس کے معنی لشکرگاہ کے ہین
ایک چھاؤنی قائم ہو گئی اور تھوڑے ہی عرصہ مین وہ عظیم الشان شہر پیدا ہو گیا جو قاہرہ کے
نام سے مصر کا دارالسلطنت ہے عمرو بن العاص نے وہان ایک عظیم الشان مسجد کی بنا رکھی جو
اب تک اُن کے نام سے مشہور ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل) ہونے کی لکھی ہے سر ولیم میور کی اپنی رائے یہ ہے کہ تمام غیر اقوام وغیرہ کی آبادی
مل کر ہر ایک شہر مین تین لاکھ سے کم نہ ہو گی۔

غرض حضرت عمرؓ کے فوج اور ملک کے پرحکمت اور شائستہ انتظام سے جو عجائبات پیدا ہوئے اُن مین سے کوفہ اور بصرہ اور قاہرہ بھی تھا۔

حضرت عمرؓ کا ایک مستقل اور مستحکم انتظامی اصول عموماً اور فوج کی نسبت خصوصاً عرب کی سادہ طرز معاشرت اور سادگی عادات قائم رکھنے کا تھا۔ جیسے کہ وہ عربون کے ممالک غیر مین آباد ہونے یا جاگیر پیدا کرنے کے مخالف تھے ویسے ہی وہ اُن کے اپنی سادگی اور سادہ طرز معاشرت چھوڑ کے دوسرے ممالک کی عادات اختیار کرنے کے عیش و عشرت مین پڑجانے کے خوف سے سخت مخالف تھے۔

فوج کے انتظام کے بعد صیغۂ مال۔ دیوانی خراج محاصل اور محصولات وغیرہ کا انتظام تھا۔ کوئی شخص دنیا مین اس حیرت ناک امر کو تعجب کے بغیر نہ سنے گا کہ حضرت عمرؓ کی دس سالہ خلافت کے زمانہ مین جو ممالک اور صوبہ فتح ہو گئے تھے اُن کا مجموعی رقبہ ہمارے وسیع ملک ہندوستان کے رقبہ کے قریب قریب ہوگا اور اگر عرب کا رقبہ بھی اُس مین شامل کر لیا جائے تو روس کو خارج کر کے باقی تمام یورپ کے رقبہ سے زیادہ ہوگا اتنی بڑی سلطنت کا جو اس قدر جلد فتح ہوئی انتظام کر لینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ حضرت عمرؓ کما حقہ انتظام کر لینے مین کامیاب ہوئے بل کہ یہ دکھانا چاہتے ہین کہ جو اصول نظم و نسق کے اُنھون نے اختیار کیئے تھے اُس سے بہتر اور شایستہ اصول ہو سکتے تھے یا نہین حضرت عمرؓ کا اپنے کام پر اختیار تھا مگر وقت پر اختیار نہین تھا۔ اُن کو صرف اُوس بنیاد کے قائم کرنے کی مہلت ملی جس پر کہ اسلامی سلطنتون کی عظیم الشان عمارتین بنا کی گئین۔ اگر اُن مین کوئی نقص تھا تو وہ اوس بنیاد سے تجاوز کر جانے کا تھا۔

فتوحات کے عقب مین ممالک مفتوحہ کا سول یعنی دیوانی انتظام تھا۔ اس قسم کے انتظام کے واسطے تقسیم ممالک کی ضرورت تھی مگر کوئی نئی تقسیم زیادہ تر نہین کی گئی۔ اونھین اضلاع اور صوبہ جات مین جن مین کہ وہ پہلے تقسیم تھے اُن کو منقسم رہنے دیا اور ہر ایک شہر مین جو صوبہ ضلع کا صدر مقام تھا عمال مقرر کر کے بھیجے۔ یہ عمال عموماً چار قسم کے تھے۔ ایک امیر جس کے تعلق

انتظام کل امور ریاست اور فوج کا انتظام تھا۔ دوسرا قاضی جو فصال مقدمات اور کا کام کرتا تھا۔ تیسرا تحویلدار جس کی سپردگی مین خزانہ رہتا تھا۔ چوتھے وہ علما جو مذہب تلقین اور وعظ کی غرض سے بھیجے جاتے تھے۔ اون کے اپنے اپنے کام علیحدہ علیحدہ تھے اور ہر ایک اپنے کام کے واسطے جواب دہ تھا اِس طرح پر عہدون اور اختیارات کو تقسیم کیا اور بڑی دانشمندی کا کام عام انتظامی اور مالی اختیارات اور عدالت کا جدا کر دینا تھا جس کی ضرورت اِس شائستگی کے زمانہ مین بھی معقول بحثین پیش کی جاتی ہین —

ملک کا باقاعدہ بندوبست شروع کیا عثمان بن ضیف اور حذیفہ بن یمان کو پیمائش کرنے کے کام پر مقرر کیا۔ سواد کے کل اضلاع کی پیمائش تین کرور ساٹھ لاکھ جریب ہوئی اسی طرح پر عراق و شام تک اِس سلسلہ کو وسعت دی اور ایک باقاعدہ اصول اور شرح کے موافق خراج اور مالگزاری مقرر ہوئی۔ یہ شرحین حیثیت ارضی کے موافق مختلف تھین[1]۔ مگر عام شرحین لگان کی حسب ذیل تھین —

نخلستان فی جریب یعنی پون بیگھہ پختہ — ۱۰ درہم (بعض روایات مین پانچ درہم)۔

انگور " — ۱۰ درہم —

نیشکر " — ۶ درہم —

گیہون۔ " — ایک درہم ایک صاع غلہ (پونے چار سیر)۔

جَو — " — ایک درہم دو صاع غلہ —

روئی۔ " — ۵ درہم —

مصر کا خراج فی جریب ایک دینار مقرر ہوا اور عمر بن العاص نے جو مصر کے افسر تھے یہ عہد لکھ دیا کہ اِس شرح سے کبھی زائد نہ لیا جاوے گا۔ اِس لحاظ سے مصر کا بندوبست استمراری سمجھنا چاہیے۔ اِن شرحون مین بھی اکثر کمی اور تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔ [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب سیاست فاروق اعظم۔ [2] المامون حصہ دوم صفحہ ۱۹ —

مورخ اعظم اس مقام کے ذکر مین لکھتا ہے کہ "ایران کا انتظام آدمیون موشیون اور زمینون کی پیداوار اور پھلون کے عملی حساب اور پیمائش پر رکھا گیا خلافت کا یہ قابل یادگار کام جس سے خلیفون کی ہوشیاری اور خبرداری معلوم ہوتی ہے ایسا تھا کہ ہر زمانہ کے حکیم اور فلاسفر اس سے سبق اور ہدایت حاصل کر سکتے تھے[1]"

مال تجارت پر محصول مقرر کیا گیا - یہ محصول مسلمانون سے زکوۃ کی مختلف شرحون سے لیا جاتا تھا - ذمیون سے پانچ روپیہ فیصدی کے حساب سے اور حربیون سے دس روپیہ فی صدی کی شرح سے لیکن زکوۃ کی طرح یہ محصول سالانہ ہوتا تھا اور سال مین اُسی مال پر پھر محصول نہین لیا جاتا تھا اگر غلطی سے لیا جاے تو واپس کر دیا جاتا تھا - ان محصولون کے وصول کرنے کے واسطے ایک جدا عملہ مقرر تھا جن مین بصرہ کی سمندر کی پیداوار کا محصول وصول کرنے والے عمال بھی شامل ہین —

جزیہ صلح اور ذمہ داری حفاظت کا ٹیکس تھا - اُس کی مختلف شرحین تھین مگر چار درہم ماہوار سے زیادہ نہین لیا جاتا تھا - عام شرحین ایک درہم اور دو درہم ماہوار تھے لیکن بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والون اور عورتون اور مفلوج معطل العضو - نابینا - مجنون مفلس یعنی جس کے پاس دو سو درہم سے کم عموماً سب کو معاف تھا -

سر ولیم میور نے پراونشل اور سول اڈمنسٹریشن کو نہایت اختصار سے اِن الفاظ مین بیان کر دیا ہے کہ "فتوحات کے پیچھے سول (دیوانی) انتظام کیا گیا - عراق عرب مین نہرون کو جال کی طرح پھیلا دینے کا کام ہاتھ مین لیا گیا - دجلہ اور فرات کے بند اور رشتہ جو زمانہ دراز سے فراموش ہو گئے تھے اُن کا انتظام دو جدا جدا خاص افسرون کے سپرد کیا گیا - شام اور عراق کی ایک ایک کھیت کی پیمائش کی گئی اور ریاست اور رعایا کی دونون کی قسم کی اراضی پر ایک معین اور یکسان قاعدہ کے موافق لگان مقرر کیا گیا - عراق مین دہقانون یا بڑے جاگیر دارون کی نیابت سے

[1] ہسٹری اوف سراسینس خولفہ گبن واد کلی صفحہ ۶۲ -

Marfat.com

جیسا کہ سناسائیون کے [illegible]

غرض ملک کی آبادی اور سرسبزی اور [illegible]

فروگذاشت نہین کیا گیا۔ "جو لوگ اپنی زمینون اور املاک [illegible]

بلانے کے واسطے حکم بھیجا اور ایک خفیف اور معتدل خراج مقرر کر کے ان کو [illegible]

ذمیون کے نام سے نہایت پختگی سے آباد کر دیا۔[1]"

اہل عرب کی درخواستین شام اور عراق کی زمینین ضبط کر کے ان کو دی جانے [illegible]

کین[2]۔ "ان کی ناراضی بھی گوارا کر لی مگر صحراے شام کے کنارون سے لے کر ایران کے

سلسلہ کوہ تک کسی ایک ٹکڑہ اراضی کی فروخت وغیرہ منع کر دی گئی۔ اس طرح پر اصلی مزارعین

اور رعایا کے واسطے دوگونہ حفاظت کا انتظام ہو گیا جو کسی صورت مین بھی اپنی زمینون اور

املاک سے خارج نہین کیے جاتے تھے پس ملک اپنے اصلی کاشتکارون کے ہاتھ مین رہ کر اور

پرورش پا کر سرسبز اور زرخیز اور مستقل خراج کا ذریعہ ہو گیا۔[3]"

آب پاشی کے کام کو اعلی شایستگی کی دانشمندی سے نہایت سرگرمی سے ترقی دی گئی جو ترقی

زراعت کا اصول اور جڑ تھی۔

فتوحات کی وسعت اور فوج کشی کو کئی دفعہ روک کر امن و آبادی اور زراعت کے کام مین

مصروف ہونے کا حکم دیا۔ ہرمزان کو جب ایک دفعہ شکست دے کر سردار لشکر عرب نے اس کا

تعاقب کرنے اور سامنے کے ملک پر قبضہ کر لینے کی اجازت چاہی تو حضرت عمر نے اجازت

اور حکم دیا کہ آب پاشی کے وسائل اور کام کی درستی اور ترقی اور خوزستان کی قابل زراعت

کی نو آبادی اور زراعت کرانے مین مصروف ہو۔[4]" تمام علاقہ مین نہرون [illegible]

---

[1] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۳۰ [2] انلس اوف خلافت صفحہ ۱۹۴ [3] انلس [illegible]

[4] انلس اوف خلافت صفحہ ۱۹۵ [5] انلس اوف دی خلافت صفحہ [illegible]

خلافت صفحہ ۱۳۰۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ غنیمت سے خراج اچھا ہے[1]" یعنی فتوحات کی جانب توجہ کرنے سے زیادہ ضروری زراعت اور آبادی اراضی مین مصروف ہونا ہے۔

تجارت کی ترقی کے واسطے بھی ایسے ہی آزادانہ اور شایستہ اصول اختیار کیئے گئے غیر ممالک کے باشندون یعنی اہل حرب یا حربیون کو اپنے ممالک مفتوحہ مین آنے اور آزادی سے تجارت کرنے کی اجازت دی اور اُن کی حفاظت کے خود ذمہ دار ہوئے مثلاً اہل منبج نے اسی غرض سے درخواست بھیجی تو اوس کو منظور کر کے اجازت دیدی[2]۔

پولیس[3] اور ڈاکخانہ وغیرہ کی ضروریات کا مناسب انتظام کیا۔ سر ولیم میور خالصہ جاگیرات کو بیت المال مین شامل کرنے کی وجہ مین لکھتے ہین کہ "نہرون کے اوس عظیم سلسلہ کی ضروریات اور ڈاکخانہ اور دوسری قسم کی خدمات کا خرچ آمدنی خراج پر تھا[4]"۔

رفاہ عام کے کام بھی نہایت شایستہ اصولون پر اختیار کیئے گئے۔ کعبہ کے احاطہ کی وسعت زیادہ کردی اور حرم کے نشانون کی تجدید کی[5] اور بڑے چوک کی تعمیر کی ابتدا کی گئی جو تمام اقوام کے عبادت گاہ ہونے کے لائق ہو[6]۔ جو مکانات احاطۂ کعبہ کے بہت قریب تھے اور ساتھ مل گئے تھے اُن کو معاوضہ دے کر اُٹھوا دیا گیا[7]۔

مکہ سے لے کر مدینہ تک سڑک پر سایہ اور پناہ کا انتظام کرایا گیا اور حاجیون اور مسافرون کے ٹھہرنے کے واسطے مکانات تعمیر کرائے گئے[8]۔ جہان جہان کوئین موجود تھے اور بھر گئے تھے یا بند کئے گئے تھے اُن کو صاف کرایا گیا اور جہان پانی نہ تھا وہان کنوئین کھودوا دیئے گئے[9]۔ اور تمام کوئین اور چشمہ قریب کے قبائل کی ذمہ داری مین سپرد کر دیئے گئے[10]۔

---

[1] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۴۳۔ [2] ازالۃ الخفا باب سیاست۔ [3] انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۳۰۔ [4] انلس اوف دی خلافت صفحہ ۱۹۵۔ [5] ازالۃ الخفا و انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۶۳ [6] انلس اوف خلافت ۱۶۳۔ [7] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۶۳۔ [8] ازالۃ الخفا باب سیاست و انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۶۳۔ [9] ازالۃ الخفا باب سیاست۔ [10] انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۶۳۔

Marfat.com

مسجد نبوی کو زیادہ فراخ کر دیا [illegible]
راستہ نکالے گئے اور آمد و رفت کے وسائل [illegible]
گئے۔ نہرین کھودوائی گئین۔ دریاؤن پر پلین بنائی گئین [illegible]
چھتیس شہرون مین جو بقول ایک مورخ کے معاشی لوازم اور [illegible]
مسجدین تعمیر کرائی گئین اور نو سو ممبر جامع مسجدون کے محرابون مین [illegible]
ایک بڑا عظیم الشان کام حضرت عمرؓ کے زمانہ کا بحر احمر اور دریاے نیل [illegible]
بڑی نہر سے ملا دینے کا تھا جس سے مصر اور عرب کی باہمی تجارت مین بہت بڑی ترقی [illegible]
مورخ اس کی کیفیت اس طرح پر بیان کرتا ہے کہ "ایک قابل یادگار کام جو عمرو بن العاص نے سکندریہ
سے فسطاط کو واپس آکر شروع کیا اوس سے مصر سے عرب کو غلہ بھیجے جانے کے وسائل نہایت
سہل ہو گئے۔ قدیم زمانہ مین جو شمالی مصر مین دریاے نیل اور بحر احمر کے درمیان سویز پر آمد و رفت کا
ذریعہ تھا اس کی تجدید کر دی گئی۔ یہ بڑی نہر دریا کی سب سے مشرقی شاخ سے بلبیس کے قریب
شروع ہو کر وادی تملات سے گذر کر اور تمسیہ کے قریب کھاری جھیلون مین سے ہوتی [illegible]
کے نچلے حصہ کے پاس بحر احمر سے جا ملی قدیم اور جدید نہر کے مفصل حالات معلوم نہین
مگر اس مین شبہہ نہین کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین قاہرہ سے عرب کے
جہاز آتے تھے اور دونون ملکون کے درمیان باقاعدہ آمد و برآمد قائم [illegible]
مدینہ کے بندر ینبو پر جا کر اپنی آنکھون سے جہازون کو وہ اسباب اتارتے
مصر کے مینارون کے سایہ کے تلے اون پر لادے گئے تھے [illegible]
پھر ریت اور مٹی سے بھر جانے سے چھوٹ گئی۔[1]
شمار تاریخ اور سنین کے واسطے حضرت عمرؓ نے [illegible]
نام سے اسلام کے ساتھ باقی رہے گا۔

---

[1] ازالۃ الخفاء سند روضۃ الاحباب

اِس سے پہلے سالون کا شمار مختلف طریقون سے ہوتا تھا۔ اُسمین باقاعدگی اور صحت
کرنے کے واسطے سنہ ہجری مقرر کیا۔ ہجرت اگرچہ چوتھی ماہ ربیع الاول کو ہوئی تھی لیکن حضرت
نے ماہ محرم کی پہلی تاریخ سے سال کا حساب شروع کیا جو اب تک بدستور رائج ہے۔
غرض حضرت عمرؓ نے سلطنت اور خلافت کی بنا ایسے شائستہ اصولون پر رکھی اور ایسے
شائستہ اصول اختیار کیے کہ کوئی مہذب سے مہذب گورنمنٹ بھی اُس سے بہتر اصول رکھنے کا
فخر نہین کرسکتی۔ قوانین کا بنانا۔ فوج کا انتظام۔ پولیس۔ اشاعت مذہب کی تدبیرین۔
اک خانہ۔ باقاعدہ مالگزاری۔ انتظام ملک کے محکمہ اور انصاف کی عدالتین۔ رعایا کی خبرگیری۔
رضی وسماوی آفات قحط وبا کا انتظام۔ یہی چیزین ہین جن پر ہر ایک مہذب سلطنت کی بنا ہے۔
قانون اور عدالت کا ذکر ہم آیندہ کرین گے۔ لیکن اِس باب کے ختم کرنے سے پہلے ہم اُن
مالہائی آفتون قحط اور وبا کے انتظام کا ذکر کرین گے جس سے مقابلہ کرنے کے واسطے کسی سلطنت کی
تاریخ مین اُس سے بہتر نظیر نہین پائی جاسکتی۔
حضرت عمرؓ کی خلافت کا پانچوان سال قحط اور وبا کی دوگونہ آفات کے وبال سے تاریک ہوگیا
اس سال کو سال رمادہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے غالبًا اِس وجہ سے کہ حجاز کی گرم اور خشک
لے تپی ہوئی اور جلی ہوئی زمین کی مٹی اور خاک کو اُڑا کر آسمان کو گرد وغبار سے آلودہ کردیا تھا
یرہ نما کے شمالی نصف مین قحط اور خشکی اس شدت سے نمودار ہوئی کہ قدرتی روئیدگی کی
ی اِس طرح جل کر راکھ ہوگئی جیسے اُس کے اوپر آگ جلادی جاتی ہے۔ ریگستان کے
اور جنگلی جانورون کو بھوک اور ضرورت نے ایسا مجبور اور مانوس کردیا تھا کہ بیدھڑک
ان کے پاس چارہ تلاش کرنے کو دوڑے آتے تھے۔ گلے اور ریوڑ جانورون کے بھوک سے
ایسے دبلے ہوگئے کہ پوست واستخوان کے سوا اُن مین کچھ نہ رہا جو انسان کی غذا
آتا۔ بازار خالی اور ویران ہوگئے۔ لوگ محصور فوج کی تنگی کی آخری نوبتون پر پہونچ
کلیف اور مصیبت کی کوئی حد نہ رہی۔ قبائل اعراب کے طائفہ کے طائفہ مدینہ مین

اگر جمع ہو گئے اور اوس مصیبت اور تکلیف کو اور بھی بڑھا دیا[1]

حضرت عمرؓ نے خواب و خورش اپنے پر حرام کر لی اور مسلمانون کی خبر گیری اور دفع کرنے کے واسطے کمر ہمت باندھ لی۔

بیت المال مین جو کچھ کہ تھا یا آتا تھا آخری درہم تک مساکین اور محتاجون مین تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اور جو لوگ غلہ کو بند رکھنے کا کام کرتے تھے اُن کو اس حرکت سے روک کر غلہ کی فروخت کرائی جاتی تھی۔ آسودہ مسلمانون کے گھر دن کے ساتھ محتاج لوگون کو شامل کر دیا اور اون کی خبر گیری کا ذمہ دار ٹھہرایا[2] اور دور و نزدیک کے تمام امیرون اور عمال کو حکم بھیجا کہ غلہ جس قدر ممکن ہو مدینہ کی طرف روانہ کرین اور انھون نے بھی اس مصیبت کے دفع کرنے مین نہایت کوشش اور ہمت اور جلدی سے مدد دی۔ کوئی کوشش اس مصیبت کے دور کرنے مین حضرت عمرؓ نے اُٹھا نہ رکھی[3]۔ اور اطراف کے امیرون مین ابو عبیدہ بن جراح شام سے چار ہزار اونٹ غلہ کے لاد کر لے آئے جو محتاجون اور قحط زدہ لوگون مین دست بدست تقسیم کر دیے گئے عمرو بن العاص نے مصر سے خشکی اور تری دونون کے رستہ سے غلہ بھیجا اور عراق سے بھی امداد ہوئی بے شمار جانور ذبح اور حلال کر کے اہل مدینہ اور قحط زدہ مخلوق کو کھلا دیے گئے[4] حضرت عمرؓ کے ممالک غیر سے غلہ منگوانے اور فراہم کرنے کی کوششون کی کامیابی اس روایت سے ظاہر ہے کہ چند ہی روز مین مصر اور عرب کا نرخ برابر ہو گیا[5]

جس قدر کہ اپنے وسائل سے اس مصیبت کے دفع کرنے کی کوشش کی جاتی تھی اُس سے زیادہ خداوند کریم سے اس بلا کو دور کرنے کے واسطے دعائین مانگتے تھے۔ یہان تک کہ آخر تو ماہ کی تکلیف اور امتحان کے بعد خدا نے باران رحمت سے فضل کیا اور اس مصیبت سے نجات گھاس اور سبزی بہت جلد اُگ آئی اور قبائل اعراب اپنے اپنے گھرون کی طرف رخصت کر

---

[1] انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۳۲۔ [2] ازالۃ الخفا بسیاست [3] ازالۃ الخفا بکمات [4] انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۳۲ [5] انلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۳۳ [6] ازالۃ الخفا بسیاست

Marfat.com

"اِس مصیبت سے ایک یہ فائدہ حاصل ہو گیا کہ ممالک شمالی اور عرب کے درمیان مستقل آمدورفت اور تجارت کھل گئی اور حجاز کے بازارون مین زمانۂ دراز تک شام اور مصر کا غلہ فروخت ہوتا رہا[1]۔

حضرت عمرؓ نے جس مصیبت اور تشویش و تردد سے یہ دن کاٹے وہ خلق اللہ کی ہمدردی خبر گیری اور غم خواری کی ایک بے نظیر مثال ہے۔ اُنھون نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک مخلوق خدا کو آسائش اور کشائش نہ حاصل ہو گی گوشت اور گھی اور دودھ نہ استعمال کرون گا۔[2] چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک دفعہ اون کے غلام نے نہایت گران قیمت کو گھی اور دودھ خریدا حضرت عمرؓ نے اُس کو محتاجون مین تقسیم کرنے کے واسطے بھیج دیا اور کہا کہ مین کوئی چیز جو مہنگی ہو اُسے کی استعمال نہ کرون گا۔ کیون کہ پھر مجھے مسلمانون کی تکلیف اور مصیبت کی خبر نہ رہے گی[3]"۔

زیتون کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ ایک دِن جب اون کا کھانا سامنے آیا تو ایک اونٹ کے گوشت مین سے جو اُس روز ذبح کیا گیا تھا اچھا گوشت چھانٹ کر اون کے واسطے پکا کر ایک پیالہ مین لایا گیا مگر اونھون نے اوس کے کھانے سے انکار کیا اور کھانا منگوایا۔ اور اوس گوشت کو اپنے پرفا غلام کو کہا کہ فلان گھر مین جو تمنع مین ہے جا کر دے آ۔ مَین وہان نہین گیا اور وہ بھوکے ہون گے[4]۔

اپنے بیٹے پر ایک دن کھچڑا کھانے پر ناراض ہوئے اور گھوڑے کی سواری تک ترک کر دی قبائل اعراب کے اکٹھا ہو جانے سے ایک مدینہ کے کئی مدینہ بن گئے۔ حضرت عمرؓ کا معمول ہو گیا کہ دِن اور رات گھر گھر اور کوچہ کوچہ اور اعراب کی جماعتون مین غلہ اور کھانا تقسیم کرتے ہوئے پھرتے اور اپنی اِن تکلیفون کو راحت سمجھتے۔ بے شمار واقعات اون کی خدا ترسی۔ مخلوق کی محبت۔ اور ہمدردی۔ رعایا کی خبر گیری اور غم خواری۔ اور اپنے فرائض کو ایک ایسے عجیب غریب طریقہ مین ادا کرنے کے بیان کیے گئے ہین اور کتب سیر و تواریخ کے بہت سے صفحون کا

---

[1] انس الوف دی خلافت ص ۲۳۲ [2] ازالۃ الخفا باب سیاست و انس الوف دی خلافت صفحہ ۲۳۲ [3] انس الوف دی خلافت صفحہ ۲۳۲۔ [4] ازالۃ الخفا باب تصوف و سلوک۔ ذم الدنیا۔

Marfat.com

دل چسپ مضمون ہین - مگر ہم ایک دو روایتون [illegible] کرن

کو پھرتے ہوئے ایک گھر مین پہونچے جہان سے بچون کے رونے کی

ایک عورت چولھے پر ہنڈیا رکھے ہوئے بیٹھی اس کے نیچے آگ جلا رہی ہے اور

گرد رو رہے ہین حضرت عمرؓ دروازے کے قریب ہوکر پوچھا کہ یہ بچے کیون رو رہے

جواب دیا بھوک سے تو کہنے لگے کہ یہ ہنڈیا آگ پر کیسی رکھی ہوئی ہے اس نے کہا کہ

کے بہلانے کے واسطے اس مین پانی ڈال کر رکھ چھوڑا ہے کہ اس کو دیکھتے دیکھتے سو جائین

یہ سن کر حضرت عمرؓ کے آنسو نکل آئے اور روتے ہوئے بیٹھ گئے - پھر اٹھ کر بیت المال کی طرف

بھاگے اور ایک بوری کو اس مین آٹا - اور گھی - اور چربی خشک کھجورین اور کچھ کپڑے اور

درہم ڈال کر بھر لیا اور اسلم اپنے غلام کو کہا کہ یہ مجھے اٹھوا دے اسلم نے کہا یا امیر المومنین

مین جو ساتھ ہون مین اٹھاؤن گا حضرتؓ عمر نے کہا کہ خدا کے سامنے اس کا مین جوابدہ

ہون مین ہی اٹھاؤن گا - اسلم نے وہ بوجھ اٹھوا دیا اور اس کو لے کر اس عورت کے گھر

پہونچے - خود ہی اس کی ہنڈیا مین کھانا چڑھایا اور بیٹھ کر آگ جلا کر پکایا - اسلم کہتا ہے کہ

آگ کو پھونکنے مین ان کی ریش دراز سے دھوان نکل رہا تھا - جب کھانا پک گیا تو ان

کو کھلا کر اور باقی غلہ وغیرہ ان کو دے کر وہان سے چلے آئے [1]

ابو ہریرہ کہا کرتے تھے کہ فاروق کی قبر پر خدا کی رحمت نازل ہو کیا

مین نے ان کو دیکھا کہ ایک چرمی تھیلا طعام سے بھرا ہوا اپنی پیٹھ پر اٹھائے

جا رہے ہین - ہاتھ مین ایک برتن ہے جس مین زیتون ہے - اسلم بھی

ساتھ شریک ہے - مین بھی ان کے ساتھ ہو لیا یہان تک کہ

دیکھا کہ بنی محارب کے بیس خانہ بدوش وہان اترے ہین

انھون نے اپنی بھوک اور محتاجی بیان کی اس وقت

[1] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک ذم الدنیا -

Marfat.com

واسطے روٹی پکانے مین مصروف ہوگئے اور پکاکر کھلا دی اور لباس اور طعام کے کچھ اونٹ منگوا کر اُن مین تقسیم کر دیے[۱]۔

یہ سلوک اُن کا رعایا اور غیر رعایا سب کے ساتھ برابر تھا دور و دراز سے لوگ مزدوری اور تلاش معاش مین آئے تھے اُن کو کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا اور قحط کے رفع ہونے تک جب تک لوگ وہان ٹھہرے رہے اُن کی ہمیشہ خبر گیری کرتے اور اُن مین پھر کر اُن کی حاجتون کو رفع کر دیتے تھے[۲]۔ غرض نہایت جانفشانی اور مصائب برداری سے اپنی ذات پر تمام تکلیفین گوارا کر کے لوگون کی تکالیف کو رفع کرتے رہے۔ زیتون اور روٹی کے مدت تک کھانے اور دودھ گھی کے چھوڑ دینے سے حضرت عمرؓ کا چہرہ کی قدرتی تر و تازگی اور روشن اور صاف رنگ زردی اور سیاہی سے مبدل ہوگیا اور لاغر اور دبلے ہو گئے[۳]۔

قحط کے بعد ۱۸ھ سنہ ہجری مین اُس سے بھی بری آفت وبا کی نمودار ہوئی۔ یہ وبا شام مین پیدا ہوئی اور حمص اور دمشق وغیرہ مقامات مین جو اہل عرب کے صدر مقام تھے عربون کی عزیز جانین اِس آفت ناگہانی کا شکار ہوگئین۔ اور ملک مین ویرانی اور تباہی پڑگئی۔ شام سے گذر کر صحرا سے گذرتی ہوئی یہی وبا عراق مین پہونچی اور بصرے تک اپنے مہلک پنجون سے شکار کر لیا۔ تمام طرف موت اور مصیبت کود رہی تھی اُس کے بے رحم حملون کے سامنے چھوٹے اور بڑے خاص اور عام کی کوئی تمیز نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو مدینہ بلا بھیجا۔ اُنھون نے مسلمانون کو اِس مصیبت مین چھوڑ کر خود جان بچا کر چلا آنا منظور نہ کیا۔ ابو عبیدہ کا پیام کر حضرت عمرؓ کو نہایت رنج ہوا اور آخر کار خود شام مین جانے اور لوگون کی مصیبت مین شریک ہونے اور اوس کا سبب معلوم کرنے اور اوس کے دفعیہ کی کوشش کرنے کا ارادہ کیا۔ اور مدینہ سے روانہ ہوے۔ حوالی تبوک پر مقام ینبوع پر ٹھہرے جہان اصحاب اور

---

[۱] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت [۲] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک ذم الدنیا۔ [۳] انس الوف خلافت ۲۳۲۔ وازالۃ الخفا۔

Marfat.com

دوسرے خاص لوگ آگے سے آن ملے اور نہایت اصرار سے
وہان سے لوٹ جائین۔ حضرت عمرؓ نے آخر اس صلاح کو مان لیا اور مدینہ کو پھر
موقع ہے جب کہ بعض لوگون نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ آپ خدا کے حکم سے بھاگتے ہین
جواب دیا تھا کہ ہان خدا کے حکم سے خدا کی حکم کی طرف بھاگتا ہون —
حضرت عمرؓ کو خود چلے آئے مگر کیفیت دریافت کرکے ابوعبیدہ کو حکم دے آئے کہ وبائی شہر
سے تمام لوگون سمیت اوٹھ کر صحرا کے بلند اور مرتفع مقامات پر چلے جائین۔ ابوعبیدہ اس حکم کے
مطابق لوگون کو لے کر جولان کی پہاڑیون کی طرف روانہ ہوئے ابوعبیدہ کا راستہ ہی مین طاعون
انتقال ہوگیا۔ مگر جولان مین پہونچ کر وبا جاتی رہی۔ اس وبا سے جو نقصان ہوا وہ پچیس ہزار جانون تک
بیان کیا جاتا ہے[1]۔ مدینہ کے گھرون پر تباہی پھر گئی اور بہت سے مشہور اور معروف اور نامی اصحاب و
اشخاص نے دار فانی سے انتقال کیا۔
حضرت عمرؓ کو سفر شام سے روک دیے گئے تھے مگر جو قلق اون کو اس بلائے بے درمان کے
پیدا ہونے اور عظیم نقصان کرنے سے ہو رہا تھا اوس نے اون کو بازنہ رہنے دیا اور آخر ۱۷ھ مین
شام کا سفر کیا اور ملک کا انتظام کیا اور متوفی اشخاص کے ترکون کی بابت جو جھگڑے تھے اون کا فیصلہ
اس سفر کی زیادہ کیفیت ہم آیندہ باب مین لکھین گے
بعض مورخ حضرت عمرؓ کے خاص خاص کامون کو جن کو سب سے پہلے اونھون نے ہی کیا
اون کی اولیات کے نام سے شمار کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ پہلے ہین جنھون نے امیر المومنین کا لقب
اور پہلے ہین جنھون نے سنہ ہجری مقرر کیا اور بیت المال دیوان مقرر کیا غرض اس کے
کام اولیات کے نام سے شمار کرتے ہین۔ لیکن سچ پوچھو تو اون کے تمام انتظام
ہین کن کن کو شمار کیا جائے —

[1] طبری پانچ ہزار اور انگریزی مورخ پچیس ہزار لکھتا ہے —

Marfat.com

چھٹا باب

ذاتی فرائض اور اُن کی بجا آوری

ان تمام حالات اور واقعات سے جو بیان ہوئے ہین اور ہون گے صاف ظاہر ہے کہ خلافت کا ہر ایک امر حضرت عمرؓ کی ذات ہی سے متعلق تھا اور جس طرح پر وہ اپنے فرائض کو بجا لاتے تھے انسان کے واسطے سبق حاصل کرنے کے لیئے وہ سب سے عمدہ نظائر ہین لیکن اس باب مین ہم ان کے خاص ذاتی فرائض کے نام سے بعض واقعات اور امور کا ذکر کرین گے۔

سب سے بڑا اصول جس پر کہ اُن کے کاروبار کی بنا تھی اور جس کے کہ ہر وقت اور ہر حال مین پابند رہتے تھے وہ ہر ایک چھوٹے بڑے امر مین اصحاب سے مشورہ لینا تھا۔ بلا اصلاح اور مشورہ کوئی کام نہین کرتے تھے اور "شاورہم فی الامر" کے ایسے ہی پابند تھے جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا۔

"ہر ایک جمعہ کو نماز جمعہ سے فارغ ہو کر امیر المومنین تمام اہم تقررات اور ہفتہ بھر کے واقعات جماعت کے روبرو بیان کر دیتے تھے اور یہی واقعات اور امور اور فیصلے عاملون اور صوبون کے گورنرون کے پاس تحریری بھیجے جاتے تھے وہ خود اون کو بطور نظیر سمجھ کر اون پر عمل کرتے تھے لشکر اور عامۃ المسلمین کے درمیان اون کو اعلان اور مشتہر کر دیتے تھے کوئی شخص شہرین یا لشکر ان امور تک سے ناواقف نہین رہتا تھا اور کوئی شخص عوام الناس کی جماعت سے خارج نہین سمجھا جاتا تھا[1]

یہ وہ اصول ہین جنھون نے اون کی خلافت کو جمہوری سلطنت اور دنیا کی بہترین

---

[1] سپرٹ اوف اسلام صفحہ ۱۴۴ —

گورنمنٹ کہلایا ہے۔

فوج اور لشکر کے انتظام اور اوس کی خبرگیری اور نگرانی کے [illegible]

اہل عرب کی طرف آپ ہمیشہ ضروری ہدایتین جاری کیا کرتے تھے کہ مثلاً اپنی [illegible]

تیر چلانا اور سواری کرنا اور مصیبتون مین متحمل اور تکالیف کا عادی ہونا سکھلاؤ۔ نیک اور [illegible]

مثلین اُن کے سامنے بیان کرو۔ نیک اشعار سکھلاؤ۔ جب تک عربون کی کمان مین تیر رہے

اور وہ گھوڑون کی پیٹھ پر ہون گے عزیز رہین گے گھوڑون کو سدھاؤ اور اون کو کام کرنے کے

لائق اور دبلے رکھو۔[1]

سرداران لشکر اور افواج کو سخت تاکید کیا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو خطرے مین نہ ڈالین

اپنی فوج کی جانون کو عزیز سمجھین۔ احتیاط اور دور اندیشی سے لڑائی کرین۔ اسی سبب سے

خالد سے ناراض ہوا کرتے تھے کہ وہ لڑائی مین بے احتیاط اور بے دھڑک تھا۔ آخری دفعہ جب

خالد سے ناراض ہوئے تو اِس کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ شام کے غدر کے وقت وہ ابوعبیدہ

کو احتیاط چھوڑنے اور حمص سے باہر نکل کر دشمن سے لڑنے کی راے دیتا تھا۔

غرض خطرے مین پڑنے اور کوئی ایسا کام اختیار کرنے سے جس مین خطرہ کا اندیشہ ہو

بہت بچتے تھے اور جو کام ایک دفعہ خطرناک اور مضر ثابت ہون دوبارہ اُن کو نہ ہونے دیتے

چنانچہ سنہ ۱۹ھ مین اُنھون نے ایک دفعہ جنگی جہاز تیار کروا کر بحر احمر مین ابی سینیا کی طرف

ایک فوج اِس غرض سے روانہ کی کہ مسلمانون پر جو حملہ ساحل پر یا نیو بیا کے کنارون پر ہو

اُن کو روک دیا جاے۔ جہاز شکستہ ہو گئے اور مہم مین بہت ناکامی اور نقصان ہوا اور حضرت

نے عہد کر لیا کہ ایسا خطرناک کام دوبارہ نہ کرین گے۔

کسی ایک لڑائی کے فتح ہونے کے بعد فوج کو مہینون اور بعض [illegible]

باوجود اُن کے اصرار کے آگے بڑھنے اور حملہ کرنے کی اجازت نہین [illegible]

---

[1] ازالۃ الخفا باب کلمات۔

Marfat.com

رعایا مین عملون کے روکنے اور دشمن کو دفع کرنے کے واسطے ہوتی تھین - لڑائی سے صلح کو زیادہ پسند کرتے تھے - اور ایک بڑی احتیاط یہ کرتے تھے کہ جب ایک ملک مین لڑائی ہوتی تھی تو دوسرے ملک مین جنگ کرنے کی اجازت نہین دیتے تھے - تاکہ ایک ہی وقت مین لڑائیون مین مصروف ہوکر ایک دوسرے کی امداد کے ناقابل نہ ہوجائین - اسی قسم کی احتیاطون اور نگرانی کا نتیجہ وہ عظیم الشان کامیابی تھی - سپاہیون کی درستی اخلاق کے لحاظ سے یہ حکم دیا تھا کہ چار ماہ سے زیادہ کسی سپاہی کو لشکر مین رہنے کو مجبور نہ کیا جائے اگر وہ گھر آنے کی رخصت چاہے تو اجازت دی جائے -

اُن کا ایک ممتاز اور مستقل اصول جو مسلمانون کو عموماً اور اہل لشکر کو خصوصاً اپنی قدیم سادگی اور اسلامی ابتدائی سادہ دستورات معاشرت اور طرز زندگی قائم رکھنے کا تھا اوس کی نہایت عجیب و غریب اور دلچسپ طریقہ مین نگرانی کرتے تھے اور اپنے ضروری اور اہم فرائض مین اوس کو شمار کرتے تھے - وہ خوب جانتے تھے کہ جو عظیم الشان سلطنتین ایک مردہ جسم کی طرح اون کوٹی مین وہ عیش و عشرت کے زہریلے سانپ کی کالی موٹی مین اور یہی زہر قاتل اگر مسلمانون مین اثر کر گیا تو وہ رفتہ رفتہ خون مردانگی اُن جسم سے نچوڑ لے گا اور ایسے ہی مردے رہ جائین گے اِسی اصول کے مطابق سب سے اول تو اپنی زندگی عجیب و غریب سادگی سے بسر کرتے تھے جس کے حالات آیندہ بیان ہون گے اور اوس کے بعد اپنے عمال اور عہدہ دارون کو سخت تاکید اس امر کی کرتے تھے اور اس کی خلاف روی کو اتنا بڑا جرم سمجھتے تھے کہ اُن کو امیری اور عمالی سے معزول اور برطرف کردیتے تھے جیسا کہ بعض امیرون اور عمال کے حالات سے جو ہم لکھین گے معلوم ہوگا - عام طور پر بھی لوگون کو ایسی غلطی کرنے پر نہایت تنبیہ کرتے تھے اور اُن کی حقارت کرتے تھے - اِس قسم کے بے شمار واقعات ہین جن مین سے صرف ایک واقعہ بطور مثال کے ہم بیان کرین گے اور باقی بخوف طوالت چھوڑ دین گے - گو بعض اور حالات سے اُن کی اس اصول کی پیروی واضح طور پر معلوم ہوگی -

Marfat.com

احنف بن قیس بیان کرتا ہے کہ فتوحات عراق اور ایران کے زمانہ مین ہم آ
پوشاکین بھی دستیاب ہوئین جب ہم مدینہ کو آئے تو ہم اونھین پہن کر حضرت عمرؓ کے
حضرت عمرؓ نے ہماری طرف دیکھ کر مونہہ پھیر لیا اور ہم سے ملنا اور گفت و گو کرنا پسند
یہ برا معلوم ہوا اور عبداللہ بن عمرؓ سے ہم نے شکایت کی اونھون نے کہا کہ اس کا سبب یہ
لباس ہے جس کو وہ پسند نہین کرتے۔ ہم نے اپنے گھر آکر اوس لباس کو اتار ڈالا اور معمولی کپ
پہن کر حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ ہم کو دیکھ کر حضرت عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم مین سے ہر ایک آدمی
سلام کہا اور ہم کو گلے سے لگایا گویا اس سے پہلے اونھون نے ہم کو دیکھا ہی نہین تھا جب ہم نے
مال غنیمت اون کے سامنے پیش کیا تو اوس کے تقسیم کرنے مین اوس مین سے ایک قسم کی لذیذ
اور خوشبودار مٹھائی نکلی حضرت عمرؓ نے اوس کو چکھا اور ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ "اے
مہاجرین اور انصار کی جماعت۔ یہ وہ طعام ہے جو بیٹے سے باپ کو اور بھائی سے بھائی کو
قتل کرائے گا۔"

وہ مٹھائی کسی کو نہ دی اور آخر ایسے مسلمانون کے بچون مین تقسیم کرا دی جو مہاجرین اور انصار مین سے
آن حضرت صلعم کے سامنے شہید ہوئے تھے [1]

سرداران لشکر اور عمال کو اس اصول کی پابندی کی ہمیشہ تاکید کرتے رہتے تھے چنانچہ
ابو عثمان نہدی بیان کرتا ہے کہ جب ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربیجان مین تھے تو حضرت عمرؓ کا
نامہ اس مضمون کا پہونچا کہ سب لوگ تہبند باندھین چادر اوڑھین اور جوتے پہنین۔ اپنے باپ
اسمعیل کے لباس کو ضروری سمجھین۔ عیش و عشرت اور عجمون کے لباس سے بچین۔ دھوپ برد
کرنے کے عادی رہین۔ کیون کہ یہی عرب کا حمام ہے سختی اوٹھانے اور سخت اور موٹے کپڑے پہنے
ضروری سمجھین۔ کپڑے کو پرانا ہونے تک پہنین۔ گھوڑے پر جست کرکے سوار ہونے اور شاہ
کرنے کی مشق کرتے رہین۔

[1] ازالۃ الخفا تصوف وسلوک [2] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ اپنے اس خیال کو صرف مسلمانون اور عربون کی نسبت ہی پورا نہین کرتے تھے. بل کہ غیر قوم اور غیر مذہب کے لوگون کو بھی شاندار لباس مین دیکھنا اور اون سے ملنا پسند نہین کرتے تھے سر ولیم میور کے الفاظ مین ہم ایک واقعہ بیان کرتے ہین کہ" جب ہرمزان گرفتار ہوکر مدینہ پہونچا تو اُس کو حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کرنے کے واسطے لے کر چلے حضرت عمرؓ کوفہ کی سفارت سے ملاقات کرکے جس مین اُنھون نے صوبہ کے بہت سے انتظامی کام کو انجام دیا تھا تھکن سے بڑی مسجد مین اُسی طرح درہ ہاتھ مین لیئے ہوئے فرش پر پڑکر سو گئے تھے ہرمزان جب صحن مسجد مین پہونچا تو ہرمزان نے پوچھا کہ خلیفہ کہان ہین اور اون کے محافظ اور پہرہ دار کہان ہین ۔ درحقیقت کسرائے ایران کے عالیشان محلون کے مقابلہ مین جن کے دیکھنے کا وہ عادی تھا اس قوی تر خلیفہ کے گرد وپیش کے سادہ سامان کو دیکھنا ایک عجیب نظارہ تھا حضرت عمر آواز سے چونک اُٹھے اور معلوم کرکے کہ یہ اجنبی کون شخص ہے فرمانے لگے کہ حمد ہے اُس خدا کے لیئے جس نے تجھے اور تیرے جیسون کو مغلوب کیا ہے حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اُس کا یہ شاندار لباس اُتروا کر موٹے کپڑے پہنا کر اُن کے سامنے لایا جائے ۔ تب اُسی طرح درہ ہاتھ مین لیئے ہوئے اُنھون نے اوس کو اُس کی متواتر عہد شکنی پر ملامت کی ۔ ہرمزان نے پانی مانگا حضرت عمرؓ نے پانی پلانے کا حکم دیا ۔ اُس نے کہا کہ مین ڈرتا ہون کہ پانی پینے سے پہلے کوئی بے خبر مجھ کو مار ڈالے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ پانی پینے تک تیری جان سلامت رہے گی ۔ ہرمزان نے یہ عہد لے کر پانی پیالہ سے گرا دیا اور کہا کہ مین تو اِس طرح اپنی جان بچانا چاہتا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "تیرا یہ دھوکا نہ چلے گا ۔ مسلمان ہونا یا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا ۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوا اور وظیفہ پاکر بڑی حرمت کے ساتھ مدینہ مین رہا"[1]

بیت المال کی حفاظت اور نگرانی اُن کے اپنے ذمہ تھی ۔ اور عجیب و غریب طریقہ سے اپنے اِس فرض کو بجا لاتے تھے ! ایک دن احنف بن قیس شرفاء عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق سے

---

[1] اٹلس اوف خلافت صفحہ ۲۵۳ ۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ آپ ایک [illegible]
ایک گمشدہ اونٹ کی تلاش مین دوڑ رہے ہین نہایت گرمی کا دن تھا
دیکھا تو کہا کہ آدھ گھڑی دیر تک اونٹ تلاش کرین کیون کہ اُس مین بیواؤن اور یتیمون
کا حق ہے۔ ایک آدمی اُن مین سے کہنے لگا کہ اے امیر المومنین آپ بیت المال کے
اونٹ تلاش کرنے کا حکم کیون نہین دیتے۔ کہنے لگے کہ مجھ سے اور اجنف سے کون سا
غلام اچھا کام کرے گا جو شخص مسلمانون کا والی ہو اُس کے ذمہ وہی فرائض ہوتے ہین جو ایک لڑکے
اپنے نوکر کے ذمہ ہوتے ہین [1]۔

ابی بکر انسی بیان کرتا ہے کہ ایک دن مین حضرت عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ بیت المال مین گیا
حضرت عثمانؓ سایہ مین بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ اُن کے پاس کھڑے ہو گئے حضرت عمرؓ صدقہ کے
اونٹون کے رنگ اور دانت دیکھ کر بتاتے تھے اور حضرت عثمانؓ لکھتے تھے سخت گرمی کا دن تھا حضرت
عمرؓ دھوپ مین کھڑے ہوئے تھے دو کالی چادرین لون کے اوپر تھین ایک کمر مین باندھی ہوئی تھی
اور دوسری سے سر لپٹا ہوا تھا حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو اس حال مین دیکھ کر قرآن مجید سے شعیب کی
بیٹی کا قول "استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین" پڑھا اور حضرت عثمانؓ سے حضرت
عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم مین یہ "قوی امین" ہین۔

حضرت عثمانؓ کا ایک غلام بیان کرتا ہے کہ ایک گرمی کے دن مین مین حضرت [illegible]
اون کے ایک بالاخانہ مین مال وغیرہ کے سنوارنے کا کام کر رہا تھا دفعتاً ایک آدمی [illegible]
جو دو شتر بچے ہانکے ہوئے لیے جا رہا ہے زمین ایسی تپی ہوئی تھی کہ آدمی [illegible]
چلے جاتے تھے حضرت عثمانؓ نے دیکھ کر کہا کہ یہ کون شخص ہے اور اس کا [illegible]
حرارت مین جا رہا ہے۔ ٹھنڈا ہونے تک یہ شہر مین کیون نہ ٹھہر گیا حضرت [illegible]
باندھے ہوئے تھے دور سے پہچانے نہین گئے جب قریب آئے تو [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت

Marfat.com

اور حضرت عثمانؓ سے کہا کہ یہ تو امیر المومنین جا رہے ہین حضرت عثمانؓ نے کھڑکی سے مونہہ باہر نکالا مگر لو کی گرمی سے پھر اندر کر لیا۔ جب حضرت عمرؓ برابر مین آے تو اون سے پوچھنے لگے کہ ایسے وقت مین آپ کیون گھر سے نکلے ہین۔ اُنھون نے جواب دیا کہ صدقہ کے اونٹ چرنے کو چلے گئے تھے اور دو شتر بچے پیچھے رہ گئے تھے مین نے ارادہ کیا کہ اون کو چراگاہ مین چھوڑ آؤن۔ حضرت عثمانؓ نے کہا آپ سایہ مین ٹھہرین ہم آپ کا کام کر دین گے۔ مگر وہ یہ جواب دے کر "آپ ہی سایہ مین رہین" نکل گئے حضرت عثمانؓ بولے کہ جس نے "قوی امین" کو دیکھنا ہو وہ ان کو دیکھے[1]۔ اپنے ہاتھ سے بیت المال کے اونٹون کو تیل ملتے تھے ایک دن ایک شخص نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے یہ کام کیون کرتے ہو تو کہنے لگے کہ خدا نے مجھے ان کا نگہبان کیا ہے اور مجھ سے ہی اس کا سوال ہوگا[2]۔ حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے کہ اُنھون نے ایک دن حضرت عمرؓ کو ایک اونٹ کا پالان اُٹھائے ہوئے ابطہ کی طرف جاتے دیکھا اور پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ اُنھون نے جواب دیا کہ صدقہ کے اونٹون مین سے ایک اونٹ الگ ہو گیا ہے اُس کی تلاش مین جاتا ہون[3]۔

بیت المال کی حفاظت اور تقسیم مین اپنے اہل و عیال کے کسی زیادتی کے روادار ہونے کی نہایت احتیاط کرتے تھے بحرین سے ایک دفعہ مشک آئی تو کہنے لگے کہ کسی عورت سے اسکو وزن کرانا چاہیے اُن کی بیوی عاتکہ نے کہا کہ مین وزن کر دیتی ہون۔ مگر اس خیال سے انھون نے نہ مانا کہ اُس کے کپڑون مین لگی رہ جائے گی[4]۔

شام سے ایک دفعہ جب زیتون آیا پیالہ سے اُس کو تقسیم کیا۔ جب تقسیم ہو چکا تو پیالہ مین جو کسی قدر تیل رہ گیا وہ اُن کے ایک بیٹے نے پونچھ کر اپنے سر کے بالون کو مل لیا۔ حضرت عمرؓ نے جو دیکھا تو بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ تیرے بال مسلمانون کے مال کی طرف بہت رغبت کرنے والے ہین اُس کا ہاتھ پکڑے ہوئے حجام کے پاس لے گئے اور اُس کے سر کے بال منڈوا ڈالے[5]۔

---

[1] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت۔ [2] طبری صفحہ ۱۲ ۔ [3] ۵۴۔ [4] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت۔

Marfat.com

ایک دن ان کی ایک [illegible]
منھ مین ڈال لیا حضرت عمرؓ کو جو معلوم [illegible]
روتی ہوئی گھر چلی گئی تھی۔ وہان پہونچ کر اس کے [illegible]
اور عمر کی اولاد کا اتنا حق نہین ہے [illegible] اور مسلمانون کا ہے [illegible]
بیت المال کو صاف کرتے ہوئے ایک درہم پایا اور وہ حضرت عمرؓ کے [illegible]
کے ہاتھ مین کھیلنے کو دے دیا حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا تو ابو موسیٰ کو بھی [illegible]
درہم لوٹا دیا۔[2]

حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ نے چراگاہ مین اونٹ چرائے ان سے محصول
مین نصف لے لیا۔[3] غرض ایسے عجیب طریقہ سے اپنی حفاظت اور نگرانی کے فرائض کو
ادا کرتے تھے۔

مدینہ مین تو وہ امیر اور حاکم اور قاضی امام اور کوتوال چوکیدار اور سپاہی اور پیادہ اور چٹھی
رسان وغیرہ ہر ایک کا کام قریباً وہ خود ہی کرتے تھے۔ سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن
بیان کرتے ہین کہ لوگون کی حفاظت اور خبرگیری کی یہان تک نوبت تھی کہ آپ خود ان [illegible]
کے پاس چلے جاتے تھے جن کے خاوند لشکرون مین گئے ہوئے تھے۔ اون [illegible]
جاکر سلام کہتے اور پوچھتے کہ تم کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو منگوا لو۔ مین خود بازار [illegible]
تم خرید و فروخت مین دھوکا کھاتی ہوگی۔ اون کی ضرورت کی چیزین [illegible]
کے لونڈی غلامون کو ساتھ لے کر بازار کی طرف چلے جاتے تھے [illegible]
لوگون کی لونڈیون اور غلامون کا ایک لشکر ان کے پیچھے [illegible]
کی چیزین خرید کر دیتے جو بسبب محتاجی کے خود نہین [illegible]
خرید کر دیتے۔

---

[2] [3] ازالۃ الخفا حکایات گشت۔

لشکرون سے جب قاصد چٹھیان اور خطوط لے کر آتے تھے تو خود بنفسہ جاکر اُن کے گھرون مین خطوط پہونچا آتے تھے اور کہتے کہ تمھارے خاوند خدا کی راہ مین کام کر رہے ہین اور تم رسول اللہ کے شہر مین ہو۔ اگر تمھارے پاس کوئی خط پڑھنے والا ہو تو بہتر ورنہ دروازہ کے قریب آجاؤ مین پڑھکر سنادونگا۔ چلتے وقت یہ بھی بتا آتے کہ فلان روز قاصد مدینہ سے روانہ ہوگا۔ اگر خط دینا ہو تو لکھ رکھنا اُس روز پھر اُن گھرون مین جاتے قلم دوات اور کاغذ ساتھ لیجاتے جس نے خط لکھوا رکھا ہوتا اُس سے لے لیتے اور جو نہ لکھوا سکے ہوتے اُن کو خود لکھ دیتے اور سب جمع کرکے روانہ کردیتے [1]

حضرت عمرؓ ایک مدت تک خود کوتوال اور چوکیدار کا کام بھی کرتے رہے۔ دِن کو اور رات کو شہر مین اور رعیت کے درمیان گھومتے تھے اور نگرانی حفاظت اور خبرگیری کرتے تھے اور اِس کا کماحقہ انتظام کرنے کے واسطے امتحان کرتے تھے ۔

مثلاً ایک رات گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی کے پاس سے گذرے جو اپنے خیمہ کے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ اوس کے پاس اوس کا حال پوچھنے کے واسطے بیٹھ گئے کہ وہ شہر کی طرف کس ضرورت سے آیا ہے۔ اسی اثنا مین خیمہ مین سے رونے کی آواز سنی تو پوچھا کہ یہ کون روتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے کی کوئی بات نہین۔ میری عورت کو دردزہ ہو رہا ہے حضرت عمرؓ اُس کا یہ جواب سن کر سیدھے اپنے گھر کو آئے اور اپنی بیوی ام کلثوم سے کہا کہ کپڑے پہن کر میرے ساتھ چلو اور اونھین ساتھ لے کر اوس اعرابی کے پاس گئے اور اوس سے اجازت لے کر ام کلثوم کو خیمہ کے اندر بھیجا۔ کچھ عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ ام کلثوم نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ یا امیرالمومنین اپنے صاحب کو لڑکا پیدا ہونے کی خوش خبری دیجیے۔ وہ اعرابی امیرالمومنین کا نام سُن کر چونکا اور سامنے آکر معذرت کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کچھ مضائقہ نہین۔ تم صبح میرے پاس آنا وہان سے گھر چلے آئے اور صبح وہ شخص حاضر ہوا اور اوس کے لڑکے کا وظیفہ مقرر ہوگیا [2]

---

[1] ازالۃ الخفا حکایات سیاست۔ [2] ازالۃ الخفا حکایات گشت ۔

عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ [illegible]
کہا کہ آپ نے مجھے کیون نہ بلا بھیجا تو فرمانے لگے مجھے خبر ملی ہے کہ اس
کے باہر اترا ہے اور قافلہ والے لوگ سفر کی تکان سے بے ہوش ہو رہے ہین
اون کی حفاظت کرین ۔ چنانچہ ہم جاکر ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور
اس شبانہ گشت سے بعض اوقات نہایت نتیجہ خیز باتین پیدا ہوتی تھین ۔ مثلاً
اسی طرح ایک قافلہ کی حفاظت کرنے کے واسطے گئے تو ایک عورت کے بچے کا دودھ چھڑا
کوشش کرتے ہین بچہ کو روتا دیکھ کر اور اس کا سبب معلوم کرکے بچون کے دودھ چھڑانے پر
مقرر ہونے کی قید اٹھادی ۔

اسی طرح ایک رات مدینہ مین پھر رہے تھے کہ ایک مکان سے ایک عورت کی آواز آئی جو یہ
اشعار پڑھ رہی تھی ۔

تطاول ہذا اللیل فتسری کواکب	آج کی رات لمبی ہوگئی اور ستارے گھوم رہے ہین ۔
وارقنی ان لا ضجیعا الاعبہ	اور مین جاگ رہی ہون کہ میرے پاس میرا ہم خواب نہین ہے
	جس کے ساتھ مین کھیلون ۔
فواللہ لولا تخشی عواقبہ	خدا کی قسم اگر اس کی عاقبت کا خدا سے خوف نہ ہوتا
لزعزع من ہذا السریر جوانبہ	تو اس چارپائی کی طرفین یا چولین ہل رہی ہوتین ۔
مخافۃ ربی والحیا یصد نی	اپنے رب کا خوف اور حیا مجھے روکتا ہے
واکرم بعلی ان تنال مراتبہ	اور اپنے خاوند کی تعظیم کرتی ہون کہ اس کی [illegible]

حضرت عمرؓ کے دل مین یہ بات کھٹک گئی اور تحقیق کیا کہ ایک عورت [illegible]
رہ سکتی ہے ۔ آخر چار مہینہ حد مقرر کی اور سرداران لشکر کو [illegible]
نہ رکھین اور اگر اجازت مانگے تو اجازت دین ۔

سلہ ازالۃ الخفا حکایات گشت ۔

اس قسم کے واقعات رات کو گشت کرنے اور لوگون کے حالات کو تفحص کرنے اور خبر گیری کرنے کے بہت سے ہین - مگر صرف یہ واقعات کی گشت ہی مین لوگون کے حالات نہین دریافت کرتے تھے دن مین بھی گھومتے تھے مدینہ مین پھرنے کے واقعات کے علاوہ جیسے کہ خفاف بن ایمن غفاری کی لڑکی کے ساتھ تسلوک اور رحم کرنے کا واقعہ ہے جو آیندہ بیان ہوگا سفر مین بھی جہان موقع ملتا تھا رعایا کا حال دریافت کرتے تھے اور اپنا فرض ادا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب شام سے واپس آرہے تھے ابن عمر بیان کرتے ہین کہ اپنے ہمراہیون سے علیحدہ ہوکر ادھر اُدھر لوگون کا حال دریافت کرتے ہوئے پھر رہے تھے کہ ایک بڑھیا کے جھونپڑے مین داخل ہوئے اور اُس سے باتین کرنے لگے - اوس عورت نے پوچھا کہ اے شخص عمرؓ کا کیا حال ہے - آپ نے جواب دیا کہ وہ شام سے واپس آرہا ہے - بڑھیا نے کہا کہ خدا اسری طرف سے اُسے جزائے خیر نہ دے - حضرت عمرؓ نے پریشان ہوکر پوچھا کہ کیون - اُسنے جواب دیا کہ جب سے وہ والی ملک ہوا ہے مجھے کچھ وظیفہ اور عطیہ نہین دیا - آپ نے کہا کہ اُس کو تیرا حال کیون کر معلوم ہوتا کہ تو تنہا جنگل مین اِس مقام پر رہتی ہے اُس نے جواب دیا کہ سبحان اللہ وہ لوگون مین گھومے اور میرا حال نہ جانے - خوف خدا سے حضرت عمرؓ کے آنسو نکل آئے اور اپنے حال پر افسوس کرنے لگے اور اوس بڑھیا کو کہا کہ تو اپنی شکایت کو کتنی قیمت کے عیوض بیچنا چاہتی ہے - اُس نے جواب دیا اے بندۂ خدا مجھ سے کیون ہنسی کرتا ہے - آپ نے جواب دیا مسخری نہین کرتا سچ کہتا ہون دیر تک اُس سے باتین ہوتی رہین آخر پچیس دینار مقرر ہوئے - اسی حال مین حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود آگئے اور السلام علیک یا امیرالمومنین کہا عورت امیرالمومنین کا نام سن کر چونکی اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر پشیمان ہونے لگی - حضرت عمرؓ نے کہا کوئی ڈرنے کی بات نہین - اور پچیس دینار اوس کو دے کر اور راضی کر کے چلے آئے[1]

اون کی خلق اللہ کی خدمت اور خبر گیری کرنے کی بعض مثالین انتہائی مثالین ہین جس سے کوئی خدمت خیال مین نہین آسکتی ایک اندھیری رات کو وہ گھر سے نکلے اور طلحہ کہین جاتے

[1] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت -

دیکھ کر ان کے پیچھے ہو لیا [illegible]
گھر کے اندر چلے گئے صبح کے وقت طلحہ اسی [illegible]
عورت تھی اوس سے پوچھنے لگے کہ رات کو ایک شخص تیرے پاس [illegible]
کہ اوس نے اتنی مدت سے مجھ سے عہد کیا ہوا ہے کہ اپنی معذوری [illegible]
کر سکتی وہ کر دے کوڑا اور نجاست گھر سے اٹھا دے طلحہ یہ سن کر خاموش چلا [illegible]
نادم ہوا۔[1]

اس طرح پر خلق اللہ کی خدمت اور خبر گیری کرنا ان کی اپنی خلافت کے زمانہ [illegible]
پہلے بھی اس قسم کی نیکی کے کام وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ایک رات [illegible]
بیوہ عورت کی اسی قسم کی خبر گیری کو گئے تو حضرت ابوبکرؓ کو وہان پایا۔[2]

حضرت عمرؓ کے انصاف اور عدالت کی تو قسم کھانی چاہیئے یہی ان کا عظیم الشان وصف تھا
جس نے جناب سرور کائنات سے "فاروق" کا پیار اور بزرگ خطاب دلوایا تھا اور جو کہ [illegible]
ہر ایک قسم کی قابلیت اور طبیعت کی پناہ اور ہر کام میں اظہر من الشمس تھا [illegible]
رعایا۔ غیر رعایا۔ عزیز و بیگانہ۔ ہر ایک کے ساتھ یہان تک کہ اپنی ذات کے ساتھ [illegible]
اور عدالت کو یکسان تعلق تھا۔ آن حضرت صلعم کے زمانہ کے واقعات ہم بیان [illegible]
بنا پر آن حضرت صلعم کا یہ فیصلہ تھا کہ "عمرؓ حق کہتا ہے گو کڑوا ہو" اون کی خلافت [illegible]
چند مشہور واقعات کا لکھنا کافی ہوگا۔

جبالہ کا واقعہ اسی قسم کے واقعات میں سے ہے جو غسان [illegible]
برائے نام نائب در اصل اس شمالی صوبہ کا خود مختار حکمران [illegible]
میں جبالہ قیصر کی حمایت میں مسلمانون سے لڑتا رہا۔ مگر [illegible]
پاس آکر مسلمان ہو گیا اور نہایت تزک [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت [2] [illegible]

Marfat.com

خاندان کی شہرت کے سبب سے بہت کچھ عزت ہوئی اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ مکہ مین حج کرنے کے واسطے آیا طواف کی حالت مین ایک غریب اعرابی کا پانوٗن اوس کے فاخرہ لباس پہ اتفاق سے رکھا گیا جس سے اُس کا پاؤن لڑکھڑا گیا متکبر بادشاہ نے غصہ مین آکر اُوس مسلمان کے مونہہ پر تھپڑ مارا اُس نے حضرت عمرؓ کے پاس جاکر فریاد کی اور جبلہ طلب ہوا جبلہ اِس طلبی سے بہت حیران ہوا اور گھبرایا۔ جب حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو اوسنون نے جرم کا اقرار کرنے پر اوس اعرابی سے ایک تھپڑ کھا لینے یا معاف کرانے کا سادہ فیصلہ صادر کیا جبلہ نے متحیر ہو کر کہا کہ کیا یہ بیابان کا ناچیز اعرابی میری برابری کرے گا جو غسان کا بادشاہ ہون۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اسی طرح ہوگا کیون کہ مسلمان سب مساوی رتبہ رکھتے ہین۔ معافی چاہنے کے بہانہ سے جبلہ اوس وقت چلا گیا اور رات کو بھاگ نکلا اور قسطنطنیہ مین جا پہونچا اور پھر عیسائی ہو گیا۔ اِس کے بعد وہ پھر مسلمان ہوا ہو یا نہ ہوا ہو حضرت عمرؓ کی عدالت اور انصاف کو اسی قدر واقعہ سے تعلق تھا[1]

حضرت عمرؓ کے اپنے بیٹے ابو شحمہ کو جس کا نام عبدالرحمن تھا شراب پینے اور زنا کرنے پر مارنے کا واقعہ اس قدر اختلاف کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ اوس کی اصلیت کا اندازہ کرنا مشکل ہے ابن عباس سے جو روایت منسوب کی جاتی ہے اگر صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی اطلاع پہونچنا۔ اور اپنے بیٹے سے عجب طریقے سے اقرار کروانا۔ اور پھر دُرے لگوانا اور غلام کا یہ حکم سن کر رونا۔ مگر حضرت عمرؓ کا درے لگانے کے واسطے اوسے مجبور کرنا۔ لڑکے کا چیخنا اور بے تابی سے گر گر جانا۔ لوگون کا اور خود حضرت عمرؓ کا رونا۔ لڑکے کا پانی مانگنا اور حضرت عمرؓ کا نہ دینا اور آخر آخری درہ پر اوس کے دم کا نکل جانا ایک دردناک افسانہ کا مضمون ہے مگر مختلف روایات کی اصلیت اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ اون کا ایک بیٹا عبدالرحمن المعروف ابو شحمہ نے مصر مین عمرو بن العاص کی حکومت مین اس قسم کا کوئی قصور کیا تھا

[1] اٹلس اوف دی خلافت صفحہ ۲۰۲۔ و سیوطی وغیرہ۔

Marfat.com

وہان اوس کو حد لگائی گئی ہو یا نہ لگائی گئی ہو حضرت عمرؓ نے اُس کو مار ڈالا اور اس واقعہ کے بعد وہ فوت ہو گیا[1]

قدامہ بن مضعون پر جو ابن عمر اور حضرت حفصہ کا ماموں تھا حد جاری کی۔ وہ حضرت عمرؓ کا قریبی رشتہ دار ہی نہین تھا ایک معزز اور ذی رعب آدمی اور بحرین کا عامل تھا۔ اوس کے شراب پینے کی شکایت ہوئی اور ابو ہریرہؓ نے اوس کو مستی کی حالت مین دیکھنے کی شہادت دی۔ اُس کی عورت نے بھی شہادت دی حضرت عمرؓ نے اوس کو درہ مارنے کا حکم دیا اور لوگ سب ایسا کرنے کے مخالف تھے کہ وہ بیمار تھے حضرت عمرؓ اس عذر پر چند روز ٹھہر گئے۔ مگر تھوڑے دنون بعد پھر اوس کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور درے مرواہی دیئے۔ قدامہ حضرت عمرؓ سے ناراض ہو گیا اور اُن سے کلام کرنی چھوڑ دی۔ حضرت عمرؓ کو گو آخر اُس کو راضی کرنا پڑا اگر انصاف کی تعمیل سے اُون سے درگذر نہ ہو سکا[2]

ایک یہودی اور ایک مسلمان کے درمیان تنازعہ ہو گیا اور مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا یہودی سچا تھا اور حضرت عمرؓ نے اوس کے حق مین فیصلہ دیا۔ یہودی صفت و ثنا کرتا ہوا گیا[3] اور حیران تھا کہ اوس کی توقع کے خلاف ہوا کیون کہ مسلمان کی رعایت ہونے کا اُوس کے دل مین خیال تھا۔

ایک دن آپ راستہ مین جا رہے تھے ایک شخص کو ایک عورت سے باتین کرتے ہوئے دیکھا جس کا شبہہ ہوا اور اوس کو درہ سے ڈرایا مگر بعد مین معلوم ہوا کہ وہ اُس عورت کا خاوند تھا۔ اپنے تعرض پر پشیمان ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف کے سامنے افسوس کیا۔ اوس نے کہا کہ امیر المومنین آپ ادب سکھلانے والے ہین۔ آپ نے کچھ بے جا نہین کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کا اس سے بھی اطمینان نہ ہوا اور اوس شخص کے پاس جا کر درہ اوس کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنا بدلہ لے لے۔ گو اوس نے تسلیم کیا کہ آپ کا حق تھا[4] اپنی ذات کے ساتھ انصاف کرنے کی یہ انتہائی مثالین ہین۔

---

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا باب تصوف وسلوک [2] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک [3] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک والقضا [4] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک۔

Marfat.com

اسی طرح ایک دفعہ اون کے ہاتھ سے غلطی سے یاسر (یا ایاس) بن سلمہ کو راستہ سے ہٹانے مین دردہ کا سر الگ گیا تھا۔ کچھ زمانہ گذرنے کے بعد یاسر نے ایک دن حج کو جانے کی اجازت چاہی حضرت عمرؓ نے اوس کو اجازت دی اور چھ سو درہم لے کر اوس کے گھر گئے اور کہا کہ ایک دن دردہ میرے ہاتھ سے تمھارے پہلو مین لگا تھا۔ اوس کی معافی طلب کرتا ہون کہ میرے پر اوس کا قصاص ہے یاسر نے کہا کہ امیر المومنین وہ کچھ بات نہ تھی اور مین اوس کو بھول گیا ہون حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو تو یاد ہے اور بھول نہین سکتی۔ غرض اوہی سے معافی لی اور حج کے خرچ کے واسطے چھ سو درہم اپنے پاس سے اون کو دیئے[1]

مقدمات کی تحقیق مین بڑے شایستہ اصولون کے ساتھ نہایت چھان بین کرتے تھے شہادت کے جانچنے مین بڑی عمدگی سے عمل کرتے تھے۔ ایک شخص نے اپنی صفائی کا گواہ پیش کیا حضرت عمرؓ نے بعد استفسار کے کہ نہ وہ اوس کا ہم سایہ ہے نہ ہم سفر ہوا ہے اور نہ اوس سے لین دین کیا ہے اوس کی گواہی کو ناقابل اعتبار ٹھیرایا[2]

مقدمات مین صلاح اور مشورہ کو نہایت احسان مندی سے قبول کرتے تھے اور یہ بھی اون کے ہاتھون سے بے انصافی نہ ہونے کا ایک بڑا سبب تھا۔ مثلاً ایک دفعہ ایک حاملہ عورت کو سنگسار کرنے کا آپ نے حکم دیا۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ اس کے پیٹ مین جو بچہ ہے وہ بھی اس حکم سے متاثر ہوگا۔ حالانکہ اوس سے آپ کو کچھ علاقہ نہین حضرت عمرؓ نے اپنا حکم منسوخ کر دیا اور کہا اگر معاذ نہوتا عمرؓ ہلاک ہو گیا تھا[3]

اسی طرح ایک دفعہ ایک عورت کے سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ نے کہا کہ مجنونہ نابالغہ پر رسوتے پر شرعاً تعزیر واجب نہین ہے اور یہ مجنونہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنا حکم واپس لیا اور شکر گزار ہوئے[4]

غرض فیصلون مین رائے و مشورہ دینے اور اون کے فیصلہ پر نکتہ چینی کرنے کی عام اجازت تھی

[1] طبری صفحہ ۲۱۴۔ و ازالۃ الخفا کلمات ۲-۳۲-۵۴ ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا باب تصوف و سلوک۔

Marfat.com

"اون کی مجلس جوان اور بوڑھے قاریون سے بھری رہتی تھی اکثر اوقات اول [illegible]
کہا کرتے کہ کسی کو رائے دینے کی ممانعت نہین ہے کیون کہ علم بوڑھا اور جوان [illegible]
یہ خداداد نعمت ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے[1]"

عوام الناس کو جو خلیفہ وقت کے ساتھ مساوات اور آزادی حاصل تھی اُس کی بہت [illegible]
کی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ ایک رات مدینہ مین پھر رہے تھے ایک گھر سے گانے کی آواز سنی۔ دیوار کی
راہ سے اوس گھر مین گئے ایک مرد اور ایک عورت کو شراب پینے مین مشغول دیکھا اوسے ملامت
کرنے لگے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین نے ایک جرم کیا ہے اور تم نے تین خدا نے تجسس کرنے
اور پس دیوار سے کسی گھر مین داخل ہونے اور کسی دوسرے کے گھر مین بلا اجازت جانے سے
منع کیا ہے۔ آپ نے یہ تینون کام کیے ہین حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر مین تجھ کو معاف کردون تو آیندہ
اس فعل سے توبہ کرے گا اوس نے اقرار کیا کہ امیر المومنین پھر ایسی حرکت کبھی نہ کرون گا[2]۔ گویا ضابطہ معین
کے خلاف مجرم کو ماخوذ کرنا اونھون نے روا نہ رکھا اور مدعا بھی حاصل ہو گیا۔ اسی قسم کے بہت سے
واقعات بیان کیے گئے ہین۔ ہم بخوف تطویل نہ لکھین گے۔

آزادی درحقیقت اس درجہ کو پہونچی ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ کے روبرو ان پر اعتراض کیا جاتا
تھا اور وہ بڑے تحمل کے ساتھ سنتے اور داد دیتے تھے ایک دن خطبہ پڑھتے ہوئے مہر کے زیادہ
باندھنے کی ممانعت کی۔ ایک بڑھیا عورت اُٹھ کھڑی ہوئی اور آیت قنطارا مقنطرہ پڑھ کر کہا کہ
جس چیز کو جائز اور مباح کرے تم کیون کر منع کرتے ہو حضرت عمرؓ نے داد دی اور کہا کہ کل الناس افقہ
من عمر حتی المخدرات[3]"۔

ایک دفعہ غنیمت مین یمنی چادرین آئین اور سب مین تقسیم ہوئین حضرت عمرؓ نے بھی چادر
بنوا کر اور پہن کر خطبہ پڑھنے کو ممبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سنو اور [illegible]

---

[1] ازالۃ الخفاباب احکام الخلافت والقضاء۔ [2] ازالۃ الخفاباب [illegible]
[3] ازالۃ الخفا۔

Marfat.com

طے نہین کر چکی تھی کہ سامعین مین سے ایک بول اُٹھا کہ نہ سینگے اور نہ مانین گے حضرت عمرؓ نے فرمایا آخر کیون ؟۔ اوس نے کہا کہ ایک چادر آپ کے حصہ مین آئی تھی ۔ اِس سے آپ کے بدن کا پیرہن کس طرح بن گیا عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا کہ جتنا کم تھا مین نے اپنی چادر مین سے دیا تھا تب وہ شخص یہ کہکر بیٹھ گیا کہ ہان اب سنین گے اور مانین گے [1]۔

ہر زمانہ مین ہر طرح کے لوگ ہوتے ہین حضرت عمرؓ کے انصاف پر اثر ڈالنے کی کوشش کرنے کا ایک واقعہ بھی موجود ہے انصار مین سے ایک شخص اونٹ کی ران حضرت عمرؓ کو تحفۃً دیا کرتا تھا ایک دن حضرت عمرؓ کے سامنے کسی کے ساتھ اوس کا مقدمہ پیش ہوا ۔ کہنے لگا یا امیر المومنین میرے مقدمہ مین اِس طرح انصاف کیجیے جس طرح اونٹ کی ران جدا کی جاتی ہے ۔ اوس کے کئی دفعہ کہنے سے حضرت عمرؓ ناراض ہوئے مقدمہ کا فیصلہ تو اوس کے خلاف ہی ہوا ۔ مگر حضرت عمرؓ نے اپنے تمام عاملون کو تحفہ تحائف لینے سے قطعی ممانعت کر دی [2]۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی نے اون کی ایک بیوی سے سفارش کرانی چاہی تو آپ نے اوسے جھڑک دیا اور کہا تو ایک کھلونا ہے تجھے اِن امور سے کیا مطلب [3]۔

جن مقدمات کے فیصلہ مین اون کو شبہہ ہوتا تھا یا جو مجرم ثبوت کے بہم نہ پہونچنے یا کسی اور صورت مین بچ جاتے تھے وہ ہمیشہ اون کی طبیعت مین کھٹکتا رہتا تھا ۔ ایک دفعہ ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اصحاب سے مشورہ کیا کہ خلیفہ کو اپنی رویت پر تعزیر کرنے کا اختیار ہے یا نہین حضرت علیؓ نے کہا کہ چار گواہون کی ضرورت پر نص صریح موجود ہے تو صرف اپنی رویت پر تعزیر کا اختیار کیون کر ہے حضرت عمرؓ اوس وقت خاموش ہو گئے ۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد پھر یہی سوال کیا اور حضرت علیؓ نے وہی جواب دیا ۔ امام غزالی کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ اِس مین متردد تھے [4]۔

سلیمان بن ربیعہ جب اپنا لشکر ارمینیا کو لے گیا تو لشکر کے واسطے گھوڑے خریدے سلیمان

---

[1] الماون حصۂ دوم صفحہ ۸۰ ۔ [2] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ ۔ [3] ازالۃ الخفا ۔
[4] ازالۃ الخفا حکایات گشت ۔

Marfat.com

سوائے اصیل گھوڑے کے وہ کسی کو پسند نہیں کرتے تھے عمرؓ نے [illegible]
گھوڑا لے گیا سلیمان نے ناپسند کر کے واپس کیا اور کہا کہ یہ دوغلہ [illegible]
یون ہی سرکش جانور ہے سلیمان نے پھر بھی اوسکو دوغلہ ہی کہا عمرؓ نے کہا کہ دوغلہ ہی
کیون کہ دوغلہ دوغلہ کو پہچانتا ہے سلیمان نے حضرت عمرؓ کے پاس شکایت کی اونہون نے
سلیمان کو ملامت کی کہ تو نے کیون سزا دینے مین تامل کیا اور حلم روا رکھا اور عمرو کو لکھا کہ تو نے
اپنے امیر کی بے ادبی کی ہے۔ تو اپنی تلوار پر بہت نازان ہے جس کا نام تو نے صمصام رکھا ہے
مگر تجھے معلوم نہین کہ میرے پاس بھی ایک تلوار ہے جس کو مین مصمم کہتا ہون جس روز تیرے
کانون کے درمیان رکھ دون گا تیری کھوپری چیرے بغیر نہ نکلے گی [1]

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک قتل کی واردات کا مقدمہ پیش ہوا۔ ایک نوجوان شخص کی لاش راستہ
مین پڑی ہوئی پائی گئی حضرت عمرؓ نے بہت تفتیش کی مگر پتہ نہ چلا اور نہایت تشویش مین دعا مانگا کرتے
تھے کہ خدایا اس کے قاتل کا پتہ لگا دے۔ ایک سال کے قریب گذر گیا۔ ایک دن پھر اوسی مقام پر
جہان سے لاش ملی تھی ایک بچہ پڑا ہوا ملا حضرت عمرؓ نے پرورش کے واسطے ایک عورت کے سپرد کیا
اور کہا کہ اگر تو کسی کو اس کی طرف متوجہ پائے تو مجھے اوس کی خبر کر دیجو۔ لڑکا جب کچھ بڑا ہو گیا
ایک دن اوس عورت کے پاس ایک خادمہ لڑکی آئی اور کہا کہ میری بیوی چاہتی ہین کہ یہ لڑکا
اون کے دکھلانے کو لے چلے وہ دیکھ کر لوٹا دین گی۔ وہ لڑکا لے کر اوس کے ساتھ گئی۔ [illegible]
عورت نے اوس سے لیا اور اوس کا مونہہ چوما اور پیار کیا اور پھر لوٹا دیا۔ اصحاب رسول اللہ مین سے
وہ ایک انصاری کی لڑکی تھی حضرت عمرؓ نے جب یہ کیفیت اوس عورت سے معلوم کی تو اوس مکان
کی طرف گئے۔ اوس جوان عورت کے باپ کو اپنے دروازے پر کیہ لگائے [illegible]
پوچھا کہ تو اپنی لڑکی کا حال جانتا ہے اوس نے جواب دیا کہ ہان خدا کے [illegible]
وہ اچھا جانتی ہے اپنے باپ کے حق کو بھی ادا کرتی ہے اور نماز روزہ [illegible]

[1] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ۔

Marfat.com

حضرتؓ عمر نے کہا کہ مین اوس کے پاس جانا اور نیکی کی نصیحت کرنا چاہتا ہون - وہ بوڑھا اندر گیا اور بیٹی کو مطلع کرکے حضرتؓ عمر کو بلا لیا۔ حضرت عمرؓ نے سب لوگون کو جو موجود تھے ہٹا دیا اور اکیلے اوس سے باتین کرنے لگے اور کہا کہ بیان کر اوس لڑکے سے تیرا کیا تعلق ہے وہ عورت متردد ہوئی حضرت عمرؓ نے ہاتھ تلوار پر بڑھایا - وہ ڈر گئی اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ ٹھہر جاوین مین سچ سچ عرض کردیتی ہون - واقعہ یہ ہے کہ کچھ زمانہ ہوا ایک بوڑھیا عورت میرے پاس آئی اور کام کاج کرنے کو میرے گھر مین رہنے لگی مین بہ طور والدہ کے اوس کو رکھتی تھی اور اُس کا ادب کرتی تھی - اسی طرح پر کچھ مدت گذر گئی کہ ایک دن اوس نے مجھ کو کہا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اور جانے کا ارادہ رکھتی ہون - میری ایک بیٹی ہے اوس کی تنہائی کے خیال سے مین سفر سے واپس آنے تک اوسے تمھارے پاس چھوڑ جانا چاہتی ہون دراصل وہ اوس کی لڑکی نہین تھی لڑکا تھا اوس کو وہ عورتون کا لباس پہنا کر میرے پاس چھوڑ گئی - مجھے کبھی اوس کے مرد ہونے کا شبہہ نہین ہوا اور اوس سے کسی قسم کا پردہ نہین کرتی تھی - ایک دِن سوتے مین مجھ کو غافل پاکر وہ میرے قریب ہوا اور مجھ سے مخالطت کی میرے قریب ایک چھری رکھی تھی مین نے ہاتھ لمبا کرکے اُسے پکڑا اور اوس سے اوس کا کام تمام کردیا اور اوٹھا کر بازار مین پھینک دیا - مگر مین اوس سے حاملہ ہوگئی اور یہ لڑکا پیدا ہوا - خداوند علیم واقف ہے کہ اصل واقعہ یہی ہے - حضرت عمرؓ نے کہا خدا تجھے برکت دے تو نے سچ کہا ہے اور اوس کو نصیحت کرتے رہے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے آئے[1] - اوس قتل کے واقعہ کا پتہ نہ چلنے سے جو بوجھ اون کے دل پر تھا ہلکا ہوگیا -

غرض عدل و انصاف کے حامی اور سرپرست تھے اور انصاف کے سامنے کسی چیز کی پروا نہین کرتے تھے - عاملون اور حاکمون کی زیادتیون اور ظلم کی رعایا اور محکومین کی شکایت پر اُن کو سزائین دیتے تھے - لوگون کو عام اجازت تھی کہ اپنے عاملون کے فیصلون اور حکمون کی اپیل خود اون کے پاس کرین - حج کے وقت جب تمام عامل اکٹھے ہوتے تھے تو اون کے احکام کی نسبت

---

[1] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ -

شکایت کرنے کی پوری ازادی دی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب مجمع عام مین حضرت
پکارکر کہا کہ عاملون کو مین نے تم پر عدل وانصاف کرنے کے واسطے بھیجا ہے اگر کوئی عامل
وزیادتی کرے تو اوس کی میرے پاس شکایت کرو۔ یہ سُن کر ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر
میرے عامل نے مجھے بے گناہ سَو کوڑے مارے ہین۔ حضرت عمرؓ نے کیفیت سُن کر حکم دیا کہ اوس
سَو کوڑے مارکر اپنا بدلا لے لے عمرو بن العاص اس پر معترض ہوئے اور کہا کہ اگر اس طرح
آپ نے عاملون کی شکایتین سننے کا دروازہ کھول دیا تو بہت واقعات اس قسم کے ہونے لگین گے
حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جب رسول اللہ اپنے نفس سے بدلہ لیتے تھے تو مین کیون اس سے بدلہ نہ لون
عمرو بن العاص نے کہا کہ آپ اِس طرح سزا نہ دلوائین ہم اوسے راضی کرلین گے۔ یہ بات حضرت عمرؓ نے
مان لی اور اوس مستغیث کو اس طرح راضی کیا گیا کہ فی کوڑا دو دینار یعنی کُل دو سو دینار اوس کو دلوائے گئے[1]
اون کا قول تھا کہ "جو عامل میرے عاملون مین سے کسی پر ظلم کرے اور مجھ کو اوس کے ظلم کا حال معلوم
ہو جائے۔ اگر مین اوس کی اصلاح نہ کرون گا تو وہ ظلم مین نے ہی کیا ہوگا"[2]۔

حضرت عمرؓ کے فیصلون مین نرمی اور رحم بھی شامل ہوتا تھا مگر ایسی نرمی اور رحم جس سے انصاف
کے پہلو مین کچھ خلل نہ واقع ہوتا ہو مثلاً ایک دفعہ چند آدمیون نے مزینہ کے قبیلہ کے ایک شخص
کی اونٹنی چرا کر اوسے ذبح کرلیا۔ ہاتھ کاٹنا اس جرم کی سزا تھی حضرت عمرؓ نے مزنی سے اونٹنی
کی قیمت دریافت کی اوس نے چار سو درم بتائے۔ مجرمون سے آٹھ سو درم تاوان دِلوا کے
چھوڑ دیا[3]۔

ایک قتل کے مقدمہ مین قاتل کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے ثبوت جرم پر قاتل کو سزائے موت کا
حکم دیا۔ اسی اثنا مین مقتول کے دعویدار عزیزون مین سے بعض نے معافی دے دی حضرت
عمرؓ نے عبداللہ بن مسعود کے مشورے سے باقی ورثا کو دیت کے طور پر ایک رقم

---

[1] ازالۃ الخفا باب سیاست۔ [2] ازالۃ الخفا تصوف وسلوک۔ [3] ازالۃ الخفا باب الحکم الخلافت والقضا۔

Marfat.com

دلوا کر چھوڑ دیا[1]

ابو موسیٰ نے ایک دفعہ ایک شخص کو جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا تھا مروا ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ واقعہ سنا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور کہا کہ اوسے بند رکھ کر اوس سے توبہ کیون نہ طلب کی[2]

ایک دفعہ عبداللہ بن عمرو حضرمی اپنے غلام کو حضرت عمرؓ کے سامنے لایا اور کہنے لگا کہ اس نے میری عورت کا آئینہ ساٹھ درم کا چرایا ہے اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیجیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ تمھارا نوکر ہے اس پر قطع کا حکم نہین ہے[3]

اس قسم کے بہت واقعات ہین اور اون کے زمانہ کے مقدمات اور اون کے فیصلہ موجود ہین جن سے حضرت عمرؓ کی فقہ مرتب ہوئی ہے لیکن ہمارا مطلب صرف اون کے عدل وانصاف کی چند مثالین بیان کرنے سے تھا۔ ورنہ درحقیقت حضرت عمرؓ کا منصفانہ برتاؤ اون کے ہر ایک عمل اور کام سے ایسا ظاہر ہے کہ اوس پر کسی دلیل اور زیادہ بیان کرنے کی حاجت نہین ہے۔ آن حضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ اور بعض اہل الرائے صحابہ کے اقوال ہم اس بارے مین بیان کر چکے ہین۔ سر ولیم میور حضرت ابوبکرؓ کی طبیعت کے ذکر مین لکھتا ہے کہ "اون مین حضرت عمرؓ کی سی قوت اور قوت فیصلہ نہین تھی اور نہ انصاف کی حس و ادراک کا مادہ ایسا تیز اور قوی تھا"[4] اور دونون خالدون کا واقعہ اس کے ثبوت مین پیش کرتا ہے۔

حضرت عمرؓ کی طبیعت کے ذکر مین مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "عدل وانصاف کا مادہ اون کی طبیعت مین نہایت پختہ اور قوی تھا خالد کے ساتھ جو سلوک کیا اوس سے قطع نظر کر کے اون کے ظلم یا بے انصافی کا ایک واقعہ بھی نہین مل سکتا اور خالد کے معاملہ مین بھی اوس سے دشمنی کرنے کی یہ وجہ بھی تھی کہ وہ اپنے مغلوب دشمن کے ساتھ بے احتیاطی اور بے رحمی سے سلوک کرتا تھا۔ اون کی سلطنت مین مختلف

---

[1] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک [2] ازالۃ الخفا باب صدود [3] ازالۃ الخفا باب صدود

[4] انس ادف خلافت صفحہ ۱۲۲۔

Marfat.com

قومین اور مختلف جماعتین اور مختلف فرقے جن کے اغراض اور حالات ایک دوسرے
مختلف اور متضاد تھے اون کی قابلیت مین انتہا درجہ کا اعتبار و اعتماد کیے ہوئے تھے اور
کے مضبوط بازوون نے انتظام اور قانون اور عدل کی تعمیل کا سکہ بیٹھا دیا ہوا تھا[1]
سر ولیم میور کے یہ الفاظ کسی ادنی غور یا سرسری نگاہ سے دیکھ کر نہین لکھے گئے ہین
ہے کہ گو خالد سے ناراضی کی وجہ کو اوس نے خود بیان کر دیا ہے مگر اوس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا
اوس کو حضرت عمرؓ کے بے لوث اور پاک جامہ انصاف پر ایک دھبا دکھاتا ہے اور اون کے عام
اور سراسر انصاف سے اس واقعہ کو مستثنی کرتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ سر ولیم میور کی رائے پر کیا منحصر
ہے خالد کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ بہ ظاہر نظر شاید دوسرون کو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہو۔ خالد کی بے نظیر
بہادری اور شجاعت جو ہم دردی اوس کی نسبت اوس کے حالات پڑھنے والون کے دلون مین
پیدا کر دیتی ہے وہ ہے جو اوس کے ساتھ اس قسم کے سلوک کو انوکھا دکھلاتی ہے۔ یہ مانا کہ خالد سیف اللہ
بہادر تھا اور دلیر ایسا کہ چشم فلک نے اس جیسے کم دیکھے ہین۔ شجاع تھا اور بے خوف ایسا کہ دنیا
کی تاریخ مین تلاش کرنے سے اوس جیسے نہین پائے جائین گے کارآزمودہ سپہ سالار اور
تجربہ کار جرنل۔ فنون جنگ سے ایسا ماہر کہ دنیا کے سب سے بڑے سپہ سالار اوس کی شاگردی پر
فخر کرتے۔ اوس کی خون خوار تلوار اور اوس کی تیغ بیدریغ فتح اور نصرت کی دلیل اور ضمانت تھی
اوس کی ذات اور موجودگی بقول انگریزی مصنف کے قوت اور ہیبت کا ایک درج تھی اوس کے
نام سے کسریٰ اور قیصر کے شاہنشاہی دل کانپتے تھے اسلامی فتوحات اوس کی شجاعانہ جانبازی کی
کچھ کم ممنون نہین ہیں۔ شجاعت اور بہادری کے دفترین اوس کا نام سنہری حرفون مین سب سے
اوّل لکھا ہوا ہے اور اوس کی یاد اب بھی مسلمانون کی رگون مین عربی خون کو جوش مین لے آنے کے
ایک طلسم ہے۔

مگر باین ہمہ جیسا کہ اوس کے اِن بے نظیر اور یگانہ اوصاف کے [illegible]

[1] انس اوف خلافت صفحہ ۲۸۴۔

جیسا کہ دنیا کے سب سے بڑے جرنیلون کے حالات مین ہم پاتے ہین اوس کی بداحتیاطی بے رحمی تک پہونچ جاتی تھی اور ناعاقبت اندیشی اور بے خوفی خوف خطر مین رکھتی تھی - اوس کے ذاتی افعال غیرون کی نظرون مین اسلامی خلافت کے نائب کے افعال تھے اور خود اسلام اوس کے برتاؤ اور کردار کے اثر سے محفوظ نہین رہ سکتا تھا ناواقف اوس کو مقاصد اسلامی کا ایک جزو سمجھتا تھا بسا اوقات انصاف اور اسلامی تعلیم کے خلاف اوس سے ایسے امور سرزد ہوتے تھے جن کی تلافی بھی نہین ہوسکتی تھی - خود آنحضرت صلعم کو خالد کی تندمزاجی اور بداحتیاطی پر افسوس کرنا پڑا تھا - بنی جذیمہ کا واقعہ تاریخ کے مضمون سے مٹ نہین سکتا - آن حضرت صلعم نے خالد کو شش ہجری مین بنی جذیمہ کی طرف اسلام کی ہدایت کے واسطے بھیجا تھا مگر وہ پہلے سے مسلمان ہوچکے تھے اسلام کا اقرار کرتے وقت اون کے مونہہ سے "اسلمنا" کی جگہ غلطی سے "صبانا" نکل گیا جس سے اون کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اپنا پہلا دین چھوڑ دیا ہے - خالد نے نہ سمجھا اور اون کو قید کر لیا اور صبح کے وقت اونکے قتل کرنے کا حکم دیا - مہاجرین اور انصار کے پاس جس قدر قیدی تھے وہ اونھون نے نہ مارے اور چھوڑ دیے مگر بنی سلیم نے بہت سے قیدیون کو قتل کر دیا - آن حضرت صلعم کو جب اِس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ کو نہایت سخت صدمہ گذرا اور خالد کے کام سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اے خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہے مین اوس سے بری ہون[1] اسی طرح ایک دفعہ خالد نے عمار بن یاسر سے سختی کی اور سخت و سست کہا جس سے وہ ناراض ہوگئے اور آن حضرت صلعم کے روبرو شکایت کی - آن حضرت نے خالد کو فرمایا کہ عمار سے تیرا کیا کام تھا وہ تو ایک حبشی آدمی ہے جو بدر مین حاضر ہوا ہے عمار کو بھی سمجھایا اور خالد نے معافی مانگی —

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت مین خالد سے جو زیادتیان ہوئین وہ کسی طرح ناقابل توجہ نہین مالک بن نویرہ کے مسلمان ہونے اور بے گناہ قتل کا واقعہ حضرت عمرؓ کے نزدیک ثابت تھا - اگر خالد کا حکم سمجھنے ہی مین غلطی ہوئی تھی تو کم سے کم اوس کی حسین عورت سے اوسی وقت نکاح کرنا

[1] مغازی واقدی صفحہ ۳۰۶ و تفسیر القرآن از سرسید احمد خان صاحب جلد چہارم صفحہ ۱۰۰ —

جب کہ اوس کے مقتول شوہر کا خون زمین پر خشک بھی نہین ہوا [illegible]
طبیعت کا کام تھا جس کو اسلامی تعلیم روا نہین رکھ سکتی تھی۔ خالد کا [illegible]
امتیاز قتل کا حکم دینا بھی حضرت عمرؓ کی انصاف پسند طبیعت پر ایک بار تھا [illegible]
کا حکم دینا اور اسی طرح خون کا دریا بہانے کی قسم کھا لینا کوئی معمولی قابل چشم پوشی [illegible]
خالد کی تمام زیادتیون اور بے احتیاطیون کو شمار کرنا ایک طویل اور غیر ضروری کام [illegible]
خود ہی لوگون مین انعام و اکرام بھی تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت ابوبکر
لکھوایا کہ بغیر ہماری اجازت کے کسی کو کچھ نہ دے جس کے جواب مین اوس نے لکھا کہ مجھ کو
میرے کام پر چھوڑ دیجیے جو چاہون کرون اور جس کو چاہون دون۔ حضرت عمرؓ ایسے جواب
کب سننے والے تھے۔ فوج کو بے سردار چھوڑ کر بے اطلاع اور بلا اجازت مکہ کو حج کرنے
چلا آنا بھی کچھ معمولی بے احتیاطی نہ تھی۔ حضرت عمرؓ کے انصاف اور دور اندیشی اور احتیاط کے
نزدیک اس قسم کی تمام زیادتیان اور بے احتیاطیین ناقابل معافی تھین۔ مگر حضرت ابوبکرؓ کا درگذر
کرنا اور خالد کو تنبیہ کر کے چھوڑ دینا بھی ایک ایسا فیصلہ تھا جس کے خلاف یا انحراف کرنا حضرت
عمرؓ اوس تعظیم اور ادب کے لحاظ سے جو وہ اپنے زمانہ خلافت مین بھی حضرت ابوبکرؓ کا کرتے تھے
روا نہین رکھ سکتے تھے پس سب سے پہلے جو منصفانہ تدبیر اور دور اندیشی کی تجویز کی وہ یہ کی کہ
خالد کو سپہ سالاری عراق سے روک کر حضرت ابو عبیدہ کے ماتحت شام مین مقرر کیا۔ خالد کی
بے احتیاطیون کی شکایت رہتی تھی مگر معاف کر دی جاتی تھی۔ شام کے فتح ہو جانے پر خالد
قنسرین کا امیر اور عامل مقرر ہو گیا۔ مگر اوس کی طبیعت نہین بدل سکتی تھی [illegible]
عمر نے اوس پر بہت کم اثر کیا۔ حضرت عمرؓ کا قول کہ مین آل مغیرہ کو آتشین [illegible]
غلط نہین تھا۔ شام کی بغاوت کے زمانہ مین خالد کا ابو عبیدہ کو حصار [illegible]
رائے دینا حضرت عمرؓ کی نظرون مین سخت بے احتیاطی [illegible]
اظہار تھا اس سے ناراض ہوئے ہی تھے کہ دو [illegible]

Marfat.com

حمام مین جاکر خالد شراب ملی ہوئی خوشبو استعمال کرتا ہے اور دوسرے اشعث بن قیس الکندی ایک شاعر کو اپنی تعریف مین ایک قصیدہ کے صلہ مین ایک ہزار دینار[1] خالد نے انعام دیا ہے پہلے الزام سے تو خالد نے قسم کھائی اور بری ہو گیا دوسری شکایت بہ لحاظ واقعہ کے صحیح تھی ہزار دینار بہت بڑی رقم تھی اور حضرت عمرؓ نے اوس کی تحقیقات کرنی چاہی ابو عبیدہ کے نام حکم بھیجا کہ خالد کو حمص مین بلاکر مسلمانون کی جماعت کے سامنے اوس کے ہاتھ باندھ کر اوس سے دریافت کرے کہ یہ روپیہ بیت المال سے صرف کیا ہے یا اپنی گرہ سے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا خالد نے کہا کہ مین نے اپنی گرہ سے خرچ کیا ہے۔ اُسی وقت ہاتھ کھول دیئے گئے اور اُسکی وہی تعظیم و تکریم کی گئی[2]

خالد کا اپنی گرہ سے بھی اتنی بڑی رقم ایک شاعر کو انعام دینا حضرت عمرؓ کے نزدیک فضول خرچی کا ایک ناقابل معافی جرم تھا اوس کو قنسرین کی حکومت سے مدینہ بلا لیا۔ مگر اطراف مین سب جگہ لکھا کہ خالد کی معزولی بہ سبب خیانت کے نہین ہوئی۔ بلکہ اس سبب سے کہ اوس کے دل مین خیال تھا کہ یہ سب فتوحات اوس کی مدد سے حاصل ہوئی ہین حالانکہ یہ سب خدا سے منسوب کرنا چاہیئے[3] ہو سکتا ہے کہ اصل مطلب حضرت عمرؓ کا اوس کی نسبت اِس قسم کی شکایات کے سلسلہ کو منقطع کرنے کا ہو۔ خالد آخر حمص مین جا رہا اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے آٹھوین سال مین اون کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

غرض یہ واقعہ ہے خالد اور اوس کے ساتھ سلوک کیے جانے کا اور تعجب ہے کہ کوئی شخص اس کو حضرت عمرؓ کی بے انصافی پر محمول کرے جو خدا اور اپنے پاک مذہب کے روبرو خلق اللہ کے ساتھ انصاف اور عدل اور رحم اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کے اپنے آپ کو جوابدہ سمجھتے تھے۔ اور کسی کی کارآمد بہادری اور شجاعت کو انصاف کے روبرو ہیچ جانتے تھے۔ اس واقعہ کے

---

[1] سر ولیم میور ایک ہزار دینار اور طبری دس ہزار درم لکھتا ہے۔ انلس اوف خلافت صفحہ ۲۲۰۔ اور طبری صفحہ ۲۰۸۹۔

[2] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۲۰ و ازالۃ الخفا باب سیاست۔ [3] ازالۃ الخفا باب سیاست۔

سوا اور بہتیرے واقعات اِسی قسم کے ہین جو غور کرنے سے معلوم ہوسکتے ہین۔
حضرت عمرؓ جیسے کہ انصاف اور سچائی کے حامی اور پشت وپنا ہتھے ایسی ہی اون
اور حق کے پہچاننے والون کے عاشق تھے مثلاً ایک رات کو آپ اپنے غلام اسلم کے ساتھ
مین گشت کر رہے تھے کہ دم لینے کے واسطے ایک مکان کی دیوار کے ساتھ تکیہ لگاکر بیٹھ گئے
بڑھیا کی آواز سنی کہ وہ اپنی لڑکی کو کہہ رہی ہے کہ اُٹھ پانی دودھ مین ملا دے۔ لڑکی نے جواب دیا
کہ تو نے نہین سنا کہ حضرت عمرؓ نے ڈھنڈورا پٹوایا ہے کہ دودھ مین پانی مت ملاؤ۔ اوس کی بڑھیا
مان نے جواب دیا کہ اس وقت نہ امیرالمومنین دیکھ رہا ہے نہ اوس کا ڈھنڈورچی۔ لڑکی نے جواب دیا
کہ یہ مناسب نہین ہے کہ ظاہرا طاعت کرین اور در پردہ گناہ کرین۔ حضرت فاروق اعظم اِس کو
سن کر بے انتہا خوش ہوئے اور اپنے غلام کو اوس مکان کا نشان یاد رکھنے کو کہہ کر چلے آئے اور اگلے
دِن اوس لڑکی کو بلوایا اور اپنے بیٹے عاصم سے نکاح کروادیا[1]۔ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو عورت کی
ضرورت ہوتی تو میرے سوا اس کے ساتھ کوئی نکاح نہ کرتا۔ اسی لڑکی کی نسل سے حضرت عمر بن
عبدالعزیز وہ عادل اور خداترس خلیفہ تھے جن کو خلفاء راشدین مین پانچوان خلیفہ شمار کرتے ہین
غرض حضرت عمرؓ کا عدل وانصاف دنیا مین یادگار رہا اور ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مظلوم
اون کے نام سے فریاد کرتے رہے ہین اور کرتے رہین گے خلیفہ مامون الرشید کے وقت مین ایک
دِن کسی سپاہی نے ایک شخص کو بے گار پکڑا۔ وہ دردناک آواز سے چلایا "واعمراہ" یعنی ہائے عمرؓ
تم کہان ہو۔ مامون کو اطلاع ہوئی اوس شخص کو طلب کیا اور کہا کہ کیا حضرت عمرؓ کا عدل تجھ کو یاد
آیا اوس نے کہا ہان مامون نے کہا خدا کی قسم اگر میری رعیت حضرت عمرؓ کی سی رعیت ہوتی تو
مین اون سے بھی زیادہ عادل ہوتا۔ خیر یہ تو ایک کہنے کی بات تھی دراصل حضرت عمرؓ کی دعا بھی
اِس سبب سے ایسی تھی کہ حضرت عمرؓ نے اوس کو ایسا بنایا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عمرؓ کے
نام سے جو فریادین کی جاتی تھین وہ سنی بھی جاتی تھین کیونکہ مامون جیسے [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب گشت۔

Marfat.com

سپاہی کو موقوف کردیا[1]

عمال اور امیرون اور حاکمون اور ہر ایک قسم کے عہدہ دارون کا مقرر کرنا ایک نیا اور مشکل کام تھا اور اوس کے واسطے نہایت واقفیت اور مردم شناسی درکار تھی حضرت عمرؓ کے عمدہ انتخابون کی کامیابی سے ظاہر ہون گے۔

عہدہ دارون کے تقرر کے وقت عموماً اِس قسم کی ہدایتین اون کو کرتے تھے۔

دروازے پر چوبدار اور حاجب نہ رکھین مستغیث کو آنے کی کوئی روک نہ پیدا کرین گویا ہر وقت عدالت کا دروازہ کھلا رہنے کا حکم تھا۔

جب کوئی استغاثہ کرے اوس کو سننا اور مدعی سے گواہ عادل اور منکر سے قسم لے کر اوس کو فیصلہ کرین۔ عادل وہ سمجھا جائے جس پر حد شرعی جاری نہ ہوئی ہو یا جھوٹی شہادت مین مشہور نہ ہو اوس پر محبت اور وراثت کی تہمت نہ ہو۔ اگر گواہون کی حاضری کے واسطے مہلت مانگی جائے تو مہلت دین۔

فیصلہ کتاب اور سنت کے رو سے کرین۔ اور جن امور کی نسبت کتاب اور سنت مین حکم نہ ہو اپنی فہم اور رائے سے فیصلہ کرین۔

مقدمات کا فیصلہ جلد کرین تاکہ مدعی دیر کے سبب اپنا دعوی چھوڑ دینے کو مجبور نہ ہو۔

باہم مصالحہ اور رضامندی کو بشرطے کہ اوس سے تحلیل حرام اور تحریم حلال نہ ہو منظور کرلین۔

جو فیصلہ ایک دن کیا گیا ہو اوس پر نظر ثانی کرنی جائز ہے اور اگر نظر ثانی مین پہلا فیصلہ غلط معلوم ہو تو اوس کو باطل ٹھہرادے۔

متخاصمین پر سختی اور درشتی اور غصہ نہ کرین۔

رعب قائم رکھین مگر نہ اتنا کہ وہ منجر بہ جبر ہو اور اخلاق و نرمی کرین مگر نہ اتنی کہ حکومت مین

[1] المامون حصہ دوم صفحہ ۲۹۔

سستی اور بے رعبی ہو۔

ہمیشہ عدل اور انصاف اور حق کو قائم رکھین [1]۔

جس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو سکے اور دقت واقعہ ہو اوسکو میرے پاس بھیج دین

غرض اسی قسم کی ہدایات کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً ضروری ہدایات کے متعلق تحریر جاری کرتے تھے۔

عمیر بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جس وقت کسی شخص کو عامل مقرر کرتے تو اوس سے انصار و اصحاب کے روبرو چار اقرار لیتے اوّل یہ کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ باریک کپڑے کو نہ پہنے اور لذیذ و نفیس کھانے نہ کھائے تیسرے حاجت مند لوگون پر دروازہ بند نہ رکھے چوتھے حاجب اور دربان نہ مقرر کرے [2]

اہل فوج کے واسطے یہ نہایت ضروری ہدایات تھین کہ "جاڑون مین دھوپ کھانا نہ چھوڑین۔ گھوڑون پر رکاب کے سہارے سے سوار نہ ہون اور موٹے کپڑے استعمال کرین"۔

جیسے کہ آپ اکثر ضروری اور مفید ہدایات تحریری جاری کرتے تھے ایسے ہی خطبون مین پند و موعظت عاملون کے واسطے فرماتے تھے۔

ایک دن خطبہ مین فرمایا کہ "اے خدا مین تجھ کو شہرون کے امیرون پر شاہد کرتا ہون۔ مین نے اُن کو اس واسطے بھیجا ہے کہ وہ لوگون کو اون کا دین سکھلاوین نبی کی سنت سے آگاہ کرین غنیمت کو تقسیم کرین اون مین عدل پھیلائین۔ اور کسی امر مین اگر دقت واقعہ ہو تو اوس کو میری طرف بھیج دین" [3]

پھر فرمایا کہ "اے لوگو خدا کی قسم ہے مین نے اپنے عاملون کو تمھاری طرف اس لیے نہین بھیجا کہ تمھاری کھال اُتارین یا تمھارے مال چھینین بل کہ اس واسطے بھیجا ہے کہ تم کو تمھارا

---

[1] ازالۃ الخفا باب احکام الخلافت والقضا و تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۱ [illegible]

[3] ازالۃ الخفا باب سیاست۔

Marfat.com

اور سنت سکھلائین - پس جس شخص کے ساتھ اِس کے خلاف سلوک ہو وہ میرے پاس مرافعہ کرے خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ مین اوس سے بدلا لون گا[1]"

عمرو بن العاص نے ایک دن اسی پر اعتراض کیا اور کہا تھا کہ اگر کوئی عامل اپنی رعیت کو ادب سکھلانے کے واسطے کچھ کہے گا تو آپ اوس سے بھی باز پرس کرین گے - آپ نے جواب دیا کہ بیشک کرون گا اور بدلہ لون گا - مین نے رسول اللہ کو اپنے نفس سے بدلہ لیتے دیکھا ہے - مین اون سے کیون نہ لون گا -

عاملون کو اس امر کی تاکید کیا کرتے کہ مسلمانون کو ذلیل کرنے کے واسطے نہ مارین - اون کو حدود پر گھر آنے سے روکے نہ رکھین کہ وہ فتنہ مین مبتلا ہو جاوین گے - اون کے حقوق اون سے نہ روکین کہ وہ باغی ہو جاوین گے[2] - ایسی ہی پند و موعظت اور ہدایت اون کے اکثر خطبون مین موجود ہے - تحریری احکام اور ہدایت مین بڑے امیرون کو خصوصًا اور تمام عہدہ دارون اور اہلکارون کو عمومًا نیکی اور خدا ترسی اور خدا پرستی اور بھلائی کرنے اور سادگی کی عادات کو نہ چھوڑنے کی ہدایت اور نصیحت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم نیک ہوگے تو تمھاری رعیت بھی نیک ہوگی ورنہ اس کا برعکس ہوگا - زیادہ ستانی اور جبر سے منع کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ عاملون کو صدقہ کے بارے مین لکھا کہ جب کوتہ وصول کرو تو لوگون کو بند نہ کئے رکھو جن کا کام پہلے ہو جائے اون کو جانے دو - کیون کہ اون کے مویشی بند رہنے سے ہلاک ہون گے - جب مال مویشی مین سے صدقہ لو تو نہ بہت عمدہ منتخب کر کے لو اور نہ بہت کم درجہ کا بل کہ اوسط قسم سے صدقہ لینا چاہیے - اگر کسی کو ایک سال کا جانور دینا ہو اور اوس کے مویشیون مین نہ ہو تو اوسی حیثیت کا مال یا قیمت لے لینی چاہیئے شیر دار اور حاملہ جانور نہ لینے چاہین اِس سے اونکا بہت نقصان ہوتا ہے[3]

غرض تمام امور مین اور ہر ایک قسم کی ضروریات کے متعلق جزئیات تک ہدایتین فرماتے تھے جو انصاف اور عدل پر مبنی ہوتی تھین عمال کے واسطے پہلا ضابطہ اور دستور العمل اور قانون کتاب

---

[1] ازالۃ الخفا باب سیاست [2] ازالۃ الخفا باب سیاست - [3] ازالۃ الخفا باب کلمات حضرت عمرؓ

اور سنت تھے۔ اِس کے بعد حضرت عمرؓ کی ہدایات اور قواعد تھے جو وہ مقرر کرکے اون کو املا
تھے اور حضرت عمرؓ کے فیصلون اور طریق کے نظائر تھے جن سے وہ آگاہ ہوتے رہتے تھے اور اِن
ضرورتاً وہ اپنے فہم اور رائے اور قیاس کو کام مین لاتے تھے جس پر نظر ثانی اور مرافعہ کا دروازہ
کھلا ہوا تھا۔ گو یہ دستورات اپنی سادہ اور ابتدائی حالت مین تھے مگر عدل اور انصاف اور رعیت
آسائش کے واسطے جو اون کی غرض تھی پوری ضمانت تھے۔

امیرون اور عاملون کے تقرر اور اون کو ہدایتین کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کا کام اون کی نگرانی
اور خبر گیری کرنے کا تھا جو وہ عجیب و غریب طریقہ مین ہر ایک ممکن وسیلہ سے کرتے تھے۔ اون کا
قول تھا کہ "جو عامل میرے عاملون سے کسی پر ظلم کرے اور مجھ کو اوس کے ظلم کا حال معلوم ہو جائے
اگر اوس کی اصلاح نہ کرون گا تو وہ ظلم مین نے ہی کیا ہوگا" پس وہ نگرانی اور خبر گیری مین کوئی
دقیقہ باقی نہین چھوڑتے تھے۔ نگرانی کے مختلف طریقون مین سے ایک عمدہ تدبیر حضرت عمرؓ کی یہ تھی
کہ حج کے وقت تمام صوبون کے امیر حج کرنے کے واسطے مکہ آتے تھے اور عامہ مسلمین بھی جمع ہوتے
تھے سب کو اپنے حالات عرض کرنے کی اجازت دی جاتی تھی مدینہ کے راستہ واپس ہوتے ہوئے
اِن امیرون کو اپنے صوبہ کے حالات اور ضروریات بیان کرنے اور حضرت عمرؓ کو ہدایات جاری کرنے کا
مزید موقع ملتا تھا۔ بقول سر ولیم میور کے درحقیقت یہ موقع لوکل گورنمنٹ کی زبانی سالانہ رپورٹ
سنا دینے کا بہت سی عمدہ کام دیتا تھا[1] حضرت عمرؓ نے اُن برکتون سے جو خداوند تعالیٰ نے حج کے
پر حکمت فرض مین رکھی تھین اِس عملی صورت مین ایسا قیمتی فائدہ اوٹھانے کی ایک عمدہ تدبیر
نکالی تھی —

اِس کے سوا نگرانی کی غرض کے واسطے اپنے اور صوبون کے عہدہ دارون کے درمیان ایلچی اور
کارندہ اور جاسوس اور اُن کے حال کی نگرانی کرنے کے واسطے خاص لوگ مقرر کیے تھے جو عموماً
اون کو خبرین دیتے رہتے تھے۔ اِس کے علاوہ جو موقعہ اون کے دریافت حال کا ملتا اُس سے

[1] اٹلس اوف خلافت صفحہ ۲۶۲۔

Marfat.com

فائدہ اوٹھاتے تھے جو مسلمان مختلف صوبون سے مدینہ کو آتے تھے اون سے صوبہ کے امیر کا حال اپنے طور پر دریافت کر لیتے تھے - اگرچہ ہر ایک شخص کے واسطے اپنی سادگی اور سادہ اطوار اور خورش اور پوشش مین اعتدال رکھنے کا عام طور پر تاکیدی حکم تھا مگر عاملون اور امیرون کو چون کہ ایسے عادات اور اطوار کو چھوڑ دینے اور تعیش اور آرام طلبی مین پڑ جانے کا زیادہ موقعہ تھا اس لیے اون کی اس امر مین خاص نگرانی کرتے تھے اور خصوصیت سے اقرار بھی لے لیتے تھے -

ایک دن کسی شخص نے شکایت کی کہ عیاض بن غنم تیری شرطون کو پورا نہین کرتا ہے - باریک کپڑے پہنتا ہے اور دربان رکھتا ہے - حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو جو عاملون پر اون کی طرف سے قاصد مقرر تھا بلایا اور حکم دیا کہ عیاض کو جس حالت مین تو پائے میرے پاس لے آ - چنانچہ قاصد نے جاکر دیکھا تو واقعی دروازے پر حاجب تھا اور عیاض باریک کپڑے پہنے ہوا تھا - قاصد کے پیغام سے مطلع ہوکر اوس نے کچھ فرصت چاہی مگر نہ دی گئی اور اوسی حال مین حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا - حضرت عمرؓ نے اوس کے باریک کپڑے اتروا کر اون کا کرتا اوس کو پہنایا - ہاتھ مین ایک عصا پکڑا دیا اور ایک بکریون کا ریوڑ چرانے کے واسطے اوس کے سپرد کر دیا - گرمی کا موسم تھا - تنگ ہوا اور چلاّ اوٹھا کہ "الموت خیرٌ من ہذا" - حضرت عمرؓ نے کہا کہ تیرے باپ کا نام تو غانم (گڈریا) تھا اور بکریان چراتا تھا - تو اوس کو اور میری ہدایات اور اپنے اقرار کو بھول گیا - غرض اوس کو حکومت سے معزول کر دیا[1]

حضرت عمرؓ اپنے عمال کو بعض وقت اتنے قصور پر بھی معزول کر دیتے تھے کہ مریضون کی عیادت یا خبر گیری نہ کرتا ہو اور مفلس لوگ اوس کے پاس دخل نہ پا سکتے ہون[2] -

کسی عمال کا اپنے واسطے جاگیر وغیرہ پیدا کرنا جس کی عام ممانعت تھی ایسا ہی قصور تھا یعلی بن امیہ کی نسبت جو یمن کے بعض شہرون پر امیر تھا اسی قسم کی شکایت گذری تو اوس کو حکم بھیجا کہ مدینہ تک پاون چلتا آوے پانچ چھ دن کا راستہ وہ پاؤن چلا کہ حضرت عمرؓ کے وفات پانے کی

[1-2] ازالۃ الخفا باب سیاست -

Marfat.com

خبر پاکر وہ سوار ہو لیا[1]

اپنے عمال کی نسبت وہ بد اخلاقی کے شبہہ کو بھی روا نہین رکھتے تھے نعمان بن عدی کو نے میسان کا امیر مقرر کیا۔ اوس نے اپنی عورت کو میسان کی طرف ساتھ لے جانا چاہا مگر اوس نے انکار کیا نعمان نے وہان پہونچ کر ایک خط مین کچھ اشعار اپنی عورت کو رغیب دینے کے واسطے لکھے جن کا مضمون اِس قسم کا تھا کہ تیرا خاوند چینی اور کانچ کے پیالون مین پانی پیتا ہے گاؤن کے دہقان اور حسین عورتین اوس کو گانا سناتی ہین وغیرہ حضرت عمرؓ کو یہ حال معلوم ہوگیا اور اوس کو معزول کرکے واپس بلا لیا۔ اوس نے مدینہ آکر عذر کیا کہ مین کسی ایسے فعل کا مرتکب نہین ہوا صرف اشعار مین یہ بیان کیا تھا حضرت عمرؓ نے کہا یہی صحیح ہوگا مگر تجھ کو ہمیشہ کے واسطے عاملِ رہنا ضروری نہین ہے[2]

بعض بیرونی مصلحتون کے خیال کا اظہار اون کو اپنے خیالات سے روک بھی دیتا ہو۔ مگر یہ شاذ واقعہ ہے جو ہر ایک سے نہین ہوسکتا تھا۔ یزید بن ابی سفیان جب فوت ہوگیا تو اوس کی جگہ اوس کے بھائی معاویہ کو شام مین امیر مقرر کیا حضرت عمرؓ شام کے سفر مین جب وہان پہونچے اور معاویہ بڑے لشکر کے ساتھ اون کو آکر ملا حضرت عمرؓ کی نظرون مین یہ بات کھٹکی اوس کی نسبت یہ بھی سنا تھا کہ وہ دروازے پر حاجب رکھتا ہے۔ اوس سے پوچھا کہ ایسا کیون کرتا ہے معاویہ نے جواب دیا کہ شام کا ملک جہان مین رہتا ہون اِس قسم کا ہے کہ دشمن کے جاسوس وغیرہ بہت آتے ہین۔ مین اِس امر کو پسند کرتا ہون کہ سلطان کی عزت کو اِس طرح ظاہر کرون جس سے لوگ ڈرین اگر آپ حکم دین گے تو مین ایسا کرون گا ورنہ چھوڑ دون گا حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ تیری باتین ایسی ہی مدلل ہوتی ہین۔ جو کچھ تو نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو ایک معقول رائے ہے اگر جھوٹ ہے تو دانا کی فریب دہی ہے[3]

اپنی گشت مین بھی لوگون سے اون کے امیرون کا حال پوچھتے رہتے تھے ایک دن اہل حمص سے

[1] ازالۃ الخفا باب سیاست [2] ازالۃ الخفا باب سیاست صفحہ ۲، [3] ازالۃ الخفا باب سیاست۔

اون کے امیر کا حال پوچھا۔ اُنھون نے بیان کیا کہ یا امیر المومنین وہ امیر اچھا ہے مگر اتنی بات سنے کی ہے کہ اپنے رہنے کے واسطے بالاخانہ بنایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اوس کو مدینہ بُلا لانے کے واسطے خط دے کر قاصد بھیجا اور کہا کہ اوس کے بالاخانہ کے دروازے کو جلا دینا۔ قاصد نے جب وہان پہونچ کر دروازہ جلانے کے واسطے لکڑیان اکٹھی کین تو لوگون نے امیر کو خبر کی۔ وہ قاصد سے بلا اور خط اوس کے ہاتھ سے لے لیا اور اوسی طرح گھوڑے پر سوار ہوکر مدینہ کو روانہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے تنبیہًا اوس کو یہ سزا دی کہ تین دِن دھوپ مین کھڑا رکھا اور چوتھے دِن اوسے ساتھ لے کر صدقہ کے جانوردن کے مکان کی طرف گئے اور اوسے کہا کہ اِن اونٹون کو پانی پلا اور جب تک وہ تھک نہ گیا اوسے نہ چھوڑا۔ پھر پوچھا کہ اے ابنِ فرط۔ اِس کام کو تو نے کتنی مدت تک کیا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین بہت مدت تک۔ کہنے لگے کہ اِس لیئے تو نے بالاخانہ بنایا ہے کہ مسلمانون اور یتیمون اور رانڈون پر اپنی بڑائی ظاہر کرے۔ خبردار پھر ایسا عمل نہ کیجیو اوسے اپنی حکومت پر واپس بھیج دیا[1]۔

اگرچہ حضرت عمرؓ سادگی اور قدیم سادہ اطوار وعادات کے قائم رکھنے کی تاکید کرتے تھے۔ مگر اوس کو ایسے درجہ پر پہونچا ہوا دیکھنا بھی پسند نہین کرتے تھے جو لوگون کی نظرون مین ذلیل اور خوار دکھائی دے۔ یمن کا ایک عامل جب ایک دفعہ اون کے پاس آیا تو ایک قیمتی چادر اوڑھے ہوئے تھا بالون مین تیل لگائے ہوئے اور کنگھی پھیرے ہوئے تھا۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اوس کو اُون کے کپڑے پہنا دیئے جائین۔ اُون کی حکومت کا جب حال دریافت کیا تو بہت عمدہ معلوم ہوا اور اوس کو واپس بھیج دیا۔ دوسری دفعہ جب وہ آیا تو اوس کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے پر گرد وغبار پڑا ہوا تھا کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمارے عاملون کو ایسے حال مین بھی نہین رہنا چاہیئے کہ کپڑے میلے اور پھٹے ہون اور بال بکھرے ہوئے ہون۔ کھاؤ اور پیو اور تیل لگاؤ۔ تم جانتے ہو مین کون سی بات کو برا جانتا ہون[2]۔

---

[1] ازالۃ الخفا باب حکایات گشت [2] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ۔

Marfat.com

امیر اور مختلف کامون کے عامل اپنے اپنے کام کے ذمہ دار اور خود مختار تھے معلمان میں
کسی کی تابعداری سے آزاد اور خود مختار تھے۔ ایک دفعہ معاویہ اور عبادہ بن صامت کے درمیان
کسی امر مین اختلاف اور تکرار ہوگیا۔ معاویہ نے اوس کو سخت سست کہا۔ عبادہ ناراض ہوئے
شام سے چلے آئے کہ معاویہ کے ساتھ ایک جگہ کبھی نہ رہین گے۔ جب مدینہ پہونچے تو حضرت عمرؓ
اون کے چلے آنے کی وجہ دریافت کی اُنھون نے تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت عمرؓ نے اون کو کہا کہ
اپنے کام پر واپس چلے جائین کہ ملک کو اون کی ضرورت سب سے زیادہ ہے اور معاویہ کو لکھا۔ کہ
عبادہ پر تیری کسی قسم کی حکومت نہین ہے [1]

عاملون کے صحیح الحواس اور تندرست ہونے کا بھی خیال رکھتے تھے مگر ساتھ ہی اون کے
اوصاف کی قدر کرتے تھے۔ سعید بن عامر جمحی کو شام مین عہدہ دے کر بھیجا۔ کچھ عرصہ بعد سنا کہ اوس کو
مرگی آتی ہے اوس کو واپس بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو اپنی پوری سادہ حالت مین تھا ایک پیالہ اور ایک
توشدان اوس کا کل اسباب تھا۔ اوس سے دریافت کیا کہ تیرے بے ہوش ہوجانے کی خبر کہان تک
صحیح ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ جب حبیب سولی پر چڑھایا گیا تھا تو مین حاضر تھا اوس نے قریش
کے حق مین بددعا کی جن مین مین بھی تھا۔ جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو ناطاقتی سے بیہوش ہوجاتا ہون
حضرت عمرؓ نے یہ سنکر اوس کو اپنے عہدے پر واپس جانے کو کہا مگر اوس نے اصرار سے انکار کیا اور
حضرت عمرؓ نے معاف کردیا اور بعض روایات مین اوس کو حمص کا امیر بنا کر بھیجا [2]

حضرت عمرؓ کے اچھے عاملون کا نمونہ جیسے کہ اون کے اکثر عامل تھے عمیر بن سعد انصاری کے
حالات سے دیکھا جاسکتا ہے۔ عمیر کو اُنھون نے حمص کا امیر بنا کر بھیجا جہان وہ ایک سال تک
رہا۔ مگر اس عرصہ مین کوئی خبر نہ آئی تو حضرت عمرؓ نے خط بھیج کر اوسے بلا بھیجا۔ وہ اپنا توشدان اور
پیالہ اور لوٹا اور عصا لیے ہوئے پاؤن چلتا ہوا مدینہ پہونچا۔ نحیف جسم چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا ہو نہ کپڑے
گرد و غبار جما ہوا تھا اور بال بڑھے ہوئے تھے۔ جب وہ حضرت عمرؓ کے سامنے پہونچا۔ حضرت عمرؓ نے

[1] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ۔

Marfat.com

اوس کا حال پوچھا اوس نے کہا کہ یہی حال ہے جس مین آپ دیکھتے ہین - اوس سے پوچھا کہ تو پیادہ کیون آیا ہے - اگر تیرے پاس اپنی سواری نہ تھی تو کسی سے مانگ لی ہوتی اور مسلمانون کو چاہیے تھا کہ وہ تجھے سواری دیتے اوس نے جواب دیا کہ نہ مین نے کسی سے مانگی اور نہ کسی نے دی - حضرت عمرؓ نے کہا وہ بُرے مسلمان ہین عمیر نے جواب دیا آپ بُرا کیون کہتے ہین وہ نماز پڑھتے ہین - حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تو نے اپنی حکومت مین کیسے عمل کیا - اوس نے جواب دیا کہ آپ کے بتائے ہوئے پر عمل کیا جو کچھ آپ نے لکھا اوس پر بھی عمل کیا - شہر مین صالحین لوگون کو مال جمع کرنے پر مقرر کیا اور محل مناسب پر خرچ کیا - اگر اوس مین سے کچھ بچتا تو آپ کے پاس لے آتا - حضرت عمرؓ نے کہا تو تُو کچھ نہین لایا - اوس نے کہا نہین حضرت عمرؓ نے اوسے پھر امیر بنا کر بھیجنا چاہا - مگر اوس نے عذر کیا اور کہا کہ مین اِس کام کو نہین کرون گا - نہ اب اور نہ پھر کبھی - مین نے ایک دن ایک ذمی نصرانی کو کہا تھا کہ "اللہ تجھے خوار کرے" - اور آج تک پچھتاتا ہون کہ مین نے کیون کہا اگر تو مجھے امیر نہ مقرر کرتا تو مین کیون ایسا لفظ کسی کو کہتا - وہ دِن بُرا تھا جس روز مین تیرے پاس آیا تھا - عمیر اجازت لے اپنے گھر کو جو قبا مین تھا چلا گیا - حضرت عمرؓ نے کچھ دنون کے بعد حارث کو سو دینار دے کر عمیر کی طرف بھیجا اور اوس کو کہا کہ یہ دینار لے کر عمیر کے پاس جا - اگر تو اوس کو آسودہ پائے تو دینار واپس لے آیو اور اگر تنگ حال مین پائے تو اوس کو دے دیجو حارث جب عمیر کے گھر پہونچا وہ دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھا ہوا اپنے کپڑے صاف کر رہا تھا - حارث اوس سے مِلا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگا اور بتایا کہ مین مدینہ سے آیا ہون - عمیر نے پوچھا کہ تو نے امیر المومنین کو کس حال مین چھوڑا اوس نے جواب دیا اچھے حال مین - پھر پوچھا مسلمانون کا کیسا حال ہے کہا اچھا ہے غرض حارث وہان تین دن تک رہا اور دیکھا کہ جو کی روٹی اسی قدر اون کو میسر آتی ہے جتنی وہ اوس کو کھلا دیتے ہین اور خود بھوکے رہتے ہین اور اب تنگ آ گئے ہین - حارث نے وہ دینار نکالے اور کہا کہ یہ امیر المومنین نے تمہارے پاس بھیجے ہین ان کو اپنے کام مین لاؤ اور اپنی گذر کرو - عمیر چلا کر کہنے لگا کہ ان کو لے جا مجھے اِن کی حاجت نہین ہے - مگر اوس کی عورت کے کہنے سے اوس نے لے لیے اور معًا باہر جا کر مسکین لوگون

Marfat.com

مین تقسیم کر دیے۔ حارث حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ آیا اور سب کیفیت بیان کی کچھ عرصہ کے بعد
فوت ہو گیا تو حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا اور اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر بقیع غرقد کی
پاؤن چلتے گئے۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ لوگون کو مختلف خواہشین ہون گی مگر مجھ کو یہی خواہش ہے کہ عمیر جیسے
شخص مجھ کو ملتا کہ مسلمانون کے کام مین اوس سے مدد لیتا[1]۔ اِس قسم کے تھے حضرت عمرؓ کے عامل اور اِس
طرح سلوک کرتے تھے اون سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمرؓ اون عاملون سے بہت خوش ہوتے تھے جو اپنے صوبہ سے مال کم جمع کر کے لاتے تھے
کیون کہ جو زیادہ لاتے تھے اون پر زیادہ ستانی کا شبہہ ہوتا تھا۔ یہان تک کہ ایک دفعہ ابوہریرہ جن کو
بحرین پر عامل بنا کو بھیجا تھا پانچ ہزار کی ایک تھیلی لائے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اتنا مال اور کوئی جمع کر کے
نہین لایا۔ اس مین یتیمون اور بیواؤن اور مظلومون کا مال ہوگا۔ ابوہریرہ نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ یہ نہین ہے
آپ تحقیق کر لین اور خرچ مین دون گا[2]۔ اِسی قسم کے حالات اور واقعات اون کی نگرانی۔ خبر گیری
عمال کے ہین —

کوفہ اور بصرہ کے نو آباد شہرون مین مختلف اقوام و قبائل کے لوگ جمع تھے۔ اون کا زیادہ وقت بے کاری
مین گذرتا تھا اور بے کاری کے مشاغل انتظامی امور مین خلل انداز ہوتے تھے۔ اِسی سبب سے حضرت
عمرؓ کو کوفہ اور بصرہ کے انتظام اور امیرون اور عہدہ دارون کے تقرر کی طرف خاص توجہ کرنی پڑتی تھی اور
بعض خاص واقعات نے بھی اِن کے انتظام کو خاص توجہ کے لایق بنا دیا تھا۔ عتبہ کی وفات پر حضرت
عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو بصرہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ ابوبکرہ ایک شخص بصرہ مین مغیرہ کے مکان سے ملے ہوئے
مکان مین رہتا تھا۔ مغیرہ کی نسبت اوس کو معلوم ہوا کہ بنی ہلال مین سے ایک بیوہ عورت کو جس کا نام
خلہ تھا بغیر نکاح کے اپنے پاس بلاتا ہے۔ ایک دِن اوس عورت کو آتے دیکھ کر اپنے چند دوستون کو
اپنے گھر بلا لیا اور ایک روزن سے جو مغیرہ کے مکان اور اوس کے گھر کی درمیانی دیوار مین تھا اون کو
مغیرہ کو ایک غیر منکوحہ عورت سے زنا کرتے ہوئے دکھا دیا۔ نماز کے وقت جب مغیرہ امامت کے واسطے

[1] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ۔ [2] ازالۃ الخفا باب سیاست۔

کھڑا ہونے لگا تو ابو بکرہ نے کھینچ کر پرے کر دیا اور کہا کہ فاسق اور زانی کے واسطے امامت نہین ہے مغیرہ چپ رہ گیا اور حضرت عمرؓ کے پاس اطلاع ہوئی اونھون نے مغیرہ کو مدینہ طلب کیا اور ابو موسی اشعری کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔ جن الفاظ مین یہ حکم لکھا گیا وہ مختصر تحریرون کا نمونہ ہے کہ "بلغنی امر عظیم و ولیت ابو موسی الاشعری عملک وسلم الیہ واقبل الی والسلام" مغیرہ اور ابو بکرہ معہ گواہون کے مدینہ پہونچے حضرت عمرؓ نے گواہون سے پوچھا کہ تم نے مغیرہ کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اونھون نے کہا ہم نے ایک جامہ مین سوتے ہوے دیکھا ہے۔ زنا ثابت نہوا اور تہمت لگانے کی سزا دینی پڑی مغیرہ معزول ہو کر مدینہ مین رہا ابو موسیٰ کی لیاقت سے انتظام مین اور ایسے ہی فتوحات جدید مین بہت کچھ کامیابی ہوئی مگر اعراب کے سازشی عنصر کو بصرہ مین بہت پا کر ابو موسیٰ نے اپنا ہاتھ مضبوط کرنے کے واسطے اصحاب رسول اللہ مین سے چند بزرگون کے وہان بھیجنے کی درخواست کی چنانچہ حضرت عمرؓ نے انس بن مالک اور عمران بن الحصین وغیرہ اصحاب کو وہان بھیج دیا۔ اِس پر بھی ابو موسیٰ الزامون سے بچ نہ سکے اور حضرت عمرؓ کے سامنے جواب دہی کے واسطے حاضر ہونا پڑا۔ مگر الزام مہمل تھے اور بری ہو کر اپنے کام پر چلے گئے جہان وہ سواے ایک سال کے جب وہ کوفہ کی گورنری پر تبدیل کر کے بھیجے گئے تھے حضرت عمرؓ کی خلافت کے وقت تک نہایت کامیابی سے کام کرتے رہے۔

کوفہ کی حکومت کئی سال تک اوس کے بانی اور عراق عرب اور مدائن کے فاتح سعد کے ماتحت رہی لیکن حضرت عمرؓ کی خلافت کے نوین سال مین اوس کے خلاف بھی شکایتین پیدا ہونے لگین غنیمت کے غیر مساوی تقسیم۔ دلیر نہ ہونے اور جنگ مین عاجز ہونے کے اوس پر الزام لگائے گئے حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ سے بھی جو امیرون کے حالات تحقیق کرنے پر متعین تھا کوفہ مین اِن شکایات کی اصلیت کی تحقیق کرائی۔ مگر بے اصل ثابت ہوئین۔ اِس الزام کا تو سعد پر کوئی اثر نہ ہوا لیکن ایک دوسری شکایت اوس کی نسبت نمازون مین سستی کرنے کی ایسی پیدا ہوئی کہ حضرت عمر اوس کو کبھی معاف کرنے والے نہ تھے اور سعد کو معزول کر دیا لیکن اوس کی نسبت جو بددیانتی اور عاجزی کا شبہہ تھا

سلہ انلس اوف خلافت صفحہ ۲۶۸ —

Marfat.com

اوس کے دور کرنے کے واسطے [illegible]

دفع اختلاف کے واسطے اوس کو بلا لیا گیا [illegible]

سعد کی جگہ عمار بن یاسر کو [illegible] لیکن [illegible]

نے ابو موسیٰ اشعری کو بصرہ سے کوفہ تبدیل کر دیا۔ لیکن جب [illegible]

ایک سال کے بعد بصرہ کو واپس بھیج دیا۔ کوفہ کی گورنری ایک بہت تکلیف [illegible]

بھیجنے کا ارادہ کر چکے تھے کہ مغیرہ اس کام کے واسطے زیادہ موزون معلوم ہوا [illegible]

مشتبہ ہونے سے معزولی کی سزا بھی پا چکا تھا۔ اوس کی لیاقت سے حضرت عمرؓ کی باقی [illegible]

کوفہ سے کوئی شکایت انتظامی نہ پیدا ہوئی۔

غرض حضرت عمرؓ عمال اور امیرون کی نگرانی اور خبر گیری کو اپنے ذاتی فرائض کا ایک نہایت اہم سمجھتے تھے اور نہایت فکر اور توجہ سے اون کی نگرانی کرتے تھے۔ اون کے اخلاق [illegible]

اثر پڑتا تھا اور اون کے واسطے عوام الناس کے درمیان ایک عمدہ نظیر اور نمونہ ہونا ضروری [illegible]

پس اس قسم کے ادنیٰ اشتباہ پر بھی اون کو معزول کر دیتے تھے اور اخلاقی [illegible]

نہین کرتے تھے۔ اون کے تقرر مین بہت بڑی واقفیت اور مردم شناسی سے کام [illegible]

مصر مین اور مشرقی صوبون کے امیر اپنے فرائض امارت کے ساتھ فتوحات کو بھی [illegible]

شرجیل شام کے مشرقی اضلاع پر حاکم تھا اور تمام ملک مین امن اور آسائش [illegible]

دور دورہ تھا۔ سر ولیم میور کا قول ہے کہ اون کے کپتانون اور گورنرون کا [illegible]

الفت سے بالکل پاک ہوتا تھا اور مغیرہ اور عمار کے سوائے اون [illegible]

ہوئی۔ کوفہ اور بصرہ کے سازشی شہرون کے امیرون کی تبدیلی [illegible]

گو ایسا بھی ہو لیکن اس سے قریش اور اعراب کے رقیبانہ [illegible]

مین رکھے گئے اور اون کی وفات تک کسی [illegible]

---

[1] ازالۃ الخلفا باب سیاست۔

حضرت عمرؓ اگرچہ باقاعدہ وعظ و نصیحت اور پند و موعظت سے اوس ہادی اعظم کا خلیفہ ہونے کا حق ادا کرتے تھے مگر عملاً اور فعلاً بھی اون کو مسلمانون کی درستی اخلاق کی طرف نہایت توجہ رہتی تھی۔ اور کسی جزوی بد اخلاقی کے امر کو بھی روا نہین رکھتے تھے اور فوراً انسداد اور انتظام کرتے تھے۔ مثلاً ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ کے بازارون مین پھر رہے تھے کہ ناگاہ ایک عورت کی آواز آئی جو یہ شعر پڑھ رہی تھی

الا سبیل الی خمر فاشربہا	کاش شراب کے مل جانے کی کوئی صورت ہوتی۔
ام لا سبیل الی نظر بن حجاج	یا نظر بن حجاج کے ملنے کی کوئی سبیل ہوتی۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ نظر بن حجاج کون ہے۔ معلوم ہوا بنی سلیم کا ایک خوب صورت جوان شخص ہے۔ اوس کو بلایا اوس کے بال خوب صورت تھے۔ نائی کو حکم دیا کہ اونھین مونڈ دے۔ مگر دیکھا کہ اوس کی خوب صورتی ویسی ہی ہے تو کچھ خرچ دے کر مدینہ سے باہر بھیج دیا۔ یہ شخص آخر خیانت سے متہم ہوا[1]

جہینا کے ایک شخص کا دستور تھا کہ حاجیون کے آنے کے زمانہ مین پیش دستی کر کے کجاوے خرید لیتا تھا اور پھر گران بیچتا تھا حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا جب اوس نے مفلسی کا اظہار کیا حضرت عمرؓ نے اوس کے قرض خواہون کو بلا کر اوس کا مال قرضہ کی نسبت اون مین تقسیم کر دیا اور اوس کی اس دین فروشی کی نہایت مذمت کی اور ہدایت کی کہ کوئی اس طرح پر دین فروشی اور برگشتگی کا کام نہ کرے[2]

گالیان دینے اور فحش زبان مین گفت و گو کرنے پر بھی سزا دیتے تھے ایک دفعہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو طنزاً کہا کہ میرا باپ اور میری مان زانی نہین ہین۔ حضرت عمرؓ نے اوس کو بھی کوڑے مارے کہ اس کے سوا الفاظ مین وہ اپنے مان باپ کی تعریف کر سکتا تھا[3]

بغوی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے روبرو ایک شخص نے دوسرے کو گالی دی تو اونھون نے اوسے کچھ نہ کہا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے روبرو ایسا ہوا تو اونھون نے سزا دی[4]

---

[1] ازالۃ الخفا باب گشت صفحہ ۸۰۔ [2] ازالۃ الخفا احکام الخلافت و القضا [3-4] ازالۃ الخفا حدود۔

Marfat.com

زانیون اور شراب خوارون کے تو سخت دشمن تھے ان حضرت [illegible]
پینے کی سزا مین چالیس درّے لگائے حضرت عمر اسی درّے لگایا کرتے تھے [illegible]
معاف نہین کرتے تھے۔ اپنے بیٹے کو اسّی جرم مین سو درے مارے اپنے ایک [illegible]
درے مارے۔ بحرین کے امیر مدامہ کو درے مارے۔ آزاد ہو یا غلام کوئی سزا سے نہین بچتا تھا [illegible]
لکھتا ہے کہ "اس جرم (شراب خواری) مین گورنرون کے معزول ہونے کی بھی کچھ کم مثالین [illegible]
ہین حضرت عمرؓ سزاؤن کے دینے مین نہایت سخت تھے۔ اوس نے بیٹے اور نہایت دلی رفیق کو شراب
خواری کے جرم مین درے لگانے کا حکم دینے مین تامل نہین کیا۔ دمشق مین ایک دفعہ ایسی بداخلاقی ظہور
مین آئی کہ ابو عبیدہ کو انصار کی ایک جماعت اور ضرار اور ابو جندل جیسے معروف شخصون کو طلب
کرنا پڑا۔ ابو عبیدہ کو ایسے واقعہ مین قانون کی تعمیل کرنے اور سزا دینے مین تامل ہوا حضرت عمرؓ
سے واقعہ عرض کیا اور لکھا کہ چون کہ سب نے اپنے گناہ سے توبہ کی ہے اون کو معاف کر دیا جاے
حضرت عمرؓ نے بڑی ناراضی سے اس کا جواب لکھا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مسلمانون کی اکٹھی کر کے
اون کے سامنے سب کو بلایا جائے۔ اور پھر اون سے پوچھا جائے کہ آیا شراب کا پینا حرام ہے
یا حلال۔ اگر وہ حرام کہین تو اسی درے مارے جاوین اور اگر حلال کہین تو اون کے سر اڑا دیے
جاوین۔ غرض ابو عبیدہ نے اسی طرح کیا اور اسّی اسّی درے سب کو مارے[1]"

اسی خیال سے وہ اون شاعرون کے جو اشعار مین ہجو یا جھوٹی خوشامد یا عشقیہ مضامین
تھے ہمیشہ نہایت مخالف رہتے تھے۔

ایک شاعر نے اپنے شعر مین زبرقان کی ہجو کی حضرت عمرؓ کے پاس اوس کی شکایت گ
ثابت ہوا شعر مین ہجو کی گئی ہے۔ شاعر کو قید کر دیا آخر عبد الرحمن بن عوف [illegible] کی سفا
کی تو اوس کو اوس سے یہ عہد لے کر چھوڑ دیا کہ آیندہ کسی کی ہجو نہ کرے گا [illegible]
حطیہ شاعر کو قید سے چھوڑا تو اوسے ہدایت کی کہ شعر کہنا [illegible]

[1] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۷۳۔ [2] ازالۃ الخفا باب سیاست صفحہ [illegible]

Marfat.com

میرے کنبہ کا گذارہ ہے مین اسے چھوڑ نہین سکتا اور سوائے اس کے میری زبان پر چیونٹیان چلتی ہین تو آپ نے کہا کہ اپنے کنبہ کی پرورش کر مگر مدح مجحفہ سے بچتے رہنا۔ اوس نے کہا کہ مجحفہ کیا ہوتی ہے تو فرمانے لگے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا اور کہنا کہ فلان شخص فلان سے اچھا ہے مین اوس کی مدح کرتا ہون۔ شاعر نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین خدا کی قسم تو مجھ سے اشعر (زیادہ شاعر) ہے[۱] ایک شاعر نے ایک دن سوال کیا تو اوسے کچھ دیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ خوف خدا سے دیتا ہون شعر کے واسطے نہین دیتا[۲]

اسی طرح عام واقعات مین لوگون کو بھلی باتون کی نصیحت کرنے کا حق ادا کرنے سے نہین چوکتے تھے۔ کفایت شعاری کو بھی ایسا ہی ضروری سمجھ کر لوگون کو اوس کی ہدایت کرتے تھے ایک دن عبداللہ بن عمیر حضرت عمرؓ کے پاس آیا اوس کا مطلب وظیفہ لینے کا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے بتایا کہ مین عبداللہ بن عمیر ہون۔ اوس کا باپ حنین کے دن شہید ہوا تھا حضرت عمرؓ نے اپنے غلام یرفہ کو حکم دیا کہ اوسے چھ سو دینار دیئے جاوین عمیر نے چھ سو دینار لینے مین عذر کیا تو ایک چادر اوس پر بڑھا دینے کا حکم دیا۔ عمیر نے دینار اور چادر لے کر اس نئی چادر کو اوڑھ لیا اور اپنی پرانی چادر اتار کر پھینک دی حضرت عمرؓ نے اوسے کہا کہ غلطی کی بات ہے۔ اپنی اس چادر کو بھی پاس رکھ گھر کے کاروبار مین یہ کام آوے گی اور زینت کے موقعون پر نئی چادر سے کام لینا[۳] عوام کے اخلاق کو بھی جزئیات تک نگاہ رکھتے تھے اور ٹوکتے تھے۔ ایک دن ایک سائل رات کے کھانے کا سوال کرتا ہوا آیا حضرت عمرؓ نے غلام سے کہہ کر اوسے رات کا کھانا دلوا دیا۔ اس کے بعد عشا کے پیچھے صدقہ کے اونٹون کی طرف گئے تو اوس سائل کو وہی رات کے کھانے کا سوال کرتے ہوئے دیکھا آپ نے پوچھا کیا اس کو کھانا نہین دیا گیا غلام نے کہا کہ دے دیا تھا۔ اوس سائل کو پاس بلا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوس کے پاس روٹیون سے بھرا ہوا ایک تھیلہ ہے آپ نے کہا کہ یہ سائل نہین ہے تاجر ہے اور روٹیان اوس کی اونٹون کو کھلا دین۔ گویا اوس کی سوال کرنے کی بدعادت کو کھونا چاہا[۴]

---

[۱] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ صفحہ ۱۹۴ [۲] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ صفحہ ۱۹۶ [۳] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ۔

Marfat.com

اسی طرح [illegible] ایک [illegible]

ہے کہ ایک دفعہ حج مین ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ [illegible] سے

ایک مسجد کی طرف دوڑے جارہے ہین۔ پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے

جس مین آن حضرت صلعم نے نماز پڑھی تھی لوگ ادھر جارہے ہین

کہا اسی طرح تمھارے سے پہلے اہل کتاب ہلاک ہوئے۔ انھون نے اپنے انبیا

جس شخص کو جس مسجد مین نماز پیش آئے وہان پڑھے ورنہ اپنا راستہ لے[1]

اعتقادی امور مین بعض وقت وہ نہایت حکمت سے کام لیتے تھے مصر مین آنے کا

نیل کی طغیانی پر تھا۔ اور لوگون کا یہ عقیدہ تھا کہ جب تک ایک کنواری لڑکی کی بھینٹ دریا

دریا نہین چڑھتا۔ پس ایک لڑکی کو دلھن بنا کر اور آراستہ کر کے دریا کی بھینٹ دیتے تھے مصر کو جب

مسلمانون نے فتح کر لیا تو قبطیون نے اپنی پرانی رسم ادا کرنی چاہی۔ عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ سے

دریافت کیا کہ اس معاملے مین کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے جواب مین دریائے نیل کے

نام ایک خط لکھ کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تیرا چڑھاؤ تیرے اختیار مین ہے تو ہمارا

خدا قادر مطلق کا اختیار ہے تو ہم اوس سے دعا کرتے ہین کہ تیرے پانی چڑھین اور پہلے

کہ اس خط کو دریا مین پھینک دیا جائے اور بھینٹ دینے سے روکا جائے۔ وہ

طغیانی پر آگیا اور وہ بداعتقادی لوگون کا جاتا رہا۔ اور درحقیقت ایسے موقع پر

کام چلتا ہے۔ مسٹر لین مصر کی اس رسم کا ذکر کرتا ہے مگر اوس کا بیان

بنا کر اور اوس کو دلھن کے مانند سجا کر دریا مین پھینکتے تھے بہرحال

کی چونکہ اجازت نہین دیتا حضرت عمرؓ نے عمدہ تدبیر سے کا

واقعہ سے مسلمانون کا وہ اعلیٰ وصف ظاہر ہوتا ہے جو ہر

مین سے ہے[2]"

---

[1] ازالۃ الخفا کلمات۔ [2] انس اوف خلافت صفحہ

حضرت عمرؓ کی کثرت ازدواج اور لونڈی غلام رکھنے کے خیال کی مخالفت کو اسی ضمن مین بیان کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ ایک جماعت اون کے پاس آئی اور کنبہ کی کثرت اور مفلسی کی شکایت کی حضرت عمرؓ نے کہا کہ تمنے خود ہی اپنے لیئے یہ پیدا کیا ہے۔ تم نے گھرون مین جورون جمع کین اور اللہ کے مال سے نوکر رکھنے لگے۔ گویا ان مفلس کرنے والے اسباب کو وہ خوب جانتے تھے اور اس کے مخالف تھے۔

حضرت عمرؓ کی ایک عجیب و غریب عادت اور دستور یہ تھا کہ جب لوگون کو کسی امر کی ممانعت کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین فلان امر سے لوگون کو منع کرنا چاہتا ہون لوگ تمھاری طرف اس طرح سے دیکھین گے جیسے جانور گوشت کی طرف دیکھتا ہے واللہ تم مین سے کسی کو یہ کام کرتے ہوئے نہ دیکھون ورنہ سخت عذاب دون گا غرض گھر سے اصلاح شروع کرتے تھے اور تب عوام کو منع کرتے تھے [1]

غرض حضرت عمرؓ کی درستی اخلاق واطوار کی طرف توجہ صرف انھین واقعات سے نہین ظاہر ہوتی بل کہ اور بے شمار واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اپنے اس فرض کو وہ کس قدر سعی اور توجہ سے ادا کرتے تھے۔

خاص وعام واقعات پر بھی نیکی اور نیک روی کی ترغیب دیتے تھے ۱۹ سنہ ھ مین حضرت عمرؓ کی خلافت مین ایک خاص واقعہ ہوا کہ مدینہ کے نزدیک ایک پہاڑی سے جس کا نام لیلا تھا آگ اور دھوان نکلنے لگا حضرت عمرؓ نے غربا اور مساکین کے درمیان خیرات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عمرؓ کے سفرون کو بھی ہم اون کے فرائض کے ضمن مین بیان کرسکتے ہین۔ اون کا پہلا سفر ۱۵ سنہ ھ مین یوروشلیم کی طرف تھا جس کے مسلمانون کے حوالہ کرنے کے واسطے خود حضرت عمرؓ کے وہان تشریف لانے کی درخواست کی گئی تھی حضرت عمرؓ مانع اعتراضون پر عمل نہ کرکے بلا خوف وتردد فوراً شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جابیا مین پہونچنے پر ابوعبیدہ یزید اور خالد اون کی آمد کی خبر پاکر

[1] ازالۃ الخفا۔

Marfat.com

استقبال کے واسطے آئے بڑے تزک و احتشام
گھوڑون پر سوار یہ سردار اپنے ہمراہیون کے ساتھ آرہے تھے
سامان کو دیکھ کر غصہ سے بھڑک اٹھے اور جھک کر سنگریزون کی ایک مٹھی بھر کر
اور کہا کہ تم ایسے لباسون مین مجھ سے ملنے کے واسطے آئے ہو کیا دین کے سارے
بدل گئے ہو بخدا اگر دو سو برس کے بعد بھی تم ایسا کرتے تو تم ذلیل کیے جانے کے لائق
جواب دیا یا امیر المومنین یہ جو آپ دیکھ رہے ہین یہ اوپر ہی اوپر ہے۔ انھون نے کپڑون کو اتار ڈالا
دکھایا کہ نیچے اپنا فوجی لباس پہنے ہوئے تھے۔ مگر حضرت عمرؓ کی ناراضی اس سے بھی رفع نہ ہوئی
اور فرمایا کہ بس جاؤ اور وہ جابیہ مین اتر پڑے۔ بطریق یروشلیم کی مفاہمت نے جب شرائط صلح
کرلین اور عہد نامہ لکھا گیا تو عمرو بن العاص اور شرحبیل بھی حصول ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے
حضرت عمرؓ آگے بڑھ کر اون سے جا کر ملے۔ اونھون نے حضرت عمرؓ کی رکاب کو بوسہ دیا اور حضرت عمرؓ
نے اتر کر اون کو گلے سے لگایا۔ اور سردارون کو تو حضرت عمرؓ نے اپنے اپنے کام پر رخصت کر دیا
عمرو بن العاص اور شرحبیل کو ساتھ لے کر یروشلیم کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اون سے
اون سردارون نے گھوڑے پر سوار ہونے اور شاید اپنے کپڑون کو تبدیل کرنے کی
انھون نے اس کو منظور کیا اور اون کے واسطے ایک گھوڑا لایا گیا اور اون کے
اتروا کر جسمین چودہ پندرہ پیوند لگے ہوئے تھے اون کو سفید پوشاک پہنائی گئی
اور وہین کا سکھلایا ہوا تھا وہ خرامان خرامان چلنے لگا اور اوس کے
حضرت عمرؓ کو یہ حرکت جس سے سوار کے تکبر کا دسوسنہ ہوتا تھا بری معلوم
اس جانور کو کیا تکلیف ہے اور کس نے اس کو یہ عجیب حرکت سکھائی ہے
اتر پڑے اور پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ یروشلیم مین پہونچ کر انھون
سنا کہ کیا اوس کا ذکر آیندہ ہوگا جس کام کے واسطے

سلہ انس اوف خلافت صفحہ ۲۱۸ ۔

سرانجام کرکے وہ مدینہ کو لوٹ آئے۔ دوسری دفعہ وہ شام کی بغاوت کے واقعہ سے متردد ہو کر پھر شام کی طرف روانہ ہوئے تھے مگر جابیا مین پہونچکر اون کو بغاوت کے فرو ہونے کی خبرین ملین اور وہین سے مدینہ کو واپس آئے۔

تیسری دفعہ وہ شام کی وبا کے خوفناک زمانہ مین شام کی طرف روانہ ہوئے تھے مگر اس دفعہ بھی راستہ سے لوٹ آئے۔

چوتھی دفعہ وہ وبا کے دور ہونے پر مدینہ سے ۱۸ھ مین اِس ارادہ سے روانہ ہوئے کہ تمام ممالک مفتوحہ مین سفر کرین اور رعایا اور عمال کے حال کو بچشم خود دیکھین۔ شام مین چون کہ اوس بے رحم وبا کے ہاتھون سے بے اندازہ نقصان ہو گیا تھا اور متوفی مسلمانون کے ترکون کی تقسیم اور انتظام کی ایک بڑی دقت درپیش تھی وہ اپنے درد بھرے دل سے پہلے شام کی طرف روانہ ہوئے قیصر اور کسریٰ کے ملکون کے مالک ایک اونٹ پر سوار تھے اور غلام بھی اوسی سواری مین اُون کا شریک اور حصہ دار تھا کہ باری باری سے اوس پر سوار ہوتے تھے[1] ایلہ مین جو عیسائیون کا ایک شہر راستہ مین تھا پہونچے تو شہر کے لوگ امیر المومنین اور اوس کی آمد کے سامان کو دیکھنے کے واسطے غول کے غول شہر سے نکلے اور حضرت عمرؓ ہی سے جو آگے آگے جا رہے تھے پوچھا کہ حضرت عمر کہان ہین۔ اونھون نے جواب دیا "ہوا امامکم" کہ وہ تمھارے آگے ہے لوگون نے سمجھا کہ خلیفہ اعظم کہین پیچھے آ رہے ہین وہ اور آگے بھاگے ہوئے چلے گئے اور حضرت عمرؓ اکیلے بڑھے ہوئے اسقف ترسا کے گھر مین دوپہر بھر آرام کرنے کے واسطے جا اُترے اور پھر وہان سے روانہ ہو کر جابیا ہو کر شام مین پہونچے تمام شہرون کو جن مین مسلمان اور عمال تھے دورہ کرکے دیکھا۔ انتظام مین جو تغیر و تبدل ضروری معلوم ہوا کیا اور امیرون اور عہدہ دارون کو نصیحتین اور ہدایتین کین جن لوگون کے ترکون اور مال و اسباب کی تقسیم کی نسبت تنازعات اور دعوے تھے اون کو فیصل کیا چون کہ یزید بن ابی سفیان والی دمشق اور ابو عبیدہؓ "امین الامت" والی حمص دونون وفات پا گئے تھے معاویہؓ کو

[1] ازالۃ الخفا خلافت و سلوک۔

شام کا امیر مقرر کیا۔ غرض مختلف امور کے انتظام [illegible]
شام مین رہنا پڑا جس کے بعد وہ مدینہ کی طرف لوٹے اور [illegible]
ہمراہ تھے اون کو واپس کر دیا اور اون کی اس اطمینان بخش تصدیق سے [illegible]
کرنے کے تھے آپ سب کر چلے ہین حضرت عمرؓ مدینہ کو واپس آئے۔ ممالک مشرقی [illegible]
کے پھیلے ہونے اور سفر مین اکثر شب بیداری کرنے سے آپ عراق وغیرہ ممالک مین سفر کرنے کا
ارادہ کو پورا نہ کر سکے [1]

حضرت عمرؓ کے جماعت کے ساتھ سفر کرنے کے طریقہ کی کیفیت بھی کچھ کم دل چسپ نہین ہے اول
مین بھی خاص فرائض اپنے ذمہ لیتے تھے اور اون کو ادا کرتے تھے۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر کوچ
کرتے اور کوچ کرنے کے وقت لوگون کو آواز دیتے کہ اے لوگو! کوچ کا وقت آگیا ہے چلو
اون کے قریب ہوتے اور اون کی آواز کو سنتے وہ پکار کر دوسرے لوگون مین کہہ دیتے کہ امیر المومنین
آواز دیتے ہین۔ اٹھ کھڑے ہو۔ کجاوے باندھو اور کھانے پینے کا سامان درست کر لو پھر دوسری
دفعہ حضرت عمرؓ آواز دیتے تو لوگ پکارتے کہ سوار ہو جاؤ امیر المومنین نے دوسری آواز دی ہے
جب لوگ اسباب باندھ لیتے تو حضرت عمرؓ اوٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے اونٹ پر اپنا اسباب
لادتے۔ اسباب اُن کا سفر مین دو شلیتے ہوتے تھے جن مین سے ایک مین ستو اور دوسرے مین
کھجورین بھری ہوئی ہوتی تھین اور سامنے کی طرف ایک پانی کا مشکیزہ اور ڈول
ہوتا تھا جب کہین اوترتے تو اوسی پیالہ مین ستو گھول کر اپنا پیٹ بھرتے
اون کے پاس بیٹھا ہوتا اوس کو شریک کر کے کھاتے تھے
پڑاؤ کے مقام پر جہان لوگ ٹھیرے ہوئے ہوتے تھے
رہ گیا ہو تو اسے سنبھال لین۔ اور راستہ مین اسی خیال سے
کہ اگر کسی کا کچھ اسباب گر جاوے تو اوسے اٹھا کر

[1] انس الوحدت خلافت صفحہ ۲۳۶۔ و ۲۳۷۔ و طبری صفحہ

Marfat.com

ہو جاتا۔ یا تھکن سے ہار جاتا تو اوس کی مدد کرتے اور اوس کو ساتھ لیئے ہوئے آہستہ آہستہ پہونچتے جب اگلے دِن کی شام کو آپ منزل پر پہونچتے تو اونٹ کے چارون طرف لوگون کی چیزین لٹکی ہوئی ہوتین اور جس کسی کا اسباب گم ہوا ہوتا وہ اُن کے پاس دوڑا آتا۔ کوئی کہہ رہا ہے امیرالمومنین میرا لوٹا تھا۔ کوئی کہہ رہا ہے میری کمان تھی۔ کوئی اپنے رسے کی شناخت کر رہا ہے اور کوئی کسی چیز کو پہچان رہا ہے حضرت عمرؓ ہر ایک کی چیز اوس کو دیدیتے مگر ساتھ ہی نصیحت بھی کرتے کہ کوئی عقلمند آدمی اپنی ضرورت کی چیز کو ایسی غفلت سے کھو نہین دیتا۔ مین کب تک رات کو جاگون گا اور تمھاری چیزین دیکھتا رہون گا۔ آیندہ ہوشیار رہنا۔ غرض سفر مین بھی وہ مسلمانون کی خدمت کرتے تھے اور اپنے وقت کے کسی لمحہ مین اپنے فرائض کے ادا کرنے سے غافل نہین رہتے تھے۔

سفر مین لوگون کے حالات کی بھی تفتیش اور تفحص کرتے تھے اور اون کے متعلق اپنے انتظامی اور عدالتی فرائض ادا کرتے تھے مثلاً اون کے سفرون مین اِس قسم کے واقعات بھی بیان ہوئے ہین کہ ایک دفعہ جب آپ ایک چشمہ پر سے گذرے جو قوم جذام کے قبضہ مین تھا تو وہان لوگون نے ذکر کیا کہ ایک شخص کی دو عورتین ہین اور وہ دونون حقیقی بہنین ایک مان سے ہین۔ حضرت عمرؓ نے اوس شخص کو بلایا اور کہا کہ ایک ناجائز امر کو تم مسلمان ہو کر کیون کرتے ہو۔ اوس نے جواب دیا مین اِس کی ممانعت سے آگاہ نہین تھا۔ اور چون کہ وہ دونون اوس کو بہت پیاری تھین اُون مین سے ایک کو اب علیحدہ کرنے مین بھی پس و پیش کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے تنبیہ کی اور ایک کو اوس سے علیحدہ کرا دیا[1]۔ اسی طرح ایک اور شخص کا حال معلوم ہوا کہ اوس نے ایک اور شخص کو اپنے ساتھ حصہ دار بنایا ہوا ہے کہ اوس کی عورت ایک دِن اوس کے پاس رہے اور دوسرے دن اوس کے حصہ دار کے پاس۔ آپ نے اوس کو بھی بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین بوڑھا اور ضعیف آدمی ہون۔ ایک جوان شخص نے مجھ کو کہا تھا کہ تیرے اونٹ چرا لایا کرون گا اور اون کی ہر طرح کی نگہبانی کرون گا۔ اپنی عورت مین مجھے اپنے ساتھ حصہ دار بنا لے چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تجھے

[1] فتوح شام واقدی صفحہ ۲۸۴۔

Marfat.com

معلوم نہین کہ مسلمان کے واسطے ایسا فعل حرام اور قبیح ہے۔ اوس [illegible]
کے لئے اِس سے توبہ کرتا ہون[1]۔ ایسی ہی عیسائیون اور غیر اقوام کے [illegible]
روایتین ہین جو دوسری جگہ بیان ہون گی۔

اِس کے بعد بھی حضرت عمرؓ کا ارادہ تھا کہ تمام ممالک مین ایک بڑا دورہ کرین اور [illegible]
کہ "اگر مین زندہ رہا تو ایک سال تک رعیت مین پھرون گا کیون کہ مین جانتا ہون کہ لوگون کی [illegible]
اور ضرورتین میرے سوائے منقطع ہوتی ہین۔ اون کے عامل اون کو میرے پاس نہین بھیجتے اور [illegible]
ایسے ہین کہ مجھ تک پہونچ نہین سکتے۔ دو مہینہ تک شام مین رہون گا۔ خدا کی قسم یہ سال بہت [illegible]
ہوگا"[2]۔ مگر اون کو اپنی خلافت کے تھوڑے دنون مین جو باقی تھے اپنے اِس ارادے کو پورا کرنے کا
موقع نہین ملا۔

غرض اون کی اِس طرح پر اپنی رعایا اور مسلمانون کی خبرگیری اور نگرانی کرنے اور اپنے بے شمار
فرائض کو ادا کرنے کے حالات کہان تک بیان کیے جائین۔ اگر سچ پوچھو تو اونھون نے اپنے اِس
قول کو جو ایک خطبہ مین فرمایا تھا سچ کر کے دکھا دیا تھا کہ "قسم ہے اوس ذات پاک کی جس نے [illegible]
حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر کوئی اونٹ فرات کے کنارون پر ضایع ہو جاوے تو [illegible]
آل خطاب (اپنے سے مراد ہے) سے اوس کا سوال کرے[3]۔"

آن حضرت صلعم کے ازواج مطہرات اور اولاد کی خبرگیری اور [illegible]
اپنے ضروری فرائض سے مقدم جانتے تھے۔ بنی ہاشم کی فضیلت کو [illegible]
بنی ہاشم کے ہر ایک شخص کا نکاح اپنے اہتمام اور توجہ سے کرا [illegible]
اون کو خدمت گار دیتے[4]۔ اور ازواج رسول اللہ کی جن [illegible]
محتاج نہین چھوڑتے تھے باقی امور اور ضروریات مین [illegible]

---

[1] فتوح شام واقدی صفحہ ۲۰۵ [2] ازالۃ [illegible]
[4] ازالۃ الخفا باب گشت۔

حج کرنے کے واسطے جانا چاہا تو حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف کو اون کے ساتھ خبرگیری اور خدمت کے واسطے روانہ کیا اور تمام قسم کی ضروری ہدایات راستہ اور مقام کرنے کی اون کو کر دین۔ ام سلمہ[1] نے ایک دن ایک شخص کی کہ اون کو تنگ کرتا تھا شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے اوس کو سزا اور تنبیہ کی۔ غرض اپنے اس فرض کو بھی وہ ایسا ہی ادا کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق "صادق اور سعادت مند" کہلانے کے مستحق تھے۔

حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے جس درجہ کی محبت اور پیار کرتے۔ غالباً یہی اون کی محبت کی حد تھی اون کی فضیلت اور استحقاق اعلیٰ کو کسی طرح کم نہین ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ یمن سے چادرین آئین اور حضرت عمرؓ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان تقسیم کر دین۔ چادرین بڑی تھین اور اون مین سے کوئی حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لائق نہ تھی تو حضرت عمرؓ نے والی یمن کی طرف لکھا کہ اون کے اندازہ کے موافق چادرین بنوا کر بھیجے چنانچہ وہ چدرین آئین اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے پہنین۔ حضرت عمرؓ چدرین اون پر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جب تک یہ چدرین ان پر نہ دیکھین طبیعت کو خوشی نہ ہوئی امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اکثر اپنے پاس آنے کے واسطے کہا کرتے تھے کسی روز نہ دیکھتے تو پوچھتے کہ آج تم کیون نہین دکھائی دیے[2]۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے پوچھا تو وہ کہنے لگے ابن عمرؓ (عبداللہ حضرت عمرؓ کے بیٹے) کو لوٹتے دیکھ کر مین بھی لوٹ گیا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ابن عمرؓ سے میرے پاس آنے کی اجازت حاصل کرنے کے تم زیادہ مستحق تھے۔ ہماری بزرگی تو خدا کے بعد تمھین سے ہے[3]۔ اسی طرح ایک دن امام حسنؑ یا امام حسینؑ گئے اور دیکھا کہ عبداللہ اپنے بیٹے کو اس وقت اندر نہین بلایا تو وہ بھی لوٹ گئے حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا تو آدمی بھیج کر اون کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے[4] تم کیون لوٹ گئے۔ کیا میرے سر کے بال تمھارے ہی اگائے ہوئے نہین ہین[5]۔

ایک دن مال غنیمت تقسیم کرنے لگے تو امام حسنؑ سے شروع کیا اور اون کو ہزار درہم دیئے پھر امام حسینؑ کو بھی ہزار درہم دیئے جب اون کے بیٹے عبداللہ کی باری آئی تو پانچ سو درہم اون کو

[1] ازالۃ الخفا گشت [2] ازالۃ الخفا باب گشت کے ضمن مین۔ [3-4-5] ازالۃ الخفا باب گشت۔

Marfat.com

دینے کو کہا۔ اُنھون نے کہا یا امیر المومنین مین [illegible]
ہے امام حسنؑ اور امام حسینؑ دو لڑکے ہین جو مدینہ کی گلیون مین کھیلتے پھرتے [illegible]
اور مجھ کو پانچ سو یہ میرے حق سے کم ہین حضرت عمرؓ جوش مین آئے اور فرمانے لگے [illegible]
باپ جیسا باپ اون کی مان جیسی مان اور اون کے نانا جیسے نانا اور اون کی نانی جیسی نانی [illegible]
جیسا چچا اُون کے مامون جیسا مامون اور اون کی خالہ جیسی خالہ لے آ جس کو تو نہین [illegible]
نہین اون کا باپ علیؑ مرتضیٰ۔ اون کی مان فاطمۃ الزہرا۔ اون کے نانا محمد مصطفیٰؐ اون کی نانی خدیجۃ الکبریٰ
اُون کا چچا جعفر بن ابی طالب طیار اون کا مامون ابراہیم بن رسول اللہ اور اون کی خالہ ام کلثوم اور
رقیعہ رسول اللہ کی بیٹیان ہین[1]۔ عبد اللہ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت عمرؓ اپنی ذات کے ساتھ تو جو سلوک کرتے تھے سو کرتے تھے مگر یہ بھی اون کا اپنی خلافت کا ایک
ممتاز اور مستحکم اصول تھا کہ اپنے متعلقین اور خصوصاً اپنی اولاد کو نہ کسی پر فضیلت دیتے تھے اور نہ امور خلافت
اور امارت مین اون کو دخل دیتے تھے۔

ایک دن اصحاب رسول اللہ مین چادرین تقسیم کر رہے تھے ایک چادر بچ رہی تو کہنے لگے کہ کوئی
ایسا آدمی بتاؤ جس نے خود اور اوس کے باپ نے ہجرت کی ہو۔ یہ چادر اوس کو دون گا۔ لوگون نے
کہا عبد اللہ ابن عمرؓ۔ آپ کہنے لگے کہ نہین سلیط ابن سلیط ایسا ہے اور وہ چادر اوس کو دیدی
عبد اللہ ابن عمرؓ وہ شخص تھے جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ فدائیانہ عشق رکھنے مین مشہور اور اپنے
کمال اور علم اور فضل مین معروف اور سر برآوردہ تھے اور قابلیتون مین کسی سے دوسرے درجہ پر
نہ تھے مگر حضرت عمرؓ نے کبھی کوئی کام اون کے سپرد نہ کیا اور نہ کسی کام مین دخل دیتے [illegible]
واقعہ ہے کہ آپ ایک جماعت مین بیٹھے ہوئے اہل کوفہ کی شکایت کر [illegible]
کر دیا ہے اگر نرم طبیعت کے شخص کو اون کا عامل مقرر کرتا ہون تو اوس کو [illegible]
آدمی کو بھیجتا ہون تو اوس کی شکایت کرتے ہین مین چاہتا ہون کہ [illegible]

[1] ازالۃ الخفا باب گشت کے ضمن مین۔

اوس کو اون پر عامل مقرر کرون۔ ایک شخص نے اون مین سے کہا کہ مین ایسا آدمی بتاتا ہون جو قوی اور امین ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کون ہے اوس نے جواب دیا کہ عبداللہ ابن عمرؓ۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر غصہ سے بھڑک اُوٹھے اور کہا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ تو نے کوئی بھلی بات نہین کہی۔ مین اوس کو اون پر اور کہین بھی عامل نہ مقرر کرون گا۔ تو نادان ہے اِس بات کو نہین جانتا میرے سامنے سے اُٹھ جا۔ غرض نہایت ناراض ہوئے اور وہ شخص سامنے سے چلا گیا[1]

اسی طرح پر جب اپنی وفات سے پہلے اونھون نے اپنا جانشین مقرر کرنے کے واسطے مشورہ کیا تو مختلف آدمیون کا ذکر ہو رہا تھا ایک شخص کے مونھ سے عبداللہ بن عمرؓ کا نام نکل گیا۔ حضرت عمرؓ جلدی اُٹھے اور کہا "اسکت قاتلک اللہ" خدا کی قسم تو نے یہ بات خدا کے لیے کہی ہے اور نہ مسلمانون کی بھلائی کی کہی ہے[2]"

سر ولیم میور حضرت عمرؓ کی طبیعت کی نسبت ایک آخری اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ "سادگی اور فرض کا ادا کرنا اون کے دوراہ نما اصول تھے اپنے بڑے عہدے کے فرائض ادا کرنے مین انصاف اور بے غرضی اور بے طرف داری اور کمال مصروفیت کے سبب سے وہ ممتاز تھے۔ اور ذمہ داری اور جواب دہی کا اون کی طبیعت پر اتنا بوجھ تھا کہ وہ بعض اوقات کہا اوٹھتے تھے کہ کاش میری مان مجھے نہ جنتی اور کاش مین ایک گھاس کا تنکا ہوتا"

اِن حالات پر جو بیان ہوئے ہین اور اس قسم کے تمام واقعات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کی بے نظیر کامیابی جس قدر کہ وہ اون کے اصول خلافت اور حکومت کی شائستگی سے حاصل ہوئی اوسی قدر اون کے ذاتی فرائض کے ادا کرنے کے عدیم المثال طریقون مین مخفی تھی۔ فرائض ادا کرنے کا اون کا عجیب و غریب طریقہ سلطنت کے شائستہ ترین اصول مسلمانون کی یک جہتی اور اتفاق۔ حق شناسی اور اون کے حقوق کی مساوی تقسیم اون کے ساتھ بے نظیر عدل و انصاف کا برتاؤ۔ رائے اور مشورہ دینے مین اون کو آزادی۔ اون کی بے مثل انتظامی لیاقتین مضبوط ہاتھ

---

[1] ازالۃ الخفا تصوف و سلوک۔ [2] طبری صفحہ ۵۱۵۔

قوم اور افراد قوم کے حالات کی عام واقفیت
مین ایسی کامیابی ہوئی جس کی کہ نظیر دنیا مین موجود نہین ہے حضرت
نے تمام خلافت کو اپنے ہاتھ مین لینے کے دن ممبر پر کھڑے ہوکر فرمایا تھا کہ
ناک والے اونٹون کی قطار کے مانند ہے جن کی نکیل میرے ہاتھ مین دی گئی ہے
راستہ پر چلانے والا ہون اور اس پر خدا سے مدد مانگتا ہون[1]" اور وفات کے وقت فرمایا کہ
درمیان مین اونٹون کے قطار کی روش چھوڑ چلا ہون کہ خبردار کوئی قوم ٹیڑھی نہ ہو جائے
روش ٹیڑھی ہو جاوے گی۔ ایسا قول تھا کہ عرب پر حکومت کرنے کے واسطے اس سے زیادہ
مشکل سے کسی قول مین مل سکتی تھی اور عرب کے ہر ایک بادشاہ کے واسطے یہ معنی قول اور
قائل کے اصول عمل یکسان راہ نما ہو سکتے تھے۔ انھون نے جو اصول اپنے اس خیال کے مطابق قائم
کیئے تھے وہ اون کی غایت درجہ کی احتیاط اور ہوشیاری ظاہر کرتے تھے۔ مثلاً اسی خیال کے مطابق
وہ شام مین جہان قریش اور اصحاب رسول اللہ بہت زیادہ تھے عموماً قریش اور شرفا مین سے وا
اور امیر مقرر کرتے تھے اور مشرقی صوبون مین جون کہ اعراب اور قبائل اعراب کثرت سے تھے
سے لائق سردار اور عہدہ دار مقرر کرتے تھے کسی شخص کی نسبت اختلاف یا شکایات ہونے پر
واپس بلا لیتے تھے اور باین ہمہ جیسا کہ سر ولیم میور نے لکھا ہے قبائل عرب مین جا کر اور
تھے اور اون کے حالات اور خیالات سے حضرت عمر کو مطلع کرتے رہتے تھے
مین جو جزیرہ مین واقعہ تھا بنی تمر اور بنی تغلب محصور تھے اور بنی بکر نے
کر رکھا تھا۔ بنی بکر کے حملہ سے محصورین قلعہ سے بھاگ نکلے اور
پہونچ گئے اور چلائے کہ "ہائے ہم ڈوبے"۔ بنی بکر نے جواب دیا
اشارہ جاہلیت کے ایک واقعہ کی طرف تھا جس مین بنی تغلب نے
جاسوسون نے اون کو خبر کی اور انھون نے بنی بکر سے

[1] ازالۃ الخفا باب سیاست وکلمات۔

حالات اور واقعات کو کیون زندہ کرتے ہین - مگر وہ اس قول کو دین اسلام کے مقاصد کے موافق بیان کرکے بچ گئے [1]

کوفہ کے عامل کو آپ لکھا کرتے تھے کہ اگر قبائل اعراب جھگڑا اور فساد کرین تو اون کو تلوار سے مارنا چاہیئے یہان تک کہ وہ توبہ کرین - کیون کہ یہ شیطان کی شرارت ہے حضرت عمر کا یہ مضبوط قوی اصول اور قول اگر اون کے جانشینون کو یاد رہا ہوتا تو وہ مصیبتین بہت کم پیدا ہوتین جو آخر پیدا ہوگئین -

افراد قوم اور قبائل سے اون کی عام واقفیت بھی ضرب المثل تھی مثلاً ایک دن عدی بن حاتم حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین نہین خیال کرتا ہون کہ آپ مجھے پہچانتے ہون حضرت عمرؓ نے کہا کہ مین تجھے کیون کر نہ پہچانون کہ سب سے پہلا صدقہ جس سے رسول اللہ خوش ہوئے تھے وہ تمھارے قبیلہ کا تھا - مین تجھے خوب پہچانتا ہون جب اورون نے کفر کیا تھا تو تو صادق الایمان رہا تھا - جب اور روگردان ہوگئے تھے تو تم نے مونہہ نہین پھیرا تھا - جب اورون نے غدر کی تھی تو تم نے وفا کی تھی [2]

القصہ اس قسم کے عجیب و غریب اسباب اور وسائل اور دستور اور اصول اور عمل اور طریق حضرت عمرؓ کی خلافت کی کامیابی کے تھے - اون سب کا شمار کرنا مشکل ہے کیون کہ درحقیقت ہر ایک واقعہ ایک خاص وسیلہ اور اصول کی مثال ہے - لیکن اس باب کے خاتمہ پر ہم ایک عالم کے اقوال سے جو اوس نے ابتدائی خلافت کی نسبت تحریر کیے ہین وہ حصہ لکھین گے جو حضرت عمرؓ کی خلافت سے متعلق ہے اور جس مین اون کی خلافت کی کامیابی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - وہ لکھتا ہے "لیکن حضرت عمرؓ کی حکومت کے ساتھ جو ایک حقیقی بزرگ شخص (گریٹ مین) تھے محکوم اور مفتوح رعایا کی وہ بے خوابانہ خبر گیری اور نگرانی شروع ہوئی جس کے سبب سے اسلامی ابتدائی گورنمنٹ ممتاز اور مخصوص ہے - ابتدائی خلفاء کے ماتحت مسلمانون کی جو پولیٹکل حالت تھی اس پر غور کرنے سے ایک ایسی جمہوری سلطنت

---

[1] اٹلس اوف خلافت - حاشیہ صفحہ ۱۳۹ [2] ازالۃ الخفا کلمات حضرت عمرؓ -

Marfat.com

دکھائی دیتی ہے جس پر ایک انتخابی سردار محدود [illegible]
کے اعلیٰ اختیارات انتظامی امور مثلاً پولیس کی [illegible]
مال واموال کی تقسیم اور خرچ وغیرہ [illegible]
نہین کرسکتا تھا.....

"حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت مین ایک واقعہ ہوا جس سے اسلامی [illegible]
آزادی کی کیفیت ٹھیک طور پر معلوم ہوتی ہے (اس مقام پر جبلا کا واقعہ مفصل بیان [illegible]
لکھا ہے کہ یہ واقعہ اور اس کا فیصلہ ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا گیا) ابو عبیدہ نے وہ نامہ [illegible]
رو برو پڑھا۔ اس قسم کی تحریرین اور اعلان ابتدائی خلافت کے زمانہ مین عام [illegible]
کوئی شخص شہر مین یا لشکر مین امور ملک سے ناواقف نہین رہتا تھا ہر ایک [illegible]
امیرالمومنین جماعت کے روبرو اہم تقررات اور ہفتہ بھر کے واقعات بیان کرتے [illegible]
مین اون نظیرون اور مثالون کی پیروی کرتے تھے کوئی شخص عوام الناس [illegible]
سمجھا جاتا تھا۔ اس زمانہ مین جمہوری سلطنت کی بہترین صورت [illegible]
اور ربانیت کی بارش نہین لگی ہوئی تھی وہ ملک کے انتظام کی نسبت [illegible]
وہ تھا۔ ابتدائی خلفا کی اپنی رعیت کی خیرخواہی اور خبرگیری [illegible]
کی زندگیون کی انتہا درجہ کی اور سخت سادگی اپنے آقا کی [illegible]
صلعم کی طرح مسجد مین نماز گذارتے اور وعظ کرتے تھے اون [illegible]
ٹوک داخل ہوتے تھے اور کم سے کم درجہ کے آدمی کی اون [illegible]
نہین ہوتے تھے بغیر پہرہ اور دربانون کے بغیر [illegible]
قوت سے لوگون کے دلون پر حکومت کرتے تھے حضرت [illegible]
سفر کیا تو صرف ایک غلام اون کی ہمراہی [illegible]
بزور شمشیر حاصل کی گئی ہو وہ فضا مفتوحہ رعایا [illegible]

Marfat.com

مفتوحہ اقوام کو اپنی نسبت اعتماد درجہ کا اعتبار اور اعتماد اور باہمی تعلق اور الفت پیدا کرنے کے اسباب مہیا کر دیئے تھے۔ ابو عبیدہ جیسے نرم دل اور معتدل طبیعت کے شخصوں کی سرداری مین جو خالد جیسے سپاہیون کی تندی اور شدت کو روکے رکھتے تھے انھون نے اپنی رعایا کو پورے درجے کے ملکی حقوق دیئے اور اون کی حفاظت کی۔ انھون نے تمام اقوام مفتوحہ کو پوری مذہبی آزادی بخشی۔ اون کے اطوار اور برتاؤ اِس زمانہ کی مہذب گورنمنٹون کے واسطے ملکی اور مذہبی آزادی کے امور مین قابل تقلید نظیرین اور امثال ہو سکتے ہین۔ ..... وہ کسی مفید ملکی آئین یا رفاہ عام کے کام مین جو ممالک مفتوحہ مین موجود تھے اور جن سے اون کے مذہب مین کوئی خلل نہین پیدا ہوتا تھا دخل دینے سے بازنہ رہنے کی عقل اور دانشمندی رکھتے تھے۔

"حضرت عمرؓ نے جو رعایا کی زراعتی سرسبزی اور دولت کی ترقی کی تدبیرین کین اون سے اون کا اپنی رعایا کی بہتری اور بہبودی کا ہر وقت کا فکر اور اندیشہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے محصول اراضی ایک مساوی اور پیمانہ رہنے والے اور معتدل اصولون پر مقرر کیا گیا تھا سلطنت کے ہر ایک حصہ مین نہرین اور زمین بنانے کا حکم دیا گیا۔ جاگیرداری اور زمینداری کی خدمت لینے کے جس بار نے کاشتکاران اراضی کو برباد کر دیا تھا وہ اوٹھا دیئے گئے تھے اور کسان اور کاشتکار صدیون کی غلامی کی قید سے آزاد کر دیئے گئے تھے۔ ایک قاتل کے ہاتھون سے اِن نامور شخص کی موت گورنمنٹ کے واسطے بلاشبہہ ایک سخت صدمہ تھا اون کی طبیعت سخت مگر منصف اون کے عملی فہم عام اور آدمیون کی واقفیت اور علم نے نہایت اعلیٰ درجہ پر اون کو بنی امیہ کے حریصانہ ارادون کو روکے رکھنے اور رد بادینے کے لائق بنا دیا تھا"۔

Marfat.com

قرآن اور حدیث

شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ قول نہایت صحیح ہے کہ "آج جو قرآن [illegible] کا احسان اوس کی گردن پر ہے"۔ دراصل جامع قرآن ہونے اور قرآن مجید کے [illegible] ہونے کا فخر حضرت عمرؓ ہی کو حاصل ہے۔ آن حضرت صلعم کے زمانہ حیات مین آیات قرآن [illegible] تھین وہ اسی طرح جدا جدا چمڑون یا اونٹ کی ہڈیون یا کھجور کی چھال پر لکھی جاتی [illegible] ہوئی آیتین نہایت حفاظت کے ساتھ صحابہ کے پاس محفوظ رہتی تھین۔ اور [illegible] مین بھی آنحضرت صلعم کے سامنے ہو جاتی تھی اور تمام ترتیب پائی ہوئی سورتین [illegible] اور صحابہ اون کو یاد کر لیتے تھے اور تلاوت قرآن مجید کرتے تھے اور [illegible] تھے۔ یہان تک کہ آن حضرت صلعم وفات پا گئے اور قرآن مجید [illegible] مین لکھا ہوا اور حفاظ قرآن کی سپردگی مین رہ گیا۔

حضرت ابوبکر کے زمانہ مین یمامہ کی لڑائی مین بہت [illegible] حافظان قرآن مین سے ستر سے کم نہ تھے حضرت عمرؓ [illegible] حضرت ابوبکر سے انھون نے قرآن مجید کو یک جا [illegible] حدیث مین اس طرح بیان ہوا ہے زید بن ثابت [illegible] نے قتل یمامہ کے زمانہ مین بلا بھیجا۔ عمرؓ بن خطاب [illegible] کہتے ہین کہ یمامہ کے دن قرآن کے قاری [illegible] مین بھی قاری کثرت سے مقتول ہون تو قرآن [illegible]

Marfat.com

جمع کرنے کا حکم دو مین نے عمرؓ سے کہا کہ تم وہ کام کیون کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلعم نے نہین کیا۔ عمرؓ نے کہا خدا کی قسم یہ عمدہ بات ہے عمرؓ اسی طرح مجھ سے اصرار کرتے رہے یہان تک کہ خدا نے میرا سینہ اِس کے لیئے کھول دیا اور مین نے بھی اِس کام مین وہ فائدہ دیکھا جو عمرؓ نے سوچا تھا زید کہتے ہین کہ ابوبکر نے کہا کہ تم جوان عاقل آدمی ہو۔ تم پر ہم بدگمانی نہین کر سکتے اور تم رسول اللہ صلعم کی وحی لکھا کرتے تھے پس قرآن کی جستجو کرکے اوس کو جمع کرو۔ سو خدا کی قسم اگر کسی پہاڑ کے ہٹا دینے کو کہتے تو مجھ پر اتنا گران نہ ہوتا جتنا کہ قرآن کے جمع کرنے کا حکم گران معلوم ہوا الخ (بخاری) غرض زید بن ثابت نے انتہا درجہ کی سعی اور کوشش سے تحریری آیتون اور حافظون سے قرآن مجید کو جمع کیا اور اس بات کی کمال درجہ تک تحقیق ہوگئی کہ قرآن مجید مین سے کچھ نہین رہا جو جمع نہ کیا گیا ہو۔ خود خدائے پاک ہی نے اوس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ یہ جمع ہوا ہوا قرآن حضرت ابوبکرؓ کے پاس اور حضرت عمرؓ کے زمانہ مین حضرت حفصہ کے پاس رہا۔ اس بات کا بیان کرنا کہ حضرت عمرؓ نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی تدبیر سے کس درجہ کی دانشمندی اور احسان کا کام کیا ہے کسی مسلمان کی قدرت سے خارج ہے۔

اپنے زمانۂ خلافت مین حضرت عمرؓ حفاظ قرآن سے قرآن مجید سنتے تھے اور اون کے دست پڑھنے کی طرف سے اپنا اطمینان کرتے تھے۔ اور لوگون کو کہتے تھے کہ سولے کسی عمدہ حافظ اور قاری کے کسی سے قرآن اخذ نہ کرین اور نماز فجر مین خود بہت لمبی قرأت پڑھتے تھے کہ لوگ قرآن سے واقف ہون قرآن کی تفسیر مین بھی اون کو پوری مہارت تھی اور آنحضرت صلعم کی احادیث سے تفسیر فرماتے تھے۔ جو لوگ قرآن مجید کے احکام کی تاویلین کرتے تھے یا اور کسی قسم کی نالائق حرکت کرتے تھے اون کو ایسی سزا دیتے تھے کہ دوسری دفعہ اون کو ویسی حرکت نہین کرنے دیتی تھی۔ اِس قسم کے بہت سے واقعات ہین جن کو ہم بیان نہ کرین گے۔

احادیث کی نسبت حضرت عمرؓ کا ایک ممتاز اصول جو دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ حدیثون کی کثرت روایت کو روکتے تھے خود اون سے پچاس سے زیادہ حدیثین مروی نہین ہین

Marfat.com

[illegible] سے [illegible]

انس سے ۲۲۸۶ - عبداللہ بن عباس سے [illegible]

۲۶۳۰ - اور دوسرے صحابہ سے بھی ایسی [illegible] سے حدیثین [illegible]

ایسی قلیل تو اس کی وجہ یہ تو [illegible] کہ وہ رسول اللہ کی احادیث [illegible]

اون سے بڑھ کر آنحضرت کے اقوال و افعال کو کوئی کم جانتا تھا [illegible]

کہ احادیث کی کثرت روایت کے وہ مخالف تھے حضرت ابوبکر بھی اس خیال [illegible]

نہین تھے کیون کہ اون سے صرف سترہ حدیثین مروی ہین[1] اور وہ بھی [illegible]

روایت پا گئین حضرت عمرؓ کی روایت حدیث کی مخالفت صرف اون کی قلت روایت [illegible]

ظاہر ہوتی بلکہ وہ علانیہ طور پر اس کی ممانعت کرتے تھے اور دانستہ حدیثون کی [illegible]

تھے "صحابہ کو ہمیشہ حکم دیتے تھے کہ حدیثین کم بیان کرین"[2] اسی طرح ایک [illegible]

کوفہ بھیجا قرظ بیان کرتے ہین کہ مین بھی اون کے ساتھ تھا چاہ ضرار تک [illegible]

ساتھ آئے - وہان اپنے پاؤن کا غبار جھاڑنے لگے اور کہنے لگے کہ [illegible]

سے ملو گے جو بڑے شوق سے قرآن کی تلاوت کرتے ہین [illegible]

کہ رسول اللہ کے اصحاب آئے لیکن جب تم سے حدیثین سننی چاہین [illegible]

اسی طرح عراق کو صحابہ جانے لگے تو حضرت عمرؓ [illegible]

پوچھا کہ جانتے ہو مین کیون تمھارے ساتھ [illegible]

عزت افزائی کے لیئے فرمایا کہ ہان لیکن ایک [illegible]

اکثر قرآن کی تلاوت کرتے ہین - اون کو حدیثین [illegible]

چنانچہ جب یہ لوگ قرظ پہونچے تو لوگ یہ سن کر [illegible]

---

[1] سیرۃ النعمان صفحہ ۱۳۰ - [2] سیرۃ النعمان [illegible]

[3] ازالۃ الخفا صفحہ ۱۴۱ -

خواہش ظاہر کی ان لوگون نے اس بنا پر انکار کیا کہ حضرت عمرؓ نے منع کیا ہے[1] حضرت ابوہریرہ سے ابوسلمہ نے پوچھا کہ آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بھی اسی طرح حدیثین روایت کیا کرتے تھے بولے کہ نہین ورنہ عمرؓ درہ مارتے[2]۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک تو احادیث کی اشاعت کا یہی حال رہا۔ مگر اون کے بعد یہ ممانعت قید اٹھ گئی اور احادیث کے ساتھ جو سلوک ہوا سو ہوا۔ بے شمار و بے حساب حدیثین وضع کی گئین اور مفسد اور فتنہ پرداز لوگون اور اہل بدعت کو احادیث کی آڑ مین شکار کھیلنے کا موقع مل گیا خلافت اور سلطنت کے جھگڑون مین وضع احادیث کی گنجائش اون کو ایک ایسا معاون ملا کہ آدھی لشکر وہ فوج اور لشکر کے تیار کرنے کے واسطے کرتے تھے اور آدھی وضعی احادیث کے شایع کرنے مین غرض اس قدر وضعی اور غلط اور جھوٹی حدیثین پیدا ہو کر صحیح احادیث کے ساتھ شایع ہو گئین کہ اگر کوئی صحیح احادیث کو وضعی اور غلط احادیث سے علیحدہ کر لینے کی قدرت رکھتا اور علیحدہ کر کے دیکھتا تو صحیح اور غلط مین وہی نسبت معلوم کرتا جو ایک اور نانوے مین ہے۔ کثرت احادیث نے مسلمانون کے درمیان اختلاف اور تفرقہ کے ایسے اسباب پیدا کر دیئے جو کسی دوسری سبب سے کم پیدا ہوئے ہون گے اور پھر ایسے کہ اون کا اٹھا دینا انسانی قدرت سے خارج ہے۔ اگر حضرت عمرؓ کے اوس خیال کی جو نہایت دور اندیشی اور عاقبت اندیشی پر مبنی تھا پابندی کی جاتی اور صرف ایسی ضروری احادیث جو تشریعی احکام کی نسبت بیان کرنی ضروری ہوتین بیان کی جاتین اور بلا خیال ضرورت یا عدم ضرورت کے احادیث کی روایت کے دریا نہ بہا دیئے جاتے اور اسلامی دنیا ایسے شرمناک وسائل کے استعمال کرنے کی بنا مین نہ پڑتی جیسی کہ وضعی احادیث کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنانے کی تھی۔ تو مسلمانون کے درمیان اختلاف اور تفرقہ کے بہت کم اسباب پیدا ہوئے ہوتے۔

قرآن اور حدیث کے بعد حضرت عمرؓ کی فقہ کا ذکر آتا ہے اور بلاشبہہ فقہ مین اون کا رتبہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اسی قول کا مصداق ہے کہ "علی الاطلاق امت سے وہ بہت افقہ ہین"۔

---

[1] سیرۃ النعمان صفحہ ۱۴۹۔

[illegible] آنحضرت صلعم [illegible]

دیکھتے تھے اوسی سے سیکھ لیتے تھے [illegible]

تفصیل و تدقیق کرتے تھے [illegible]

کہتے ہین کہ "مین نے اصحاب رسول اللہ سے بہتر [illegible]

تیرہ مسئلے پوچھے اور وہ سب قرآن مین موجود ہین" [illegible]

نہین کرنا چاہیئے کیون کہ عمرؓ بن خطاب کو مین نے اوس [illegible]

جو موجود نہو[1] لیکن اصل یہ ہے کہ آن حضرت صلعم کے زمانہ مین [illegible]

آن حضرت کی وفات کے بعد فتوحات کو نہایت وسعت ہوئی اور تمدن [illegible]

کثرت سے نئے واقعات اور معاملات پیش آئے کہ اجتہاد اور استنباط کی [illegible]

احکام کی تفصیل پر متوجہ ہونا پڑا۔ اسی ضرورت نے صحابہ کو مجتہد اور فقیہ [illegible]

چار بزرگ بہت بڑے پایہ کے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ۔ عبداللہ بن [illegible]

عمرو بن میمون کا قول ہے کہ علم کے دو ثلث حضرت عمرؓ لے گئے [illegible]

کہ عمرؓ نود سوین لے گئے اون کی فقہ کو باقی اصحاب کی فقہ سے [illegible]

کے مصحف سے ہے۔

ابن مسعود کا قول تھا کہ اگر حضرت عمرؓ کا علم [illegible]

لوگون کا ایک پلہ مین تو حضرت عمرؓ کے [illegible]

حضرت عمرؓ کی گود مین بھر دیا گیا ہے [illegible]

لوگون کی ملامت سے بے خوف نہ پایا [illegible]

ابن مسعود کا قول ہے کہ جب صالحین کا [illegible]

ہم سے اچھا جانتے تھے اور [illegible]

---

[1] انصاف فی بیان سبب الاختلاف [illegible]

Marfat.com

رسول اللہ مین سے چھ آدمیون مین تھی تین مدینہ مین اور تین کوفہ مین - مدینہ مین عمرؓ اور ابی بن کعب اور زین بن ثابت اور کوفہ مین علی - عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ تھے مسروق کا قول ہے کہ اصحاب النبی سے بڑے عالم یہ شخص تھے عمرؓ بن خطاب - علی بن ابی طالب عبداللہ بن مسعود - ابی بن کعب - معاذ بن جبل زید بن ثابت - ابوموسیٰ اشعری[1] —

غرض حضرت عمرؓ مسائل فقہی کے اجتہاد اور استنباط مین باوجود احتیاط کے بہت بڑا درجہ رکھتے ہین اون کے مسائل اور اجتہاد کو عبداللہ بن عباس اور زید کے ساتھ جو ایک دوسرے سے اقتباس کرتے تھے مدینہ مین ہونے کے سبب سے زیادہ شہرت اور اشاعت حاصل ہوئی - حضرت علیؓ عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ کے اجتہاد کی کوفہ مین رہنے کے سبب سے جہان علما سے سپاہی زیادہ تھے اس قدر اشاعت نہین ہوئی - عبداللہ بن مسعود مسائل اور احکام مین حضرت عمرؓ سے موافقت رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اور لوگ ایک طرف جاوین اور عمرؓ دوسری طرف تو مین اون کی طرف جاؤن گا - زید بن ثابت بھی حضرت عمرؓ کے متبع تھے[2] —

فقہ کی دونون حیثیتون مین مسائل شریعت اور احکام تشریعی کی تخریج اور احکام قانونی کے واسطے حضرت عمرؓ کا علم اور قابلیت نہایت ہی شایان اور اعلیٰ درجہ کا تھا - حضرت عمر نے مسائل تشریعی اور غیر تشریعی کے لحاظ سے بعض مسائل مین خاص اجتہاد کیا یا آنحضرت صلعم کے احکام کے منشا کو سب سے بہتر جاننے کے باعث بعض اوقات کوئی ضروری تغیر کیا متعۃ الحج اور متعۃ النکاح کو منع اور حرام کیا - امہات اولاد یعنی وہ لونڈیان جن سے اولاد ہو چکی ہو اون کے بیچنے کا رواج بالکل روک دیا - یہ احکام درحقیقت آن حضرت صلعم کے منشاء مبارک کے مطابق تھے -

اسی طرح بعض مسائل مین خاص ضرورتون اور فوائد کے لحاظ سے اجتہاد کیا - نماز تراویح کو جماعت مین پڑھنے کا حکم دیا - اور حکم دیا کہ تین طلاق طلاق بائن سمجھی جائین گی - مے نوشی کی سزا اسی درہ مارنے تک بڑھا دی - جزیہ کی شرحین مختلف مقرر کین - یہ مسائل تشریعی تھے اور تشریعی اور

[1] ازالۃ الخفا - [2] ازالۃ الخفا —

Marfat.com

غیر تشریعی کا فرق اون سے بہتر کوئی نہین جان سکتا تھا۔ اِن [illegible] ذکر کی
کی ضروریات اور فوائد متحقق تھے اور کوئی نقص اون کے رواج دینے سے مانع نہین ہوتا تھا
اور ثبوت کی طرف ہرگز متوجہ نہین ہونا چاہئے اور نہ اس سے زیادہ مسائل مذہبی مین گفت
کرنا چاہئے ہین۔ حضرت عمرؓ کی فقہ اور اجتہاد مختلف مسائل اور احکام کی نسبت کتابون مین منضبط
ہین اور اون کی نسبت بحثین بھی موجود ہین۔ اہل ضرورت اون کی طرف توجہ کر سکتا ہے ہم تو صرف
اِس قدر دکھانا چاہتے تھے کہ جو ضروریات حضرت عمرؓ کو خلیفۃ الرسول اللہ ہونے کی صورت مین پیش
آئین اون کے پورا کرنے کے واسطے وہ ہر ایک پہلو سے کس درجہ قابلیت رکھتے تھے۔

Marfat.com

آٹھوان باب

اقوام اور مذہب غیر کے ساتھ سلوک - جزیہ - اور کتب خانہ سکندریہ

جیسے کہ اسلام نبی نوع انسان کے واسطے رحمت تھا اسی طرح خلافت اسلامی کے اصول دنیا کے واسطے رحمت تھے - اس قول کو ہم اس باب مین ثابت کرین گے -

یون تو ہر ایک سلطنت کی رعایا کو سلطنت موجودہ کے ساتھ جبریہ یا رضامندانہ ایک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے اور کسی غیر قوم کے ساتھ وہ صرف اوس کے غیر قوم ہونے کی وحشت اور نفرت کے سبب سے مقابلہ کرتی ہے اور اوس کی مدافعت کی کوشش کرتی ہے - اسی طرح کسریٰ اور قیصر کی رعایا نے اپنے بادشاہون کے حکم سے اور اپنی جان و مال کے خوف سے عربون کی جہالت اور وحشیانہ خصائل کے خیال سے جو اُن کے درمیان مشہور تھین کم و بیش جنگ کی اور اون کو اپنے ملک مین دخل دینے کے مزاحم ہوئے گو وہ نہ جانتے تھے کہ درحقیقت وہ اوس خدا کی رحمت کا مقابلہ کر رہے ہین جو اون کو ظلم و تعدی سے نجات دینے کے واسطے خود خدا ہی نے بھیجی ہے - اپنے قدیم مذہبون کو چھوڑ کر وہ اسلام کو نہین قبول کرتے تھے اور جب تک اون کو اپنی اپنی سلطنت کی قوت اور طاقت پر بھروسہ تھا وہ جزیہ نہین قبول کرتے تھے اور میسری شرط یعنی تلوار اوٹھانے کو اپنی بہادری اور شجاعت کے بھروسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر جب وہ اپنی سلطنتون کی طرف سے مایوس ہوئے تو جزیہ پر وہ مسلمانون کی اطاعت قبول کرتے گئے - اگر ایک حصہ فتوحات اسلامی کا بزور شمشیر حاصل ہوا ہے تو تین حصے صلح اور جزیہ کے ساتھ حاصل ہوئی ہین -

ایرانیون اور اہل روما کی سلطنت مین محکوم اور مفتوح اور اون کی مطیع اور زیر فرمان رعایا پر

جو جبر اور ظلم و تعدی اور لوٹ اور غارت گری ہوتی تھی اوس کا حال
حقوق اون کو حاصل نہ تھے۔ دولتمندون اور طاقتورون اور مقدس الاسم حاکمون کے
بے زبان نوع کی طرح تھے جو اون کے جان و مال کے خود مختار مالک تھے۔ کمزور اور
دولت مند اور غریب اصلی اور ادنی کے واسطے ایک ہی قانون نہین تھا۔ ایرانیون کی سلطنت
مالک زمیندار اور جاگیردار یعنی دہقان اور مذہبی پیشوا تمام قوت اور رعب اور اثر اور ملک کی
مالک تھے۔ کاشتکار اور غریب رعایا اوس ناجائز اور بے ضبط اور بے ضابطہ اور غیر محد
خود مختاری کے تحت مین پیوند زمین ہو گئے تھے۔ اہل روما کی سلطنت کا حال اس سے بھی بد
عیسائی مذہب کے مقدس راہ نما اور پیشوا حکام اعلی اور درباری اور قیصر کی برائیون کے بیٹ
فرمانبردار عمال اور مشیر کار دولت اور قوت و رعب اور اثر کے خوش نصیب مالک تھے۔ رعایا انتہا
درجہ کی بدبختی اور مصیبت مین گرفتار تھی۔ درحقیقت وحشیانہ سلطنتون مین جہان حقوق جاگیرداری
اور مالکانہ خدمت لینے کا دستور قائم ہوا ہے رعایا کا بہت بڑا حصہ غلام بن گیا ہے۔

غلامی کاشتکارون کی عام حالت تھی۔ پہلے پہل مزارعانہ اور خانگی غلامی مین کچھ فرق نہین
دونون قسم کے غلام معہ اپنے کنبون اور اسباب اور مال و متاع کے زمیندار اور جاگیردار کا مال
جاون سے اپنی بے روک مرضی اور خوشی کے موافق جیسے چاہے سلوک کر سکتا تھا اور من کے بعد
تغیر ہوا کہ مزارعانہ غلام اوس زمینداری اور جاگیر سے جس مین وہ رہتے تھے متعلق سمجھے جاتے
اور اوسی زمین کے ساتھ فروخت ہوتے تھے یا جاگیردار کی ذات خاص سے متعلق کر دیے جاتے
اور ایک مالک سے دوسرے مالک کے پاس بیچے جا سکتے تھے۔ اور اپنے مالک کو بغیر اون کی جا
کے نہین چھوڑ سکتے تھے۔ اگر وہ بھاگ جاتے یا اون کو کوئی چرا کر لیجاتا تو قانون کی
اسی طرح دعوی کیا جاتا تھا جیسے کہ مویشی یا مال اسباب کی نسبت کیا جاتا ہے
جاتے تھے۔ البتہ گذارہ کے واسطے اون کو چھوٹے چھوٹے قطعات ارضی
ہوئے تھے مگر مالک کا اختیار ہوتا تھا کہ جب چاہے اون سے اون کے

Marfat.com

ایک مزارعانہ غلام کوئی جائداد نہین پیدا کرسکتا تھا۔لیکن اگر وہ خرید لیتا تھا تو مالک کو اختیار ہوتا تھا کہ اوس کو بے دخل کرکے خود اوس پر قبضہ کرلے ۔

مزارعانہ اور خانگی غلامی کا نشان گلے مین ایک لوہے کا حلقہ ڈالے رکھنا تھا۔اِن غلامون کے گروہون کے گروہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہانک کرلے جاتے تھے ۔سورون کی طرح اون کو خوراک دی جاتی تھی اور اون سے بدتر حال مین رکھے جاتے تھے۔ہاتھ پاؤن بندھے ہوئے ہوتے تھے اور ایک بڑی زنجیر اون کے گلے کے پٹون مین سے نکال کر یک جا باندھ دیے جاتے تھے۔انسانی گوشت کے تجار یعنی اون کا مالک ہاتھ مین ایک گانٹھ دار بھاری کوڑا لیے ہوئے اون کے پیچھے سوار ہوکر چلتا تھا اور اوس کوڑے سے اون درماندہ مفلوک الحال لوگون کی خبر لیتا تھا کوڑا جہان پڑتا تھا گوشت سے چمڑا اُدھیڑ دیتا تھا۔مرد اور عورتین اور بچے اس طرح پر پھٹے ہوئے چیتھڑون مین لپٹے ہوئے۔ٹخنون مین ناسور اور زخم پڑے ہوئے ننگے اور زخمی پاؤن کے ساتھ ملک مین پھرائے جاتے تھے ۔اگر اون مین سے کوئی درماندگی سے عاجز ہوکر رہ جاتا تھا یا گر پڑتا تھا تو اوس کو زمین پر لٹا کے اس قدر کوڑے مارے جاتے تھے کہ چمڑے کے اُکھڑ جانے سے وہ مُردہ ہوجاتا تھا ۔

جو کاشت کار نام نہاد آزاد کہلاتے تھے اون کا حال بھی مزارعانہ غلامون سے کچھ اچھا نہ تھا اگر وہ اپنی زمینون سے علیحدہ ہونا چاہتے تھے تو ایک بھاری رقم بہ طور جرمانہ کے جاگیردار کو دینی پڑتی تھی۔اگر کوئی خرید کرنا چاہتے تھے تب بھی ایسا ہی جرمانہ دینا پڑتا تھا۔بہ طور وراثت اون کو کوئی جائداد نہین مِل سکتی تھی جب تک ایک بھاری محصول نہ ادا کرین۔اپنے مالک کو حصہ دیئے بغیر نہ وہ غلّہ پیس سکتے تھے اور نہ روٹی بنا سکتے تھے۔جب تک کہ دسوان حصہ گرجا کو بیسوان بادشاہ کو اور اور چھوٹے حصے باریون کو نہ دے دین وہ فصل کاٹنے نہین پاتے تھے۔وہ مالک کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہین جا سکتے تھے اور ہر وقت بلا معاوضہ خدمت کرنے کے واسطے مجبور تھے اگر مالک کے لڑکے یا لڑکی کا بیاہ ہوتا تھا تو اون کو ضروری طور پر خوشی سے معقول رقمین پیش کرنی ہوتی تھین ۔

Marfat.com

لیکن جب مزارع کی لڑکی کی شادی ہوتی تو پہلے اوس کو جاگیردار [illegible]
پڑتی تھی یہان تک کہ اگر کوئی پادری حضرت مسیح کا نائب جاگیردار ہوتا تھا تو وہ بھی بدکاری کے
وحشیانہ حق کو حاصل کرنے سے دریغ نہین کرتا تھا۔ بدبخت لوگ ایسے عظیم ظلمون اور بدکاریون
شکار تھے۔ لیکن جاگیردار اپنی محلسرا ے مین اور پادری اپنے محل مین اور خدام مذہب اپنے
مسکنون مین عوام الناس کی مصیبتون کی بہت کم پروا کرتے تھے۔ زبردست کی مرضی ہی قانون اور
انصاف تھا مظلوم لوگ جو پیوند خاک ہو گئے تھے گرجا بھی اون کی مدد نہین کرتا تھا۔ بل کہ اوس کی
تعلیم ان وحشیانہ ظلمون سے اون عاجزون کو بچانے کے خلاف تھی۔ کیون کہ پہلے پادریون نے
عمال کی خلاف ورزی کرنے کو ایک بہت بڑا گناہ قرار دیا تھا۔ غرض حضرت مسیح کے خادمون نے
بھی ان ظالمون اور زبردستون اور دولت مندون کے ساتھ جن کو حضرت مسیح نے رد کیا تھا شراکت
اور واحد معاملگی کر لی تھی۔ انھون نے خود جاگیرداری اور مالکانہ خدمت لینے کے طریق اختیار کیے
تھے اور جاگیردارون اور امیرون اور شاہزادون کی طرح تمام حقوق رکھتے تھے اور اون کی مانند بسر
کرتے تھے۔

غیر عیسائیون۔ یہودیون۔ یا بت پرستون کا حال تو عیسائیون کے ماتحت ناگفتہ بہ ہے
اون کا قتل اور خون ریزی اور غلامی کوئی قابل خیال بات نہ تھی اون کے حقوق کا کیا ذکر یہی اون پر
بڑا احسان تھا کہ اون کو زندہ رہنے دیے جاتا تھا۔ اگر کوئی عیسائی اون سے رشتہ کر لیتا تو وہ
زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ یہودی نہ تو عیسائیون کے برابر بیٹھ سکتے تھے نہ کھا پی سکتے تھے اور نہ اون کی
مانند لباس پہن سکتے تھے۔ اون کے بچہ اون سے چھین لینا اور مال و اسباب [illegible]
لوگون کے نزدیک جائز تھا۔[1]

غرض یہ تاریکی اور اندھیر اور ظلم اور تباہی دنیا پر چھائی ہوئی [illegible]
بڑے نجات دہندہ نے نجات کی کرنا پھونکی اور نوع انسان کی عملی مساوات [illegible]

[1] یہ حالات آنریبل مولوی سید امیر علی صاحب کی کتاب سپرٹ [illegible]

Marfat.com

اور رتبہ کے ناجائز حقوق کو باطل کر دیا اور ظلم اور غلامی کی زنجیرین توڑ کر گرڑین اسلام نے جس برادری اور مساوات کی تعلیم کی ہے اور اقوام غیر اور غیر المذہب کے ساتھ رحم اور نیکی برتنے اور اون کو ہر حال مین مذہبی اور آزادی بخشنے کی ہدایت کی ہے وہ ایک منصف نگاہ سے دیکھنے والے کو اسلام کی تعلیم کے اصول کے مانند دکھائی دے گی۔ ہمارے زمانہ کے علما کی عمدہ تصانیف اس مضمون پر موجود ہین۔ اس لیے ہم اوس کے بیان کرنے کے لیے نہین ٹھہرین گے۔

آنحضرت صلعم کے زمانہ کے محاربات کی نسبت آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہ تمام محاربات حفاظت خود اختیاری اور حفاظت دین اور دفع شر اور ضرر کے واسطے تھے (دیکھو تفسیر القرآن جلد چہارم تصنیف سرسید احمد خان صاحب) خلافت ابتدائی یعنی زمانہ حضرت ابوبکرؓ کی لڑائیان تو اون آتشین بغاوت اور فساد کے رفع کرنے کی غرض سے تھین جو عرب مین پھیل گئے تھے اور اونھین کا سلسلہ مشرق مین مغرب کی مانند دعوت اسلام کے مقاصد کے ساتھ ساتھ فوج کشی اور ملک گیری تک پہونچ گیا ملک گیری کی غرض سے فوج کشی کرنا اسلام کی کسی تعلیم یا ہدایت یا حکم کا نتیجہ نہ تھا۔ عرب کی اقوام کی باہمی لڑائیون اور دشمنون کا اسلام نے خاتمہ کر دیا تھا اور ایک ربانی کرشمہ نے اون کو ایک برادری اور اخوت کے رشتہ مین باندھ کر ایک ایسی روح اور تازہ جوش اون مین پیدا کر دیا تھا جو اون کو نچلا اور خاموش نہین بیٹھنے دینے والا تھا۔ اسلام کو دنیا مین شایع کرنے کی خواہش نے اون کو اور ابھارا اور اپنی حدود سے اونھون نے قدم باہر نکالے۔ اور غیر اقوام کے ساتھ ایسے تعلقات مین پھنس گئے کہ پھر اپنے قدمون اور ارادون کو پھیر لینے پر گویا وہ قادر ہی نہین رہے تھے اور اس کا نتیجہ اون کی وہ عظیم الشان فتوحات تھین۔

ملک گیری اور فوج کشی گو اسلام کی اغراض اور مقاصد سے جدا تھی اور اسلام نے کوئی تعلیم اوس کی نسبت نہین کی تھی مگر تمام گذشتہ اور موجودہ دنیا کے واقعات سے وہ فطرت انسانی سے خارج کوئی امر نہین معلوم ہوتا۔ اور ہم کو کوئی مونہہ دنیا مین ایسا نہین دکھائی دیتا جو اس کی مخالفت مین کھلا ہو۔ حضرت مسیح کی تعلیم کو مستثنی کرنے کی ضرورت اوس وقت ہوتی اگر انیس صدیون کے

عیسائی اپنے عملون سے اوسے خلاف فطرت انسانی ثابت نہ کر دیتے۔ تہذیب [illegible]
ملک گیری اور فوج کشی کے واسطے جو بہانے تجویز کیے ہین اوس سے بہتر وجوہات مسلمانون [illegible]
جو دنیا کو کفر اور ظلم کی ناپاکی سے پاک کرنا اور مظلومون اور مصیبت زدگان کو نجات دینا اور [illegible]
مخلوق کو عیسائیون اور پادشاہون کے خون آلود پاؤن سے اوٹھا کر کھڑا کرنا چاہتے تھے [illegible]
تھین اون کا سلوک اور برتاؤ جو انھون نے اقوام غیر اور غیر المذہب کے ساتھ کیا اور جس ذلت [illegible]
تباہی اور غلامی کی حالت سے اوٹھا کر اون کو آرام اور امن اور آزادی اور آسودگی اور فراغت [illegible]
حالت تک پہونچا دیا وہ بیان کرنے کے لائق ہے۔

مسلمان اگرچہ اپنے گھر سے نکل کر اقوام غیر کے قریب پہونچے اور ایک نئے قسم کے تعلقات کا
سلسلہ اون سے چھیڑا مگر جنگ اور خونریزی سے بچنے کے واسطے وہ اسلام یا جزیہ قبول کرنے کی ایسی
دو شرائط پیش کرتے تھے جو اپنے ساتھ مساوی المرتبہ اور تمام حقوق مین شریک قرار دینے یا ظلم اور
جبر سے رہائی اور امن و آسائش کی ذمہ داری کا عہد اور اقرار تھے۔ تیسری شرط لڑائی کی تھی جو دونون
طرفون کے واسطے یکسان خطرناک اور ڈرانے والی تھی۔ مسلمانون کے پاس اپنی جانون کی کوئی
ضمانت موجود نہین تھی۔ وہ خطرے مین پڑتے تھے اور خطرے مین ڈالتے تھے۔ جیسا کہ ہمیشہ
انسان نے کیا ہے۔ مگر ان لڑائیون کا نتیجہ بھی اون نادان مفتوح اقوام کے واسطے ہی جو اپنے
نجات دہندون کے ساتھ جنگ کرنے کو آمادہ تھے اچھا ہوتا تھا۔ ان کے بدلہ مین اون کو امن
اور آزادی دی جاتی تھی۔ ایک عالم کا قول ہے کہ "قادسیہ کی لڑائی جس نے ایران کو مسلمانون
کے حوالہ کر دیا مظلوم رعایا ایران کی نجات کا ایک نشان تھا جیسا کہ یرموک اور اجنادین کی لڑائیان
اہل شام اور یونانیون اور مصریون کے واسطے تھین۔ یہودی جو وقتاً فوقتاً [illegible] کے قتل اور
خون ریزی کا شکار رہتے تھے اور کہین جا کر بھی اُن کا پیچھا نہین چھٹتا تھا [illegible]
آزادی کی ہوا کھانے لگے جن کے دین کا بڑا سبق نوع انسان کی اخوت [illegible]
ہر جگہ مسلمانون کو بطور اپنے نجات دہندون اور آزاد کنندون کے قبول کر [illegible]

ان کا مقابلہ کیا گیا یہ مقدس پادریون اور امرا کی جماعت نے کیا۔ عوام الناس اور پیشہ ور رعایا نے جو زر دشتیون کے ہاتھون سے مصیبت اور تباہی مین تھے عموماً اپنے فاتحین سے رضامند اور خوشی سے مطیع ہو گئے اوس دائمی صداقت کا ایک سادہ اقرار اون کو اپنے مسلمان نجات دہندون کے ہمرتبہ اور اون کے برابر بنا دیتا تھا[1]۔

جنگ کی حالت مین بھی جو رعایت اور ہر طرح کی آزادی مخالفین کو دی جاتی تھی وہ ہمیشہ ضرب المثل ہو گئی لشکر اور سرداران لشکر کو فوج کشی کے وقت رحم اور سلوک اور نرمی کے احکام دیے جاتے تھے اور اِس قسم کے احکام کی نسبت حضرت عمرؓ نہایت تاکید کرتے تھے۔ کہ

(۱) کوئی عورت اور لڑکا اور بڈھا اور ضعیف نہ مارا جاے (۲) کسی کا ناک کان نہ کاٹا جاے (۳) عبادت کرنے والے گوشہ نشین قتل نہ کیے جاوین اور اون کے عبادت خانہ نہ کھودے جاوین (۴) کوئی درخت پھلدار نہ کاٹا جاے کوئی کھیت نہ جلایا جاے۔ (۵) کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کی جائے۔ (۶) کسی جانور بکری اونٹ وغیرہ کی کونچین نہ کاٹی جائین۔ (۷) صلاح و مشورہ کے بغیر اون کے کسی امر کا فیصلہ نہ کیا جاے۔ (۸) ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف کا طریقہ برتا جاے کسی پر ظلم اور جبر نہو۔ (۹) جو عہد و پیمان غیر مذہب والون سے کیا جائے اوس مین بے وفائی نہ کی جاے اور روٹھیک ٹھیک وفا کیا جائے (۱۰) جو لوگ اطاعت قبول کرین اور جزیہ دین اون کی جان و مال مسلمانون کی جان و مال کے برابر سمجھی جاے اور تمام معاملات مین اون کے احکام مثل مسلمانون کے تصور کیے جائین (۱۱) جب تک اسلام کے قبول کرنے کی دعوت کی گئی ہو دفعتاً لڑنا نہ چاہیے[2]۔ غرض اس قسم کے احکام اور ہدایتین جاری ہوتی تھین اور حضرت عمرؓ اپنی تیز و انصاف نگاہون اور معمولی سرگرمی سے اون کی نگرانی کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ خالد سے کیون ناراض تھے۔ ایک بڑا سبب اِس کا مغلوب مخالف سے خالد کا سختی سے برتاؤ کرنا اور اس قسم کی ہدایات کی پوری تعمیل نہ کرنا تھا۔ کیا خالد کی بہادری مسلمانون ہی کا

---

[1] سپرٹ اوف اسلام صفحہ ۱۰۴ — [2] تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۰ —

Marfat.com

کام نہین کر رہی تھی اور مسلمانون کے واسطے [illegible]
اور نفع کی انصاف اور اپنے اسلامی اصولون [illegible]
سبب سے خالد سے ناراض رہے اور آخر واپس بلا [illegible]
کسی زمانہ مین اس امر سے انکار نہین ہو سکا کہ نئے مفتوحہ ممالک مین [illegible]
فتوحات کے ساتھ ساتھ رائج کرنا اور تعمیل کرانا ناممکن ہے اور اون ابتدائی قوانین [illegible]
جائز مانا گیا ہے۔ کم سے کم فاتحین نے اپنی قوم کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھی ہے اور [illegible]
اور جبریہ کارروائیون پر توجہ کرنے سے چشم پوشی کی ہے حتی کہ امن اور اطاعت کے زمانہ [illegible]
مہذب حکمران اقوام کو اپنی قوم کے ساتھ رعایت کرتے دیکھتے ہین جس سے نہایت درست طور پر
ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ فاتحین اور مفتوحین کے واسطے ایک ہی قوانین نہین ہین [illegible]
بعض اوقات رعایا مین کے اون بدقسمت مقتولین کی فہرستین تیار کی گئی ہین [illegible]
اور بے تمیز ہاتھون سے مارے گئے ہین اور قاتلون کو بری کر دینے کے واسطے [illegible]
عذر اور بہانہ کو کافی سمجھا گیا ہے گو کوئی خود غرضانہ دانشمندی کی مصلحت اس کی دلیل [illegible]
کے روبرو مصلحت ظلم کا ایک دوسرا نام ہے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت [illegible]
کہ جو کچھ مہذب اقوام کے برتاؤ کے آئینہ مین بھی مشکل اور ناممکن [illegible]
اور روزمرہ تھا۔ ذمیون یعنی مطیع جزیہ دینے والی [illegible]
مال کے برابر سمجھا جاتا تھا لفظون مین نہین بل کہ عمل [illegible]
کہ شہر حیرہ مین ایک مسلمان نے ذمی کو قتل کر ڈالا تھا [illegible]
قتل کا حکم دیا اور دوسرون کی عبرت [illegible]
اشتہار تھا کہ رعایا مین سے جس شخص کو اپنے [illegible]
اوس پر انصاف کی پوری تعمیل کراتے تھے

[1] مضمون کتب خانہ سکندریہ [illegible] علامہ شبلی [illegible]

Marfat.com

جنگ کے قیدیون کی نسبت اون کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حضرت عمرؓ کا ایک دل پسند طریقہ تھا لیکن جب اون کے پکڑنے مین اصول معینہ سے تجاوز کیا گیا ہو تو بغیر فدیہ لینے کے وہ چھوڑ دیتے تھے چنانچہ جنوبی جزیرے سے مسلمانون کے لشکر نے بہت سے لوگ قید کر لیئے تھے اور پکڑ کر ساتھ لائے تھے مگر حضرت عمرؓ کے حکم سے وہ امن و امان کے ساتھ اپنے گھرون کو واپس بھیج دیئے گئے۔ اون کی تعداد دس ہزار سے کم نہین بیان کی گئی ہے[1]۔

جنگ کے بعد یا بغیر جنگ کے جو معاہدات صلح کے مسلمانون اور غیر اقوام کے درمیان باہم ہوتے تھے اون مین ذمیون کے مساویانہ حقوق مین اون کی جان و مال۔ نقد اسباب مویشی مکانات سب کی حفاظت کی ذمہ داری کی شرط مقدم ہوتی تھی۔ اون کے دشمنون سے لڑنے اور اون کی حفاظت کرنے اور جس سے وہ صلح کرین اوس سے صلح کرنے اور اسی قسم کی شرائط کے مسلمان اپنے آپ کو پابند کرتے تھے۔ ذمیون سے جو عہد مسلمان لیتے تھے اُن مین اکثر مین تو صرف جزیہ دینے کی شرط ہوتی تھی بعض مین اس کے سوا دشمنون سے سازش نہ کرنے۔ مجرم کو پناہ نہ دینے اور راستے صاف کرنے اور بعض مین مسلمان مسافر کی تین روز تک مہمانی کرنے کی شرط ہوتی تھی[2]۔ اِن پانچ شرطون سے زیادہ کسی قسم کا عہد نہین لیا جاتا تھا۔ جزیہ کی بحث تو بعد مین ہوگی۔ باقی شرائط جو لی جاتی تھین کوئی نہین کہ سکتا کہ اون مین کوئی ناواجب امر ہو یا معاہد کے لیئے اون کا پورا کرنا مشکل یا گران ہو۔ اور اخلاق اور ملک کے امن کی ضرورت کے سوا کوئی اور غرض اون سے مقصود ہو۔

سرداران لشکر اور اصحاب وغیرہ جو معاہدہ صلح کا کسی جماعت یا قوم سے کر لیتے تھے وہ سب کے نزدیک واجب اور قابل تسلیم ہوتا تھا خواہ کسی درجہ اون مین رعایت روا رکھی گئی ہو اور اس کے بدلنے کا کسی کو اختیار نہ تھا چنانچہ ایک دفعہ ابو عبید سردار لشکر عراق نے نہارک کی لڑائی مین جابان ایرانی فوج کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ مگر بلا شناخت دو آدمیون کے بدلہ مین رہا کر دیا مثنیٰ کو جب اوس کے رتبہ اور حال کی خبر ہوئی اوس نے اوس کو پکڑ لینا چاہا مگر ابو عبید نے اس ارادہ کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ ایک مسلمان کی

---

[1] تاریخ خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۱۸۱ [2] ازالۃ الخفا سیاست۔

کی دی ہوئی صلح اور امن کو کوئی دوسرا توڑ نہین سکتا اور اب اوس [illegible]
اس رائے سے اتفاق کر لیا اور جابان کو صحیح و سلامت جانے دیا[1] لیکن اگر اوس [illegible]
سختی کی گئی ہو تو البتہ اوس کو مناسب شرائط سے بدل دیا جاتا تھا۔ سرداران لشکر [illegible]
رحم اور انصاف کے نائب تھے دمشق اور مصر اگرچہ بزور شمشیر فتح کیا گیا لیکن کسی کو بعد جنگ
قید و قتل نہین کیا گیا جزیہ لینے کی شرائط پر ذمی قرار دے کر چھوڑ دیا گیا۔ اور جو اقرار اون کی [illegible]
سے ہو گیا اوس کی پوری پابندی کی کسی کے مذہب اور مذہبی آزادی سے ہرگز ہرگز تعرض
نہین کیا گیا سر ولیم میور مقر ہین کہ عموماً لوگ اپنے مذہب پر رہے اون کے عبادتخانون کی حفاظت اور عبادت کی تعظیم و عزت کی [illegible]
حضرت عمرؓ کے یوروشلیم کے ساتھ شرائط صلح مقرر کرنے اور بیت المقدس پر قبضہ کرنے جانے کے
واقعہ مین ایک عجیب و غریب عہد نامہ واقدی اور بلاذری کی پیروی کرنے والے انگریزی مورخون
نے نقل کیا ہے۔ اور بیت المقدس کے بعض مورخون نے اوس کو بیان کیا ہے حضرت عمرؓ نے جو معاہدہ
اپنی طرف سے لکھ کر دیا تھا اوس کو انگریزی مورخ بھی تسلیم کرتے ہین کہ اوس کے الفاظ یہ تھے کہ
"عمر ابن الخطاب کی طرف سے باشندگان ایلیا کے ساتھ۔ کہ اون کی حفاظت کی جاوے گی
اون کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ہے۔ اون کے گرجے نہ گرائے جائین گے۔ اور
نہ اون کے بغیر کوئی اور اون کو استعمال کرے گا[2]۔ لیکن جو عہد نامہ عیسائیون کی طرف سے لکھا گیا ہے
اوس کی عجیب و غریب شرائط بیان کی گئی ہین مثلاً یہ کہ عیسائی کوئی اور گرجا نہ بنائین گے مسلمانون
کو گھر مین داخل ہونے دینے سے انکار نہ کرین گے۔ اپنی اولاد کو قرآن نہ پڑھائین گے اور مسلمانون
کے مذہب کی نسبت گفت و گو نہ کرین گے۔ اپنے مذہب کی ترغیب نہ دین گے اور مسلمان [illegible]
منع نہ کرین گے۔ مسلمانون کی تعظیم کرین گے اور ان کی مانند [illegible]
اور ہتھیار نہ باندھین گے وغیرہ وغیرہ۔ اس عجیب و غریب عہد نامہ کو کوئی [illegible]
نہین کرتا۔ انگریزی مورخون مین [illegible]

---

[1] انلس اوف خلافت صفحہ ۱۲۹ [illegible]
[2] " " " صفحہ [illegible]

توعلانیہ طور پر اوس سے انکار کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے سفر بیت المقدس کے بیان مین مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "یورشلیم مین پہونچ کر خلیفہ نے بطریق اور اہل شہر سے بڑی مہربانی اور حلم اور تواضع سے ملاقات کی۔ اوس نے اون کو وہی حقوق عطا کیے جو بہت سے خوش قسمت شہرون کو دیے گئے تھے۔ باشندون پر ایک نہایت خفیف خراج (جزیہ) مقرر کیا اور اون کی تمام عبادت گاہون اور گرجاؤن پر اون کے قبضہ کو قبول اور تسلیم کیا۔ یورشلیم مسلمانون کے نزدیک بے انتہا تعظیم اور تکریم کی جگہ تھی۔ نہ صرف اس سبب سے کہ دین موسوی اور عیسوی نے وہان پرورش پائی تھی بل کہ بہ سبب اسلام کا پہلا قبلہ ہونے کے جدھر مونہہ کر کے مسلمان نماز پڑھتے ہین اور نیز بہ سبب وہ مقام ہونے کے جو پیغمبرؐ نے معراج کی رات کو ملاحظہ کیا تھا[1]۔"

اِس کے بعد مورخ مذکور اوس آئین کی طرف اشارہ کر کے جو عیسائیون کی نسبت حضرت عمرؓ سے منسوب کی جاتی ہے لکھتا ہے کہ اوس بردبار متحمل اور آزادی بخش فرمانروائی کی طرف اِن کا منسوب کرنا ایک قابل جواب ہی الزام ہوگا۔ غیر اقوام سے اِس قسم کے شرائط لینے اور ایسے سلوک کی نسبت لکھتا ہے کہ "ابتدا مین فاتحین جو کچھ لیتے تھے وہ اس عام خراج (جزیہ) کے سوا سال مین کسی قدر روغن زیتون اور خوراک کی اور چیزین تھین اور مسلمان مسافر کو تین دِن مہمان رکھنے کا عہد تھا۔" اِس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ گھوڑے کی سواری کی ممانعت وغیرہ اوس زمانہ کے حکم ہین جب خلافت دمشق مین تبدیل ہوئی تھی۔ سر ولیم میور بلاذری کی ایسی روایات کی بھی تردید کرتا ہے جس مین حضرت عمرؓ سے اِس قسم کی شرائط لینا منسوب کیا گیا ہے[2]۔

بنی امیہ اور عباسیہ کے زمانہ کے مورخون کی اِس قسم کی روایات کی اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یا تو انھون نے غیر المذہب اقوام سے اس قسم کی شرائط لیتے اور اون سے اِس قسم کا سلوک ہوتے دیکھ کر اوس پر حضرت عمرؓ کے زمانہ کی شرائط کا قیاس کر لیا ہے یا اوس زمانہ کے خلفا کے برتاؤ کو جائز قرار دینے کے واسطے اِس قسم کی روایات خود پیدا کی ہین۔ بہرحال حضرت عمرؓ کی خلافت کسی اِس قسم کا

---

[1] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۰۸۔ [2] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۱۳۔

Marfat.com

معاہدہ لکھوانے کے [illegible]

بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ذمی امتیازات [illegible]

دھوپ کھانا اور موٹا کپڑا پہننا وغیرہ اون کی اصلی عادات کے قائم رکھنے [illegible]

طرح دوسرے ممالک کے باشندوں کی نسبت اُن کا یہ خیال تھا کہ وہ [illegible]

کو ممیز رکھیں اور مسلمانوں سے اُن کی تفریق ہو۔ اور یہ خیال ایسا ہی تھا جیسا [illegible]

کی انگریزی شایستہ سلطنت کا ہے اور ایسی ہی ایک سرسری خواہش تھی۔

حضرت عمرؓ کا غیر اور غیر المذہب ذمی اقوام سے عام طور پر جو سلوک تھا وہ نہایت انصاف اور شایستہ ترین اصولوں پر مبنی تھا۔ اون کی آزادی اور دوسرے عام حقوق مسلمانوں کے برابر درجہ کے تھے۔

ایرانی امراجب مسلمانوں کی فوج کے ساتھ شامل ہوکر کام کرنے پر راضی ہوئے [illegible] اعتبار اور اعتماد کر لیا گیا اور خاص عزت اور رتبہ کے ساتھ اون کے نام دیوان [illegible] اون کے وظائف مقرر کر دیے گئے۔

حضرت عمرؓ کے منصفانہ برتاؤ کا ایک واقعہ اون کے سفر بیت المقدس کا ہے [illegible] سر ولیم میور کے الفاظ مین لکھتے ہین کہ "عیسائی مورخ بیان کرتے ہین کہ [illegible] کے ساتھ شہر کے دیکھنے کے واسطے گئے۔ جب کے اکثر مقامات [illegible] تاریخی حالات دریافت کیے جب نماز کا وقت ہوا تو بطرق [illegible] جہان اوس وقت تھے نماز ادا کرلین۔ اوس وقت وہ جرج اوف [illegible] نے وہان یا جرج اوف کانسٹنٹائن مین جہان [illegible] سے انکار کیا اور یہ وجہ بیان کی کہ اگر مین نے اس مقام پر نماز ادا [illegible] بے دخل کر دین گے اور اس دلیل سے کہ وہان [illegible]

سلہ انلس اوف خلافت صفحہ ۲۵۰۔

Marfat.com

بتھلم کو بھی حضرت عمرؓ نے دیکھا اور وہان چرچ اوف نیٹوٹی مین نماز گذاری لیکن بطریق کو جو اس مقدس مقام مین اون کے ساتھ تھا ایک نوشت اِس مضمون کی لکھ کر دیدی کہ عیسائی ہمیشہ اوس عمارت کے مالک رہین گے مسلمانون کو اوس مین جانے کی اجازت ہوگی مگر ایک وقت مین ایک سے زیادہ مسلمان اوس مین داخل نہ ہوگا۔ لیکن اس نوشت کی بعد زمانہ مین پروا نہ کرکے وہان اور چرچ اوف کانسٹنٹائین کی ڈیوڑہی مین مسجدین بنالی گیین[1]۔ اِس مشہور واقعہ کے جزئیات حالات مین اختلاف ہے اور ممکن ہے کہ کوئی ایک جزو اس بیان کا صحیح نہ ہو مگر حضرت عمرؓ کی انصاف پسندی کی ایک بے نظیر مثال ہے دوسرے سفر شام مین حضرت عمرؓ کے عیسایون کے ساتھ محبت اور شفقت اور بے تکلفی سے پیش آنے کے سر ولیم میور[2] اِس قسم کے اور واقعات کا جمع کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ اون کے عامل بھی اون کے اِن اصولون کی پیروی کرنے مین اون سے پیچھے نہین تھے عمیر بن سعد انصاری حمص کی عمالی کو چھوڑ کر تمام عمر اس بات پر متاسف رہے کہ اون کے مونہہ سے ایک دن ایک ذمی کی نسبت نکل گیا تھا کہ "اللہ تجھے خوار کرے"۔ اِس سے زیادہ حق شناسی کی دنیا کِس سے امید کرسکتی ہے۔

اِن غیر اقوام کی خبر گیری کرنے اور اون کے محتاجون اور مفلسون کی مدد کرنے مین حضرت عمرؓ مسلمانون کی نسبت کچھ کم توجہ نہین کرتے تھے قحط کے زمانہ مین اون کی خبر گیری بھی ویسی ہی کرتے تھے۔ اور صدقہ کی رقم جو خاص مسلمانون سے وصول کی جاتی تھی اوس مین ذمی رعایا برابر کی شریک تھی حضرت عمرؓ نے بیت المال کے داروغہ کو کہلا بھیجا تھا کہ خدا کے اس قول مین انما الصدقات للفقرا والمساکین (صدقات فقیرون اور مسکینون کے لیئے ہین) مسکینون سے عیسائی اور یہودی مراد ہین[3]۔ سفر بیت المقدس مین حضرت عمرؓ نے عیسائی جزامیون کے واسطے جو جابیا کے قریب آباد تھے عشر مین سے ایک حصہ مقرر کردیا اور یہ خالص خیراتی عطیہ تھا[4]۔ مذہبی فقرا اور مساکین غیر مذہب کو معافیات وغیرہ عطا کرنے کے واقعات بھی بیان ہوئے ہین۔ ایک یہودی کا ایک اور مشہور واقعہ ہے کہ

---

[1] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۱۰ [2] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۳۶ [3] الجزیہ واز الۃ الخفا۔

[4] انلس اوف خلافت صفحہ ۲۱۲۔

حضرت عمرؓ نے ایک دن راستہ میں جاتے ہوئے
ہو کر اوس کا حال پوچھنے لگے معلوم ہوا کہ محتاج یہودی ہے اور اندھا
اور محتاج اور بوڑھا پایا ہے حضرتؓ نے اوس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے گھر لائے
اوس کو کچھ دیا اور پھر بیت المال کے داروغہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ "اِس اور اِس جیسے
اون کو دیکھ کر جدا کر خدا کی قسم ہم نے انصاف نہیں کیا کہ اوس کی جوانی کی کمائی کھائی
تنگ کریں۔ اِس کو اور اِس جیسے جتنے ہوں سب کو جزیہ معاف کیا جائے" ان
واقعات سے حضرت عمرؓ کے رحم اور انصاف کا جو وہ غیر مذہب لوگوں کے
کیا جا سکتا ہے۔

اقوام مفتوحہ کے مذہب اور مذہبی آزادی سے کبھی تعرض نہیں کیا گیا۔ جی عیاذہ کو شام
سے بغاوت کے خوف سے جزیرہ میں واپس بھجوا دیا گیا اور "خلیفہ کے ساتھ اون کے تعلقات
ہو گئے مگر وہ اپنے مذہب عیسوی پر قائم رہے"[1] بنو تغلب کا واقعہ حضرت عمرؓ کے
ایک عمدہ مثال ہے ولید ابن عقبہ کے ہاتھوں پر انھوں نے اطاعت قبول کی
بزرگ قبیلہ کے اسلام اختیار کرنے کے خیال سے اون سے سختی
کو ترک کر دیں حضرت عمرؓ اِس حال کو سن کر نہایت ناراض ہوئے
قائم رہنے دے اور مت چھیڑ۔ صرف جزیہ نا عرب میں
ولید کو معزول کر دیا اور صرف جزیہ لینے کا حکم دیا۔ بنو تغلب
کہ وہ جزیہ دینا اپنے واسطے ہتک سمجھتے ہیں اور اون سے اور
لیا جاتا ہے اگر ٹیکس لیا جائے تو بہت خوشی
اسے بھی منظور کر لیا اور اون سے عشر لینا قبول کیا
یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ اون کے

[1] اٹلس اوف خلافت صفحہ ۱۰۱۔

Marfat.com

کہ جبراً کسی غیر مذہب کا کوئی معبد خراب کیا گیا یا گرایا گیا بل کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام کے تابع ہونے اور غیر مذہب لوگون کے مسلمان ہونے سے اتنے معبد بے کار ہو گئے۔

زمین کی کاشت اور زراعت کی ترقی اور آبادی جو ملک کی ترقی اور دولت مندی اور رعایا کی آسودگی اور فراغت کا سب سے بڑا اور اصلی ذریعہ ہے حضرت عمرؓ نے اوس کے واسطے کوشش کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا۔ ہم بیان کر آئے ہین کہ فتوحات اور فوج کشی کو روک کر ممالک مفتوحہ مین نہرین کھودنے اور زمینون کے سیراب کرنے کے وسائل کو ترقی دینے کا حکم دیتے تھے۔ نہرین جال کی طرح ملک مین پھیلا دی گئین۔ نیز حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ جو کاشتکار اپنی اپنی زمینین چھوڑ کر بھاگ گئے ہین اون کو واپس بلایا جائے۔ اون کو ذمی قرار دے کر زمینین اون کے قبضہ مین دی جاوین اور ایک معتدل محصول لیا جائے[۱]۔ اور ایک عام اشتہار دیا جو شخص بنجر زمین کو مزروعہ کرے اور اوس کو آباد کرے وہ اوسی کو دیدی جائے گی[۲]۔ غرض اس طرح کاشتکارون کو امن اور آسایش اور اطمینان اور خود مختارانہ قبضہ نصیب ہونے سے ملک آباد ہو گیا۔ اور کاشتکار غلامی کی مصیبتون سے چھوٹ کر آسودہ اور فارغ البال ہو گئے۔

مزارعین کو امن اور اطمینان حاصل ہونے کی ایک اور بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے اہل عرب کو زمینداری اور کاشت کاری کا کام اختیار کرنے سے قطعی ممانعت کر دی تھی۔ مصر مین شام مین عراق مین مسلمانون نے بہت چاہا کہ اون کو زمینین دی جائین مگر حضرت عمرؓ نے نہ مانا نہ مانا۔ اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے پر سزائین دین جس سے آیندہ کسی کو اس قسم کا ارادہ کرنے کی جرأت نہ رہی۔ اس قسم کی درخواستین اور حضرت عمرؓ کا انکار کتب تاریخ مین اکثر مذکور ہین۔ انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ "سواد یا کالدیہ کا زرخیز میدانی ملک جو باستثناے چند بزور شمشیر فتح کیا گیا تھا۔ عرب کی فوج نے بہ طور انعام جنگ اوس کا دعویٰ کیا حضرت عمرؓ کا انصاف اور حق رسانی اس درخواست کے منظور نہ کرنے مین نہایت ممتاز ہے"۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ "دعویدارون کی ناراضی کے باوجود صرف اراضی ضبط شدہ ہی غیر منقسم نہین رکھی گئی بل کہ صحراے شام کے کنارون سے ایران کے

[۱] الفاروق صفحہ ۲۹۲ [۲] تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۰۔

سلسلۂ کوہ تک کسی ایک قطعۂ اراضی کی فروخت مطلق طور پر منع کردی گئی۔ اس طرح پر مزارعین کے واسطے دوگونہ حفاظت کا انتظام ہوگیا۔ جو کسی صورت اور کسی حال مین بھی اپنی زمینون سے نہین کیے جاسکتے تھے نیز ملک نے اپنے اصلی مزارعین کے ہاتھ مین رہ کر پرورش اور ترقی پائی دولت مند اور خراج کا مستقل ذریعہ ہوگیا"[1]۔

مصر کے حالات مین مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "زبیر نے عمرو بن العاص سے اصرار کیا کہ مصر کے بہ زور شمشیر فتح کیے ہوے ملک کی مانند سلوک کیا جائے اور زمین کو اپنے ہمراہیون مین تقسیم کردیا جائے لیکن عمرو بن العاص نے انکار کیا اور جیسا کہ امید کرنا چاہیئے تھا حضرت عمرؓ نے اوس کے فیصلہ کی تائید اور تصدیق کی۔ اور یہ عاقلانہ جواب لکھا کہ "مصر کی زمین کو رعایا کے ہاتھ مین زراعت کی ترقی اور بارآوری کے واسطے رہنے دیا جائے۔ جیسا کہ اور جگہ کیا تھا۔ حضرت عمرؓ عربون کو ایک ایکڑ زمین کا بھی مالک بننے کی بھی اجازت نہین دیتے تھے۔ یہان تک کہ عمرو بن العاص نے اپنے لیئے مکان بنانے کو زمین چاہی اور حضرت عمرؓ نے انکار کیا اور لکھا کہ مدینہ مین جو اوس کا مکان ہے وہ اوس کے واسطے کافی ہے۔ اس طرح پر مصر کی زمین اوس کے اصلی اور موروثی مالکون اور قابضون کے ہاتھ مین رہ کر حجاز کے واسطے ایک قیمتی ذخیرہ گاہ بن گیا جیسے کہ اگلے وقتون مین وہ اٹلی اور اہل روما کے واسطے ذخیرہ گاہ تھا"[2]۔

ایک دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ "ملک شام کے فاتحین نے البتہ سخت اصرار کیا کہ وہان کی زمین اون کو بانٹ دی جاے۔ لیکن حضرت عمرؓ کی فیاض دلی کسی طرح اون کو فاتحین کی راے پر مائل نہین ہونے دیتی تھی۔ بالآخر ایک نصی سند پر یہی فیصلہ ہوا کہ پہلے قابضین بے دخل نہ کیئے جاوین۔ مصر مین بھی آپ نے تاکیدی فرمان بھیجا کہ اہل فوج قطعاً زمینداری اور کاشت نہ کرنے پائین۔ اس حکم کے خلاف ایک شخص نے کچھ زمین کاشت کی تو آپ نے اوس کو پکڑ بلایا اور نہایت سخت سزا دینی چاہی۔ لیکن اوس نے قطعی توبہ سے اپنا قصور معاف کرالیا"[3]۔

---

[1] انلس ادف خلافت صفحہ ۱۹۲ [2] انلس ادف خلافت صفحہ ۲۴۴ [3] المامون حصہ دوم صفحہ [illegible]

غرض غیر اقوام کے ساتھ جس فیاضی اور انصاف کا برتاؤ حضرت عمرؓ نے کیا اور جو خاص حقوق مسلمانون سے بھی زیادہ اور بڑھ کراون کو عطا کیئے وہ مہذب اقوام کی مدعیانہ اور نکتہ چین نگاہون کو ہمیشہ نیچا رکھین گی۔ اِس کے بعد زمین اور زمینداری کے متعلق اسلامی خوش قسمت رعایا ہونے کی حالت مین عشر اور خراج کا دینا تھا۔ جو یقیناً نہایت انصاف بل کہ رعایت کے اصولون پر مبنی تھا ہمارے مورخ نے خراج کے متعلق چند قواعد جو آن حضرت صلعم یا خلفا کے عہد مین مروج تھے مختصر طور پر بیان کیے ہین جو ہمارے دعوے کو بخوبی ثابت کردین گے کہ "جو زمین نہرون کے قدرتی پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو یا جو زمین فوج کو تقسیم کر دی گئی ہو یا جس مقام کے باشندے فوج کشی کے وقت اسلام قبول کر چکے ہون اِن تینون حالتون مین وہ زمین عشری ہو گی یعنی اوس کی پیداوار سے صرف دسوان حصہ لیا جائے گا اور یہی اوس کا خراج سمجھا جاوے گا۔ اِن تینون قسمون کے علاوہ جو زمین ہے وہ خراجی ہے۔ عام اِس سے کہ مسلمان رعایا کے قبضہ مین ہو یا غیر قوم کے۔ اگر کوئی شخص عشری زمین پڑتی ڈالدے تو اوس سے کچھ نہین لیا جاوے گا۔ خراجی زمین مین ایسا نہین ہے لیکن اگر کوئی شخص ایک برس پڑتی ڈال کر دوسرے سال کاشت کرے تو ایک ہی سال کا خراج دینا ہو گا۔ جس زمین پر دکانین بنالی جائین وہ عموماً عشر و خراج سے معاف ہین۔ اگر کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو خراج معاف ہو جاوے گا۔ مذکورۂ بالا قسمون مین سے دو پچھلی قسم کی عشری زمینین بہت کم تھین۔

عشر اور خراج کے احکام مسلمان اور دوسرے مذہب والی رعایا سے جن کو اسلام کی حمایت مین آجانے سے ذمی کا لقب مِلا ہے قریب قریب یکسان متعلق ہین۔ خراجی زمین کسی کے قبضہ مین ہو ایک شرح سے لگان لیا جاتا تھا عشری زمین بھی خواہ کسی کے قبضہ مین ہو اوس سے عشر ہی لیا جاتا تھا حضرت عمرؓ نے قوم نبط سے عشر ہی لیا تھا[1]۔ "خراج کی شرحین جو باقاعدہ پیمائش کے لحاظ سے مقرر کیا گیا تھا ہم اِس سے پہلے بیان کر چکے ہین وہ ہر ملک اور ہر زمانہ مین ہمارے دعویٰ کی دلیل مین پیش

[1] المامون حصہ دوم صفحہ ۱۷۔ و ۱۸۔

کی جاسکتی ہین عشر اور خراج یمن تو مسلمانون اور غیر مذہب والون ہین کی
سوا جزیہ ایک ایسا محصول تھا جو غیر مذہب والون سے خصوصیت رکھتا تھا۔ اس زمانہ کی
اقوام نے اس لفظ کو ایسا بھیانک اور ڈراؤنا بنا دیا ہے کہ اون کے مونہہ سے سن کر اون کے
سے کوئی خوش نہوگا وہ اس کو مسلمانون اور غیر مذہب والون کے درمیان ایک نہایت تعصبا
اور نامناسب تفرقہ قائم کرنے کا ایک اصول بیان کرتے ہین اور ایسا جبر بیان کرتے ہین جس
بچنے کے واسطے اسلام کا قبول کرنا بھی گوارا کیا جاتا تھا اور اس وجہ سے وہ جبراً مسلمان کرنے کا ایک
قوی ذریعہ تھا۔ لیکن اس قسم کے خیالات درحقیقت تعصب یا غلط فہمی سے پیدا ہوئی ہین۔ تحقیق کے
نزدیک وہ تمام تر بے اصل اور بیہودہ ہین۔ علامہ شبلی کے دقیق اور عالمانہ مضمون نے کسی بحث کی گنجائش
نہین چھوڑی۔ اونھون نے بخوبی ثابت کردیا کہ جزیہ کو مسلمانون نے نہین پیدا کیا۔ ایرانی زبان کے
لفظ گزیہ کا معرب اور نوشیروان عادل کا ایجاد اور مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ "ایران و عرب
مین خراج و جزیہ کے وہ قواعد جو بادنیٰ تغیر اسلام مین رائج ہین نوشیروان کے عہد مین مرتب ہوے
علامہ ابن الاثیر جزری نے تاریخ الکامل کے پہلے حصہ مین ایک مضمون اس عنوان سے لکھا ہے۔
ذکر ما فعلہ کسریٰ فی امر الخراج والجند جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نوشیروان نے زمین کی پیمائش کرائی
اور مختلف شرحون کی جمع مقرر کی۔ اور تمام لوگون پر باستثنائے اہل فوج و رؤسا و ارکان
دولت جزیہ مقرر کیا جس کی تعداد بارہ درہم۔ آٹھ درہم۔ چھ درہم۔ چار درہم تک تھی (ابن اثیر نے
اس موقع پر جزیہ ہی کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جزیہ کوئی ایسی اصطلاح
نہین ہے جو مسلمانون اور ذمیون کے ساتھ مخصوص ہو۔ نوشیروان اور اوس کی ایرانی رعایا کا
ایک مذہب تھا تاہم جو ٹیکس اون پر لگایا گیا تھا مسلمان اوس کو جزیہ ہی کہتے تھے) خراج کے
ذکر کے بعد مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "وہی الوضایع اللتی اقتدی بہا عمر بن الخطاب" یعنی حضرت
عمرؓ نے اونھین قاعدون کی تقلید کی۔ اور جزیہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیس برس سے
کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو جزیہ سے معاف کیا جس غرض سے قشیر قان

Marfat.com

جزیہ کا قاعدہ جاری کیا اُوس کی وجہ علامہ موصوف نے نوشیروان کے اقوال سے یہ نقل کی ہے کہ اہل فوج ملک کے محافظ ہین اور ملک کے لیے اپنی جانین خطرہ مین ڈالتے ہین - اِس لیے لوگون کی آمدنی سے اون کے لیے ایک رقم خاص مقرر کی گئی کہ اون کی محنتون کا معاوضہ ہو" اِس کی تائید مین ہمارے مورخ فردوسی کے اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ "اسلام نے جو نظام قائم کیا اوس کی رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کے لیے مجبور کیا جاسکتا تھا - یہ قاعدہ کچھ آسان قاعدہ نہ تھا اور لوگ اگر ذرا بھی اوس سے بچنے کا حیلہ پا جاتے تھے تو اوس سے فائدہ اوٹھانا چاہتے تھے چنانچہ ایک بار جب جزیرہ سسلی مین مکتب کے معلم اِس جبر سے بری کر دیے گئے تو سیکڑون آدمیون نے اور کام چھوڑ کر یہی پیشہ اختیار کر لیا -

اس لحاظ سے کل مسلمان فوجی خدمت رکھتے تھے اور ضرور تھا کہ وہ جزیہ سے اسی طرح بری رہین جس طرح نوشیروان عادل نے عموماً اہل فوج کو اس ٹیکس (جزیہ) سے بری رکھا تھا لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کے ماتحت تھے اور جن کی حفاظت مسلمانون کو کرنی پڑتی تھی - اون کو فوجی خدمت پر مجبور کرنے کا اسلام کو کوئی حق نہ تھا - نہ وہ لوگ ایسی پرخطر خدمت کے لیے راضی ہو سکتے تھے اِسلیے ضرور تھا کہ وہ اپنی محافظت کے لیے کوئی ٹکس ادا کرین - اسی ٹیکس کا نام جزیہ تھا - جو فارسی لغت سے معرب کیا گیا تھا لیکن اگر کسی موقع پر غیر قومون نے فوج مین شریک ہونا یا شرکت کے لیے آمادہ ہونا گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کر دیے گئے -

جزیہ کا معاوضہ حفاظت ہونا مسلمانون مین علمی و عملی طور سے ہمیشہ مسلم رہا اور سچ یہ ہے کہ اسی خیال نے اکثر اہل لغت کو اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا کہ جزیہ فارسی زبان کا لفظ ہے وہ سمجھے کہ یہ لفظ جزاء سے نکلا ہے جس کے معنی بدلہ کے ہین اور چون کہ یہ ٹیکس بھی ایک معاوضہ اور بدلہ ہے لہذا اس مناسبت سے اوس کا نام جزیہ رکھا گیا - آن حضرت صلعم و خلفاے راشدین کے جو معاہدے تاریخون مین منقول ہین اون سے عموماً پایا جاتا ہے کہ جزیہ اون لوگون کی محافظت کا معاوضہ تھا - خود رسول اللہ صلعم نے والی ایلیۃ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا اوس مین یہ الفاظ

مندرج فرمائے "یحفظوا ویمنعوا" یعنی ان لوگون کی حفاظت کی جائے اور دشمنون سے
جائین ۔ حضرت عمرؓ نے وفات کے قریب جو نہایت ضروری وصیتین کین اون مین ایک یہ بھی
"غیر مذہب والے جو ہمارے رعایا ہین وہ خدا اور رسول کی ذمہ داری مین ہین اور مسلمانون
اون کی طرف سے اون کے دشمنون سے مقابلہ کرنا چاہیئے"۔ اس موقع پر ہم بعض معاہدات اصلی
الفاظ مین نقل کرتے ہین جن سے نہایت صاف اور مصرح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جزیہ صرف
حفاظت کا ایک ٹیکس تھا ۔ اور غیر مذہب والے جو مسلمانون کی رعایا تھے یہی سمجھ کر یہ ٹیکس
ادا کرتے تھے ۔

ہذا کتاب من خالد بن الولید لصلو بابن نسطونا وقومہ انی عاہدتکم علی الجزیۃ والمنعۃ فلک الذمۃ والمنعۃ ۔ مامنعناکم فلنا الجزیۃ والا فلا کتب سنۃ اثنتی عشرہ فی صفر ۔	یہ خالد بن الولید کی تحریر ہے صلو بابن نسطونا اور اوس کی قوم کے لیئے ۔ مین نے تم سے معاہدہ کیا ۔ جزیہ اور محافظت پر ۔ پس تمھاری ذمہ داری اور محافظت ہم پر ہے جب تک ہم تمھاری محافظت کرین ہم کو جزیہ کا حق ہے ورنہ نہین ۔ سنہ بارہ صفر مین لکھا گیا "

عمالان اسلام نے عراق عرب کے اضلاع مین وہان کے باشندون کو جو عہدنامے لکھے اور جن پر
بہت سے صحابہ کے دستخط تھے اون کے ملتقط الفاظ یہ ہین ۔

براءۃ لمن کان من کذا وکذا من الجزیۃ الیتی صالحہم علیہا الامیر خالد بن الولید وقد قبضت اللذی صالحہم علیہ خالد والمسلمون لکم یدٌ علی من بدّل صلح خالد ما اقررتم بالجزیۃ ۔ وکنتم امانکم امانٌ وصلحکم صلحٌ ونحن لکم علی الوفاء ۔	اون لوگون کے لیے جنھون نے اس اس تعداد کا جزیہ دینا قبول کیا ہے اور جن پر خالد بن ولید نے اون سے مصالحت کی ہے یہ برات نامہ ہے خالد اور مسلمانون نے جس تعداد پر صلح کی وہ ہم کو وصول ہوئی جو شخص خالد کی صلح کو بدلنا چاہے اوس کو تم لوگ مجبور کر سکتے ہو بشرطیکہ جزیہ ادا کرتے رہو تمھاری امان امان ہے اور تمھاری صلح صلح (یعنی جس سے تم صلح کرو ہم بھی صلح کرین گے ۔ اور جس کو تم امان دوگے ہم بھی امان دین گے ۔

اِس کے مقابلہ مین عراق کی رعایا نے یہ تحریر لکھی۔

انا قد ادینا الجزیۃ اللتی عاہدنا علیہا خالد + علیٰ ان یمنعونا و امیرہم البغی - من المسلمین و غیرہم —	ہم نے وہ جزیہ ادا کر دیا جس پر خالد سے معاہدہ کیا تھا اس شرط پر کہ مسلمان اور نیز اور تمام قومین اگر ہم کو گزند پہونچانا چاہین تو جماعت اسلام اور اون کے افسر ہماری حفاظت کے ذمہ دار ہون -

ان تحریرون سے جو ہم نے اس موقع پر نقل کین اور نیز اور تمام معاہدون سے جو تاریخون مین مذکور ہین بداہتہً یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جزیہ اُسی اُصول کی بنا پر تھا جو نوشیروان عادل نے قایم کیا تھا لیکن اسپر بھی اگر کسی کو شبہہ رہے تو ذیل کے واقعہ سے رہا سہا شک بھی رفع ہو جائے گا - ابوعبیدہ جراح نے جب متواتر شام مین فتوحات حاصل کین تو ہرقل نے ایک عظیم الشان فوج مسلمانون پر حملہ کرنے کے لیئے طیار کی مسلمانون کو اوس کے مقابلہ مین بڑی مستعدی سے بڑھنا پڑا اور اون کی تمام قوت اور توجہ فوجون کی تربیت مین مصروف ہوئی اوس وقت حضرت ابوعبیدہ امین افسر فوج نے اپنے تمام عمالون کو جو شام کے مفتوحہ شہرون پر مامور تھے لکھ بھیجا کہ جس قدر جزیہ و خراج جہان جہان وصول کیا گیا ہے سب اُون لوگون کو واپس دے دو جن سے وصول ہوا تھا - اور اون سے کہدو کہ ہم نے تم سے جو کچھ لیا تھا اِس شرط پر لیا تھا کہ تمھارے دشمنون سے تمھاری حفاظت کر سکین - لیکن اب اس واقعہ کے پیش آجانے کی وجہ سے ہم تمھاری حفاظت کا ذمہ نہین اُٹھا سکتے" - ابوعبیدہ کے خاص الفاظ جن مین عیسائیون سے خطاب ہے یہ ہین - انا رددنا علیکم اموالکم لانہ قد بلغنا ما جمع لنا من الجموع وانکم قد اشترطتم علینا ان تمنعکم وانا لا نقدر علی ذلک وقد رددنا علیکم ما اخذنا منکم - اِس حکم کی پوری تعمیل ہوئی اور لاکھون روپیہ بیت المال سے لے کر اُون لوگون کو پھیر دیئے گئے - جو رقم وصول ہوئی تھی اوس کی کثرت کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ صرف حمص سے قریبًا آٹھ لاکھ روپیے جزیہ و خراج مین ملے تھے عیسائیون نے مسلمانون کو دل سے دعا دی اور کہا کہ خدا پھر تم کو ہمارے شہرون کی حکومت دے - رومی ہوتے تو اس موقع پر واپس کرنا تو درکنار جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ بھی لے لیتے - اِن سب باتون سے

Marfat.com

زیادہ یہ امر اس دعوے کے لیے دلیل بین ہے کہ اگر کسی غیر قوم [illegible]
کی تو وہ اُسی طرح جزیہ سے بری رہے جس طرح خود مسلمان ۔

معاہدات مین یہ تصریح کہ جزیہ کے عوض ہم تمھاری اندرونی و بیرونی حفاظت کے ذمہ دار ہین ۔ جو حفاظت پر قدرت نہ ہو تو جزیہ کا واپس کر دینا ۔ جو قومین فوجی خدمت پر آمادہ ہون اُون کو جزیہ سے بری رکھنا ۔ کیا اِن واقعات کے ثابت ہونے کے بعد بھی شبہہ رہسکتا ہے کہ جزیہ کا مقصد وہی تھا جو ہمنے بجٹ کے آغاز مین بتایا ہے ۔

جزیہ کے مصارف یہ تھے ۔ لشکر کی آراستگی ۔ سرحد کی حفاظت ۔ قلعون کی تعمیر ۔ اِن سے بچا تو سڑکون اور پلون کی تیاری ۔ سررشتہ تعلیم ۔ بے شبہہ اس خاص رقم سے مسلمانون کو بھی فائدہ پہونچتا تھا ۔ اور پہونچنا چاہیے تھا ۔ مسلمان لڑائیون مین شریک ہوتے ۔ جانین لڑاتے ۔ ملک کو تمام خطرون سے بچاتے پس جس طرح اون کے جسم و جان سے ذمی رعایا مستفید ہوتی تھی اگر ذمیون کے مال سے مسلمانون کو بھی فائدہ پہونچتا تھا تو کیا بے جا تھا ۔ اس کے علاوہ صدقہ کی رقم جو خاص مسلمانون سے وصول کی جاتی تھی اوس مین ذمی رعایا برابر کی شریک تھی ۔ حضرت عمرؓ فاروق نے بیت المال کے داروغہ کو کہلا بھیجا تھا کہ "خدا کے اس قول مین ۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین" (صدقات ۔ فقیرون اور مسکینون کے لیے ہین) مسکینون سے عیسائی اور یہودی مراد ہین "۔

جزیہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیس روپیہ سالانہ تھی کسی کے پاس لاکھون روپیے ہون تو اس سے زیادہ دینا نہین پڑتا تھا عام شرح چھ روپیہ اور تین روپیہ سالانہ تھی ۔ بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے ۔ اور عورتین ۔ مفلوج معطل العضو ۔ نابینا ۔ مجنون مفلس یعنی جس کے پاس دو سو درہم سے کم ہون یہ لوگ عموماً جزیہ سے معاف تھے ۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ ایسا ہلکا ٹیکس جس کی تعداد اس قدر قلیل تھی جس کے ادا کرنے سے فوجی پر خطر خدمت سے نجات مِل جاتی تھی جس کی بنیاد [illegible] کیا ایسی ناگوار چیز ہوسکتی ہے جیسی کہ اہل یورپ نے خیال کی ہے ۔ کیا دنیا [illegible] بچنے کے لیے اپنا مذہب چھوڑا ہوگا ۔ کیا کسی [illegible]

Marfat.com

کم قیمت سمجھا ہوگا؟ اگر کسی نے ایسا سمجھا تو ہم کو اُس کے مذہب کے ضایع ہونے کا رنج بھی نہ کرنا چاہیے جو لوگ جزیہ ادا کرتے تھے اُن کو اسلام نے جس قدر حقوق دیئے کون حکومت اُس سے زیادہ دے سکتی ہے؟

عیسائی مورخون نے جزیہ کی بحث مین عجیب غلطیان کی ہین۔ بعض وقت اُنھون نے فدیہ اور جزیہ مین تمیز نہین کی اور فدیہ کو جزیہ سمجھ لیا ہے۔ جو جنگ کے قیدیون کی رہائی کے بدلے مین ایک رقم لی جاتی تھی شاید ایسی ہی غلطی کی بنا پر مسٹر لین نے اپنی کتاب مدالقاموس مین لکھا ہے کہ جزیہ قتل سے محفوظ رہنے کا معاوضہ تھا مگر یہ اُن کی نہایت غلطی ہے کیون کہ امن کا ہوجانا یعنی لڑائی کا موقوف ہونا صلح کا ہوجانا یا کسی قسم کا معاہدہ ہونا گو کہ اُس مین جزیہ کا دینا نہ قرار پایا ہو قتل سے محفوظی کا سبب ہوتا تھا نہ کہ جزیہ دینا[1]

جزیہ کے مقابلے مین جو ٹیکس زکوٰۃ مسلمانون سے لیا جاتا تھا وہ جزیہ سے بدرجہا زیادہ سخت تھا سونے چاندی اونٹ گائے بکری سب پر جداگانہ شرحین۔ فرض کرو کہ ایک ذمی کے پاس چالیس ہزار روپیہ ہین جس کی تجارت سے وہ فائدہ اُٹھا رہا ہے اور ایک مسلمان کے پاس بھی اُسی قدر رقم ہے لیکن اُس کو کوئی اور آمدنی نہین ہے۔ ذمی کو تو سال بھر مین صرف تین روپیہ چھ روپیہ یا زیادہ سے زیادہ بارہ روپیہ دینے پڑین گے اور مسلمان کو پورا چالیسوان حصہ ایک ہزار روپیہ دینا پڑیگا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسی صورت مین بھی جزیہ کسی کو مسلمان ہونے پر رغبت دلا سکتا ہے بل کہ یہ کہنا چاہیئے کہ اگر ٹیکس کی کمی وبیشی پر دین یا مذہب کا مدار ہوتا تو مسلمانون کا ٹیکس اُن کو جزیہ کے مقابلے مین اسلام چھوڑ کر ذمی ہوجانے کی رغبت دلاتا۔ ممالک مفتوحہ کی رعایا کے جان و مال جس حال مین مسلمانون کے قبضہ و اختیار مین تھے اگر اُن کو اپنی رعایا کو لوٹنا اور مسلمان کرنا ہی مقصود ہوتا تو ایک خفیف سی سالانہ رقم اپنے ان اغراض کے حاصل کرنے کے واسطے بہانہ بنانے کی کوئی ضرورت نہین تھی وہ بہت سے طریقے سے لوگون کو مسلمان کر سکتے تھے۔ مگر ہم کو یقین ہے کہ مسلمانون

[1] تفسیر القرآن از سید احمد خان صاحب جلد چہارم صفحہ ۱۰۷۔

Marfat.com

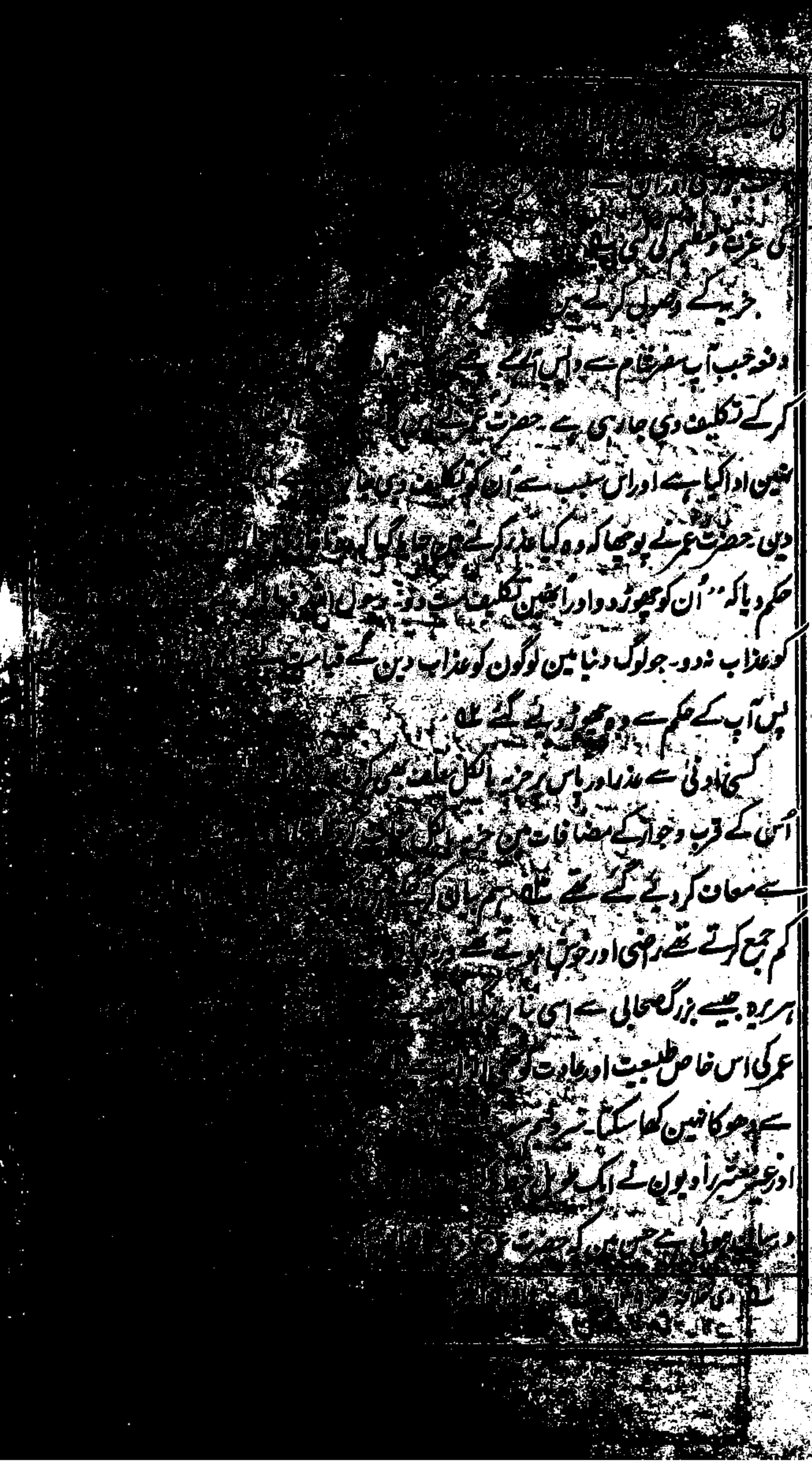

Marfat.com

کہ اُس کے قدیم فرامنہ اُس سے وصول کرتے تھے ملامت کی۔ عمرو بن العاص نے اس اتہام کو بُرا مانا۔ حضرت عمر نے اس پر اپنے ایلچی محمد بن مسلمہ کو تحقیقات کے واسطے بھیجا۔ اور نیز عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبداللہ ابن ابوسارہ کو عامل مصر مقرر کیا۔ اس خط و کتابت کو گو ویل نے قبول کر لیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک (سر ولیم میور لکھتے ہین) غیر معتبر اور غلط ہے۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت کے یہ امر خلاف تھا کہ ایسے سخت یا نامناسب الفاظ مین خطوط لکھین یا اپنے عمال پر اُس صوبہ سے زیادہ ستانی کر کے جس کے وہ حاکم تھے خراج بھیجنے کے واسطے دباؤ ڈالین۔ اُن کو کسی زائد خراج کی جیسا کہ ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کوئی ضرورت نہین پیش آئی تھی۔ دنیا کے خزانے اس وقت مدینہ مین لے چلے آرہے تھے اور ابن ابوسارھ کی نسبت تو یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان کے عہد خلافت تک عمرو بن العاص کی جگہ نہین مقرر ہوا[1]

غرض یہ جزیہ اور یہ جزیہ کی حقیقت ہے جس کو اہل یورپ نے ایک ایسا ناگوار لفظ بنا دیا ہے کہ اُس کے منھ سے نکلتے ہی مسلمانون کی نسبت عجیب و غریب خیالات اُن کے دل مین جوش مارتے ہین۔ لیکن مہذب دنیا کے ٹیکسون کے روبرو وہ ایک بے حقیقت ٹیکس تھا انکم ٹیکس۔ اور انڈار کرٹی ٹیکس۔ سالٹ ٹیکس۔ چنگی۔ سڑکانہ۔ مدرسانہ۔ چوکی داری۔ اسٹامپ۔ کورٹ فیس مکتص المقام اور حصول سکرات اور سینکڑون قسم کے محصولون کے نامون سے اُس زمانے مین کوئی واقف نہ تھا۔

خیر جزیہ کی نسبت تو اہل یورپ نے تعصب سے یا غلط فہمی سے جو کچھ لکھا ہے اُس کی نسبت اتنی بات تو صحیح ہے کہ جزیہ کے نام کا ایک ٹیکس تھا جو ذمیون پر لگایا گیا تھا۔ اور اتنا بھی ہے کیون کہ اہل یورپ اپنے اس قسم کے الزامون کی بنیاد جس سے وہ مسلمانون کی بدنامی کرین ہمیشہ ایسے واقعات پر نہین رکھتے جن کا وجود ہو بل کہ ایسے واقعات پر بھی رکھتے ہین کا کوئی وجود کوئی اصل اور کوئی حقیقت نہ ہو۔ سکندریہ کا کتب خانہ جلانے کا الزام حضرت عمرؓ زمانۂ خلافت پر اسی قسم کا واقعہ ہے جس پر عیسائی مورخون اور عالمون کے نابینا خیالات

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۴۸۔

Marfat.com

Marfat.com

سو جو کچھ ہوا اُس کو سنو اور تعجب کرو"

ابوالفرج کی اس روایت کے بعد یہ واقعہ اسی طرح تسلیم ہوتا چلا آتا تھا۔ کسی کو اُس کی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک نہ آیا۔ لیکن آخرکار گبن مورخ اعظم نے اس واقعہ کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ مین اس کی اصلیت اور اُس کے نتائج دونون سے انکار کرتا ہون۔ گبن نے اپنے انکار کی وجہون کو ان سادہ مگر صحیح دلائل پر مبنی کیا ہے کہ ابوالفرج اس واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا۔ اُس کے سوا کسی اور مورخ حتی کہ خود عیسائی مورخون نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا۔

درحقیقت کوئی تاریخ کا عالم اور محقق ایک لمحے کے واسطے بھی اس واقعہ کے بیان کی صحت پر یقین نہین کر سکتا۔ عیسائی مورخ جو ابوالفرج کی نسبت فتح اسکندریہ کے زمانے کے بہت قریب تھے اور جنھون نے سکندریہ کی فتح کے حالات مفصل لکھے ہین کہین اس واقعہ کا ذکر نہین کرتے۔ یوسیس المتوفی سنہ ۹۴۰ع جو دسوین صدی عیسوی مین سکندریہ کا بطریق تھا اور المکین جو واقعہ مفروضہ کے تین سو برس بعد تھا اپنی تاریخون مین اس واقعہ کی نسبت ایک حرف بھی نہین لکھتے۔ گبن اور کریل نے اسی دلیل سے اس واقعہ کو بے اصل ٹھہرایا ہے اور یہ کوئی معمولی دلیل نہین ہے۔

اس کے سوا مسلمان مورخون نے جنھون نے دوسری ہی صدی اسلامی کے وسط مین تصنیف و تالیف شروع کی ہے کسی نے اس واقعہ کا ذکر نہین کیا حالانکہ کوئی امر ان کو اس بیان کرنے سے مانع نہین تھا۔ ابوالفرج کی روایت کو اگر صحیح سمجھا جاے تو مسلمانون نے اس کام کو ایک عمدہ کام سمجھ کر کیا تھا اور خصوصاً خلفاے راشدین کے افعال و اقوال بغیر کسی بحث کے متبرک اور افضل سمجھے جاتے تھے پس کوئی وجہ نہ تھی کہ مسلمان مورخ اپنی تاریخون اور روایات کے مجموعون مین اس واقعہ کو بیان نہ کرتے اس واقعہ کے مدعی عیسائیون کو بھی یہ اعتراض سوجھائی دیا تو ان مین سے کسی بڑے طباع نے چار اسلامی نام لے دیئے۔ ابن خلدون۔ عبداللطیف بغدادی۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ۔ ابن خلدون کا نام البتہ ڈرانے والا تھا کیون کہ وہ نہایت معتبر تاریخ اسلام کی ہے۔ لیکن ابن خلدون کا نام لینا صرف ایک بے سمجھا حوصلہ اور بے غیرت جرات ہی معلوم ہوئی کیون کہ ابن خلدون نے اس واقعہ کو کبھی

Marfat.com

غرض کتب خانہ کے جلانے کی تاریخی شہادتون کا تو یہ حال ہے درایۃً ہمارے مورخ نے اس الزام کو قطعی پوچ ثابت کر دیا ہے۔ کم سے کم سکندریہ کے چار ہزار حماموں مین چھ ماہ تک کتابین جلانا اگر چار لاکھ یا سات لاکھ ہی کتابون کی تعداد صحیح مان لی جائے تو فی حمام ہر روز ایک کتاب یا آدھی کتاب حصہ مین آتی ہے۔ کیا یہ بھی کوئی حکم تھا کہ ایک کتاب یا آدھی کتاب ہر روز جلائی جائے یا کتاب اتنی اتنی بڑی تھی کہ آدھی کتاب دن بھر کے ایندھن کے واسطے کافی ہوتی تھی۔ ڈریپر مانتا ہے کہ کتابین چمڑے پر لکھی ہوئی تھین۔ امید ہے کہ جیسے ڈریپر حیران ہو کر پوچھتا ہے اُس زمانے کا چمڑا بھی ایندھن کا کام نہین دیتا ہوگا۔

عمرو بن العاص اُس کے بعد چھ ماہ تک سکندریہ مین نہین رہا۔ عیسائیون ہی کو کتابون کا ایندھن سپند ہوگا ورنہ وہ اُس کے چلے جانے کے بعد اُن کو بچا سکتے تھے۔ مسلمانون کا جو عام برتاؤ اہل ذمہ کے ساتھ تھا وہی مصر کے ساتھ بھی برتا گیا۔ عمرو بن العاص کے معاہدے کے یہ الفاظ موجود ہین کہ "عمرو بن العاص نے اہل مصر کو اُن کی جان۔ خون۔ مال۔ متاع۔ مذکو امان عطا کی" اور نیز یہ کہ "اُن کی زمین اور مال اُنھین کا رہے گا اور اُن مین سے کسی چیز مین تعرض نہ کیا جائے گا"۔ کیا حضرت عمرؓ کا عام سلوک جو ذمیون کے ساتھ تھا ایک لحہ کے واسطے کسی ایسے شبہہ کو جگہ دیتا ہے کہ اُنھون نے کتابون کے جلانے کا حکم دیا ہوگا۔ کیا مشرکین اور عیسائیون کے معبدون اور گرجون سے جہان علانیہ بت پرستی ہوتی تھی اور جن کی حفاظت کے وہ ذمہ دار ہوتے تھے اور معاہدون مین جن کی نسبت یہ خاص الفاظ ہوتے تھے کہ "کوئی گرجا اور عبادت گاہ شہر کے اندر یا باہر نہ گرایا جائے گا"، کتابین زیادہ ناپاک تھین۔ عمرو بن العاص نے مصر کے متعلق تمام امور کا فیصلہ اپنی رائے سے کیا اور خود ہی معاہدے اور شرطین کین۔ ابو الفرج خود اُس کا علم دوست ہونا مانتا ہے۔ کیا کتب خانے سے اُس کو کوئی خاص دشمنی تھی کہ اُس کی نسبت خود نہ فیصلہ کیا اور حضرت عمرؓ کی رائے پوچھ بھیجی۔ ایک اور تاریخی شہادت یہ ہے کہ عمرو بن العاص نے جو مفصل خط بعد فتح سکندریہ حضرت عمرؓ کو لکھا اُس مین سکندریہ کے تمام خرد کی حالات بیان کیے ہین مگر ابو الفرج

Marfat.com

[illegible]

اگر سکندریہ کا کتب خانہ مسلمانون نے [illegible]

پاس کہان سے پہونچین۔ خود [illegible]

خانہ کی درخواست عمرو بن العاص سے کرتا تھا چالیس [illegible]

ترجمہ ہوئی ہین۔ اگر سکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص [illegible]

کی تصانیف سب سے پہلے برباد ہونی چاہیے تھین۔

غرض سکندریہ کے کتب خانے کی نسبت یہی مانا جائے گا کہ [illegible]

تمام کتب خانے برباد ہو چکے تھے جس کے اسباب و اتفاقات مورخون نے [illegible]

ان حوادث سے بھی علمی آثار بالکل معدوم نہین ہو سکتے تھے اور بربادی [illegible]

کے وقت تک جو سرمایہ جمع ہو کر رہ گیا تھا وہ ہرگز ضایع نہین [illegible]

قدر کی اور یادگار زمانۂ قدیم کے طور پر محفوظ رکھا۔ چنانچہ [illegible]

کرے تک محفوظ رہے اور مسلمانون نے نہایت قدر کی۔

علامہ شبلی نے اپنی بحث کے شروع مین لکھا ہے کہ [illegible]

خانۂ اسکندریہ کے ساتھ اس قدر ہمدردی کیون ہے [illegible]

ہے عیسائیون سے اُس کو کچھ واسطہ نہین۔ اُس کو [illegible]

حضرت عیسیٰ سے بہت پہلے تھے۔ شاید یہ کہا جائے کہ [illegible]

لیکن اس حالت مین اسکندریہ کی تخصیص کی کیا وجہ ہے [illegible]

کتب خانے برباد ہوئے اُن پر یورپ مین یہ شور [illegible]

کیے اُن کی تشہیر کس نے کی؟ اسپین مین خود عیسائیون نے

دیا اور کئی لاکھ کتابین برباد کر دین کس نے اُس کا [illegible]

ہمدردی کیون ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس [illegible]

Marfat.com

بڑے پیشوایان مذہب اُس کی بربادی مین شریک تھے۔ اُس وقت تو یہ امر فخر کا باعث تھا لیکن جب کسی قدر تہذیب و شائستگی کا زمانہ آیا تو یورپ نے دیکھا کہ اُس کے دامن پر یہ بہت بڑا بدنما داغ ہے اُس کے مٹانے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ یہ الزام کسی دوسری قوم کے سر منڈھا جائے متعصب عیسائیون نے اس گم شدگی کو فاتحان اسلام کی طرف منسوب کر دیا اور چون کہ اس زمانے مین تمام یورپ تعصب سے لبریز تھا اور کسی قسم کی علمی ترقی کا اثر نہ تھا کسی نے غور و تحقیق کی پروا نکی اور نہایت تیزی سے یہ روایت تمام یورپ مین پھیل گئی۔ یورپ نے اس ہم دردی سے اس واقعہ کا ماتم کیا کہ وہ انھین کا خاص کتب خانہ تھا۔ چنان چہ عوام کا آج تک یہی خیال ہے۔ اس عام شہرت نے یہ بڑا فائدہ دیا کہ عیسائیون کی طرف اس الزام کو منسوب کرنے کا کسی کو خیال بھی نہ آیا کیون کہ ظاہرا یہ ایک بدیہی بات ہے کہ کوئی قوم اپنا سرمایہ آپ نہین برباد کر سکتی"۔

حضرت عمرؓ کے حالات مین ایک واقعہ اس قسم کا ضرور بیان ہوا ہے مگر تاہم وہ اس بہتان عظیم کی بنیاد نہین ہو سکتا کہ ایک شخص نے اُن کے سامنے ذکر کیا کہ مدائن کی فتح مین ایک کتاب ملی تھی۔ اس شخص نے اُس کی بہت تعریف کی۔ حضرت عمرؓ اس پر ناراض ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب قصہ کہانیون کی تھی۔ کیون کہ جب حضرت عمرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ نحن نقص علیک احسن القصص تو کہا کہ "تم سے پہلے لوگ اسی طرح ہلاک ہوئے ہین کہ انھون نے اپنے علماء اور اساتذہ کی کتابون کی طرف توجہ کی اور توریت اور انجیل کو چھوڑ دیا۔ یہان تک کہ اُن کا علم جاتا رہا"[1] یہ ایک نہایت پُرمعنی اور سچی نصیحت تھی مگر کتاب کے جلانے وغیرہ کا اس مین کچھ ذکر نہیں ہے۔ غرض اس الزام کی کوئی ادنیٰ وجہ اور بنا بھی تلاش کرنے سے نہین مل سکتی۔ اسی سبب سے سر ولیم میور نے اس واقعہ کے ذکر کو ترک کر دیا ہے اور اُن کی دونون کتابون مین اس کی طرف کوئی اشارہ نہین ملا۔

اس باب کے خاتمے پر ہم کو حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت کے اُس واقعہ کا یاد کرنا بھی شاید ضروری ہو جو عیسائیون اور یہودیون کی ایک قوم کو عرب سے اُٹھا کر ۲۰ھ ہجری مین شام اور عراق مین آباد کرنے کا تھا مختلف وجوہات اور واقعات جو اس کا سبب بیان کیے جاتے ہین اُن کی تنقیح

[1] ازالۃ الخفا حصہ دوم ص ۱۹۹۔

Marfat.com

کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ بات تو اسی کے [illegible]
شام کے فاتح کو خوف نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے سوا [illegible]
اُس قوم کے اپنے درمیان فتنہ اور اُن کی اپنی خواہش کا نتیجہ تھا۔ اُن کی [illegible]
جس کا اثر مسلمانوں تک پہونچتا تھا شاید داخل دجہات ہو۔ یہودیوں کو ایک قتل کے جرم [illegible]
بیان کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ کے خیال میں کوئی دور اندیش احتیاط بھی ہو۔ عیسائی
کہتے ہیں کہ اس کی وجہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمان تھا کہ "عرب میں صرف ایک مذہب رہے گا"۔ اگر
یہ بھی صحیح ہو تو کچھ ہرج نہیں۔ اس تبدیلی سے عیسائیوں اور یہودیوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ زمین کے
عوض اُن کو زمین دی گئی۔ ملک و اسباب کی قیمت دی گئی۔ اپنا اسباب جو نہ لے جانا چاہیں اُس کو
اطمینان سے فروخت کر لینے کا حکم دیا گیا۔ شام اور عراق میں مسلمانوں ہی کی حفاظت اور حکومت میں بڑے
اس سے جا کر آباد ہوئے۔ عیسائی مورخ مانتے ہیں کہ عیسائیوں کی اس قوم کے ساتھ جو معاہدہ آنحضرت
صلعم فرما چکے تھے اور جو حقوق اُن کو دے چکے تھے خلفاء ہمیشہ اُس کے پابند رہے اور اُن کی تعداد
کے موافق جزیہ جو وہ ادا کرتے تھے ہمیشہ کم کر دیا جاتا رہا۔ سر ولیم میور بھی اس واقعہ کو بیان کر کے اُس سے
کوئی بے انصافی کا پہلو نہیں نکال سکے کیونکہ اس میں درحقیقت اس قسم کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ وہ یہودی
اور عیسائی اس طرح پر ملک بدر اور جلا وطن نہیں کیے گئے تھے جس طرح اس مہذب زمانہ کے ایک عیسائی شہنشاہ
نے بدبخت یہودیوں کو اپنے ملک سے خارج اور جلا وطن کیا ہے۔

حضرت عمرؓ کو جو انصاف اور رحم اور کریمانہ برتاؤ غیر مذہب اقوام سے برتنا منظور تھا اور جس کو اُنہوں
نے ہمیشہ برتا اِس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وفات کے وقت جو اُنھوں نے تین وصیتیں
کیں اُن میں سے ایک یہ تھی۔

اوصی الخلیفۃ من بعدی بذمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یوفی لہم بعہدہم وان یقاتل من ورائہم ولا یکلفوا فوق طاقتہم۔	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اُس کے لیے میں رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے معاہدہ کے حفاظت کے لیے اُن کے دشمنوں سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے

Marfat.com

نوان باب

عادات۔ طرز زندگی۔ طبیعت۔ وفات۔ حلیہ۔ ازواج۔ واولاد۔ خطوط۔ خطبات اقوال

حضرت عمرؓ کی خاص عادات اور طرز زندگی مین سب سے ممتاز اُن کی وہ انتہا درجہ کی اور سخت اور درشت سادگی۔ کسر نفسی۔ جفاکشی۔ پرہیزگاری۔ اور نفس کُشی ہے جو شارع اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی پاک زندگی کی مبارک مثال کی پوری تقلید اور پَے روی سے تھی۔ اسی مین اُن کی کامیابی کے بہت سے راز مخفی تھے۔ اور آیندہ اسلامی دنیا کے واسطے دین اور دنیا کو ملا کر رکھنے اور اُس مین رہنے کا ایک قابل تقلید نمونہ اور مثال تھی۔

آن حضرت صلعم کی اطاعت اور پَے روی کرنا اور کرانا اُن کی زندگی کی غرض اور ارمان ہی تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبر کی پَے روی کرنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنا بھی اُن کے نزدیک ویسا ہی ضروری تھا۔ حضرت ابوبکر کا اس درجہ ادب کرتے تھے کہ خلافت کے پہلے روز جب آپ منبر رسول اللہ پر خطبہ پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوئے تو جس درجہ پر حضرت ابوبکر پاؤن رکھتے تھے وہان حضرت عمرؓ بیٹھے اور قدم زمین پر رکھے۔ لوگون نے کہا کہ جہان حضرت ابوبکرؓ بیٹھتے تھے وہان آپ کیون نہین بیٹھتے تو کہنے لگے کہ حضرت ابوبکر کے پاؤن کی جگہ بیٹھنا ہی میرے لیئے مناسب ہے [1]۔ غرض حضرت ابوبکرؓ کے احکام اور وصیتون اور اُن کے طرز عمل اور طرز زندگی کی پَے روی کرنا بھی جو درحقیقت آن حضرت صلعم کی پاک زندگی کی ہی پَے روی تھی اپنے واسطے ضروری جانتے تھے۔ اُن کے عہد و معاہدون کی پابندی۔ اُن کے

[1] ازالۃ الخفا سیاست۔

Marfat.com

مقرر کیئے ہوئے وظائف اور روزینون کو جاری رکھنا جس
اپنے پر لازمی سمجھتے تھے۔ اور اُن کی اپنی طرز زندگی اور عادات ان
مین اس وقت ایک تیسری مثال تھی۔ رسول اللہ صلعم کا مبارک ذکر اُن کے
مین ہمیشہ ہادی اور رہ نما رہا۔ ایک واقعہ اس کی اچھی مثال ہے۔ عبید اللہ بن عباس
بن کہ حضرت عباسؓ کے مکان کا پرنالہ حضرت عمرؓ کے راستہ مین تھا۔ ایک جمعہ کے دن
نے کپڑے پہنے۔ حضرت عباسؓ کے واسطے اُس روز دو جوڑے ذبح کیئے گئے تھے حضرت
جب پرنالے کے نیچے سے گذرے تو خون ملا ہوا پانی اُن کے کپڑون پر گرا۔ حضرت عمرؓ کو
جا کر کپڑے بدلنے پڑے۔ پھر آ کر نماز پڑھائی اور اُس پرنالہ کے اُکھیڑ دینے کا حکم دیا۔ اس کے
بعد حضرت عباسؓ اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ پرنالہ اُس جگہ پر ہے جہان رسول اللہ
نے اُس کو لگایا تھا۔ حضرت عمرؓ یہ سُن کر کانپ اُٹھے اور حضرت عباسؓ کو کہا کہ تمھین خدا کی قسم
ہے جب تک اُس پرنالہ کو وہین نہ رکھ دو اور کوئی کام نہ کرنا۔ چنان چہ وہ وہین رکھا گیا۔
ہی ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے کعبہ سے سونا چاندی اُتار کر مسلمانون مین تقسیم کر دینا چاہا۔ مسلمہ نے کہا
کہ آپ ایسا نہ کرین گے۔ کہنے لگے کیون۔ مسلمہ کہتا ہے۔ مین نے کہا اس لیئے کہ آپ کے
صاحبون نے نہین کیا۔ کہنے لگے البتہ یہ درست ہے اور خاموش ہو کر چلے گئے۔ حسان ایک
دن مسجد نبوی مین شعر پڑھ رہا تھا اور حضرت عمرؓ جا پہونچے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ کی مسجد
مین تو شعر پڑھتا ہے۔ اُس نے جواب دیا مین جب بھی پڑھتا تھا جب تجھ سے بہتر لوگ
مین ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ یہ جواب سُن کر خاموش ہو گئے۔

آن حضرت صلعم کے ساتھ جس قسم کی سادہ زندگی بسر کرنے
آخر زندگی تک سرمو فرق نہین آیا۔ نہ قیصر اور کسری کے ملکون
اور نہ اُن عیش و عشرت کے سامانون نے جو اُن کے
پیدا کیا۔ بل کہ اُنھین عرب کی سادہ زندگی مین

Marfat.com

اسباب تگے پیدا ہونے پر مسلمانون کی سادہ زندگی کے قائم رکھنے کی تدابیر کرنی پڑین اور اپنے آپ کو اُن کے واسطے نمونہ بنانا پڑا۔ دنیا کی دولت اور خزانون کو وہ بے حقیقت اور اُس دولت لازوال کے سامنے جس سے خدا کی رحمت نے اُن کے دلون کو مالا مال اور منور کردیا تھا حقیر اور ہیچ سمجھتے تھے۔ کسریٰ کے خزانون اور سونے چاندی کے انبارون نے اگر حضرت عمر کی طبیعت پر کچھ اثر کیا تو یہ تھا کہ جب وہ خزانے اُن کے سامنے آئے تو آپ اُن کو دیکھ کر رونے لگ گئے۔ عبدالرحمن نے کہا یا امیرالمومنین یہ تو شکر اور خوشی کا وقت ہے آپ روتے کیون ہین۔ آپ نے جواب دیا کہ کسی قوم مین ان کی زیادتی اُن کے درمیان عداوت اور بغض کے پیدا ہونے کی دلیل ہے [1]۔ دولت دنیا کے انجام سے بھی وہ ناواقف نہین تھے۔ غرض وہی موٹے اور پُرانے اور پھٹے ہوئے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے اور کھانے پینے کی سادہ چیزین اُن کی پوشاک اور خوراک کی خصوصیتین تھین جن مین کبھی فرق نہین آیا۔

زید بن وہب کا قول ہے کہ مین نے حضرت عمرؓ کو بازار مین جاتے ہوئے دیکھا۔ اُن کے اوپر ایک چادر تھی جس مین چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض اُن مین چمڑے کے تھے [2]۔ زرین ثابت بیان کرتے ہین کہ مین نے حضرت عمرؓ کو ایک چادر اوڑھے ہوئے دیکھا جس مین سترہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ مین یہ دیکھ کر روپڑا اور روتا ہوا گھر چلا گیا۔ انس کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت مین مین اُن کو دیکھتا تھا کہ اُن کے کندھون کے درمیان کُرتے مین تین تین چار چار پیوند اور پرتلے لگے ہوئے ہین [3]۔ ابوعثمان نہدی کا قول ہے کہ مین نے حضرت عمرؓ کے تہبند مین چمڑے کا پیوند دیکھا۔ زر کہتا ہے عید کے دن مین نے اُن کو ننگے پانون دیکھا۔ جب حضرت عمرؓ دوسری دفعہ شام مین گئے اور ایلیا ایک عیسائیون کی بستی مین جہان آپ کی سادگی اور سادہ وضع کے سبب سے کوئی اُن کو پہچان نہین سکا تھا۔ اور حضرت عمرؓ ہی سے لوگ پوچھتے تھے کہ امیرالمومنین کہان ہین۔ ایک عیسائی پادری اسقف کے ہان ٹھیرے تھے۔ آپ کا

[1] ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک ذم الدنیا۔ [2] ازالۃ الخفا تصوف وسلوک۔ [3] ازالۃ الخفا تصوف وسلوک۔

پیراہن پالان شتر کی چوب سے الجھ [illegible]
کو دیا کہ وہ اس کی مرمت کر دے۔ اس نے اس [illegible]
جو گرمی کے اس موسم کے سفر کے واسطے زیادہ موزون تھا تیار کیا
کہ اس کو بھی پہنیے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میرا موٹے کپڑے کا کرتا میری [illegible]
مناسب ہے اور وہ نرم کپڑے کا اس کو پھیر دیا [1]۔ اسی طرح شام مین [illegible]
عرب سردارون نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ شام کے روسا اور امرا آپ کے پاس [illegible]
نہ ہوگا کہ اس لباس مین آپ کو دیکھین۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ہم کو اللہ نے اسلام [illegible]
دی ہے پس ہم لوگون کے کہنے سننے کی کچھ پروا نہین کرتے [2]۔

یسار بن نمیر کا قول ہے کہ مین حضرت عمرؓ کے لیئے کبھی آٹا چھانا نہین کرتا تھا۔ اس کے
خلاف کرنے سے وہ ناراض ہوتے تھے اور انھون نے اپنی عمر بھر مین گھی اور چربی اور زیتون
کے سوا کوئی خوش یونہین استعمال کی [3]۔ انس بیان کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے واسطے خشک
کھجورون کا ایک صاع رکھا جاتا تھا وہ اس کو ردی کھجورون تک کھا لیتے تھے [4]۔ قحط کے
زمانے مین جب غلہ وغیرہ گران ہوگیا تو حضرت عمر نے جو کی روٹی کھانی شروع کی مگر وہ ان کے
معدے کے موافق نہ آئی اور تکلیف دینے لگی۔ اس حال مین وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہا کرتے
تھے کہ خدا کی قسم اس کے سوا اور کچھ نہین ملے گا جب تک خدا مسلمانون کو [illegible]
عراق سے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ کھانا کھانے [illegible]
کہ وہ لوگ طیب خاطر سے کھانا نہین کھاتے تو فرمانے لگے کہ [illegible]
واسطے پُر تکلف کھانا تیار ہو سکتا تھا لیکن ہم اپنی دنیا سے [illegible]
کرنے کے واسطے ذخیرہ کرتے ہین اور پھر یہ آیت پڑھی [6] اذہبتم
استمتعتم بہا۔ ایسے ہی ایک دن عطیہ بن فرقد ان کے پاس گئے

[1] ازالۃ الخفا و انلس آف خلافۃ صفحہ ۲۳۶ و طبری ص ۲۹۰ [illegible]

Marfat.com

خشک روٹی کوٹ رہے تھے اور پنیر کی چھاچھ بنا رہے تھے۔ اُس نے کہا یا امیر المومنین کاش آپ حکم کرتے کہ اس سے نرم طعام آپ کے واسطے پکایا جاتا۔ حضرت عمر نے اس کا جواب اسی آیت کے پڑھ دینے سے دیا۔ ایسے ہی ایک دفعہ یزید بن ابوسفیان کی نسبت سُن کر کہ وہ طرح طرح کے کھانے کھاتا ہے اُس کے کھانے پر پہونچے اور سادہ قسم کے کھانے سے پیٹ بھر کر اُس کے ساتھ کھا لیا اور پھر اُس کو نصیحت اور ہدایت کی کہ رسول اللہ صلعم کے طریقے کے خلاف کرنے سے اُن سے چھوٹ جاے گا۔ غرض روٹی اور گوشت اور زیتون اور گھی اور دودھ۔ ترکاری اور سرکہ اور کھجور وغیرہ اُن کے کھانے کی کل چیزیں تھیں لیکن ایک وقت میں دو چیزیں کھانے پر کبھی نہیں کھاتے تھے اگر ایسا کھانا سامنے آتا تھا تو اُٹھوا دیتے تھے جیسے کئی دفعہ واقع ہوا۔ اصحاب رسول اللہ صلعم میں سے جو لوگ ایسی ہی سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اُن کی تعریف و توصیف کرتے تھے۔ عمرو بن عیسی نے ایک دفعہ کہا کہ میں شوخ کپڑے کو کبھی نہ پہنوں گا اور رات کو نرم بستر پر نہ سوؤں گا اور سُم تراشے گھوڑے پر کبھی سوار نہ ہوں گا اور اپنے پیٹ کو روٹی سے کبھی نہ بھروں گا۔ حضرت عمر نے یہ سُنا تو فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ کے ہدی کی طرف دیکھنا چاہے وہ عمرو بن عیسی کو دیکھے [1]

ایک دن اپنے بیٹے عاصم کو گوشت کھاتے دیکھ کر اُس سے سوال کیا۔ اُس نے کہا کہ گوشت کو میرا دل چاہتا تھا۔ حضرت عمر نے کہا کہ جس چیز کو تیرا دل چاہے گا تو اُسے ہی کرے گا۔ آدمی کا یہی اسراف ہے کہ جس چیز کو اُس کا دل چاہے وہی کھائے [2] اسلم اُن کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن حضرت عمر نے کہا کہ میرا دل تازہ مچھلی کو چاہتا ہے۔ یرفا کو مچھلی لینے کے واسطے بھیجا اور وہ کئی روز میں مچھلی خرید کر لایا۔ حضرت عمر نے دیکھا کہ اُس کی سواری کے گھوڑے کو بہت تکلیف ہوئی ہے تو اپنی اس خواہش پر افسوس کیا اور وہ مچھلی نہ کھائی [3]

ایسی ہی سادگی سے آپ سفر کرتے تھے۔ کوئی سامان سفر کا نہیں ہوتا تھا عبداللہ بن

[1] ازالۃ الخفا تصوف وسلوک [2] سیوطی۔ [3] سیوطی و ازالۃ الخفا۔

Marfat.com

عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ مین حضرت عمرؓ کو راتون کو
لگا کر نہین رہتے تھے۔ دھوپ کے وقت کبھی دیوار اور کبھی خود اپنی
پر ڈال کر اُس کے سایے مین آرام لیتے تھے [1]
اپنی ضرورتون کے خود پورا کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ گشت کرتے ہوئے
خرید و فروخت کر لاتے تھے۔ اصبغ بن نباتہ کا قول ہے کہ گویا مین حضرت عمرؓ کو ابھی
دائین ہاتھ مین دُرّہ ہے اور بائین مین گوشت لٹکائے ہوئے بازار سے گھر کی طرف آ رہے ہین
ایک روز وہ اپنے اصحاب کے پاس دیر مین عشا کے وقت آئے تو لوگون نے دیر کا سبب پوچھا
حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مین نے اپنے کپڑون کو دھویا تھا جب وہ سوکھ گئے تو مین تمھارے پاس
آیا [2]۔

اس قسم کی کئی ایک روایتین کہ اصحاب رسول اللہ اور لوگون نے حضرت عمرؓ کو بقاے قوت
اور اظہار عزت و شوکت وغیرہ کے خیال سے اس طرز زندگی کو بدلنے اور خوراک اور پوشاک اس سے
بہتر استعمال کرنے کے واسطے کہا مگر حضرت عمرؓ نے ایسی صلاحون کو کبھی قبول نہ کیا۔ ہم ایک روایت
اُن مین سے بیان کرین گے کہ ایک دن اصحاب رسول اللہ مین سے مہاجرین وغیرہ کچھ لوگ
قریب جمع ہوئے اور آپس مین باتین کرنے لگے کہ اس شخص (حضرت عمرؓ) کے بعد اور جب کہ
ہو کہ کس قسم کا ہے۔ اللہ نے اُس کے ہاتھ پر قیصر اور کسریٰ کی ولایتین اور شرقی و غربی
فتح کر دیئے۔ عرب اور عجم کے قاصد اُن کے پاس آتے ہین اور اس جبہ کو جس مین
ہوئے ہین دیکھتے ہین۔ کاش تم لوگ اُن کو یہ صلاح دیتے کہ اس جبہ کے بجاے
جس سے اُن کی شان و شوکت ظاہر ہوتی اور اُن کا دستر خوان انصار
انصار و مہاجرین اُن کے ساتھ کھانا کھاتے سب نے چونکہ
حضرت علیؓ سے جب گفت و گو ہوئی تو اُنھون نے فرمایا کہ ازواج

[1] ازالۃ الخفا و سیوطی [2] ازالۃ الخفا۔ [3] ازالۃ الخفا

Marfat.com

ہین۔ اُن سے کہلوانا اچھا ہوگا۔ احنف بن قیس بیان کرتا ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ سے درخواست کی گئی کہ وہ کہین۔ حضرت حفصہ نے کہا کہ مین نہین خیال کرتی کہ وہ اس کو مانین۔ مگر کہنے مین کچھ حرج نہین نتیجہ ابھی ظاہر ہو جاے گا۔ آخر یہ دونون اُن کے پاس گئین اور یہ ذکر کرنا شروع کیا کہ رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر کا زمانہ تو اس طرح گذر گیا کہ نہ اُنھون نے دنیا کا ارادہ کیا اور نہ دُنیا نے اُن کا ارادہ کیا۔ تمھارے ہاتھ پر خدا نے قیصر اور کسریٰ کے خزانے کھول دیئے ہین اور ملک فتح ہو گئے ہین۔ عرب اور عجم کے قاصد تمھارے پاس آتے ہین اور یہ جُبہ جس مین بارہ پیوند لگے ہوئے ہین تمھارے اوپر دیکھتے ہین اچھا ہوتا کہ آپ اس کو بدل دیتے اور باریک کپڑا پہنتے اور دسترخوان کو وسیع کرتے۔ حضرت عُمرؓ یہ باتین سُن کر رونے لگ گئے اور پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم بتاؤ کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی اپنی زندگی مین گیہون کی روٹی دس دن یا پانچ دن یا تین دن بھی شکم سیر ہو کر کھائی ہو۔ یا ہمیشہ دونون وقت کھانا میسر آیا ہو۔ اُنھون نے جواب دیا کہ نہین۔ پھر کہنے لگے کہ تم رسول اللہ کی زوجہ اور اُمہات المومنین ہو۔ اور تمھارا سب مومنون پر اور خاص کر مجھ پر حق ہے۔ تم میرے پاس آئین لیکن تم نے مجھے دنیا کی رغبت دی اور مین جانتا ہون کہ رسول اللہ اُون کا جُبہ پہنا کرتے تھے جس کی سختی سے کئی دفعہ اُن کا جسم چھل گیا۔ کیا تم اس کو نہین جانتی ہو۔ اُنھون نے جواب دیا ہان۔ پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ کبھی نرم بستر پر نہین سوئے۔ کیا تمھارے گھرون مین کوئی فرش یا بچھونا بچھانے کے واسطے تھا۔ کیا چٹائی کے نشان اُن کے پہلوون مین نہین پڑ جاتے تھے۔ اے حفصہ کیا تو نے ایک دفعہ نہین بیان کیا تھا کہ تو نے ایک دن کپڑے کو دوہرا کر کے اُن کے نیچے بچھا دیا تھا اور وہ اُس کی نرمی کے سبب سے ایسے سو گئے کہ بلال کی اذان کی آواز سے پہلے نہ اُٹھے اور تجھ کو فرمانے لگے کہ اے حفصہ تو نے آج کیا کیا کہ کپڑا دُوہرا کر کے بچھا دیا جس کے سبب سے مین صبح تک سوتا رہا اور فرمایا تھا کہ میرا اور دنیا کا کیا علاقہ ہے اور نرم بسترون سے میرا کیا کام ہے۔ کیا تم نہین جانتین رسول اللہ مغفور من ذنبہ ما تقدم

وہ تاخیر تھے لیکن ہمیشہ بھوک اور بیداری [illegible]
باری اور بے قراری مین رات دن گذرتی [illegible]
کی طرف بلا لیا۔ عمرؓ نہ کھاوے گا اور نہ پہنے گا [illegible] حالت [illegible]
رہے گی۔ وہ ترکاریون مین سواے زیتون کے جمع نہ کرے گا اور [illegible]
گوشت نہ کھائے گا۔ غرض وہ دونون یہ سن کر چلی آئین اور اصحاب [illegible]
اسی طرح جب کبھی اس قسم کی صلاح اُن کو دی جاتی تھی تو وہ کہہ اُٹھتے تھے [illegible]
دو صاحبون کی طرح اس لیئے بسر کرتا ہون کہ شاید نرمی اور آرام مین خدا مجھ کو [illegible]
شریک کر دے ۵۲۔

حضرت عمرؓ اہل فوج کو دھوپ کھانے اور موٹا کپڑا پہننے کے سوا گھوڑون پر رکاب کے سہارے
بغیر سوار ہونے کی ہدایت کیا کرتے تھے اور خود بھی اس کی پابندی کرتے تھے [illegible]
تھام کر اُچک کر اُس کے اوپر جا بیٹھتے تھے۔

حسنؒ جب حضرت عمرؓ کا ذکر کرتے تو کہا کرتے کہ خدا کی قسم وہ اسلام مین اول نہین تھے
نفقہ فی سبیل اللہ مین افضل تھے مگر یہ کہ وہ زہد فی الدنیا اور استحکام فی امر اللہ مین لوگون [illegible]
آئے۔ خدا کے کامون مین وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہین ڈرتے تھے [illegible]
معاویہ کا قول ہے کہ "نہ حضرت ابوبکرؓ نے دنیا کی خواہش کی اور نہ دنیا نے [illegible]
کی حضرت عمرؓ کو دنیا چاہتی رہی مگر اُنھون نے اُس کی کچھ پروا نہ کی [illegible]
ابن عباس سے کسی نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت پوچھا۔ اُنھون نے [illegible]
تھے اور حضرت عمرؓ کی نسبت پوچھا تو کہنے لگے کہ "وہ ہوشیار [illegible]
دام مین پھنس جانے سے ڈرتا رہتا ہو" ۵۵

حضرت عمرؓ کی طبیعت مین جو سختی اور درشتی ابتدا [illegible]

۵۱-۲-۳- ازالۃ الخفا باب تصوف [illegible]

زمانۂ خلافت مین بالکل مفقود ہوجانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اپنی طبیعت پر کس درجہ قابو اور ضبط کی قدرت تھی۔ حضرت عمرؓ نے جس خطبہ کے ساتھ اپنی خلافت کو شروع کیا۔ اُس مین اُنھون نے کہا کہ "اے خدا مین ضعیف ہون مجھے قوت دے اور مین سختی کرنے والا ہون مجھے نرمی دے اور مین بخیل ہون مجھے سخی کر" [۱] اُن کے آغاز خلافت مین جو لوگ اُن کی سختی کی طرف سے خوف ظاہر کرتے تھے اُس کو سُن کر اُنھون نے ایک خطبہ مین آن حضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین اپنی سختی کے سبب کو جسے ہم بیان کر چکے ہین بیان کیا۔ اور اپنی خلافت مین نرمی کرنے کا اطمینان دلایا۔ اور اُن کا تمام برتاؤ اُن الفاظ کے مطابق رہا۔ سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے اُن کے اسی خطبہ کی طرف اشارہ کرکے کہا ہے کہ "خدا کی قسم عمرؓ نے وفا کی۔ وہ سختی کے موقع پر سختی مین اور نرمی کے موقع پر نرمی مین زیادہ ہوئے" سر ولیم میور کا قول ہے کہ "نوجوانی مین وہ آتش مزاجی اور بے صبر طبیعت کے سبب سے مشہور تھے اور نیز پیغمبر صلعم کے پچھلے دنون مین بھی وہ بدلہ اور سزا کے تند اور سخت وکیل تھے۔ تلوار کو نیام سے نکالنے کے واسطے ہمیشہ تیار رہتے تھے اور یہی تھے جنھون نے بدر مین تمام قیدیون کے قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن عمر اور اپنے عہدہ کے بوجھ نے اُن کی طبیعت کی سختی کو نرم کر دیا تھا" [۲] حضرت عمر کی طبیعت کی نرمی اور مساکین اور محتاجون کی مدد کرنے مین مصروف رہنے اور تواضع کرنے کے واقعات اور مثالین بیان ہوچکی ہین اور اور بھی اس قسم کے واقعات ہین کہ مثلاً ایک دن ایک اپاہج معذور شخص کو دیکھ کر اُس کی کیفیت دریافت کرنے بیٹھ گئے اور اُس کی معذوری اور حال کو دیکھ کر روئے اور اُس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ مگر ہم اب اس باب کو ایسے واقعات سے طوالت نہین دینا چاہتے۔ عام طور پر احسان اور مروت کرنے کے واقعات بھی بیان ہوئے ہین کہ ایک دفعہ اُن کے رشتہ دارون مین سے کسی شخص نے اُن سے بیت المال سے کچھ مانگا۔ حضرت عمرؓ نے اُسے جھڑک دیا اور کہا کہ شاید تو چاہتا ہے کہ خدا کے سامنے مین خائن بن کر جاؤن مگر اپنے مال سے

[۱] ازالۃ الخفا سیاست [۲] انلس آف خلافت صر ۴۸۴۔

Marfat.com

اُس کو دس ہزار (یا ایک ہزار) درہم دیے [illegible] طرح [illegible]
حضرت عمرؓ کے واسطے ایک تحریری وصیت چھوڑ گیا اُس کے [illegible]
ہزار کا مقروض ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنا کھجوروں کا باغ چار سال [illegible]
مین گرو کر کے اُس کا قرضہ ادا کر دیا[1]۔ ایسی ہی وہ فیاضی بھی کرتے تھے [illegible]
درحقیقت مستحق ہوتے تھے اور اس کی بہت سی مثالین گذر چکی ہین۔ غصہ آتا تھا [illegible]
کرتے تھے۔ ایک دن غصہ مین آئے تو پانی مانگا اور ناک مین ڈالا اور کہنے لگے [illegible]
ہے اور اسی طرح دور ہوتا ہے[2]۔

حضرت عمرؓ کی طبیعت سے گو ابتدائی سختی اور درشتی جاتی رہی تھی مگر اس کا یہ مطلب نہین ہے
کہ وہ سواے نرمی کے کچھ نہین کرتے تھے بل کہ یہ کہ جہان سختی مناسب ہوتی تھی سختی اور جہان نرمی
واجب ہوتی تھی وہان نرمی کرتے تھے۔ اُن کا رعب جیسا کہ بادشاہ اور معلم وغیرہ کا ہونا چاہیے
دلون مین موجود تھا۔ یہ مشہور ہے کہ لوگ اور کی تلوار سے اتنا نہین ڈرتے تھے جتنا کہ اُن کے دُرّے سے
ڈرتے تھے جس کو اُنھون نے ہی سب سے اول بنایا تھا۔ انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ "درہ ہاتھ
مین لیئے وہ مدینہ کے کوچون اور بازارون مین پھرتے تھے اور واردات کے موقع پر ہی مجرم کو
سزا دینے کو تیار رہتے تھے۔ اور یہ بات ضرب المثل ہو گئی کہ "حضرت عمرؓ کا دُرّہ دوسرون کی تلوار سے
زیادہ خوفناک ہے" مگر با این ہمہ وہ رحم دل تھے اور یتیمون اور بیواؤن کی مدد کرنے اور حاجت
روائی کرنے کے بے شمار حالات بیان کیے گئے ہین[3]۔ اصل یہ ہے کہ اُن کا رعب [illegible]
یہ کچھ مصنوعی بھی نہین تھا کہ بدلنے سے بدل سکتا۔ یہ اُن کی صورت سے قدرتی طور پر [illegible]
چنانچہ سفر شام مین جب آپ اسقف پادری کے گھر مین ٹھہرنے کے واسطے [illegible]
نے دیکھ کر حضرت عمرؓ کو پہچان لیا کہ یہی امیر المومنین ہین۔ حضرت عمرؓ نے [illegible]

---

[1] طبری و ازالۃ الخفا۔ [2] ازالۃ الخفا۔ [3] ازالۃ الخفا تصنیف [illegible]
[4] انلس آف خلافت صفحہ ۲۸۵

پہچانا - حال آن کہ تو نے کبھی مجھ کو دیکھا نہ تھا - اُس نے جواب دیا کہ اس ہیبت سے جو آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے [1] ایک اور واقعہ جو مختلف طرح سے بیان کیا جاتا ہے اس کی عمدہ مثال ہے کہ قیصر روم نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک سفیر بھیجا اور بعض روایات مین ہے کہ اُن کو قتل کرنے کی غرض سے جبالہ کے بہکانے سے ایک شخص بھیجا - وہ سمجھا کہ ایسے زلزلہ کا شخص ہے تو اُس کی کوئی بڑی بارگاہ ہوگی - یہان مدینہ مین آکر دیکھا تو رہنے کا جھونپڑا تک ٹھیک نہین ہے اور امیر المومنینؓ ہین کہ اُن کا کہین پتہ نہین ملتا - آخر ایک بڑھیا نے بتایا کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی فلان نخلستان مین چھوڑے چلی آتی ہون سفیر نے جاکر دیکھا تو واقعی ایک درخت کے تلے پڑے سوتے ہین - جاگے تو اپنا مطلب عرض کرنا چاہا - مگر مارے ہیبت کے نہ قدم آگے کو اٹھتا تھا اور نہ بات مُنھ سے نکلتی تھی - سر سے پانون تک کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا

ہیبت حق است این از خلق نیست ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

آپ ہنسنے کم تھے جو رعب و ہیبت کی ایک یہ بھی خاصیت تھی اور تعریف کو پسند نہ کرتے تھے ایک دن ایک شخص نے اُن کی تعریف کی تو کہنے لگے کہ کیا تو مجھے اور اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے - حضرت عمرؓ کے ارادے کی مضبوطی اور نیکی کرنے اور نیکی کرانے اور نیکی کی تعلیم کرنے کی مضبوط قوت نے اُن کی نسبت کہلایا ہے کہ شیطان اُن سے عاجز رہتا ہے اور جس راستہ سے وہ جاتے ہین شیطان اُس راستہ سے نہین گذرتا - اُن کی اس عجیب و غریب قوت کے تصور نے لوگون کے دلون پر عجیب اثر کیا ہے کہ جن لوگون کو رات کو بُرے خواب آتے ہین وہ شیطان کو ڈرانے کے واسطے اُن کا نام اپنی چھاتی پر اُنگلی سے سوتے وقت لکھتے ہین اور اس یقین سے بُرے خوابون سے محفوظ رہتے ہین -

حضرت عمر کا زہد و تقویٰ اور عبادت اور خدا ترسی اُنھین کے ساتھ خاص ہے ادائے فرائض مین اُن کی قوت ہر زمانے مین ہدایت کرنے والے ہوگی - ایک دفعہ مغرب کی نماز قضا ہو جانے

[1] طبری صفحہ ۴۹۰

یمن اس کے عوض مین ایک غلام آزاد کیا[1]

سعید بن مسیب کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ آدھی رات کی نماز کے بعد اپنے
اسلم کے باپ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ رات کو جس قدر ہو سکتا تھا نماز پڑھتے
آخر رات ہوتی تو اپنے اہل کو بھی نماز کے لیئے جگاتے اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہہ کر آن کی آیت
اور یہ آیت پڑھتے

وامر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی

جس رات آپ زخمی ہوئے ہین صبح کی نماز کے واسطے اُٹھے اور کہنے لگے کہ جو شخص نماز کو
ترک کرے اُس کو اسلام سے کچھ حظ حاصل نہین ہے۔ اس کے بعد نماز پڑھی اور زخم سے خون بہہ
رہا تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ صبح کی نماز مین جماعت کے لیئے حاضر ہونا مجھے تمام رات کھڑے
رہنے سے زیادہ محبوب ہے[2]

جب رمضان کا مہینا آتا تو آپ کو نہایت خوشی ہوتی اور کہتے کہ پاک اور پاک کرنے والے
کو مرحبا۔ یہ کل کا کل خیر ہے[3] عبداللہ بن عمر راوی ہین کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے
پہلے دو سال پے در پے روزے رکھے[4]

زمانۂ خلافت مین ہر سال آپ حج کے واسطے جاتے تھے صرف اپنی خلافت کے پہلے
سال مین عراق اور شام کے خدشون کے سبب سے نہین جا سکے۔ تین دفعہ عمرہ کے واسطے گئے
آپ کہا کرتے تھے کہ جاڑا عبادت کرنے والے کے واسطے غنیمت ہے اور جب زنا کو کوڑے
ہوتے تو کہتے خدایا تو میرے درجے کو دیکھتا ہے اور میری حاجت کو جانتا ہے تو ہی میری حاجت
روائی کر تاکہ مین فلاح اور آرام پاؤن اور میری دعائین مقبول ہون پہلے مجھے
معاف کیا اور رحم کیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد دعا مانگتے کہ خدایا دنیا مین کوئی قائم رہنے والی
نہین ہے اور نہ کوئی حالت برقرار رہنے والی ہے۔ خدایا تو مجھے ایسا کر دے کہ [illegible]

---

[1] و [2] - ازالۃ الخفا باب تصوف وسلوک تو یہ۔ [illegible]

Marfat.com

ساتھ بولون اور حلم کے ساتھ خاموش رہون۔ خدایا مجھے بہت دنیا نہ دے کہ شاید مین سرکش ہوجاؤن اور نہ بہت تھوڑی کہ شاید مجھے بھول جاؤن۔ پس تھوڑی ہو اور کافی ہو اس سے بہتر ہے کہ زیادہ ہو اور لہو مین ڈالے [1]

خوف خدا سے ہر وقت کانپتے اور ڈرتے اور گریہ وزاری کرتے تھے۔ اکثر اوقات آپ معصوم بچون کو پکڑ کر کہتے کہ تم میرے لیئے خدا سے دعا مانگو [2] حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین کے پاس کھڑے ہوے ایک دن رونے لگ گئے کہ معلوم نہین مین نے امت رسول اللہ پر حکومت کرنے مین برا کیا ہے یا بھلا کیا ہے [3] حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر اپنے ورد مین رویا کرتے تھے یہان تک کہ منھ کے بل گر پڑتے تھے اور کئی دن تک گھر مین مریض رہتے تھے [4] ایک دفعہ انھون نے سورہ اذالشمس کو پڑھا جب **واذا الصحف نشرت** تک پہونچے تو بے ہوش ہوکر گر پڑے اور کئی روز تک بیمار رہے [5] ایک دن ایک شخص کے مکان کے پاس سے گذرے جو نماز مین سورہ طور پڑھ رہا تھا حضرت عمرؓ سننے کے واسطے کھڑے ہوگئے۔ جب وہ ان عذاب ربک لواقع پر پہونچا تو یہ اپنی سواری سے اُتر پڑے اور بے ہوشی مین اُس کی دیوار کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور دیر تک بیٹھے رہے۔ آخر اپنے گھر پہونچے جہان ایک مہینہ تک بیمار رہے۔ لوگ اُن کی بیمارپرسی کو آتے تھے مگر کسی کو بیماری کا سبب نہین معلوم ہوتا تھا [6]

عبداللہ بن عیسی بیان کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے چہرے پر رونے کے باعث دو کالے داغ پڑ گئے تھے [7] انس بیان کرتے ہین کہ مین نے دیوار کے پیچھے سے حضرت عمرؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ اے واے عمر خطاب تو امیر المومنین ہے واللہ اے ابن خطاب تو خدا سے ڈرتا رہیو ورنہ اللہ تجھے عذاب دے گا [8] عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک تنکا زمین پر سے اُٹھا لیا اور کہنے لگے کہ کاش مین یہ تنکا ہی ہوتا اور کاش میری ماں مجھے نہ جنتی [9] ایک دفعہ ایک سائل نے آکر کپڑے کا سوال کیا حضرت عمرؓ نے کہا اگر مین نہ دون تو کیا

[1-2-3-4-5-6] ازالۃ الخفا [7-8-9] ازالۃ الخفا و سیوطی۔ سیوطی۔

اُس نے جواب دیا کہ مین چلا جاؤن گا حضرت عمرؓ نے کہا تو پھر کیا

تکون عن حالی لتسئلنہ	پھر یہ ہوگا کہ میرے حال سے تجھ سے سوال
یوم تکون الاعطیات حسنہ	جس دن کہ صدقات ڈھال نہین گے
والوقف المسئول ہیتنہ	اور مسئول سوچتا ہوگا کہ
اما الی نار واما الی جنۃ	مین دوزخ کی طرف جاؤن یا بہشت کی طرف

حضرت عمر اس جواب کو سُن کر رو پڑے اور اُسے کپڑا دے کر رخصت کیا۔ دنیا کی بے ثباتی کا خیال کسی وقت آپ کو بھولتا نہ تھا۔ ایک دفعہ حج مین جاتے ہوئے ضجنان کے جنگل مین اپنے بچپن کے دنون کو یاد کیا اور اپنی موجودہ ذمہ داریون کا خیال کیا اور یہ اشعار پڑھنے لگے

لا شئے مما ری تقفی بشاشتہ	کوئی چیز ایسی نہین جس کی تازگی باقی رہتی دیکھی جائے
یبقی الالہ ویودی المال والولد	اللہ باقی رہے گا اور مال اور اولاد سب فنا ہو جائین گے
لم تغن عن ہرمز یوما خزائنہ	ہرمز سے اُس کے خزانون نے ایک دن بھی موت کو نہ ٹلایا
والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا	اور عاد نے ہمیشہ رہنے کا ارادہ کیا پس وہ نہ رہ سکا
ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہ	اور نہ سلیمان جب کہ ہوائین اُس کے تابع جاری ہوتی تھین
والانس والجن فیما بینہا یرد	اور نہ آدمی اور جن جو اُس کے آگے رہتے تھے
این الملوک التی کانت منازلہا	وہ بادشاہ کہان ہین جن کی منزلون مین
من کل ادب الیہا راکب لغد	ہر ایک طرف سے سوار آیا کرتے تھے
حوض ہنالک مورود بلا کذب	یہان ایک حوض ہے جس پر ضرور وارد ہوتا ہے
لابد من وردہ یوما کما ورد	اُس پر اُترنے سے کسی کو چارہ نہین جیسے

حضرت عمرؓ کی مہر پر یہ عبارت کندہ تھی۔

"کفی بالموت واعظا یا عمر"۔ ایک انگریزی مورخ نے

اُن کی خلافت کی مہر کا کندہ صرف اُن کا نام یون دکھایا ہے۔

حضرت عمرؓ کی اس سخت اور درشت اور ڈرانے والی صورت کے نیچے ایک دل تھا جو خوف خدا اور خدا اور رسول کی محبت مین پگھلا اور گھلا ہوا تھا۔ آن حضرت کے مبارک زمانے کی یاد اور اُن کی یاد گارون کا دیکھنا اور سُننا اُن کی آنکھون سے خون کے آنسو نکال لاتا تھا۔ دوسرے سفر شام کا ایک واقعہ پڑھ کر تمام محبت والے دل بھر آتے ہین کہ جب حضرت عمرؓ شام سے روانہ ہونے لگے تو اصحاب نے کہا کہ حضرت بلال سے جو شام مین جا رہے تھے اور آن حضرت صلعم کی وفات کے بعد اُن کی اذان سُننے کا کبھی اتفاق نہین ہوا تھا اذان کہلوائین۔ موذن رسول اللہ نے جب اپنی مشہور ملبند آواز سے اذان کہنی شروع کی تو آن حضرت صلعم کے زمانہ امامت کا نقشہ اور سمان سب کی آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ اُن جنگ جُو بہادرون اور شیر دل لوگون کے دل پانی کی طرح پگھل گئے اور بچون کے مانند اس طرح ڈاڑھین مار مار کر روئے اور وہ گریہ وازی اور نالہ و بکا کیا کہ اُس کی کیفیت نہین بیان ہو سکتی حضرت عمرؓ کے واسطے تو گویا قیامت ہی آگئی اور بالکل بے ہوش ہو گئے [1]

عجب اور تکبر کے خیال کو تو وہ اپنی روح کا برباد کر دینے والا سمجھتے تھے اور عجب طرح سے اپنے نفس کی ذلت کرتے تھے۔ زید بن ثابت حضرت عمر کے منشی نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اپنے کندھے پر پانی کی مشک اُٹھائے ہوئے لوگون کے درمیان سے جا رہے ہین۔ اُن کی اس حرکت سے تعجب ہوا اور پاس جا کر کہنے لگے یا امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ نے کہا چپکا ہو جا مین تجھے بتا دون گا۔ ایک بڑھیا کے گھر جا کر وہان سے جب لوٹ کر گھر آئے تو زید نے پھر پوچھا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ تیرے جانے کے بعد میرے پاس روم اور فارس کے قاصد آئے تھے اور کہنے لگے کہ اے عمر تیری نیکی اللہ کے واسطے ہے اور لوگ تیرے علم و فضل اور عدل پر متفق اللسان ہین۔ جب وہ چلے گئے تو مین نے دیکھا کہ میرے مین اس سے تکبر اور غرور داخل ہو رہا ہے تب مین اُٹھ کھڑا ہوا اور نفس کے ذلیل کرنے کے واسطے کیا جو کچھ کیا [2] اسی طرح ایک دن اپنی گردن پر پوستین ڈالے ہوئے نکلے لوگون

---

[1] طبری ص ۴۹۰ و انلس آف خلافۃ ص ۲۲۸۔ [2] ازالۃ الخفا۔ تصوف و سلوک۔

Marfat.com

نے سبب پوچھا تو بتایا کہ میرے نفس مین عجب داخل ہوا تھا مین [illegible]
عجیب و غریب واقعات اس قسم کے بیان ہوئے ہین کہ تکبر کے [illegible]
کس کس طرح سے اپنے نفس کی تذلیل کرتے تھے

ہر رات کو حضرت عمرؓ اپنے نفس سے حساب کرتے تھے کہ آج کے دن [illegible]
فلان کام کیا۔ فلان کام کیا۔ اپنی غلطیون پر اپنے آپ کو خود سزا دیتے تھے اور [illegible]
مارتے تھے۔ جب کوئی شخص اُن کو کہتا کہ خدا سے ڈر تو اُس کا شکریہ ادا کرتے اور [illegible]
خدا اُس کا بھلا کرے جو ہمارے عیب ہم پر ظاہر کردے [2]۔ اور لوگون سے عیوب دریافت
کرتے رہتے تھے۔ اور مسلمانون مین جو لوگ صاف گو نڈر تھے اور حق کہنے کی جرات کرتے تھے اُن
کے ہونے پر خدا کا شکر کرتے تھے [3] حضرت علی کا قول ہے کہ جب صالحین کا ذکر آوے تو عمرؓ
کا ذکر ضرور کرنا چاہیئے [4]

حضرت عمرؓ کو غصہ آنے کی حالت مین اُن کا غصہ فرو کرنے کی ایک عمدہ تدبیر کلام الٰہی اُن کے
سامنے پڑھ دیتا تھا۔ جو اُن پر ایک برقی اثر کرتا تھا ایک دفعہ حر بن قیس کا چچا حر کے پاس آیا اور
کہنے لگا کہ مجھے حضرت عمرؓ کے پاس لے چل۔ حر نے کہا مجھے خوف ہے کہ تو وہان جا کر کوئی نامناسب
بات کہہ دے۔ اُس نے کہا مین ایسا نہین کرون گا۔ مگر حضرت عمر کے پاس جا کر وظائف دیتے [illegible]
اُن کی بے انصافی کی شکایت کی جس سے حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا اور اُس کے ساتھ [illegible]
ارادہ کیا۔ حر نے کہا یا امیر المومنین خدا فرماتا ہے خذ العفو وأمر بالمعروف واعرض عن الجاہلین
حضرت عمرؓ اس کو سنتے ہی خاموش ہو گئے [5] ایسے اور بھی واقعات ہین۔ ابن عمر کا قول ہے
کہ مین نے کبھی حضرت عمرؓ کو ایسا غضب ناک نہین دیکھا کہ اُن کے سامنے اللہ کا [illegible]
سے ڈرایا جائے اور کوئی آیت پڑھی جائے کہ وہ اپنے ارادے سے [illegible]

---

[1] ۱-۲ و ۳- ازالۃ الخفا تصوف و سلوک۔ [4] سیوطی۔ [5] [illegible]
[6] سیوطی۔ ازالۃ الخفا موافقات ص ۱۶۵۔

بلال نے ایک روز اسلم سے پوچھا کہ تم حضرت عمر کو کیسا جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اور آدمیون سے وہ بہتر ہین مگر غصہ کی حالت مین پناہ بخدا۔ بلال نے کہا کاش غصہ کی حالت مین تو اُن کے سامنے قرآن پڑھتا اور اُن کا غصہ فوراً فرو ہو جاتا ۱؎

حضرت عمرؓ کی ذہانت اور حاضر جوابی کا ایک واقعہ بیان کرنے کے لائق ہوگا۔ کہ ایک دن ایک یہودی اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے خداوند تعالیٰ کے اس قول کو پڑھا ہے سارعو

لی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السمٰوات والارض۔ تو زمین و آسمان جب عرض جنت مین آگئے تو دوزخ کہان گیا۔ حضرت عمرؓ نے اصحاب رسول اللہ کو کہا کہ اس کو جواب دو مگر سب خاموش رہے۔ تب حضرت عمرؓ نے یہودی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو دن کو دیکھتا ہے جب دن آتا ہے تو کیا وہ زمین و آسمان کو نہین بھر دیتا۔ اُس نے کہا ہان۔ حضرت عمر نے پوچھا اُس وقت رات کہان جاتی ہے۔ اُس نے جواب دیا جہان اللہ چاہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا پس دوزخ کو بھی جہان اللہ چاہے یہودی نے تسلیم کیا اور خاموش ہو گیا ۲؎

حضرت عمرؓ اصحاب رسول اللہ کی اُن کے مراتب کے موافق عزت اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور جیسا مناسب ہوتا تھا اُن سے سلوک کرتے تھے اور اُن کے مدارج کو نگاہ رکھتے تھے۔ اس کے متعلق واقعات بیان کرنا طوالت ہوگی۔ اُن کی وفات پر آپ نہایت درد اور رنج سے رویا کرتے تھے اور اسلامی اخوت کا حق ادا کرتے تھے۔ تمام متبرک اور مقدس مقامات کی تعظیم و تکریم ملحوظ رکھتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ مکہ مین ایک گناہ کرنا کہین باہر ستر گناہ کرنے سے بُرا ہے۔ یورشلم مین عیسائیون کے مقدس مقامات پر جن کا تقدس اسلام نے بھی ملحوظ رکھا تھا اُنھون نے اُن کی عزت و عظمت کو بخوبی ظاہر کیا۔ شام مین اور ایران مین جہان کہین مقدس مکانات تھے اُن کی حفاظت اور درستی کا حکم دیا۔ شہر سوس مین جو ایران مین فتح ہوا تھا حضرت دانیال کی قبر تھی حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تعظیم کے ساتھ اس کو قائم رکھا جائے اور بقول سر ولیم میور کے آیندہ

۱؎ و ۲؎ سیوطی۔ ازالۃ الخفا موافقات صہ ۱۶۵۔

نسلوں کی پاک حفاظت سے تیرہ سو برس کے نشیب و فراز کا
کنارے پر آج تک موجود ہے [1]۔

افسوس ہے کہ اب ہم اُس زمانے کے قریب
شخص اور ایک ایسے اسلامی وجود کو جس پر کہ اسلامی دنیا
ہے دنیا سے رخصت ہوتا دیکھیں وہ لوگ جنھوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے کی خلافت کی
دنیوی عروج کو جس کے ساتھ ساتھ کہ باہر کی دنیا اسلام کی برکتوں اور رحمتوں سے
جاتی تھی تعجب سے دیکھا ہے اور جن کو معلوم ہے کہ وہ اندرونی امن و امان اور
بے نظیر قوت انتظامی کا نتیجہ تھا پھر اس غرض کے واسطے کہ اس سے اچھے
جائیں پھر کبھی نہیں حاصل ہوا۔ وہ اس ناگہانی پُرالم حادثہ پر جو اسلام کی ترقیوں کے سلسلہ کو پہونچا اور
اس ناقابل تلافی نقصان پر سخت رنج اور غم کرے گا۔ حضرت عمرؓ کو اگر عمر طبعی تک زندہ رہنا بھی
ہوا ہوتا تو اسلامی ترقیوں کو ہم اسی نسبت سے بہت بڑھے ہوئے درجے پر دیکھتے اور
کے ضروری انجام کا خیال اُن کی وفات پر افسوس کرنے والے کو تسلی دینے والا ہوتا مگر اُن
بے وقت وفات پر درحقیقت صبر کرنے سے صبر بھی نہیں آتا۔

انگریزی مورخ اس دردانگیز واقعہ کے بیان کو ان الفاظ سے شروع کرتا ہے
خلافت کو یہ گیارھواں سال تھا اور اگرچہ اُن کی عمر چھپن سال کی (اور ایک اور روایت
ساٹھ سے اوپر) تھی۔ لیکن وہ توانا اور اپنی عظیم اور وسیع ذمہ داریوں کے بوجھ
سپرد کی گئی تھیں ویسے ہی پرجوش ہوشیار اور مستعد تھے۔ تیسویں سال
ہین اپنے معمول کے موافق انھوں نے مکہ معظمہ کا سفر کیا اور اس موقع
لے جاکر سالانہ حج ادا کیا۔ مدینہ کو واپس آئے ہوئے اُن کو صرف چند
ایک المناک اور غم گین اور بے وقت انجام کو پہونچ گئی [2]

[1] و [2] - اٹلس آف خلافت صفحات ۲۵۲ و ۲۵۸۔

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے ایک ہفتہ یا کچھ کم و بیش روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک مرغی نے اُن کو دو تین ٹھونگین ماریں۔ ایک اور امر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کعب الاحبار نے اپنے توریت کے علم کی بنا پر حضرت عمرؓ کو تین روز پہلے بتا دیا کہ آپ کا انجام آن پہونچا ہے مگر اس روایت کی صحت پر یقین کرنا مشکل ہے۔ شاید اُس کو اُس سازش کا شبہ کچھ پہلے سے ہو گیا ہو جو اُن کی بیش بہا زندگی کو بے وقت ختم کر دینے کے واسطے کی جا رہی تھی اور اُس نے اُن کو اپنی حفاظت کے واسطے ہوشیار کر دیا ہو۔

آپ کی شہادت کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ فیروز نام ایک ایرانی غلام کو جو عام طور پر ابولولو کے نام سے مشہور تھا مغیرہ عراق سے لایا تھا۔ بچپن مین وہ رومی عیسائیون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر غلام بن چکا تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ اب مغیرہ کی غلامی مین وہ مدینہ مین بڑھئی کا پیشہ کرتا تھا اور اُس کی آمدنی سے مغیرہ حصہ لیتا تھا۔ ایک دن بازار مین وہ حضرت عمرؓ سے ملا اور اُن سے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین آپ میرا انصاف کرین کہ مغیرہ مجھ سے بہت زیادہ رقم لیتا ہے جس کو مین نہین ادا کر سکتا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کتنی؟ اُس نے جواب دیا دو درم روزانہ۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تو کام کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا۔ بڑھئی۔ لُہار اور نقاش کا کام کرتا ہون۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایسے ہوشیار کاری گر کے واسطے یہ کچھ زیادہ نہین ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُس سے یہ بھی کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ تو ایسی چکی بناتا ہے جو ہوا سے چلتی ہے۔ اُس نے کہا ہان۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایسی چکی ہمارے لیئے بنا دے۔ اُس نے مُنھ بگاڑ کر جواب دیا کہ اگر زندہ رہے تو ایسی چکی بنا دون گا جس کی شہرت مشرق سے مغرب تک ہو جاے گی۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا اور حضرت عمرؓ نے دل مین کہا کہ یہ مجھ کو دھمکی دے گیا ہے۔

دوسرے دن کی صبح کو نماز فجر کے واسطے جب مسجد مین لوگ جمع ہوئے تو ابولولو بھی کہین اُنھین مین مل کر بیٹھ گیا اور جب حضرت عمرؓ امامت کے لیئے کھڑے ہوئے تو وہ پہلی صف مین نمازیون مین کھڑا ہوا۔ حضرت عمرؓ صرف تکبیر کہنے پائے تھے اور بعض روایت کے بموجب ایک رکعت نماز

پڑھ کر کھڑے ہوئے تھے کہ ابولولو نے دفعتہً [illegible]
چھ جگہ یا تین جگہ پر زخم لگائے اور بھاگتے [illegible]
آپ کو اُسی خنجر سے مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ گر گئے تھے۔ اُٹھا کر اُن کو گھر لے
الرحمن بن عوف کو نماز پڑھا دینے کو کہا۔ زخم سینے کی کوشش کی گئی تھی
کی امید منقطع ہو چکی تھی۔

حضرت عمرؓ کے اس طرح ایک ناگہانی حادثہ کا شکار ہو جانے سے ایک اور [illegible]
وہ اپنے جانشین کی نسبت کچھ فیصلہ نہ کر سکے۔ اُن کو ہمیشہ اس بات کی فکر رہتی تھی اور سوچتے تھے
کہ کس کو اپنا جانشین موسوم کریں۔ مگر کوئی آخری فیصلہ وہ نہیں کرنے پائے تھے۔ اور اس وقت بھی
وہ اپنے فیصلے پر بھروسہ نہیں کر سکے۔ اُنھوں نے چھ اصحاب حضرت علی اور حضرت عثمان طلحہ اور زبیر
اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد کو موسوم کیا کہ وہ اپنی متفقہ رائے سے ایک شخص کو خلافت کے لئے
تجویز اور منتخب کر لیں۔ طلحہ اُس وقت مدینے میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر وہ تین دن تک
آجائے تو اُس کو شریک مشورہ کر لینا ورنہ پانچوں ہی بیٹھ کر فیصلہ کر لینا۔ تا انفصال امامت کے
واسطے صہیب کو نامزد کیا۔ اس میں نہایت دانش مندی تھی کیوں کہ اگر انھیں بزرگوں میں سے
کسی شخص کو امامت کے واسطے کہتے تو اُس کی نسبت یہ خصوصیت فیصلہ پر اثر ڈالنے کو پیدا ہو
جاتی جیسے کہ حضرت ابوبکرؓ کے معاملے میں ہوا تھا۔ اسی سبب سے اُنھوں نے [illegible]
کو امامت کے واسطے کہا جس کو خلافت کے خیال سے کچھ تعلق نہ تھا۔ [illegible]
انتخاب کے لیئے موسوم کرنے کے بعد اُن کو باری باری سے وصیت کی اور انتخاب کی
واری اور اپنے قبیلہ کی رعایت کرنے کے خیال کے خطرے سے اُن کو آگاہ کیا [illegible]
کہ اللہ سے ڈرنا اور اگر لوگوں کے امور سے کسی چیز کا والی ہو تو بنی [illegible]
طرح حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اپنے اقربا اور قبیلے کے لوگوں کو ترجیح نہ دینا [illegible]
مختلف طرح سے بیان کی گئی ہیں۔ جاریہ بن قدامہ سعدی

Marfat.com

رسول اللہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ پھر انصار پھر اہل شام اور پھر اہل عراق کو۔ لوگ اُن کے پاس جاتے تھے اور رو کر اور اُن کی صفت کہہ کر چلے آتے تھے۔ سب کے آخر ہم گئے دیکھا کہ اُن کا پیٹ سیاہ چادر سے بندھا ہوا ہے اور خون ٹپک رہا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمین وصیت کیجئے تو فرمانے لگے کہ "کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ اگر تم اس کا اتباع نہ کروگے تو گم راہ ہو جاؤ گے۔ اور مہاجرین کے واسطے تم کو وصیت کرتا ہون کہ لوگ بہت ہین اور وہ تھوڑے ہین اور انصار کی بھی وصیت کرتا ہون کہ وہ دین کا گھر ہین اور اعراب کی بھی وصیت کرتا ہون کہ تمھارا اصل اور مادہ ہے اور اہل ذمہ کی بھی وصیت کرتا ہون کہ وہ تمھارے نبی کا طریق اور تمھارے کنبون کا رزق ہے" مسور بن مخرمہ کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب کہ اُن کی ایک اُنگلی زخمی تھی۔ مین نے کہتے ہوے سُنا کہ "اے قریش کے لوگون۔ مین تم پر لوگون سے کچھ خوف نہین کرتا۔ تم سے لوگون پر خوف کرتا ہون۔ تمھارے درمیان مین دو چیزین چھوڑ چلا ہون جب تک اُن کو لازم سمجھوگے نیکی کو پہونچوگے۔ حکم اور تقسیم مین فیصلہ اور انصاف کرنا اور تمھارے مین مین؛ وٹون کی قطار کی روش چھوڑ چلا ہون۔ خبردار کوئی قوم ٹیڑھی نہ ہو جاے ورنہ وہ روش بھی ٹیڑھی ہو جائے گی" غرض جو وصیت اُنھون نے اپنے جانشین کے واسطے کی اُس کا حاصل خوف خدا۔ انصار کی خاطرداری اور اعراب کی حق شناسی اور اہل ذمہ کے ساتھ حسن سلوک۔ اُن کے معاہدون کو پورا کرنا۔ اُن کی حفاظت کرنا۔ اُن کے دشمنون سے لڑنا اور برداشت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دینا تھا۔" اس کے بعد وہ ناطاقتی سے تھوڑی دیر کے واسطے خاموش ہو گئے۔ اور پھر اپنے بیٹے عبداللہ سے پوچھا کہ مجھے کس نے زخمی کیا جب معلوم ہوا کہ ابولولو نے کیا ہے تو فرمایا کہ الحمدللہ وہ ایسا شخص نہ تھا جو خدا کی عبادت کے واسطے جھکا ہو یعنی غیر مسلمان کے ہاتھون سے شہید ہوا ہون۔ پھر عبداللہ کو کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جا کر اُن سے اجازت مانگے کہ مجھے اپنے حجرے مین آنحضرت صلعم کے پہلو مین دفن کیے جانے کی اجازت دین اور کہا کہ اگر وہ اجازت نہ دین تو مسلمانون کے قبرستان بقیع مین مجھے دفن کر دینا۔ حضرت عائشہ نے اگرچہ کہا کہ حجرے مین ایک ہی قبر کی اور جگہ تھی جو مین نے اپنے لیئے رکھ چھوڑی تھی مگر حضرت عمر کا وہان

دفن کیا جانا منظور کر لیا۔ آخر تک حضرت عمرؓ نے اپنے خاندان
اپنے بیٹے عبداللہ کو اہل شوریٰ یعنی منتخب کرنے والوں میں داخل کر لیا اور
اور وصیت کی کہ "اے عبداللہ یاد رکھ اگر وہ (اہل شوریٰ) انتخاب میں خلافت
طرفدار رہونا چاہیئے۔ اگر اُن کی رائیں برابر ہوں تو تجھے عبدالرحمن کی رائے کا طرفدار رہونا
بعد لوگوں کو جو دروازے پر جمع ہو رہے تھے اندر آنے کی اجازت دی جب لوگ آ گئے
اُن سے پوچھا کہ میری موت کی سازش میں کوئی بڑا آدمی تو شریک نہیں تھا سب نے کہا
کہ "خدا نہ کرے" حضرت علیؓ بھی دریافت حال کے واسطے آئے تھے اور وہ بیٹھے تھے کہ ابن عباسؓ
بھی آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے ابن عباس سے پوچھا کہ اے ابن عباس اس معاملہ (انتخاب) میں تو میرے
ساتھ متفق ہے یا نہیں۔ ابن عباس نے جواب دیا کہ میں متفق ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ دیکھنا کہیں
تم اور تمہارے ساتھی مجھے دھوکا نہ دیں۔ طبیب نے حضرت عمرؓ کو کھجور کا پانی پینے کو دیا مگر وہ جوں کا توں
زخم کی راہ سے نکل گیا۔ ناف کے نیچے کا زخم کاری لگا تھا اور اُس سے جانبر نہ ہو سکے آخری لمحات
جب اُن کا سر اپنے بیٹے عبداللہ کی گود میں تھا یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

ظلومٌ لنفسی غیرانی مسلمٌ میرے نفس کے لیئے مشکل ہوئی ہوتی اگر میں مسلمان نہ ہوتا۔
اصلی الصلوٰۃ کلہا واصومٌ مگر تمام نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا رہا ہوں۔

اور اسی طرح نیچی آواز میں کلمہ کا ورد کرتے رہے اور اسی حال میں اُن کی روح جسم خاکی سے
علیحدہ ہو گئی اور اس دار فانی سے جنت بریں کو سدھاری۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
کے محرم کی چھبیسویں تاریخ تھی۔

اس طرح پر وہ واقعہ ہو گیا جس کے سبب سے اسلام پر رونے والوں کی
ایک وجہ ہو گئی۔ اُن کی وفات کے مرثیوں میں سے شماخ کا مرثیہ درد
میں درد پیدا کرتا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

جزی اللہ خیراً من امیر وبارکت۔ خدا جزائے خیر دے

Marfat.com

یداللہ فی ذاک الادیم المرق اور خداوند تعالیٰ کا ہاتھ اُس جلد مین جو خنجر سے پارہ پارہ ہوگئی ہے برکت دے۔

قضیت امورا ثم غادرت بعدہا بوائج فی اکمامہا لم تفتق ہم نے اپنی خلافت مین بہت سے امور عظام کا فیصلہ کیا پھر اُن کے بعد اُن کے غلافون اور پردون مین ایسی مصیبتین چھوڑ دین جو اب تک ظاہر نہین ہوئی تھین۔

ابعد قتیل بالمدینۃ اظلمت لہ الارض تہتز العضاہ باسوق کیا بعد ایسے مقتول کے جو مدینہ مین قتل ہوا اور جس کے لیئے تمام زمین تاریک ہوگئی بڑے بڑے درخت اپنے تنون پر لہلہائین گے۔

(یعنی ایسا نہ ہوگا کیون کہ اُن کا غم سب مین اثر کر گیا ہے)

تظل الحصان البکر ملقی جنینہا تناخبر فوق المطی معلق پاک دامن شوہر دار عورتین ایسے حال مین ہوگئی ہین کہ اُن کے حمل کو اُس خبر کی ہیبت نے جس کو شتر سوار شہر بشہر لیئے پھرتے ہین گرا دیا ہے

وما کنت اخشی ان تکون وفاتہ یکفی سنبتی ارزق العین مسطرق اور مجھ کو یہ خوف نہ تھا کہ اُس کی موت ایک شخص جری اور ڈھیٹ اور گریہ چشم کینہ کم قد رکے دونون ہاتھون سے ہوگی کیون کہ اُس کا مرتبہ اس سے بڑا تھا۔

اسی طرح پر رونے والے رویا کرین گے اور اُن کے اوصاف بیان کرنے والے اُن کے اوصاف بیان کیا کرین گے مگر وہ اتنے تھوڑے نہین ہین کہ بیان کرنے سے بیان ہو جائین عبداللہ بن سلام اُن کے جنازے پر اُس وقت آئے جب کہ لوگ جنازہ پڑھ چکے تھے تو کہنے لگے کہ اگر تم نے جنازہ میرے سے پہلے پڑھ لیا ہے تو اُس کی ثنا کہنے مین مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ گے اور کہنے لگے "اے عمرؓ تو اسلامی بھائی اچھا تھا۔ حق کا سخی تھا۔ باطل کا بخیل تھا۔ رضا کے موقع پر تو رضی ہوتا تھا اور ناراضی کے موقع پر نارضی۔ نہ تو کسی کا مداح تھا اور نہ عیب گو۔ تیرا دل اچھا تھا اور تیری آنکھ عفیف تھی"۔ انگریزی مورخ کے الفاظ بھی ہماری ہم دردی کرین گے جو اُن کی وفات کا واقعہ بیان کر کے لکھتا ہے کہ "اس طرح وفات پائی حضرت عمرؓ نے جو پیغمبر صلعم کے بعد اسلامی

دنیا میں سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ تمام اُمیین کی [illegible] اور قوت اور سرگرمی سے شام، مصر اور ایران کی [illegible] کو ایسی حالت میں شروع کیا کہ وہ صرف عرب کے مالک تھے اور جب [illegible] سلطنت کے خلیفہ تھے جس میں ایران، مصر اور اہل روما کی سلطنت کے [illegible] شامل تھے۔ با این ہمہ اس عظیم الشان خوش قسمتی کے زمانے میں ایک معاملہ [illegible] کی ہم پلگی کو نہیں چھوڑا۔ اور عرب کے ایک سردار کی کفایت شعار اور سادہ زندگی نے [illegible] نہیں بڑھایا۔ دور مقامات سے جب کوئی اجنبی آتا تو مسجد کے صحن میں کھڑا ہو کر پوچھتا کہ "خلیفہ کہاں ہیں" حال آں کہ وہ شاہنشاہ اپنی سادگی کے ساتھ وہیں موجود بیٹھا ہوتا تھا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ نے ایک دن ایک شخص کو بنی نساک سے راستہ میں جاتے ہوئے دیکھ کر جو آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور سر اُٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اور کسی سے کلام نہیں کرتا تھا پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا کہ 'ناسک' یعنی نیک مرد ہے۔ یہ سن کر فرمانے لگیں کہ "خدا عمر پر رحمت نازل کرے کہ وہ بھی نیک مرد تھا۔ جب بات کہتے تھے بلند کہتے تھے۔ جب راستہ میں چلتے تھے تو تیزی سے چلتے تھے۔ جب طعام دیتے تھے تو سیر کر دیتے تھے اور جب مارتے تھے تو [illegible] کہ درد ہوتا تھا" حضرت عائشہ ہی نے اُن کے ذکر میں ایک دن کہا کہ "وہ روز [illegible] بناوٹ کے ایک ہی تھے۔ اپنے ہم عصروں کو اُنھوں نے معاملات کے واسطے نیا [illegible] ہے کہ رسول اللہ کے بعد میں نے عمر سے زیادہ تیز اور کھرا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت عثمان [illegible] ایک دن کہا کہ آپ حضرت عمرؓ کی طرح کیوں نہیں ہوتے تو کہنے لگے کہ [illegible] حکیم بن جاؤں" حضرت علیؓ نے ماہ رمضان میں مساجد میں قندیلیں دیکھیں تو [illegible] کی قبر کو ایسا روشن کرے جیسا کہ اُس نے مساجد کو روشن کیا ہے۔" [illegible] "اسلامی مورخ اُس قوی اور یک طرفہ دل والے خلیفہ کو الوداع کہتے وقت [illegible] نکالنے کا حق رکھتا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے ستاون برس کی عمر مین وفات پائی۔ گو انگریزی مورخ پچپن برس اور بعض روایات مین تریسٹھ سال لکھی ہے۔ اُن کا زمانہ خلافت ساڑھے دس سال کے قریب تھا۔

حضرت عمرؓ رنگ کے گورے تھے۔ سفیدی مین بہت سرخی ملی ہوئی تھی۔ قد مین آپ سب سے بلند تھے سر کے بال کم تھے۔ ڈاڑھی سپید تھی اور حنا سے رنگ کرتے تھے۔ آپ کی جسمانی خصوصیتون مین یہ امر تھا کہ دونون ہاتھون سے یکسان کام کرتے تھے۔ زر سے روایت ہے کہ عید کے دن مین مدینہ والون کے ساتھ باہر گیا تو مین نے حضرت عمر کو دیکھا کہ ننگے پاؤن جا رہے تھے۔ بوڑھے سر پر کم بال۔ گندم گون۔ دونون ہاتھون سے کام کرنے والے۔ اور لوگون سے اتنے اونچے کہ گویا سواری پر ہین۔ واقدی اس پر کہتا ہے کہ ہم نہین جانتے کہ حضرت عمر گندم گون تھے۔ شاید راوی مذکور نے اُن کو سال زیادہ مین دیکھا ہوگا۔ کیون کہ زیتون کے کھانے سے رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ ابو جابر عطاردی سے روایت ہے کہ حضرت عمر طویل جسیم۔ سفید رنگ والے جس مین سرخی بہت ہو ہلکے رخسارون والے (یعنی اُن کے رخسارون پر گوشت کم تھا) اور بڑی موچھون والے تھے جن کی طرفین مین بھورا پن تھا۔ آنکھون مین اُن کے سرخی بہت تھی۔ سر ولیم میور لکھتا ہے کہ "حضرت عمر کے کندھے چوڑے تھے اور قد مین بلند کہ لوگون کے گروہ سے اونچے نظر آرہے ہوتے تھے۔ قدم اُن کا لنبا پڑتا تھا اور صورت مین رعب و داب تھا۔ طبعاً وہ جلدی کرنے والے اور غصہ ور تھے۔ غصہ کی حالت مین اپنی موچھون کو بٹ دے کر نیچے مُنھ مین لے آتے تھے۔ لیکن وقت نے اُن کی طبیعت کو نرم کر دیا تھا اور اس تحکمانہ اور رعب و داب والی صورت کے نیچے اُن کا دل نرم اور ملنسار اور متواضع تھا۔"

طبری نے حضرت عمرؓ کے ازواج کی تعداد سات بیان کی ہے جن مین سے تین [illegible] مین نکاح کیا تھا۔ اُن کے نام زینب اور ملکہ اور قریبہ لکھے ہین۔ اور یہ کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو وہ اُن سے جدا ہو گئین۔ اور مدینہ مین اُنھون نے ام حکیم۔ اور جمیلہ اور ام کلثوم دختر حضرت علی از فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عاتکہ بنت زید چار عورتون سے نکاح کیا۔

لیکن ایک دوسری تاریخ مین اُن کے ازواج کی تعداد چھ بیان کی گئی ہے اور حالات مین بھی

Marfat.com

اختلاف ہے۔

پہلی زینب بنت مظعون جمحی جو عثمان اور قدامہ کی بہن تھی اسلام لائی اور ہجرت کر کے ساتھ گئی۔

دوسری عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل عدوی۔ آپ کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی۔ اور زید کی جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں بہن تھی۔ اُس سے جاہلیت میں نکاح کیا۔ وہ اسلام لائی اور ہجرت کر کے ساتھ گئی۔

تیسری ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی اخلح انصاری۔ اس کا نام عاصیہ تھا اور حضرت عمرؓ نے اُس کا نام جمیلہ رکھا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آن حضرت صلعم نے یہ نام رکھا تھا

چوتھی ام کلیم بنت حارث بن ہشام مخزومی۔ ابوجہل کی بھتیجی جس کا باپ اسلام لایا تھا۔

پانچویں ام کلثوم ملیکہ بنت جرول خزاعی۔

چھٹی۔ ام کلثوم بنت علیؓ ابن ابی طالب۔ بعض نے اس کا نام رقیہ بیان کیا ہے اور وہ سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا کے پیٹ سے تھیں۔ اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت عمرؓ نے اس سے نکاح کیا۔

طبری نے حضرت عمرؓ کی اولاد آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں لکھی ہیں۔ مگر دوسرے مورخ کا بیان ہے کہ نو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ جن کے نام عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمن اکبر۔ عبدالرحمن اوسط۔ عبدالرحمن اصغر۔ زید اکبر۔ زید اصغر۔ عیاض۔ عاصم۔ اور بیٹیوں کے نام حفصہ۔ فاطمہ۔ زینب تھے۔

عبداللہ بن عمر اپنے باپ کے سب بیٹوں سے افضل تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی۔ اُن کی ماں زینب مظعون تھیں۔ اپنے باپ کے ساتھ صغر سنی میں اسلام لائے۔ والدین کے ساتھ ہی ہجرت کی۔ بدر اور احد کے بعد سب لڑائیوں میں حاضر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں لڑائیوں میں وہ کم سن تھے۔ لیکن بعض نے اُن کا [illegible]

Marfat.com

مگر یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے۔

وہ بہت بڑے عالم۔ مجتہد۔ عابد۔ سنّت پر پورے چلنے والے۔ اور بدعت سے بھاگنے والے اور لوگون کو وعظ و نصیحت کرنے والے تھے۔ زہری کا قول ہے کہ ہم عبداللہ ابن عمر کی رائے کے برابر کسی کی رائے کو نہین سمجھتے۔ کیون کہ وہ رسول اللہ صلعم کے بعد ساٹھ برس تک زندہ رہے اور رسولؐ اللہ اور اصحاب کے حال سے کوئی چیز اُن سے مخفی نہ تھی۔ حافظ ابن حجر کا قول ہے کہ عبادلہ (عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر) اور صحابہ مین سے وہ سب سے زیادہ روایت کرنے والے تھے۔ سنت رسول اللہ پر چلنے اور عمل کرنے کا اُن کو عشق نہ تھا بل کہ جنون تھا۔ یہان تک پے روی کے دلدادہ تھے کہ جن کوچون سے رسولؐ اللہ گذرے تھے وہان سے وہ بھی گذرتے تھے۔ اُن کے پانؤن پر پانؤن رکھتے تھے۔ جہان بیٹھ کر رسول اللہ نے وضو کیا وہان اُنھون نے بھی بیٹھ کر وضو کیا۔ اُن کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جب تک اپنے باپ جیسے نہ ہوئے اُنھون نے وفات نہ پائی۔

سفیان ثوری عبداللہ بن عمر کی ایک عجیب و غریب عادات بیان کرتا ہے کہ جب اُن کو اپنے مال سے کوئی چیز پسند آتی تھی تو اُس کو صدقہ کر دیتے تھے۔ اُن کے غلام اس بات کو جانتے تھے اور اس سے عجب طرح سے فائدہ اُٹھاتے تھے کہ نماز اور روزہ اور عبادت مین بہت سرگرمی ظاہر کرتے تھے۔ ابن عمر جب یہ حال اُن کا دیکھتے تو اُن کو آزاد کر دیتے۔ کسی نے اُن سے کہا کہ یہ تم کو دھوکا دیتے ہین تو کہنے لگے کہ خدا کی عبادت کرنے مین جو دھوکا دے اُس کا دھوکا کھا لینے مین کچھ عیب نہین۔ اُن کے غلام نافع کا بیان ہے کہ اپنی زندگی مین اُنھون نے دس لاکھ غلام آزاد کیے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک ایک مجلس مین تیس تیس ہزار صدقہ کر دیتے تھے۔ اُن کے شرف کے واسطے اس سے زیادہ کیا چاہیے کہ رسول اللہ صلعم نے اُن کی نسبت فرمایا کہ "عبداللہ صالح آدمی ہے" اور ابن عباس کی روایت مین ہے کہ آن حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "ہر امت مین عالم ہوتا ہے اس امت کا عالم عبداللہ بن عمر ہے" اپنی زندگی مین اُنھون

Marfat.com

بڑے بڑے انقلاب دیکھے مگر کسی امر خلافت مین [illegible]
لڑائیان ہوئین وہ اُن سب سے الگ رہے۔ اپنے مرنے کے قریب [illegible]
زندگی مین کوئی چیز ایسی نہین پایا جس پر افسوس کرون اور اب اُس کے [illegible]
بجز اس کے کہ حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر باغی گروہ سے لڑائی نہ کی۔ مکہ مین [illegible]
سنہ ۷۴ھ کے آغاز مین اُنھون نے وفات پائی۔ سبب اُن کی وفات کا یہ تھا کہ حاجیون کے [illegible]
مین اُن کے پانون مین نیزے کا پھل چبھ گیا تھا۔ اُس کے زخم سے چند روز بعد وفات [illegible]
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ دانستہ اُن کے پانون مین حجاج بن یوسف نے نیزہ چبھوایا تھا۔ سبب اس
کا یہ تھا کہ عبدالملک بن مروان حجاج کو ابن عمر کے اقتدا کے واسطے کہا کرتا تھا۔ اور بعض موقعون پر
عرفہ وغیرہ مین ابن عمر حجاج سے آگے ہوتے تھے اور یہ اُس کو شاق گذرتا تھا۔ پس حجاج نے
ایک شخص مقرر کیا جس نے زہر مین بجھا ہوا نیزہ کا پھل اُن کے پانون مین چبھویا۔ عبداللہ ابن عمرؓ
نے رسول اللہ سے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) حدیثین روایت کی ہین۔ اصحاب کی ایک بڑی
جماعت اور تابعین کے ایک گروہ نے اُن سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عمر کے بیٹے سالم۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمن۔ عاصم۔ حمزہ۔ زید اور بلال
تھے۔ ہر ایک اُن مین صاحب علم و فضل تھا۔ اور سالم سب پر فائق تھے صحابہ کے بعد تابعین مین
جو فقہاے سبعہ شمار کیئے جاتے ہین۔ سالم اُن مین سے ایک تھے۔ اور اپنے باپ سے بہت
مشابہ تھے۔

حضرت عمرؓ کا دوسرا بیٹا عبدالرحمن اکبر عبداللہ کا حقیقی بھائی تھا۔ آن حضرت صلعم کو اُس نے
دیکھا ہے۔ مگر کوئی حدیث اُس سے مروی نہین ہے۔

تیسرا عیاض تھا جس کی مان عاتکہ تھی۔

چوتھا عاصم تھا اُس کی مان جمیلہ تھی۔ رسول اللہ صلعم کی حیات مین پیدا ہوا [illegible]
عمدہ درجہ رکھتا تھا۔ اپنے باپ اور صحابہ سے حدیث روایت کی ہے اور اُن سے [illegible]

حفص اور عبیداللہ اور اور لوگون نے۔ عمر بن عبدالعزیز انھین کے نواسے تھے۔ عاصم نے سنہ ہجری مین وفات پائی۔

پانچوان زید اکبر تھا۔ اس کی مان ام کلثوم بنت علیؓ تھی۔ تین برس کی عمر مین بنی عدی کی ایک لڑائی مین اُس کا سر پھٹ گیا اور چند روز بعد اُس نے اور اُس کی مان نے ایک ہی دن وفات پائی۔

چھٹا زید اصغر ام کلثوم بنت جرول سے تھا۔

ساتوان عبیداللہ اس کی مان بھی ام کلثوم بنت جرول تھی۔ یہ نہایت دلیر اور جنگ جو شخص تھا۔ حضرت عمرؓ جب شہید ہوئے تو عبدالرحمن بن ابوبکر نے ان سے کہا کہ ایک دن اُس نے ابولولو کو ہرمزان اور جفینہ کے ساتھ جو حیرہ کا ایک عیسائی تھا باہم مشورہ کرتے دیکھا ہے اور اُن کے پاس ایک دو رخا یا دو طرفہ خنجر تھا۔ اس سے ان کو حضرت عمر کے قتل کی نسبت سازش کا شبہ ہوا اور تلوار لے کر ان دونون کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمان کے سامنے اس کا مقدمہ ہوا۔ حضرت علی اور بعض اصحاب کی رائے تھی کہ عبیداللہ کو قصاص مین قتل کرنا چاہیئے مگر عمرو بن العاص وغیرہ نے اس سے مخالفت کی اور فدیہ دلوا دینے کی تجویز ٹھہری۔ عبیداللہ ۶۷ھ ہجری تک زندہ رہا۔ اور صفین کی لڑائی مین معاویہ سے مل کر لڑا اور مارا گیا۔ حضرت علی کی طرف سے اُس کے دل مین وہ رنج رہ گیا تھا۔

آٹھوان عبدالرحمن اوسط جو لہیہ لونڈی کے شکم سے تھا۔ کنیت اُس کی ابوشحمہ تھی۔ اسی کو حضرت عمرؓ نے حد ماری تھی جو واقعہ بیان ہو چکا ہے۔

نوان عبدالرحمن اصغر۔ اس کی مان بھی ام ولد تھی۔

حضرت عمرؓ کے بیٹیون مین سے اول حضرت حفصہ عبداللہ اور عبدالرحمن اکبر کی بہن ہین جنکا نکاح اول مکہ مین خنیس بن حذافہ سہمی سے ہوا تھا اور اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئی تھین خنیس کا مدینہ مین انتقال ہو گیا تو جناب رسول اللہ نے دوسرے سال ہجرت مین اُن

سے نکاح کیا۔ ساٹھ حدیثین اُن سے مروی ہین [illegible]

دوسری رقیہ ہین جو زید اکبر کی حقیقی بہن ہے۔ ابراہیم بن نعیم سے [illegible]

تیسری فاطمہ۔ ام کلیم کے پیٹ سے ان کا نکاح ان کے چچازاد بھائی عبد [illegible]

خطاب سے ہوا تھا۔

چوتھی زینب جو ام ولد فکیہ کے پیٹ سے تھی۔ عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ [illegible]

نکاح ہوا۔

حضرت عمر کی اولاد ذکور مین سے عبداللہ اور عبیداللہ اور عاصم کی اولاد رہی اور خدا نے ان کی نسل سے بڑے بڑے علما اور صلحا اور حافظ حدیث اور حامل آثار اور صاحب جاہ پیدا کیے ہندوستان مین بھی بہت سے فاروقی خاندان موجود ہین۔ دہلی کے چراغ اور فخر شاہ ولی اللہ صاحب اسی خاندان کی پُرفیض نشانی تھے اور دکن کے ملک حیدرآباد کے اس زمانے کے مدار المہام اور وزیر اعظم

ہز اکسلنسی نواب محمد مظہر الدین خان رفعت جنگ بشیر الدولہ

عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر سر آسمان جاہ بہادر

کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔

کا سلسلۂ نسب حضرت فاروق اعظم تک پہونچتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے خطوط اور خطبات کا ذکر کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہین ہے کہ ہم [illegible] خطبات کو اس کتاب مین نقل کرین۔ کیونکہ وہ اتنے تھوڑے نہین ہین کہ بجائے [illegible] سے کم مین اُن کی گنجائش ہو سکے۔ حضرت عمرؓ کے خطوط بے شمار ہین جو وہ سردار [illegible] عمال کو لکھتے تھے۔ ضروری امور پر جو خطوط لکھے جاتے تھے اور جنگ [illegible] کوچ اور معاہدون اور شرطون کی نسبت ہوتے تھے وہی لکھتے مشکل ہین۔ [illegible]

کے فیصلے اور امور اہم اور واقعات کی اطلاع پر بہت خطوط لکھے گئے ہین۔ ان کے علاوہ عام طور پر ہدایات ضروری اور پند و نصائح اور تحسین اور ملامت وغیرہ مضامین پر اسی قدر خطوط لکھے جاتے تھے۔ اُن کے خطوط مین خوبی یہ تھی کہ عموماً اختصار لیئے ہوئے ہوتے تھے۔ اور اسلامی دنیا کے فرامین اور احکام اور خطوط کے واسطے وہ سب سے عمدہ نمونے کا کام دے سکتے ہین۔ حضرت عمرؓ کے دو منشی عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت تھے۔

خطبات حضرت عمرؓ کے جو جمعہ کے دن اور اسلامی تقریبات اور اور مختلف موقعون پر کہے گئے ہین بہت کثرت سے ہین۔ اُن مین بھی پند و نصائح اور امور ضروری کا ذکر اور بیان ہوتا تھا۔ اس زمانے مین گو خطبہ کو جو جمعہ اور عید کے دن پڑھا جاتا ہے چند خاص الفاظ مین محدود کر دیا گیا ہے مگر حضرت عمرؓ کے خطبے اس بات کا ثبوت ہین کہ ہر ایک قسم کے اخلاقی اور علمی اور ملکی وغیرہ تذکرون اور ہدایتون کے واسطے وہ نہایت وسیع گنجائش رکھتے تھے اور مجالس اور جلسون کی ضرورت کو پورا کرتے تھے۔ اُن کے خطبات سے اُن کی فصاحت و بلاغت اور علم و تجربہ اور برجستہ گوئی کی قوت معلوم ہوتی تھی۔

حضرت عمرؓ کے اقوال جو کتابون مین کثرت سے بیان ہوئے ہین وہ انھین خطوط اور خطبات اور عام طور پر جو اُنھون نے لوگون کو پند و نصیحت کے طور پر فرمائے ہین اخذ کیئے گئے ہین اُن مین سے چند اقوال ہم ذیل مین درج کرین گے۔ بلاشبہ ایک ایسی بزرگ اور کامیاب زندگی کے وہ ایسے اقوال ہین اور اس قابل ہین کہ اُن کو آب زر سے لکھا جائے۔ اور ہر ایک شخص ہر زمانے مین اُن کو اپنی زندگی کا راہ نما اور اصول مقرر کرے۔

اقوال

قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے۔ امانت یہ ہے کہ باطن ظاہر کے مخالف نہو۔ پرہیزگاری بچنے کا نام ہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرے اللہ اُسے بچاتا ہے۔

اے لوگو۔ علم کا حاصل کرنا لازمی سمجھو۔ یہ ایک چادر ہے جو ہر طالب علم کو اُڑھاتا ہے۔

Marfat.com

ایک عالم کی موت جو اللہ کے حلال و حرام کو جانتا ہو ہر
موت سے زیادہ افسوس ناک ہے۔
بین اس امت پر کسی امر کا اتنا خوف نہیں کرتا جتنا کہ ایک عالم منا
پر ہوا اور دل جاہل ہو۔
علم ریا اور فخر اور سرکشی کے واسطے نہ سیکھنا چاہیئے اور اہل کے
تمیم داری کو انھوں نے پوچھا کیا چیز سرداری کراتی ہے۔ اس
نے کہا سچ کہا۔
علم نجوم کو بحر و بر میں رستہ تلاش کرنے کے واسطے سیکھو اور
کسی کی مدح کرنا اس کو ذبح کرنا ہے۔
جو شخص زیادہ ہنسے اس کی ہیبت کم ہوتی ہے جو مسخرہ کرے اس کو لوگ خفیف سمجھتے ہیں
جو زیادہ گوہے زیادہ غصہ ور ہوتا ہے۔ جو زیادہ غصہ ور ہوتا ہے وہ کم لحاظ ہوتا ہے۔ جو
کم لحاظ ہو وہ پرہیزگار کم ہوتا ہے۔ جو پرہیزگار نہ ہو اس کا دل مردہ ہوتا ہے۔
اس سے بڑھ کر کوئی گم راہی نہیں کہ لوگوں کو اس بات کی تہمت لگائے جو آپ کا ہوا
عیب وہ نکالتا ہو جو خود اس میں ہوں اور لایعنی باتوں سے وقت ضایع کرنا
جو شخص حرص اور طمع اور غضب سے بچا اس نے مخلصی پائی۔
امام کے علم سے زیادہ کوئی علم اللہ کو پیارا اور نفع بخش نہیں ہے اور
زیادہ بری اور مضر کوئی شے نہیں ہے۔
تواضع یہ ہے کہ مسلمانوں کو پہلے سلام کہے۔ مجلس میں کم جگہ پر
سمجھے۔
طمع فقر ہے اور بے طمعی غنا ہے۔
اس شخص پر خدا رحمت کرے جو اپنے بھائی کو اس کے عیوب

Marfat.com

فاجر کی صحبت نہ کر اور اپنا راز اُسے نہ بتا۔ نیک سے مشورہ لے۔

اپنے نفسون سے حساب کرو پیشتر اس کے کہ تمھارا حساب ہو۔

توبۃ النصوح یہ ہے کہ بُرے عمل سے ایسی توبہ کی جاے کہ اُس پر پھر عمل نہ ہو۔

حاکمون مین سعید وہ ہے جس کی رعایا سعید ہو۔

کوئی شخص اللہ کے حکم کو لوگون مین نہین قائم کر سکتا۔ جب تک مضبوط ارادہ والا اور تجربہ کار نہ ہو۔ لوگ اُس کے عیبون پر مطلع نہ ہون۔ حق کرنے مین کسی بڑے آدمی سے اور کسی کی ملامت سے نہ ڈرے۔

ایمان باللہ کے بعد سب سے اچھی چیز۔ نیک خلیق۔ محبت کرنے والی۔ اور صاحب اولاد عورت ہے۔ اور کفر کے بعد سب سے بُری چیز بدخلق اور زبان دراز عورت ہے۔

جو کلمہ تیرے مسلمان بھائی کے مُنھ سے نکلے جب تک اُس کا اچھا محل پا سکتا ہے اُس کو شرارت نہ خیال کر۔

تین چیزین تیری دوستی کو تیرے بھائی کے دل مین پختہ کرین گی۔ جب اُس سے ملے سلام کہنے مین پیش دستی کرے۔ اُس کو پسندیدہ نام سے بُلائے۔ اور اپنی مجلس مین اُس کے واسطے جگہ فراخ کرے۔

مین پسند کرتا ہون کہ ایک شخص اپنے کنبہ مین بچّے کی طرح ہو اور جب کاروبار مین ہو تو مرد کی طرح۔

آدمی تین قسم کے ہین۔ کامل۔ کاہل۔ اور لاشے۔ کامل وہ صاحب الرائے ہے جو لوگون سے بھی مشورہ لے اور اُن کی رائے کا موازنہ کرے۔ اُس سے کم وہ صاحب الرائے (کاہل) ہے جو اپنی رائے پر چلے دوسرون سے مشورہ نہ لے۔ تیسرا لاشے ہے جو نہ خود عقل رکھتا ہو نہ دوسرے سے رائے لے۔

خشوع دل مین ہوتا ہے۔ جو شخص لوگون کے واسطے دل سے زیادہ اپنا خشوع ظاہر

Marfat.com

Marfat.com